تاریخ الخلفاء

پہلی سے نویں صدی ہجری تک خلفاء و امرائے اسلامیہ کی
مشہور و مستند کتاب

مصنف:
حضرت امام جلال الدین عبد الرحمن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
الاستاذ طارق اسمعیل (فاضل بھیرہ شریف)

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۔ لاہور

مرکزالعلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان
www.waseemziyai.com

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

August-2018

اہلسنت وجماعت کاقرآن وسنت کاعظیم ادارہ۔

مرکزالعلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کاعظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145
شعبہ ناظرہ: 200
درسِ نظامی: 105
شعبہ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ: 14 اساتذہ
شعبہ درسِ نظامی وتجوید: 10 اساتذہ
شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ
باورچی: 2
خادم: 4
چوکیدار: 2

کل طلباء کم وبیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکزالعلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION
HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:00500025657003 - branchcode:0050

f @markazuloloom
waseem ziyai
www.waseemziyai.com

تاریخ الخلفاء

پہلی سے نویں صدی ہجری تک خلفاء و امرائے اسلامیہ کی
مشہور و مستند کتاب

مصنف:
حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:
الاستاذ طارق اسمٰعیل (فاضل بھیرہ شریف)

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ - لاہور
Ph: 042-37248657- 37249558
Mob: 0300-9467047- 0321-9467047- 03004505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2014ء

بار اول............1000

ہدیہ............350

ناشر............نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

زاویہ پبلشرز

شوروم

ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37248657 042-37249558

Email: zaviapublishers@gmail.com

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5551519
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بہاول پور	0301-7728754
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
اقرا بک سیلرز، فیصل آباد	041-2626250
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد	0321-3025510

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

فہرست

تذکرہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	13
کتاب تصنیف کرنے کی وجہ	14
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا	18
امامت وخلافت قریش کے لیے	20
مدتِ خلافتِ اسلامیہ	20
بنوامیہ کی خلافت کی خبر	23
بنوعباس کی خلافت کی بشارت والی احادیث	24
خلفاء کا باپ	25
زمانہ خلافت عباسیہ	26
خلفائے بنوعباس	30
تاریخ خلفاء پر کتب	33
خلفاء کا طریقہ بیعت	33
خلافتِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	34
فضائل ومناقب	34
صدیق لقب کی وجہ	36
اسلام لانے کا واقعہ	39
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت	41
شجاعت وبہادری	42
مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تصدق کرنا	43
علم میں مقام	46
فہم وفراست	46
قلیل احادیث مروی کا سبب	47
علم الانساب اور علم تعبیر میں مہارت	48
افضل الصحابہ	49
آپ کی شان میں قرآنی آیات	52
کامل الایمان	54
فضائل ومناقب میں احادیث	57
آپ کی خلافت پر احادیث وآیات وآثار	65
اقوال آئمہ کی روشنی میں خلافت ابوبکر	67
قرآن سے خلافت صدیقی کا ثبوت	69
صحابہ کا خلافت صدیقی پر اجماع تھا	71
خلافت صدیقی کے اہم واقعات	78
مانعین زکوٰۃ سے جنگ	78
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال	81
مسیلمہ کذاب کا قتل	81
جمع قرآن	82
سرکاری وظیفہ	84
بوقت وصال بیت المال خالی تھا	85
مرض اور وفات	87
حضرت عمر کے بارے مشورہ اور وصیت نامہ	87

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

تین شخص سب سے زیادہ عقلمند	89
حضرت عمر کا تقرر پر صحابہ کی رضامندی	89
نماز جنازہ اور تدفین	92
روایت کردہ احادیث کی تعداد	93
آپ سے روایت کرنے والے صحابہ کرام	93
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور قرآن کی تفسیر	100
آپ کے اقوال، فیصلے، خطاب اور دعائیں	101
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو قتل کر دو	104
مشتبہ کھانا قے کر دیا	107
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبات	107
نصائح صدیقی	110
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعائیں	110
چار پشتیں صحابی	115
صاحبِ کمال سلف	115
حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	117
مروی احادیث	117
قبولِ اسلام	117
لقب فاروق کی وجہ	121
اسلام کے عروج و زوال	123
فضائل و مناقب میں احادیث	124
اہلِ جنت کے چراغ	126
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت، عداوت	127
آسمانی کتب سماویہ میں تذکرہ	129
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور موافقات قرآن	130
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات	134
دریائے نیل کے نام خط	135
جھوٹ کی پہچان	136
سیرتِ فاروقی	137
گورنروں کے لیے شرائط نامہ	137
پیوند اور صوف کا لباس	138
زمانہ خلافت میں تجارت	139
فتوحاتِ فاروقی	140
مسجد نبوی شریف کی توسیع	140
دعا شہادت	141
کتب سماوی میں شہادت کی خبر	141
قبل شہادت خواب	142
خلافت کے بارے میں صلاح و مشورہ	143
خلیفہ کا تقرر	144
تاریخ شہادت اور تدفین	145
اولیات فاروقی	146
لقب امیر المومنین کی ابتداء	147
مخلوق کی خبرگیری	149
خلیفہ اور بادشاہ میں فرق	149
قیصر روم کا خط	150
عمال کے اثاثوں کی فہرست	151
بیٹے کو سزا	152
اہلِ بیت سے محبت	153
جنات کا شانِ عمر میں قصیدہ پڑھنا	154

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حضرت عمر کی وفات پر جنوں نے نوحہ کیا	156
زمانۂ خلافت میں فوت ہونیوالے اسلاف	157
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	158
ولادت	158
ذوالنورین لقب کی وجہ	159
حلیہ حسن جمال	160
بمعہ اہل کے ہجرت	161
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت	161
فضائل ومناقب میں احادیث	161
بیعت رضوان	162
شہادت کی خبر	162
بیعت خلافت	163
آپ کے زمانۂ خلافت کے اہم واقعات	165
مروان کو ہمارے حوالے کرو لوگوں کا مطالبہ	169
حضرت عثمان کا انکار اور گھر کا محاصرہ	170
محمد بن ابوبکر کا اندر داخل ہونا اور ایک بلوائی کا قتل کرنا	170
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برہمی	171
مروان کا فرار ہونا اور قتل کی تفتیش	172
حضرت مغیرہ بن شعبہ سے گفتگو	172
خصوصیات	173
تاریخِ شہادت	173
قاتلوں کا بُرا انجام	174
پہلا اور آخری فتنہ	174
حضرت علی پر شہادت کا اظہار	174
اسلاف کا شہادت پر اظہار	175
عصا توڑنے والے کا برا انجام	176
اولیات عثمانی	176
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	178
ابوتراب لقب کی وجہ	179
مروی احادیث کی تعداد	179
فضائل ومناقب میں احادیث	180
رشتہ مواخات	181
حضرت علی کی شان میں اقوال	182
خاص خصائل	184
قرآن، علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے	184
بیعت خلافت	185
خوارج کا ظہور اور ان سے جنگ	186
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	186
قاتل ملجم کا برا انجام	187
مزارِ مقدس	188
توکل علی اللہ	190
خلفائے راشدین کون تھے	190
حضرت علی المرتضیٰ کے فیصلے	191
حضرت علی کے اقوال	193
حضرت علی المرتضیٰ کی شاعری	195
امام حسن کو آٹھ باتوں کی وصیت	196
حکمت آموز اقوال	198

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آپ کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	199
حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ	200
فضائل ومناقب	200
فحش گوئی سے محفوظ	202
تحمل مزاجی	202
حق گوئی	202
مروان نے آپ کے تحمل کا اعتراف کیا	203
آپ کو زہر دیا گیا	204
عجیب خواب	205
بوقت وصال گھبراہٹ	206
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	207
فضائل ومناقب	207
خلافت	208
مروان حاکم مدینہ منورہ مقرر	208
یزید کے لیے بیعت	209
آپ کی والدہ کا عجیب وغریب خواب	210
حضرت امیر معاویہ خلیفہ نہیں بادشاہ ہیں	212
اولیاتِ امیر معاویہ	214
عرب میں چار عقلمند	217
آپ کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	219
یزید بن معاویہ	2219
امام حسین کا یزید کی بیعت سے انکار	220
امام حسین کی کوفہ روانگی	221
گستاخ کا برا انجام	222
شہادت حسین پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صدمہ	223
جنات کا نوحہ کرنا	223
یزید کو امیر المومنین کہنے پر دروں کی سزا	224
یزید کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	224
معاویہ بن یزید	226
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	226
پیدائش، فضائل ومناقب	226
بیعت خلافت	227
کعبہ کی توسیع	227
مروان کی بغاوت	227
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	228
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت	228
غلافِ کعبہ	229
مدعی نبوت سے مقابلہ	230
عبدالملک بن مروان	230
صحابہ کرام پر ظلم وستم	230
اولیات عبدالملک	233
وصال	236
آپ کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	239
ولید بن عبدالملک	239
ظالم حکمران	239
فتوحات اور وصال	240
ولید کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	241
سلیمان بن عبدالملک	241

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

فتوحات، وصیت اور وصال	242
حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خلیفہ منتخب ہونا	243
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ	244
آپ کے بارے میں پیشین گوئیاں	245
حاکم مدینہ منورہ	245
فضائل ومناقب	246
بنوامیہ کے نجیب	246
حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات	246
خلیفہ منتخب ہونے پر افسوس	247
پہلا خطبہ	247
باغ فدک	248
غیبی اعلان	250
مہدی امت کون؟	251
امیر المومنین کا لباس	252
فاطمہ بنت علی المرتضیٰ کا تعریف کرنا	253
جنت کا شوقین دل	254
ہمارے لیے ہدیہ، رشوت ہے	254
خلافت کی زینت	257
صحابی کی بیٹی کی تعظیم	257
تحمل مزاجی اور بہتر مشورہ	258
خطبہ جمعۃ المبارک	259
اپنی جیب سے دینار عطا کرنا	261
جہنم سے نجات کا پروانہ	263
زہر دینے والے قاتل سے حسنِ سلوک	264

تاریخ اور مقام وصال	264
آپ کے زمانہ میں فوت ہونے والے اسلاف	265
یزید بن عبدالملک بن مروان	265
حضرت عمر بن عبدالعزیز کا وصیت نامہ	265
یزید بن مہلب کا خروج اور قتل	266
ہشام بن عبدالملک	266
ہشام کا وصال اور فتوحات	267
زمانہ ہشام کے اہم واقعات	267
ایک بادشاہ کا فقیری اختیار کرنا	268
ولید بن یزید بن عبدالملک	269
شراب نوشی، دیگر خرافات اور قتل	269
ولید کا فسق وفجور	271
یزید الناقص ابو خالد بن ولید	271
ابراھیم بن ولید بن عبدالملک	273
مروان الحمار	274
حمار کی وجہ تسمیہ	274
مروان کا عبرت ناک انجام	275
ابو العباس سفاح	275
بنی عباس میں حکومت کی پیشین گوئی	276
دعوتِ عباسیہ کی ابتداء	276
سفاح کا وصال	278
منصور ابو جعفر عبداللہ	279
امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم	279
منصور کی تخت نشینی	280

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سادات کا قتل	281
بغاوت اور اس کا سدِ باب	282
خلفاء اور بادشاہ چار ہیں	283
منصور کو بزرگ کا نصیحت کرنا	286
حاکم وقت کے خلاف فیصلہ	286
بے خوف و خطر قاضی	286
علم حدیث سے شغف	287
خلیفہ منصور کا پھٹا لباس	288
منصور کی شاعری	289
منصور کے سامنے حق گوئی	289
اولیاتِ منصور	291
منصور سے مروی احادیث	291
المھدی ابو عبداللہ محمد بن منصور	293
حرم شریف کی توسیع	295
خطبہ میں درود شریف پڑھنا	298
مہدی سے مروی احادیث	299
ابو محمد موسیٰ ھادی بن المھدی	299
پیدائش و وصال	300
تعریف حضور ﷺ پر پچاس ہزار درہم انعام	302
ہادی سے مروی احادیث	303
ھارون الرشید ابو جعفر	303
محبت رسول ﷺ	305
اہلِ علم کا احترام	305
اہلِ علم کی خدمت	306
ہارون الرشید اور مشاہیر عالم	307
واقعہ مباہلہ	307
فتوحات	308
خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ	311
اہلِ بیت سے محبت	313
ابن سماک ؒ کی نصیحت	313
اولیات ہارون الرشید	315
مروی احادیث	317
امین محمد ابو عبداللہ	317
علی بن عیسیٰ کی شکست اور قتل	318
مامون کو بھائی کے قتل پر صدمہ	321
امین کی بدکرداریاں	321
امین کے بارے امام حنبل کا فرمان	322
امین کی شاعری	323
امین سے مروی احادیث	324
المامون عبداللہ ابو العباس	325
امام علی بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا تقرر	326
حضرت علی نے اولاد عباس کو حاکم مقرر کیا تھا	327
فتوحات	328
خلق قرآن پر علماء بغداد کو خط	328
قتل عام کا حکم	332
مامون کی علالت	332
احترام استاذ	334
حدیث کے متعلق غور و خوض کریں	337

MARKAZ UL OLOOM IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

ایک خارجی سے مکالمہ	338
عدل کی ابتداء کیا ہے؟	339
مفلسی سے محفوظ رہنے کا عمل	341
مامون کے نکاح پر فقیر کا تحفہ	341
کنیز کی حاضر جوابی	342
مامون کی عادت معاف کر دینا تھی	342
مامون شطرنج کا شوقین تھا	342
سخی اور مہربان	344
کعبہ پر سفید غلاف چڑھانا	346
مامون کے اشعار	346
مامون کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	350
المعتصم باللہ ابو اسحاق	351
معتصم کے مظالم	352
وصال	353
بادشاہ کے خط کا جواب	355
معتصم سے مروی احادیث	355
معتصم کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	356
الواثق باللہ ہارون	356
احمد بن نصر خزاعی کا سولی پر قرآن پڑھنا	357
خلق قرآن کے مسئلہ سے تائب	358
استاذ کا احترام	360
وصال	360
واثق کے مختصر حالات	360
المتوکل علی اللہ جعفر	361
سنت نبوی کا احیاء	361
شہداء کربلا کے مزارات منہدم کرنے کا حکم	362
محبت حسنین رضی اللہ عنہما میں قتل	364
آسمان سے ہولناک آواز اور زلزلہ	364
حضرت ذوالنون مصریؒ کا احترام	365
امام شافعیؒ سے عقیدت	366
حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا خواب	369
متوکل سے مروی احادیث	369
متوکل کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	370
المنتصر باللہ محمد ابوجعفر	370
المستعین باللہ ابوالعباس	372
المعتز باللہ محمد	373
وصال	374
المہتدی باللہ	375
زہد و تقویٰ	375
مہتدی کے زمانہ کی شورش	376
المعتمد علی اللہ	377
قحط سالی	378
اسحاق بن کنداج کی غداری	379
ابن طولون کا معتمد کی حمایت کرنا	379
معتمد کی سامرہ واپسی	380
فرقہ قرامطہ کا ظہور اور ان کی خرافات	381
معتمد کا وصال	381
معتمد کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	381

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

المعتضد باللہ احمد	382
امن سکون کا زمانہ	383
زلزلہ اور سیاہ آندھی	384
رسومات قبیحہ کا انسداد	384
معتضد کا وصال	386
المکتفی باللہ ابو محمد	387
نعمت خانے مسجدوں میں تبدیل	387
قرامطیوں سے جنگ	388
وصال	388
مکتفی کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	388
المقتدر باللہ ابو الفضل	389
بنوعباس کے زوال کا آغاز	390
منصور حلاج تختہ دار پر	391
قرامطیوں کی فتنہ انگیزی	393
مقتدر کی بحالی اور امن وامان	393
حجاج کرام پر ظلم اور حجر اسود کی بے حرمتی	394
حجر اسود کی کرامات	394
میزابِ کعبہ کا گستاخ	394
مقتدر کا قتل	395
مقتدر کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف	396
القاہر باللہ ابو منصور	397
لہو ولعب پر پابندی	397
ابن مقلہ کا القاہر پر خروج	398
القاہر باللہ کا انتقال	399
الراضی باللہ ابو العباس	401
مدعی الوہیت کا ظہور اور قتل	402
راضی کا وصال	403
المتقی للہ ابو اسحاق	405
سبز گنبد منہدم	405
توزون کی غداری	407
متقی کا انتقال	407
المستکفی باللہ ابو القاسم	408
مستکفی کا انتقال	409
المطیع للہ ابو القاسم	409
حجر اسود کی تنصیب	410
ایک شیطان صفت قوم کا ظہور	410
زلزلے اور دیگر تباہ کاریاں	410
صحابہ کرام کو سب وشتم	411
یوم عاشورا کو نئی بدعت کی ایجاد	412
رافضیوں کی حکومت	412
قاضی کا عہدہ اور شرائط نامہ	414
مطیع پر فالج کا حملہ	415
سلطنت بنوعباسیہ کی تباہ حالی	415
مطیع کا انتقال	415
الطائع اللہ ابو بکر	416
روافض کی یلغار	416
عضد الدولہ کی ولی عہدی	417
طائع اللہ کا انتقال	421

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

القادر باللہ ابو العباس	421
حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی محبت میں قتل	422
شیعہ سنی فسادات	423
گرجے گرانے کا حکم اور بعد میں تعمیر	423
القادر کا انتقال	424
القائم بامر اللہ ابو جعفر	425
بساسیری کا ظلم وستم	425
چاند جیسا ستارہ	428
مدرسہ نظامیہ کی تعمیر مکمل	428
سلطان الپ ارسلان کا قتل	429
قائم بامر اللہ کا انتقال	430
المقتدی بامر اللہ ابو القاسم	430
ملک شاہ کا بغداد آنا اور اس کا انتقال	432
المستظہر باللہ ابو العباس	433
فرنگیوں کا ظلم وستم اور مسلمانوں کا قتل عام	434
جھوٹے نبی کا قتل	436
باطنیوں کی فتنہ انگیزی	436
المستظہر کا انتقال	437
المسترشد باللہ ابو منصور	438
انتقال	440
بادلوں سے آگ کی برسات	440
الراشد باللہ ابو جعفر	441
المقتفی لامر اللہ ابو عبد اللہ	442
نور الدین زنگی کی فرنگیوں سے جنگ	444
سلطان مسعود کا انتقال	444
مقتفی کا انتقال	445
سلام کا سنت طریقہ	446
المستنجد باللہ ابو المظفر	447
مستنجد کا انتقال	449
المستضی بامر اللہ الحسن	449
روافض کا زور ٹوٹ گیا	450
مصر پر سلطان صلاح الدین کا قبضہ	450
سلطان صلاح الدین کا وصال	452
مصر اور قاہرہ کے گرد فصیل	452
مستضی کا انتقال	453
الناصر الدین اللہ احمد	453
صدر جہاں کے ساتھ عجیب واقعہ	455
ایک عجیب وغریب واقعہ	456
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل شخص کون ہے؟	457
شوقِ حدیث	457
الناصر کا انتقال	458
بیت المقدس کی فتح	459
قرآن سے ایک عجیب پیشین گوئی	459
سلطان صلاح الدین کا انتقال	459
اہم واقعات	461
الظاہر بامر اللہ ابو نصر	463
ظاہر کی دیانت اور انصاف	463
علماء وصلحاء کی خدمت	464

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ظاہر کا انتقال	464
المستنصر باللہ ابو جعفر	465
المستنصر کا انتقال	467
المستعصم باللہ ابو احمد	468
مدینہ طیبہ میں آگ کا نکلنا	470
دیگر مورخین کی آراء	471
چنگیز خاں کو تاتاری خدا سمجھنے لگے	472
چنگیز خان کا ظلم و ستم	474
تاتاریوں کا بغداد پر تباہ کن حملہ	475
بغداد کی تباہی پر شعراء کے مرثیے	476
ہلاکو خان کا والی دمشق کے نام خط	477
دوسرا خط، تیسرا خط	478
حلب پر تاتاریوں کا حملہ	480
تاتاریوں کو شکست	480
المستنصر باللہ احمد	481
جمعہ کی امامت	482
المستنصر کا انجام	482
الحاکم بامر اللہ ابو العباس	483
تاتاریوں کا مسلمان ہونا	484
ہلاکو خان کی موت	484
سلطان الظاہر کا انتقال	485
ہلاکو خاں کا پوتا مسلمان ہوگیا	486
الحاکم کا انتقال	487
المستکفی باللہ ابو الربیع	487
روافض کی ترقی اور زوال	489
المستکفی کی قید اور انتقال	490
الواثق باللہ ابراہیم	491
الحاکم بامر اللہ ابو العباس	493
المعتضد باللہ ابو الفتح	495
المتوکل علی اللہ ابو عبد اللہ	496
المستعین باللہ ابو الفضل	500
المعتضد باللہ ابو الفتح	501
المستکفی باللہ ابو الربیع	503
المتوکل علی اللہ ابو العز	506
حکومت امویہ جو اسپین میں قائم ہوئی پر ایک نظر	508
دولتِ خبیثہ عبیدیہ پر ایک نظر	510
حکومتِ بنی طباطبا علویہ حسینیہ پر ایک نظر	511
دولتِ طبرستان پر ایک نظر	511

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

تذکرہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

نام نامی اسم گرامی عبد الرحمٰن ہے لیکن دنیا علم وادب میں اپنے لقب جلال الدین کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ عبد الرحمن جلال الدین بن ابو بکر محمد کمال الدین بن محمد سابق الدین ہے۔ علامہ سیوطی قصبہ سیوط میں جو دریائے نیل کے مغربی کنارے پر ہے یکم رجب ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں اس وقت سلاطین عباسیہ کا اقتدار تھا۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ محترم سلطان المستنصر باللہ کے دامن سے وابستہ تھے اور اس کی اتالیقی کے فرائض چونکہ انجام دے چکے تھے اس بناء پر وہ آپ کی بہت عزت و احترام کرتے تھے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابھی چھ سال کی عمر میں تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا لہٰذا تحصیل علم کے لیے علامہ شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اسی طرح علامہ شیخ شمس سیرانی اور شیخ شمس فرومانی حنفی رحمہم اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے اور بہت سی کتابیں پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ میں علامہ شرف الدین الغاوی اور علامہ محی الدین کافیجی رحمہم اللہ کے نام سرفہرست ہیں۔ آخر الذکر علامہ کافیجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چودہ سال تک مسلسل حاضر رہے۔ تحصیل علم کے بعد ۲۲ سال کی عمر میں انشاء کا کام شروع کیا اور ۸۷۲ھ سے املاء حدیث کا بھی شرف آپ کو حاصل ہوا۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "حسن المحاضرہ" میں خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر وحدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں کمال عطا کیا آپ خود اپنی اسی دعا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے حج کے موقعہ پر آبِ زمزم پیا اور یہ نیت کی کہ فقہ میں مجھے شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا رتبہ مل جائے۔ آپ کی قوتِ حافظہ یہ کمال تھا کہ آپ کو دو لاکھ احادیث یاد تھیں۔ فرماتے ہیں اگر اس سے بھی زیادہ ملتیں تو ان کو بھی یاد کر لیتا۔ جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو آپ نے درس وتدریس، افتا، قضا وغیرہ کی مصروفیات کو ترک کر دیا۔ تجرد اور گوشہ نشینی کو اختیار کر لیا۔ تصنیف وتالیف، عبادت وریاضت اور رشد وہدایت میں باقی زندگی گزار دی۔ آپ کی دینی خدمات بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قبول ہوئیں اور سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم رؤیا میں آپ کو یا شیخ السنہ یا شیخ الحدیث کہہ کر مخاطب فرمایا۔ شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ سے دریافت کیا کہ سرور الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے کتنی مرتبہ مشرف ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا ستر مرتبہ سے زیادہ۔

آپ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۹۱۱ھ میں ایک معمولی مرض یعنی ہاتھ کے ورم کے شدت اختیار کرنے پر وفات پائی اور قصبہ سیوط مصر میں ہی دفن ہوئے۔

محمد عبد الاحد قادری

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِنَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الْمُجْتَبٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَبَدًا اَبَدًا۔ اَمَّا بَعْدُ!

یہ ایک نہایت عمدہ تاریخ ہے جسے میں نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے لے کر اس زمانے کے تمام خلفاء و امراء کا ترتیب وار تذکرہ رقم کیا ہے جن پر امت مسلمہ متفق ہے اور اس تاریخ میں زمانے کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جو پہلے اس کا پہلے آیا ذکر اور اس کے بعد جو آیا اس کا بعد میں بیان ہوا۔ نیز ان تمام عجیب تر واقعات، حوادثات کو بھی ضبط تحریر میں لایا گیا جو ان ادوار میں ظہور پذیر ہوتے رہے۔ ساتھ ہی ساتھ ایسے نامور علمائے دین اور ائمہ مجتہدین کے احوال بھی قلمبند کئے گئے ہیں جو ان کے زمانوں میں جلوہ افروز ہوئے۔

کتاب تصنیف کرنے کی وجہ:

اس مبارک کتاب کی تصنیف کا باعث متعدد وجوہ ہیں جن میں سے ایک یہ کہ اکابرین امت کے حالات و سوانح کا احاطہ کیا جائے۔ تاکہ اہل علم پسند فرمائیں، کیونکہ بکثرت لوگوں نے تاریخ پر کتابیں مرتب کیں جو رطب و یابس سے خالی نہیں ان میں زیادہ تر غلط سلط واقعات پر مبنی ہیں جب کہ انہوں نے مکمل طور پر بیان کرنے کی بھی کوشش نہیں کی (تاکہ اہل علم و قلم از خود صحیح اور غلط کی تمیز کر سکیں) نیز ان کا انداز تحریر کہیں مجمل ہے تو کہیں بلاوجہ طوالت اختیار کر گیا ہے جو طباع علمیہ کے ملال کا سبب ہے۔

ایسی وجوہ کے پیش نظر میں نے ارادہ کیا کہ ہر طبقے کے الگ الگ حالات پر مشتمل تاریخ مرتب کی جائے تاکہ قارئین کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ہو۔

چنانچہ میں ''کتاب الانبیاء'' علیہم السلام اور کتاب الصحابہ رضی اللہ عنہم کے احوال و آثار پر لکھی کتاب صحابہ رضی اللہ عنہم تو حضرت الاسلام ابوالفضل ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ''کتاب الاصابہ'' کا خلاصہ ہے ایسے ہی مفسرین کے حالات پر مشتمل ایک کتاب تصنیف کی نیز حفاظ حدیث پر بھی کتاب لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی جو امام ذہبی کی تالیف طبقات کی تلخیص ہے یوں ہی ایک ضخیم ترین تصنیف ائمہ نحات و لغات پر مشتمل ہے۔ یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ایک عدیم المثال تاریخی کتاب ہے اور احوال اولیاء کرام پر بھی ایک عظیم تصنیف لکھنے کا موقعہ ملا علم الفرائض، علم البیان کے ساتھ ساتھ علم الانشاء والادب کی آبیاری کرنے والوں کے حالات پر بھی قلم اٹھایا ایسے ہی اہل خطوط کے حالات کو قلمبند کیا۔ جس میں مروجہ خطوط عبرانی، زنجی، کوفی کے تعارف پر مشتمل ہے۔ نیز ان شعرائے عرب کی تاریخ لکھی جن کے اشعار سند کی حیثیت رکھتے ہیں یہ جملہ تصانیف ایسی ہیں جن میں اعیان امت کے حالات آجاتے ہیں۔

فقہا کے حالات پر انہی تصانیف سے کام لیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ کسی حد تک کافی ووافی ہیں اور قاضی حضرات کے احوال معلوم کرنے کے لئے بھی ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اب سوائے خلفائے وامراء کے علاوہ کوئی طبقہ ایسا نہیں تھا جن پر کچھ نہ کچھ نہ لکھا گیا ہو۔ البتہ یہی ایک جماعت ایسی رہ گئی تھی جن پر راہوار قلم چلانا باقی تھا اور لوگوں میں خلفاء اور شاہان اسلام کے حالات جاننے میں دلچسپی نیز شوق بھی خوب پایا جایا ہے۔ اس لئے میں نے یہ کتاب ان کے احوال و آثار پر مشتمل تصنیف کر دی ہے مگر اس میں ایسے کسی شخص کا ذکر نہیں جس نے فتنہ پردازی سے خلافت کا دعویٰ کیا اور آخر کار ناکام ہوا کیونکہ ان کی امامت وخلافت کئی وجوہ سے درست نہیں تھی۔ ایک تو یہ کہ وہ قریش میں سے نہیں تھے انہیں جہلاء نے فاطمی کہنا شروع کر دیا تھا حالانکہ ان کا دادا مجوسی تھا جیسے کہ قاضی عبدلجبار بصری نے رقم کیا ہے کہ ان کا دادا جو خلفائے مصر کا مورث اعلیٰ تھا اور وہ ایک یہودی کا بچہ تھا اور اس کا پیشہ آہن گری تھا وہ تیر وغیرہ بنایا کرتا تھا۔

قاضی ابو بکر باقلانی قداح کا بیان ہے کہ عبید اللہ مسمی بالمھدی مجوسی تھا۔ عبید اللہ جب مغرب (مراکش) میں آیا تو اس نے علوی ہونے کا دعویٰ اگل دیا۔ نیز علمائے نساب میں سے کسی نے بھی اسے علوی تسلیم نہیں کیا۔ البتہ جہلاء نے فاطمین سے شمار کیا۔ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ اکثر اہل علم خلفائے مصر کے مورث اعلیٰ مہدی عبیداللہ کے نسب کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ عزیز باللہ مغز شروع حکومت میں جمعہ کے روز منبر پر چڑھا تو ایک کاغذ پر یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے۔ شعر:

انا سمعنا نسباً منکرا — یتلی علی المنبر فی الجامع
ان کنت فیما تدعی صادقاً — فاذ کرابا بعد الاب السابع
وان ترد تحقیق ماقلته — فانسب لنا نفسك كالطالع
والادع الانساب مسطورة — وادخل بنا فی النسب الواسع
فان انساب بنی ہاشم — لیقصر عنه طمع الطامع

☆ ہم نے ایک غیر معلوم نسب کے متعلق سنا. جو مساجد کے منبروں پر پڑھا جاتا ہے۔

☆ (اے وقت کے سربراہ) اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو ساتویں پشت کے بعد اپنے باپ کا نام بتاؤ۔

☆ اگر تم میری بات کی تصدیق کے طالب ہو تو خلیفہ طالعہ کی مثل اپنا نسب نامہ بیان کرو۔

☆ بصورت دیگر یہی بہتر ہے کہ ان انساب کو لکھائی تک محدود رکھو. اور ہمارے ساتھ نسب واسع میں شامل ہو جاؤ۔

☆ اس لئے کہ بنی ہاشم کا نسب ایسا ہے جس سے طالع کی طمع جواب دے جاتی ہے۔

اسی عزیز نے اندلس کے خلیفہ اموی کی طرف خط ارسال کیا جس میں اس کی ہجو تحریر تھی۔ بلکہ وہ دشنام نامہ ہی تھا جس کے جواب میں اموی نے رقم کیا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ تمہیں ہمارا نسب معلوم ہے۔ اسی بنا پر تو نے ہمیں ہجو و دشنام کا نشانہ بنایا۔ اگر ہمیں بھی تمہارے نسب کی خبر ہوتی تو تجھے جواب دیا جاتا۔

یہ جواب عزیز باللہ پر نہایت گراں گزرا اور خاموشی اختیار کر لی اموی کے جواب کا مطلب تھا کہ اس کے نسب میں طعن کیا جاتا ہے۔ نیز اس کے قبیلے کا بھی کوئی واضح نشان نہیں ملتا۔

ذہبی کا بیان ہے کہ محققین اس بات پر متفق ہیں کہ عبید اللہ مہدی علوی نہیں تھا۔ اس کا المغرنے تو یوں جواب دیا ہے جب ابن طبا طبا علوی نے اس سے نسب دریافت کیا تو اس نے آدھی تلوار میان سے باہر دکھا کر کہا کہ میرا نسب یہ ہے اور اپنے مصاحبین، امراء و وزراء پر زر و جواہر اور دینار نثار کرتے ہوئے کہا اور میرا حسب یہ ہے۔

ان کی امامت صحیح نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان میں سے بکثرت زندیق اور خارج عن الاسلام تھے۔ بلکہ بعض تو انبیاء علیہم السلام کو سبّ و شتم کا نشانہ بناتے رہتے تھے اور بعض نے شراب کو مباح کر رکھا تھا اور کئی ان میں سے ایسے تھے کہ اپنے آپ کو لوگوں سے سجدہ کراتے اور جنہیں اچھا سمجھا جاتا وہ رافضی، خبیث، لعین و لئیم ہوتا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے کا حکم نافذ کرتا لہٰذا ایسے سربراہوں کی نہ بیعت درست اور نہ ہی ان کی امامت جائز۔

قاضی ابو بکر باقلانی تحریر کرتے ہیں کہ مہدی عبید اللہ باطنی بڑا خبیث تھا وہ دین اسلام کو مٹانے میں بڑا حریص تھا۔ اس نے لوگوں کو بے دین بنانے کے لئے بڑے بڑے علماء کرام اور ائمہ دین کو شہید کرا دیا تھا۔ نیز اس کی اولاد نے بھی اس کی غلط روش کو اپنایا۔ شراب اور زنا کو مباح جانا اور روافض کے مذہب کو ترقی دی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ذہبی رقمطراز ہیں کہ قائم بن مہدی اپنے باپ سے بھی زیادہ خبیث، شریر، زندیق، بے دین، ملعون تھا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو برملا گالی دینا اس کا معمول تھا۔ ذہبی کا بیان ہے کہ عبیدیوں کا خاندان اسلام کے لئے تاتاریوں سے بھی زیادہ بدتر اور نقصان دہ تھا۔ ابوالحسن قالبی کا بیان ہے کہ عبیداللہ اور اس کی اولاد نے چار ہزار علماء کرام، مشائخ عظام کو محض اس بنا پر شہید کر ڈالا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ کیونکہ انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے ادبی وگستاخی کے مرتکب ہونے کی بجائے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کو ترجیح دی۔ کاش کہ عبیداللہ صرف رافضی ہوتا مگر وہ تو رافضی ہونے کے ساتھ ساتھ زندیق اور بے دین تھا۔

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں ابومحمد قیرانی کیزانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خلفائے مصر نے اپنے عقائد ونظریات قبول کرنے کی دعوت دی اور یہاں تک مجبور کیا کہ یا تو ہمارا ساتھ دیں یا مرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو انہوں نے جواباً فرمایا میں عظمت صحابہ کرام کے تحفظ کے لئے اپنی جان کا نذرانہ دینے پر تیار ہوں۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی چاہئے کہ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کی حفاظت وصیانت میں جانیں بھی دینی پڑیں تو قطعاً دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس امر میں کسی کو معذور نہیں سمجھا جائے گا پہلے پہلے عبیداللہ کے عقائد ونظریات لوگوں پر واضح نہیں تھے تو اس کی بیعت کرتے تھے۔ مگر جب اس کی بدعقیدگی ظاہر ہونے لگی تو لوگوں نے اس سے دور بھاگنا شروع کر دیا۔ کیونکہ ان پر ہجرت واجب ہو چکی تھی اور وہاں ان کا رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا جہاں لوگوں کو احکام شریعت چھوڑنے پر مجبور کیا جائے اور وہ اپنا دفاع نہ کر سکیں تو وہاں سے ہجرت اختیار کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ بعض علماء کرام نے اس سے بیعت کر کے ٹھہرنا مناسب سمجھا محض اس بات پر کہ کسی نہ کسی طرح ان مسلمانوں کو بچایا جائے جو وہاں سے کہیں اور جا ہی نہیں سکتے تھے۔ اس اسکیم کے باعث خفیہ طور پر مسلمانوں کی ان کے دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش کو ناکام بنایا جائے یوسف عینی بیان کرتے ہیں کہ علمائے قیروان اس بات پر متفق تھے کہ عبیدیوں کا حال مرتدین اور زندیقین سے قطعاً کم نہیں تھا۔ اس لئے کہ وہ اعلانیہ دین اسلام اور شریعت مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے دشمن بن چکے تھے۔

ابن خلکان رقمطراز ہیں کہ عبیدی علم غیب کے مدعی تھے اور اس سلسلہ میں ان کی بکثرت حکایات ہیں حتیٰ کہ ایک عزیزی عبیدی جو منبر پر چڑھا تو اس نے ایک کاغذ پر یہ اشعار دیکھے:

باظلم والجور قد رضينا وليس بالكفر والحماقة

ان كنت اعطيت علم غيب بين لنا كاتب البطاقة

ظلم وجور پر ہم راضی ہیں مگر کفر وحماقت سے نہیں اگر تجھے علم غیب ہے تو اس تحریر کے کاتب کا نام بتائیے؟

ایسے ہی ایک بار ایک خاتون نے اپنا قصہ لکھا اور اس کی طرف روانہ کیا جس میں تحریر تھا۔ تجھے اس ذات کی قسم جس نے یہود کو میشا کے وجود اور انصاریٰ کو ابن نسطور سے عزت عطا کی اور مسلمانوں کو تیرے (خبیث) وجود سے ذلیل کیا میرے اس مقدمہ میں غور وفکر کر! میسا یہودی حاکم شام تھا جب کہ نسطور نے مصر پر حکمرانی کی۔

ان کی امامت صحیح نہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان سے جب بیعت کی گئی اس وقت تک عباسی خلیفہ جس سے پہلے بیعت کر چکے تھے وہ عین حیات تھا۔ اس بنا پر کہ سابق البیعت خلیفہ موجود ہے لہٰذا ان کی بیعت غیر صحیح تھی کیونکہ بیک وقت دو اماموں کی بیعت درست نہیں ہوتی اور صحیح بیعت اسی کی ہے جس سے پہلے کی گئی ہو اور ایک یہ بھی وجہ ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے جب خلافت بنی عباس میں پہنچے گی تو ان سے باہر نہیں نکلے گی جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا امام مہدی آ کر نہ سنبھالیں۔ لہٰذا معلوم ہوا بنی عباس کے ہوتے ہوئے دعویٰ خلافت کرنے والا باغی ہے۔ یہ وہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر میں نے عبیدیوں اور خارجیوں سے اپنی اس تصنیف کو محفوظ رکھا۔ البتہ اسی خلیفہ کا ذکر کیا جس کی امامت وبیعت پر اتفاق ہوا۔

واضح ہونا چاہئے کہ آغاز کتاب میں چند ایسی فصلوں کو رقم کیا ہے جو نہایت اہم فوائد پر مشتمل ہیں اس کتاب میں، ہم نے جو واقعات غریبہ اور حوادث عجیبہ مرتب کئے ہیں وہ حافظ ذہبی کی تاریخ سے مستفاد ہیں لہٰذا ان کی صحت وثقاہت کا معاملہ انہیں پر ہے۔

والله الهادي والمستعان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر نہیں فرمایا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر کیوں نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں تم پر کسی کو خلیفہ مقرر کر دوں اور تم اس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب خداوندی نازل ہو جائے گا۔ (مسند بزار) (اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے مگر یہ ضعیف حدیث ہے۔)

بخاری ومسلم میں روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قاتل نے نیزہ مارا تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ جو شخص مجھ سے اچھا تھا (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

نے خلیفہ مقرر کیا تھا مگر میں تم کو یوں ہی چھوڑے جا رہا ہوں کیونکہ تم کو اس شخص نے بھی تو یوں ہی چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہت بہتر تھے۔ (یعنی آنحضرت ﷺ)

دلائل النبوت میں عمرو بن سفیان سے بیہقی اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں غالب آنے کے بعد خطبہ دیا تو آپ نے فرمایا:

اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے امارت کے بارے میں ہم سے کچھ عہد نہیں لیا تھا بلکہ خود ہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر لیا تھا۔ آپ نے اچھی طرح خلافت کو انجام دیا یہاں تک کہ اس دارفنا سے دارالبقا تشریف لے گئے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے نزدیک بہتری اور مناسب سمجھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے منتخب فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بہت اچھی طرح خلافت کو استقامت بخشی اور دین اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا۔ پھر بہت سے لوگ دنیا طلبی کرنے لگے تو اللہ جو کچھ چاہے فیصلہ کرے۔

مستدرک میں حاکم نے بیان کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں اس کی تائید کی ہے کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا آپ بھی کسی کو خلیفہ مقرر کریں گے۔ تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا تو میں کیسے مقرر کروں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی بہتری مقصود ہے تو لوگ خود اپنے میں سے بہتر کو میرے بعد خلیفہ منتخب کر لیں گے جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد بہترین امت کا انتخاب ہو گیا تھا۔

بیہقی ابن سعد اور ذہبی کہتے ہیں کہ شیعوں میں جو مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے عہد خلافت لیا تھا وہ غلط ہے کیونکہ ہذیل بن شرحبیل نے کہا ہے کہ کیا ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے عہد لیتے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس عہد کے خلاف کرتے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو خود چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا عہد کسی کے لیے ہوتا تو وہ بھی اس کے ماتحت ہو جاتے۔

ابن سعد بروایت امام حسن رضی اللہ عنہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو ہم نے غور کر کے یہ بات سوچی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمارا امام بنایا تھا۔ پس وہ شخص جس کو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دین کے لیے اختیار کیا تھا وہ دنیا کے لیے بھی کافی ہے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) کے حق میں فرمایا تھا کہ میرے بعد یہ خلیفہ ہیں مگر بخاری ہی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت عمر و حضرت علیؓ و حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) نے خود کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا۔

ابن حبان بروایت حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کی بنیاد رکھی تو پہلا پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پہلو میں رکھو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پتھر کے پہلو میں رکھنے کا حکم دیا پھر حضرت عثمانؓ کو حضرت عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں رکھنے کا حکم دیا پھر ارشاد فرمایا: یہی میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اسناد میں کچھ حرج نہیں نیز اسی کو حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں صحیح کہا ہے۔

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس حدیث اور قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ میں کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت کے متعلق اپنے وصال کے وقت کوئی حکم صراحتاً نہیں بیان فرمایا تھا اور یہ اشارات قبل از وفات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیے تھے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر چلو۔ (حاکم)

اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرنا، ان کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جن سے خلافت کا اشارہ ملتا ہے۔

امامت وخلافت قریش کے لیے:

ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں ابوبرزہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

امامت قریش ہی کو سزاوار ہے۔ جب فیصلہ کرتے ہیں تو عدل کرتے ہیں۔ وعدہ کو پورا کرتے ہیں۔ رحم اگر چاہو مہربانی کرتے ہیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

ترمذی بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حکومت قریش میں قضاء انصار میں اور اذان حبشیوں میں رہنی چاہیے۔ امام احمد اپنی مسند میں بروایت کثیر بن مرہ لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلافت قریش میں فیصلہ کا کام انصار میں اور بلانے کا کام حبشیوں میں رہے گا۔

بزار بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لکھتے ہیں کہ خلفاء قریش میں ہوں گے دیندار تو دینداروں کے امیر ہوں گے اور بدکار بدکاروں کے امیر ہوں گے۔

مدت خلافت اسلامیہ

امام احمد بروایت حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت فقط تیس سال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

تک رہے گی اس کے بعد سلطنت ہو جائے گی۔ اس کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ خلفاء اربعہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک یہ تیس سال پورے ہو گئے۔ بزار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دین اسلام کی ابتداء نبوت و رحمت سے ہوئی پھر خلافت و رحمت ہو جائے گی اور اس کے بعد بادشاہت اور جبر وظلم وستم آجائے گا۔

بارہ خلفاء قریش سے ہونگے:

عبداللہ بن احمد بروایت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ اسلام غالب رہے گا جب تک کہ قریش میں سے بارہ خلیفہ نہ ہوں گے۔ (بخاری مسلم)

(اور اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں جن کے الفاظ اس طرح ہیں۔ یہ کام درست رہے گا۔ یہ کام جاری رہے گا۔)

امام مسلم کے یہ الفاظ ہیں۔ مسلمان لوگوں کا کام جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ بارہ حاکم ان پر ہوں گے انہوں نے ہی اس طرح بھی روایت کیا ہے۔ یہ امر نہیں منقضی ہو گا حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفہ نہ ہو چکیں۔ نیز قوی و محفوظ رہے گا اسلام بارہ خلفاء کے گزرنے تک بزار اس طرح روایت کرتے ہیں۔ میری امت کی حالت ہمیشہ درست رہے گی جب تک کہ اس پر بارہ خلفاء نہ گزر جائیں اور وہ سب قریشی ہوں گے۔

ابوداؤد نے اتنا اور زیادہ کیا ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر واپس تشریف لے آئے تو قریش نے آپ کے پاس آکر دریافت کیا پھر کیا ہو گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر قتل اور فساد ہو گا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے ہمیشہ یہ دین درست رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہونگے کہ جن پر تمام امت کا اجتماع اور اتفاق ہو گا۔

احمد اور بزار بسند حسن روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس امت پر کتنے خلفاء حکمران ہوں گے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ بارہ خلفاء ہوں گے جتنے بنی اسرائیل میں نقیب سردار تھے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ان احادیث یا ان کے ہم معنی احادیث میں بارہ خلفاء سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ بارہ خلیفہ خلافت کے غلبہ اور قوت و استقامت اسلام کے زمانہ میں ہوں گے اور اجتماع و اتفاق ایک شخص واحد کی خلافت کے لیے لوگوں میں پایا بھی جاتا ہے کیونکہ اضطراب زمانہ خلافت بنوامیہ میں ولید بن یزید کے وقت سے پیدا ہوا ہے اور یہ اضطراب بنی عباس کے قیام خلافت تک رہا اور بنی عباس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کے قیام کے بعد بنو امیہ کا استیصال ہی ہو گیا۔

علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں قاضی عیاضؒ کے قول کی نسبت لکھا ہے کہ قاضی عیاض کا قول اس حدیث کے متعلق بہت اچھا ہے کیونکہ بعض صحیح حدیث کے طریق اس کی تائید کرتے ہیں کہ تمام لوگوں کا ان پر اتفاق ہو گیا اس کی توضیح یہ ہے کہ اجماع اور اتفاق سے مراد یہ ہے کہ لوگ ان کی بیعت میں مطیع ہو گئے اور کسی نے حیل و حجت نہیں کی جیسا کہ خود حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کے زمانہ تک ہوا اور قضیہ صفین میں دو حاکموں کا فیصلہ واقع ہوا۔ اس دن حضرت امیر معاویہ خلیفہ بن گئے اور لوگوں نے پھر امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد حضرت امیر معاویہ پر اجماع کرلیا۔ پھر یزید پر اجماع ہوا اور امام حسین رضی اللہ عنہ پر اتفاق نہیں ہوا بلکہ آپ پہلے ہی شہید کر دیئے گئے۔ پھر یزید کے مرنے کے بعد اختلاف پیدا ہو گیا حتیٰ کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان پر پھر اجماع ہو گیا اور عبدالملک بن مروان کے بعد اس کی چاروں اولادوں یعنی ولید، سلیمان، یزید، ہشام پر ہوا اور سلیمان اور یزید کے درمیان میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پر بھی اجماع ہو چکا تھا لہٰذا اس حساب سے خلفاء راشدین کے علاوہ یہ سات خلیفہ ہوئے اور بارہواں ولید بن یزید بن عبدالملک ہے کہ لوگوں نے اس کے چچا ہشام کے انتقال کے بعد اس پر اجماع کرلیا تھا پھر چار برس کے بعد لوگ اس سے پھر گئے اور اس کو قتل کر ڈالا اور فتنہ و فساد پیدا ہو گیا اور اس وقت سے زمانہ ہی پلٹ گیا اور اس کے بعد پھر کسی خلیفہ کے لیے اجماع نہیں ہوا۔

فتنہ، فساد زمانہ: یزید بن ولید اپنے چچا کے بیٹے ولید بن یزید کے خلاف کھڑا ہو گیا مگر یہ بھی دیر تک زندہ نہیں رہا بلکہ اس پر اس کے باپ کے چچا کا بیٹا مروان بن محمد بن مروان غالب آ گیا اور جب یزید مرا تو اس کے بھائی ابراہیم نے سلطنت ہاتھ میں لی مگر اسی مروان نے ابراہیم کو بھی قتل کر ڈالا پھر مروان پر بنو عباس غالب آ گئے اور اس کو قتل کر ڈالا اور بنو عباس میں سب سے پہلا خلیفہ سفاح ہوا مگر اس کا بھی زمانہ نے دیر تک ساتھ نہ دیا اس کے بعد اس کا بھائی منصور خلافت پر بیٹھا اگرچہ اس نے کچھ مدت تک سلطنت کی مگر اس کے ہاتھ سے مغرب اقصیٰ نکل گیا کیونکہ اندلس (اسپین) پر بنو امیہ غلبہ کر گئے اور مدتوں قابض رہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنی سلطنت کو خلافت کا لقب دے دیا اور بہت سی خرابیاں واقع ہو گئیں اور خلافت کا نام ہی نام باقی رہ گیا۔ حالانکہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں مسلمانوں نے مشرق سے مغرب تک غلبہ پالیا تھا۔ اور شرقاً و غرباً خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور تمام شہروں میں بغیر حکم خلیفہ کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اندلس کا جدا ہونا اور وہاں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

برائے نام چند نام نہاد خلفاء کا حکومت کرنا اور انہیں کے ساتھ مصر میں عبیدیوں کا دعویٰ خلافت کرنا زوال خلافت بغداد کے اسباب ہیں۔ نیز علویوں اور خوارج کا اقطار زمین میں دعویٰ خلافت کرنا بھی زوال بغداد میں شامل ہے۔ صرف اندلس کے اندر پانچویں صدی میں چھ شخص خلیفہ بنے ہوئے تھے۔ اس تاویل سے غرض رسول اللہ ﷺ کے اس قول میں کہ پھر فتنہ وفساد ہوگا یہ ہوسکتی ہے کہ ناحق قتل واقع ہوں گے اور ہمیشہ رہیں گے بلکہ زیادہ ہوتے جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔

ابتداء اسلام سے قیامت تک بارہ خلفاء ہوں گے:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بارہ خلیفہ شروع اسلام سے لے کر قیامت تک ہوں گے اور حق وہدایت پر عمل کریں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے ہی ہوں اس تاویل کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کو وہ اپنی مسند کبیر میں ابو خالد سے روایت کرتے ہیں کہ نہیں ہلاک ہوگی یہ امت تاوقتیکہ اس میں سے ایسے بارہ خلفاء نہ گزریں جو دین حق اور ہدایت پر چلنے والے ہوں گے اور انہیں میں سے دو آدمی اہل بیت میں سے ہوں گے۔ اس تاویل پر رسول اللہ ﷺ کے اس قول کہ پھر فتنہ وفساد ہوگا یہ معنی ہوں گے کہ وہ فتنے خروج دجال سے لے کر زمانہ بعد تک ہوں گے اور قرب قیامت کی خبر دینے والے ہوں گے انتہی

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ وہ بارہ خلفاء یہ ہیں خلفاء اربعہ امام حسن، حضرت امیر معاویہ، حضرت ابن زبیر، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم آٹھ تو یہ ہوئے، نویں مہتدی کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ خلیفہ عباسیوں میں ایسا عادل ہوا ہے جیسا کہ بنی امیہ میں عمر بن عبدالعزیز، ایسے ہی طاہر کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ وہ بھی بہت ہی بڑا عادل خلیفہ ہوا ہے۔ دو ابھی باقی ہیں۔ ایک ان دونوں میں سے مہدی ہوں گے جو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوں گے۔

بنو امیہ کی خلافت کی خبر:

ترمذی بروایت یوسف بن سعد کہ جس وقت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو ایک آدمی کھڑا ہو کر امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ تو نے مسلمانوں کو روسیاہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا: خدا تجھ پر رحمت فرمائے مجھے برا نہ کہہ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات خواب میں بنو امیہ کو منبر پر دیکھا تو آپ کو بہت ناگوار معلوم ہوا تھا۔ اسی وقت "انا اعطینك الکوثر" اور "انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" نازل ہوئیں۔ یعنی نازل کیا ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہے رات قدر کی۔ رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ آپ کے انتقال کے بعد اے محمد (ﷺ) بنو امیہ ہزار مہینے مالک رہیں گے۔ قاسم کہتے ہیں کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہم نے حساب لگایا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے بالکل ہزار ہی مہینے تک ان کی سلطنت رہی نہ کم وبیش ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے یہ حدیث قاسم ہی سے مروی ہے اگر چہ وہ ثقہ ہیں مگر ان کے استاد مجہول تھے اسی حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

حافظ ابو الحجاج کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور ابن کثیر بھی یہی کہتے ہیں۔ابن جریر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حکم بن عاص کو (بنی امیہ کو خواب میں) دیکھا کہ بندر کی طرح ممبر پر کودتے پھرتے ہیں۔آپ کو یہ بہت برا معلوم ہوا۔اس کے بعد آپ وصال تک کبھی منہ کھول کر نہیں ہنسے۔"وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" کا شان نزول بھی یہی خواب ہے۔اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے لیکن احادیث عبداللہ بن عمر اور یعلی بن مرہ اور حسین بن علیؓ اس حدیث کے شواہد ہیں۔اس حدیث کو میں (امام سیوطیؒ) نے دیگر طریقوں کے ساتھ کتاب التفسیر و المسند میں نقل کیا ہے۔نیز کتاب اسباب النزول میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

بنوعباس کی خلافت کی بشارت دینے والی احادیث:

بزار بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم لوگوں میں نبوت اور بادشاہت دونوں ہیں۔اس حدیث کی سند میں عامری ضعیف ہے مگر اس کو ابونعیم دلائل النبوت میں اور ابن عدی کامل میں اور ابن عساکر متعدد طریقوں سے روایت کرتے ہیں۔

ترمذی بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دوشنبہ کی صبح اپنے بیٹے کو لے کر میرے پاس آنا تاکہ میں ان کے لیے دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی اولاد کو نفع عطا فرمائے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ صبح ہی اپنے بیٹے کو کپڑے پہنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے آپ نے دعا کی اے رب العلمین! عباس (رضی اللہ عنہ) اور ان کے بیٹے کی ظاہر و باطن میں مغفرت فرما اور کسی گناہ کی گرفت نہ کرنا اے اللہ! ان کی اور ان کی اولاد کی حفاظت فرما۔

ترمذی اپنی جامع میں اتنا ہی لکھتے ہیں مگر رزین العبیدی نے اس کے آخر میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ ان کی نسل میں ہماری خلافت کو باقی رکھ۔میرے نزدیک یہ اور اس سے پہلی حدیث اس بیان میں صحیح ہے۔

طبرانی بروایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنو مروان کو میں نے اپنے ممبر پر باری باری چڑھتے دیکھا تو مجھ کو برا معلوم ہوا لیکن جب بنوعباس کو باری باری آتے

MAKTAB-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

دیکھا تو مجھے اچھا معلوم ہوا۔

ابونعیم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے لکھتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے ابوالفضل کیا میں تم کو بشارت نہ دوں۔ عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا: اللہ نے اس امر کو مجھ سے شروع کیا ہے اور آپ کی اولاد پر اس کو ختم کرے گا۔ (اس کی اسناد ضعیف ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اسی طرح وارد ہوا ہے لیکن اس کی سند اس سے زیادہ ضعیف ہے اور خطیب نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ تم ہی سے یہ امر شروع ہوا اور تم ہی پر ختم ہوگا۔ میں عنقریب ہی اس حدیث پر مع اس کی اسناد کے مہتدی باللہ کے بیان میں بحث کروں گا۔ نیز ایک اور حدیث خطیب نے بسند حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ منقول ہے۔

ابونعیم حلیہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بادشاہ میری امت کے امیر ہوں گے ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دین کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ یہ سند ضعیف ہے۔

خلفاء کا باپ:

ابونعیم دلائل النبوۃ میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پیٹ میں لڑکا ہے۔ جب پیدا ہو تو اس کو میرے پاس لانا جب پیدا ہوا تو میں اسے خدمت میں لے کر حاضر ہوئی آپ نے اس لڑکے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی اور لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور عبداللہ نام رکھا اور فرمایا: خلفاء کے باپ کو لے جاؤ میں نے اس کا ذکر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ ہاں جو کچھ میں نے کہا ہے سچ ہے۔ وہ خلفاء کا باپ ہی ہے اسی کی اولاد میں سفاح اور مہدی ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ شخص بھی ہوگا جو حضرت عیسیٰ بن مریم کو نماز پڑھائے گا۔ دیلمی بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسند الفردوس میں مرفوعاً بیان کرتے ہیں عنقریب بنی عباس کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا اور ان کے ہاتھ سے نہیں نکلے گا جب تک وہ حق کو جاری رکھیں گے۔

دارقطنی نے افراد میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب آپ کی اولاد سواد عراق میں رہے گی اور سیاہ کپڑے پہننے لگے گی اور اہل خراسان ان کے مددگار ہوں گے تو ہمیشہ انہیں میں حکومت رہے گی۔ یہاں تک کہ وہ حضرت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عیسیٰ علیہ السلام کو سپرد کر دیں گے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے حتیٰ کہ ابن جوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے مگر اس کے شواہد ہیں)

طبرانی نے کبیر میں بروایت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً لکھا ہے کہ خلافت میرے چچا کے بیٹوں اور میرے باپ کے ہم جدوں میں رہے گی حتیٰ کہ وہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سپرد کر دیں گے۔

عقیلی کتاب الضعفاء میں بسند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہیں۔ بنی عباس بنی امیہ کے ایک دن کے بدلے دو دن اور ہر مہینے کے بدلے دو مہینے (ان سے دوگنی) حکومت کریں گے۔ علامہ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ اس میں ایک راوی بکار بھی ہے جس کو وہ مہتم کہتے ہیں۔ حالانکہ بکار کبھی بھی جھوٹ بولنے یا وضع حدیث میں مہتم نہیں ہوئے۔ البتہ ابن عدی نے ان کو ضعفاء میں شمار کیا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ چنداں حرج نہیں ہے اور نہ اس حدیث کے معنی کچھ بعید از قیاس ہیں۔

زمانہ خلافت عباسیہ: دولت بنی عباس کا زمانہ عروج جبکہ ان کی حکومت ماسوائے مغرب اقصیٰ کے چاردانگ عالم میں مشرق سے مغرب تک تھی ۱۳۰ھ کے کچھ بعد سے شروع ہو کر ۲۹۰ھ تک کے قریب ہے۔ یہاں تک کہ خلافت مقتدر کے سپرد ہوئی اور سلطنت کے انتظام میں خلل پڑ گیا اور مغرب کا تمام ملک اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کی دولت میں اس کے بعد فساد و اختلاف پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ آگے بیان ہو گا، اس حساب سے ان کی دولت اور مملکت کا عروج ایک سو ساٹھ سال سے کچھ زیادہ رہا اور یہ زمانہ بنو امیہ کے عروج کے زمانہ سے دو چند ہے کیونکہ ان کے عروج کا زمانہ بانوے برس ہے، ان میں سے نو برس حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے منہا کرنے کے بعد تراسی سال باقی رہتے ہیں جو دولت عباسیہ کے زمانہ عروج سے نصف ہے۔ (انہیں کو قرآن مجید میں ہزار مہینے فرمایا ہے۔)

اس کے علاوہ اس کی شاہد حدیث بھی ہے جس کو زبیر بن بکار نے موافقیات میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم ایک روز حکومت کرو گے تو ہم دو روز کریں گے اور اگر تم ایک مہینہ کرو گے تو ہم دو مہینے کریں گے اور اگر تم ایک سال کرو گے تو ہم دو سال کریں گے۔ زبیر بن بکار موافقیات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیاہ جھنڈے ہمارے یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت کیلئے ہیں اور ان کا زوال مغرب کی طرف سے ہو گا۔ ابن عساکر تاریخ دمشق میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ﷺ نے تین مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ اے رب العالمین عباس (رضی اللہ عنہ) اور اس کی اولاد کی مدد فرما۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: اے چچا جان! کیا آپ اس بات کو نہیں جانتے کہ آپ کی اولاد میں سے مہدی موفق نہایت اچھا اور پسندیدہ ہوگا۔ (کریمی اس حدیث کے راویوں میں سے وضاع ہے۔)

ابن سعد، طبقات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عبدالمطلب کی اولاد کو جمع کیا چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت تھی، اس لیے آپ نے ان سے فرمایا کہ میں تم سے ایک مشورہ کرنا چاہتا ہوں تم سے پہلے اس کا فیصلہ کرنا مجھے پسند نہ ہوا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں جا کر عرض کرو کہ اگر خلافت ہمارے لیے نہیں ہے تو ہم آج ہی سے اس کی کچھ پرواہ نہ کریں گے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے چچا جان! بے شک خلافت آپ ہی کیلئے ہے، کسی کی بھی مجال نہیں کہ آپ سے چھین سکے۔

دیلمی مسند الفردوس میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو بادشاہت کیلئے پیدا کرتا ہے تو اپنا دست قدرت اس کی پیشانی پر پھیر دیتا ہے (اس کے راویوں میں میسرہ متروک ہے۔) اس کو دیلمی نے تین طریقوں سے بیان کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

خلفاء کے پاس بطور تبرک چادر نبوی رہی:

سلفی طوریات میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنا وہ قصیدہ جس کا نام دبانت سعادت تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر جو اس وقت آپ اوڑھے ہوئے تھے حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف پھینک دی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ حکومت میں حضرت کعب کو لکھا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک دس ہزار درہم کے عوض میں ہمیں ہدیہ کر دو، مگر انہوں نے اس کو منظور نہ کیا۔ جس وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے وصال کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اولاد سے وہ چادر بیس ہزار دینار میں خرید لی، پھر وہ چادر خلفاء بنی عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہوگئی۔ سلفی کے علاوہ دیگر آئمہ بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ مگر ذہبی اپنی تاریخ میں یوں لکھتے ہیں کہ یہ چادر وہ نہیں تھی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خریدی تھی بلکہ وہ تھی جو رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں اہل ایلہ کو بطور نشانِ امان کے اپنے خط کے ساتھ عطا فرمائی تھی، پھر وہ تین سو دینار میں سفاح نے خرید لی تھی۔ میرے نزدیک جو چادر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خریدی تھی وہ دولت عباسیہ کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

زوال کے وقت گم ہوگئی تھی۔

امام احمد بن حنبلؒ کتاب الزہد میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جو چادر وفد کے آنے کے وقت اوڑھ کر نکلتے تھے وہ حضری چادر تھی۔ اس کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ اور ایک بالشت کا تھا۔ یہی چادر خلفاء کے پاس پہنچی تھی اور بوجہ بوسیدہ ہونے کے کپڑوں میں لپٹی رہتی تھی۔ خلفاء عیدین میں پہنا کرتے تھے۔ یہ اسی طرح بطور وراثت کے نسلاً بعد نسل خلفاء میں چلی آتی تھی۔ خلفاء بڑے بڑے جلوسوں میں بطور تبرک کے اس کو کاندھے پر ڈال لیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ جب مقتدر فتنہ تاتار میں مقتول ہوا تو یہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اس کے خون میں آلودہ ہوئی اور اسی جگہ ضائع ہوگئی۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

فوائد، جن کا ذکر یہاں ضروری ہے:

علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں کہ صولی نے کہا ہے کہ ہر چھٹے خلیفہ کو علیحدہ کیا گیا ہے۔ میں نے جو غور کیا تو فی الواقع عجیب بات معلوم ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ اول خلیفہ ہیں، آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان ذوالنورین، پھر حضرت علی المرتضیٰ پھر امام حسن (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ جو خود علیحدہ ہو گئے پھر حضرت امیر معاویہ، یزید بن معاویہ، معاویہ بن یزید، مروان عبدالملک بن مروان، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان کو بھی علیحدہ کیا گیا۔ پھر ولید، سلیمان، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، یزید، ہشام، ولید اس نے بھی علیحدگی کی پھر تو انتظام ہی نہ ہوا اور بنو امیہ کی سلطنت ہی جاتی رہی۔ اس کے بعد سفاح، پھر منصور، مہدی، ہادی، رشید، امین اس کو بھی علیحدہ کیا گیا۔ پھر مامون، معتصم، واثق، متوکل، مستنصر، مستعین نے علیحدگی کی۔ پھر معتز، مہتدی، معتمد، معتضد، مکتفی، مقتدر یہ دو مرتبہ علیحدہ ہوئے، آخر قتل ہوئے پھر قاہر، راضی، متقی، مستکفی، مطیع، طائع اس نے بھی علیحدہ کی۔ پھر قادر، قائم، مقتدی، مستظہر، مسترشد، راشد اس نے بھی علیحدگی کی۔ (علامہ ابن جوزی کا یہ آخری کلام ہے۔)

ذہبی کہتے ہیں کہ چند وجہ ایسی ہیں جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی کیونکہ عبدالملک کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ پانچویں خلیفہ ہیں اور ان کے بعد عبدالملک خلیفہ ہوئے، یا یوں کہنا چاہیے کہ دونوں مل کر پانچویں خلیفہ تھے۔ یا ایک خلیفہ تھا اور دوسرا خارج کیونکہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سابق البیعت تھے۔ لہٰذا عبدالملک کی خلافت حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد صحیح ہوئی۔ دوسرے یزید الناقص اور اس کے بھائی ابراہیم کو بھی شمار نہیں کیا حالانکہ ابراہیم علیحدہ ہوا ہے۔ نیز مروان بن محمد بھی شمار نہیں کیا گیا۔ پس اس حساب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سے امین نواں خلیفہ ہوا۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ مروان کا شمار نہیں کیا گیا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ باغی تھا۔ نیز معاویہ بن یزید بھی باغی تھا کیونکہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے یزید کی موت کے بعد بیعت کی تھی اور معاویہ نے شام میں ان کے خلاف ہتھیار اٹھائے تھے۔ پس اس میں حساب سے ان دونوں کو ایک شمار کیا گیا ہے اور یزید ناقص کے بعد جو ابراہیم تخت پر بیٹھا تھا، اس کی خلافت تامہ نہ تھی کیونکہ ایک جماعت نے اس سے بیعت کی اور دوسری نے نہیں کی تھی۔

بعض اس کو خلیفہ ہی نہیں کہتے بلکہ اس کو امیر کا خطاب دیتے ہیں اور اس کی مدت حکومت ہی کل چالیس یا ستر روز ہیں۔ پس اس حساب سے مروان الحمار چھٹا ہوا کیونکہ وہ معاویہ کے بعد بارہواں خلیفہ تھا اور امین اس کے بعد چھٹا۔ اصل یہ ہے کہ علیحدگی چھٹے پر ہی موقوف نہیں بلکہ معتز اور قاہر اور متقی اور مستکفی نے بھی علیحدگی کی ہے۔

میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ اس میں کچھ حرج نہیں اس لیے کہ قائل کا مقصود یہ ہے کہ ہر چھٹے خلیفہ کو ضرور علیحدہ کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کے منافی ہے کہ درمیان میں کسی کو علیحدہ نہیں کیا گیا ہے۔ یہ بھی اعتراض ہے کہ راشد کے بعد مقتفی اور پھر مستنجد، مستضی، ناصر، ظاہر، مستنصر ہوئے اور مستنصر جو چھٹا تھا، اس نے علیحدگی نہیں کی۔ پھر **مستعصم** خلیفہ ہوا۔ اس کو تاتاریوں نے شہید کر کے خلافت کا خاتمہ کر دیا۔

اس کے بعد ساڑھے تین سال تک کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔ پھر مستنصر خلیفہ ہوا مگر وہ دارالخلافت میں نہیں تھا بلکہ اس کی بیعت مصر میں واقع ہوئی تھی۔ مصر سے وہ عراق پہنچ کر تاتاریوں سے لڑ کر شہید ہوا اور پھر ایک سال تخت خلافت خالی رہا۔

خلفائے مصر: اس کے بعد خلافت مصر میں منتقل ہو گئی۔ یہاں سب سے پہلے خلیفہ حاکم ہوا۔ اس کے بعد مستکفی، واثق، حاکم، معتضد اور متوکل چھٹے خلیفہ کو علیحدہ کیا گیا۔ اس کے بعد مستعصم ہوا۔ اور پندرہ روز خلیفہ رہ کر ہی علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کے بجائے پھر دوبارہ متوکل خلیفہ ہوا اور پھر علیحدہ کیا گیا اور ان کے بعد واثق، پھر **مستعصم** خلیفہ ہوا اور علیحدہ کیا گیا پھر سہ بار متوکل ہی ہوا اور مرتے دم تک خلیفہ رہا۔ پھر مستعین، معتضد، **مستکفی** قائم ہوئے اور قائم نے جو **مستعصم** اوّل و دوم سے چھٹا تھا علیحدہ کیا گیا۔ اس کے بعد مستنجد جو اس وقت خلیفہ تھا تخت خلافت پر متمکن ہوا، اور یہ بنی عباس کا اکیاونواں (۵۱واں) بادشاہ ہے۔

خلفاء بنو عباس:

بیان کیا جاتا ہے کہ خلفاء بنی عباس میں ایک شروع کرنے والا ہے دوسرا درمیانی ہے تیسرا آخری ہے۔ چنانچہ منصور شروع کرنے والا اور مامون درمیان اور معتضد آخری ہے خلفاء بنی عباس سفاح۔ مہدی اور امین کے علاوہ سب کنیزوں کی اولاد تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور امین بن رشید کے سوا کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمیہ کے بطن سے نہیں تھا۔ (اس کو صولی نے روایت کیا)

علاوہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور علی **المکتفی** کے کسی خلیفہ کا نام علی نہیں تھا۔ {ذہبی}

میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ اکثر خلفاء کے نام مفرد ہیں اور مثنیٰ بہت کم البتہ ایک جیسے نام بہت ہیں۔ عبداللہ، احمد، محمد خلفاء کے تمام القاب **مستعصم** تک جو آخر خلیفہ عراق ہے مفرد ہیں۔ پھر خلفاء مصریین میں مکرر رکھے گئے۔ جیسے مستنصر، **مستکفی**، حاکم، معتضد، متوکل، **مستعصم**، مستعین، قائم مستنجد ان میں سے مستکفی اور معتقدتین کے لقب رکھے گئے اور باقی دو دو کے۔ بنی عباس کے خلفاء میں سے کوئی شخص خلفاء بنی عبید کا ہم لقب نہیں ہوا۔ بجز قائم حاکم۔ طاہر اور مستنصر کے۔ مہدی اور منصور قبل از وجود بنی عبید کے بنی عباس میں رکھے جا چکے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ اگر کسی خلیفہ یا بادشاہ کا لقب قاہر ہو تو وہ کامیاب نہیں ہوتا اور نہ کبھی پھولتا پھلتا ہے۔ میرے نزدیک یہی حال مستکفی اور مستعین کے لقب والوں کا بھی ہے۔ دیکھئے بنی عباس میں دو خلیفہ اس نام کے ہوئے دونوں علیحدہ کیے گئے اور نکالے گئے وہاں معتضد بابرکت اور سب سے اچھا لقب ہے۔ اپنے بھتیجے کی جگہ سوائے مقتفی اور مستنصر کے کوئی تخت خلافت پر نہیں بیٹھا۔ مقتفی راشد کے بعد اور مستنصر معتصم کے بعد ہوئے۔ ایک باپ کے تین بیٹے یکے بعد دیگرے امین۔ مامون اور معتصم کے علاوہ اولاد ہارون رشید میں اور مستنصر معتز اور معتمد کے علاوہ اولاد متوکل ہیں اور راضی مقتفی اور مطیع کے علاوہ اولاد مقتدر میں خلافت پر نہیں بیٹھے۔ کہتے ہیں کہ اولاد عبدالملک میں سے چار بیٹے تخت پر بیٹھے جس کی نظیر خلفاء میں نہیں ملتی البتہ بادشاہوں میں ملتی ہے مگر میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ اس کی نظیر خلفاء میں بھی ملتی ہے دیکھیے۔ متوکل کی اولاد سے چار نہیں بلکہ پانچ ہوئے: مستعین، معتضد، مستکفی، قائم، مستنجد۔ ہمارے اس زمانہ کے خلیفہ اپنے والد کی حیات میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابوبکر الطائع بن مطیع کے کوئی خلیفہ نہیں ہوا چونکہ ابوبکر الطائع کے باپ کو فالج پڑ گیا تھا۔ اس لیے اس نے خوشی سے اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

خلفاء اسلام کی اولیات:

علماء کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے باپ کی زندگی میں خلافت کا متولی ہوا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے ہی اپنا ولیعہد مقرر کیا اور سب سے پہلے بیت المال قائم کیا اور قرآن شریف کو مصحف کا خطاب دیا۔

وہ شخص جو سب سے پہلے امیر المومنین کہلایا اور درہ ایجاد کیا سنہ ہجری جاری کیا تراویح پڑھنے کا حکم دیا دیوان خانہ تعمیر کرایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

جس نے سب سے پہلے چراگاہیں مقرر کیں۔ جاگیریں خوب دیں۔ جمعہ میں پہلی اذان پڑھوائی مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں خطبہ پر کپکپی کی وجہ سے قادر نہ ہو سکے۔ پولیس مقرر کی وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

جس نے سب سے پہلے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو ولیعہد مقرر کیا اور اپنی خدمت کے لیے خواجہ سرا رکھے وہ حضرت معاویہ ہیں۔

جسکے دربار میں سب سے پہلے دشمن کا سر کٹ کے آیا وہ حضرت عبداللہ ابن زبیر ہیں۔

جس نے سب سے پہلے اپنا نام سکہ پر درج کرایا۔ عبدالملک بن مروان ہے۔

جس شخص نے سب سے پہلے اپنا نام لے کر پکارنے کو منع کیا۔ ولید بن عبدالملک ہے۔

جنہوں نے سب سے پہلے القاب کا اختراع کیا۔ وہ خلفاء بنی عباس ہیں۔

ابن فضل اللہ کہتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ بنی عباس کی طرح بنو امیہ نے بھی القاب مقرر کر رکھے تھے۔ میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لقب الناصر لدین اللہ اور یزید کا المستنصر اور معاویہ بن یزید کا الراجع الی الحق اور مروان کا المؤتمن باللہ تھا۔ اسی طرح عبدالملک کا الموفق لامر اللہ۔ اس کے بیٹے ولید کا المنتقم باللہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا المعصوم باللہ۔ یزید بن عبدالملک کا القادر بصنع اللہ اور یزید ناقص کا الشاکر لانعم اللہ تھا۔

جس نے سب سے پہلے نجومیوں کو بلایا اور ان کے کہنے پر عمل کیا اپنے غلاموں کو حاکم بنایا اور ان کو عرب والوں سے مقدم کیا وہ منصور ہے۔

جس نے سب سے پہلے غیر مذاہب کے رد میں کتابیں لکھوائیں وہ مہدی ہے۔

جس نے سب سے پہلے جلوس میں تلواریں اور نیزے وغیرہ لے کر سپاہیوں کے ساتھ چلا وہ ہادی ہے۔

جس نے سب سے پہلے گیند بلا یعنی چوگان کھیلا وہ مامون رشید ہے۔

جس نے خلیفہ کو سب پہلے لقب کے ساتھ پکارا گیا اور جو سب سے پہلے لقب کے ساتھ لکھا گیا وہ امین ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

جس نے سب سے پہلے ترکوں کو دیوان میں جگہ دی وہ معتصم ہے۔

جس نے سب سے پہلے ذمی کافروں کا لباس خاص مقرر کیا وہ متوکل ہے۔

جس کو سب سے پہلے ترکوں نے جبراً شہید کیا متوکل ہے اور اسی واقعہ کی تصدیق اس حدیث سے ظاہر ہوئی جس کو طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ترکوں کو اس سے پہلے چھوڑ دو کہ وہ تم کو چھوڑیں کیونکہ سب سے پہلے وہی ہوں گے جو میری امت کی بادشاہی اور خدائی نعمتیں چھین لیں گے۔

جس نے سب سے پہلے چوڑی آستین اور چھوٹی ٹوپیاں استعمال کیں وہ مستعین ہے۔

جس نے سب سے پہلے گھوڑوں کو سونے کا زیور پہنایا وہ معتز ہے۔

جس پر سب سے پہلے جبر و قہر کیا گیا معتمد ہے۔ اس کے تمام تصرفات کو روک دیا گیا تھا اور پہرہ دار مقرر کر دیئے گئے تھے۔ جو سب سے پہلے بچپن میں خلیفہ بنایا گیا وہ مقتدر ہے۔

سب سے آخر خلیفہ جو تدبیر لشکر اور اموال سے الگ کیا گیا۔ راضی ہے یہی آخری خلیفہ ہے جس کے شعر لکھے ہوئے موجود ہیں اسی نے خطبہ پڑھا اور ہمیشہ لوگوں کو نماز پڑھاتا رہا اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے اپنے ہمنشینوں اور ندیموں کو اپنے سامنے بٹھایا اور یہی وہ آخر خلیفہ ہے جس کا وظیفہ: جاگیر، خدام، کنیزیں، خزانہ، مطبخ، کھانا، پینا، مجلس اور نگہبان پہلے خلفا راشدین کی طرف تھا۔ یہی وہ آخر خلیفہ ہے جس نے خلفاء راشدین کی وضع میں سفر کیا۔

سب سے پہلے جسکے نام سے القاب مکرر ہوئے وہ مستنصر ہے جو مستعصم کے بعد خلیفہ ہوا۔

اوائل عسکری میں ہے کہ جو شخص سب سے پہلے اپنی والدہ مکرمہ کی حیات میں خلیفہ ہوا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ہادی، رشید، امین، متوکل، مستنصر، مستعین، معتز، معتضد، مطیع ہیں کوئی خلیفہ بھی سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور الطائع کے اپنے والد کی زندگی میں تخت نشین نہیں ہوا۔

صولی کہتے ہیں کہ کوئی عورت سوائے والدہ ولید و سلیمان پسران عبدالملک کے اور شاہین والدہ یزید ناقص و ابراہیم کے اور خیزران والدہ ہادی و رشید کے ایسی نہیں ہوئی جس کے بطن سے دو خلیفہ پیدا ہوئے ہوں مگر میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ اسی میں والدہ عباس و حمزہ اور والدہ داؤد و سلیمان کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ وہ داؤد و سلیمان جو متوکل اخیر کی اولاد سے تھے۔

عبیدیوں میں خلافت سے ملقب چودہ اشخاص ہوئے ہیں۔ ان میں سے تین آدمی مہدی، قائم اور منصور مغرب میں اور گیارہ آدمی یعنی معز، عزیز، حاکم، طاہر، مستنصر، مستعلی، الامر، حافظ، ظافر، فائز، عاضد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY
ISLAMIA ACADEMY

مصر میں ۔ابتداء سلطنت ان کی ۲۹۰ھ کے کچھ بعد ہوئی اور زوال سلطنت ۵۶۷ھ میں ہوگیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ان کی سلطنت گویا مجوسیوں اور یہودیوں کی سلطنت تھی نہ علویوں کی اور باطنیہ چونکہ فاطمیہ نہ تھے اس لیے ان کی سلطنت کو بھی خلافت نہیں کہہ سکتے۔

مغرب میں بنو امیہ میں سے جنہوں نے خلافت کی وہ عبیدیوں سے شریعت و سنت عدل و فضل و علم و جہاد وغیرہ میں بدرجہا بہتر تھے یہ لوگ بکثرت ہوئے حتیٰ کہ ان میں سے چھ شخص ایک ہی وقت میں اندلس کے خلیفہ کے لقب سے مخاطب تھے۔

تاریخ خلفاء پر کتب: بہت سے متقدمین علماء نے خلفاء کی مستقل تاریخیں لکھی ہیں ۔منجملہ ان کے لفطویہ نحوی نے دو جلدوں میں ایک تاریخ لکھی ہے اور اس میں انہوں نے قاہر کے زمانہ تک کا حالات بیان کیے ہیں ۔صولی نے بھی ایک تاریخ لکھی ہے جو محض عباسیوں کی تاریخ ہے وہ میں نے دیکھی ہے وہ بھی قاہر کے زمانہ تک ہے ۔ابن جوزی نے بھی صرف عباسیوں کی ہی تاریخ لکھی ہے اس میں ناصر کے زمانہ تک کا حال ہے اسے بھی میں نے دیکھا ہے ۔ابوالفضل احمد بن ابوطاہر المروزی جن کی وفات ۲۸۰ھ میں ہوئی ۔(یہ نہایت زبردست شاعر اور کاتب تھے) انہوں نے بھی ایک تاریخ لکھی ہے نیز ایک تاریخ بنی العباس کی امیر ابی موسیٰ ہارون بن محمد العباسی نے بھی لکھی ہے۔

حافظ قرآن خلفاء: خطیب لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور مامون کے سوا کوئی خلیفہ حافظ قرآن نہیں ہوا لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ حصر غلط ہے بلکہ صحیح یہ ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حافظ قرآن تھے ۔اس کی تصریح ایک جماعت مورخین نے کی ہے اور امام نووی نے اپنی تہذیب میں لکھا ہے نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد تمام قرآن پاک حفظ کیا تھا۔

خلفاء کا طریقہ بیعت: ابن الساعی سے منقول ہے کہ خلیفہ ظاہر کی بیعت لینے کے وقت میں موجود تھا ظاہر سفید کپڑے پہنے ہوئے چھتری کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنی چادر تو اوڑھ رکھی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر شانوں پر ڈال رکھی تھی ۔وزیر سامنے منبر پر اور داروغہ زینہ پر کھڑے تھے ۔لوگوں سے ان لفظوں سے بیعت لے رہا تھا کہ میں اپنے سردار مولا امام جس کی اطاعت اور فرمانبرداری تمام دنیا پر فرض ہے جن کا نام نامی ابوالنصر محمد ظاہر بامر اللہ ہے کہ ہاتھ پر قرآن مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجتہاد امیر المومنین کے لیے بیعت کرتا ہوں نیز یہ کہ اس کے سوا اور کوئی خلیفہ نہیں ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔

عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی تیمی ہے۔

آپ نسب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مرہ بن کعب سے ملتے ہیں۔ امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک عبداللہ مشہور تھا اور یہی صحیح ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کا نام عتیق تھا لیکن تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آپ کا لقب تھا نام نہیں تھا۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ آپ آتش جہنم سے عتیق یعنی آزاد ہیں۔

(اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔)

بعض کہتے ہیں کہ آپ حسن و جمال کی وجہ سے عتیق کے لقب سے ملقب ہوئے۔ (عتیق کے معنی حسن و جمال کے ہیں) بعض اہل علم کہتے ہیں چونکہ آپ کے نسب میں کوئی بات قابل عیب نہیں تھی اس لیے آپ کو عتیق کہتے تھے۔

فضائل ومناقب:

مصعب بن زبیر وغیرہ لکھتے ہیں کہ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ نے بے خوف اور نڈر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور اسی پر مضبوط رہے۔ آپ سے کبھی بھی کسی امر میں ترش روئی سرزد نہیں ہوئی اسلام میں آپ کا درجہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے صدیق کا لقب ملنے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ آپ نے کافروں کے جواب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کا ہجرت کرنا اہل وعیال کو چھوڑنا۔ غار اور تمام راستہ میں اپنے آقا کی خدمت بجالانا بلکہ اپنے اوپر لازم کر لینا غزوہ بدر میں کلام کرنا۔ حدیبیہ میں جو بوجہ مکہ تشریف میں نہ داخل ہونے کے لوگوں میں شبہ پڑ گیا تھا اس کو دور کرنا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں جسے چاہے پسند کر لے، سن کر رو پڑنا۔ وفات حسرت آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت ثابت قدم رہنا۔ لوگوں میں خطبہ کے ذریعہ اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

وقت تسکین پیدا کرنا۔ مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خلافت کے لیے تیار ہو جانا۔ پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر ملک شام کی طرف بھیجنا اور اس سے نہ ہٹنا۔ مرتدوں سے ایسے نازک وقت میں لڑائی کے لیے کھڑے ہو جانا۔ صحابہ کو قائل کر دینا۔ صحابہ کا شرح صدر کر کے ان کو حق دکھلا دینا ملک شام کو فتح کرنا۔ لشکر شام کو مدد پہنچانا آپ کے اس مناقب اور اجل فضائل میں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب لاتعداد ہیں جو اس مختصر میں نہیں سما سکتے۔ (یہ امام نووی کا کلام ہے)

میں (امام سیوطیؒ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات اپنی معلومات کے موافق ذرا تفصیل سے لکھوں گا اور کئی عنوانات قائم کروں گا۔

نام ولقب:

علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے مگر ابن سعد، ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں: آپ کا اسم شریف عتیق تھا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کا عتیق لقب تھا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کا یہ لقب کب اور کس وجہ سے ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے یہ لقب ہوا۔ (اس کو لیث بن سعد اور احمد بن حنبلؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے)

ابو نعیم لکھتے ہیں یہ لقب اس وجہ سے ہوا کہ نیک کام میں آپ سب کے پیش رہتے تھے۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ آپ کے نسب میں ایسا شخص کوئی نہیں گزرا جس پر کوئی عیب لگایا گیا ہو۔ بعض کا قول ہے کہ پہلے آپ کا نام عتیق رکھا گیا تھا پھر عبداللہ نام ہو گیا۔

طبرانی، قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: آپ کا نام "عبداللہ" تھا عرض کیا کہ لوگ تو عتیق کہتے ہیں۔ فرمایا: ابوقحافہ کے تین بیٹے تھے۔ عتیق، معتق، معتیق۔

ابن مندہ اور ابن عساکر، موسیٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوطلحہ سے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عتیق کیوں رکھا گیا۔ آپ نے جواب دیا: کہ ان کی والدہ ماجدہ کی اولاد چونکہ زندہ نہیں رہتی تھی۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر کعبہ شریف میں گئیں اور عرض کیا: الٰہی! یہ ننھا بچہ موت سے عتیق (آزاد) کر کے مجھے عطا کر دے۔

طبرانی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا نام بوجہ آپ کے حسن صورت کے عتیق رکھا گیا۔ ابن عساکر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کے گھر والوں نے تو عبد اللہ رکھا تھا مگر عتیق بہت زیادہ مشہور ہو گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کا نام رسول اللہ ﷺ نے عتیق رکھ دیا تھا۔ چنانچہ ابو یعلی اپنی مسند میں اور ابن سعد اور حاکم حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں: میں ایک روز اپنے گھر کے کمرہ میں تھی اور حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کے ساتھ صحن مکان میں تشریف فرما تھے۔ میرے اور آپ کے درمیان میں ایک پردہ حائل تھا کہ اچانک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو جہنم کی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ ان کا نام ان کے خاندان والوں نے تو عبد اللہ ہی رکھا تھا مگر عتیق مشہور ہو گیا۔

ترمذی اور حاکم حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا: اے ابو بکر تم نارِ جہنم سے خدا تعالیٰ کے آزاد کیے ہوئے ہو اسی روز سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔

حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے بزار اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: تم آتشِ جہنم سے آزاد کیے ہوئے ہو۔ اسی روز سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔ باقی صدیق جو آپ کا لقب ہے سو زمانہ جاہلیت میں ہی یہ لقب پڑ گیا تھا کیونکہ آپ ہمیشہ سچ ہی بولا کرتے تھے۔ (اس کو ابن مسدی نے لکھا ہے)

یہ بھی کہتے ہیں چونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خبروں کی تصدیق میں سبقت فرمایا کرتے تھے۔

صدیق لقب کی وجہ:

ابن اسحق، حضرت حسنؒ بصری سے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج کے دوسرے دن سے آپ کا یہ لقب ہوا۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ مشرکین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ آپ کے دوست کہتے ہیں کہ میں رات کو بیت المقدس گیا۔ آپ نے کہا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ مشرکین نے کہا ہاں، حضرت ابو بکر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا آپ اس سے بھی بہت دور آسمانوں کی صبح و شام خبر دیتے ہیں تو بھی میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب صدیق ہو گیا۔ یہی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ابن عساکر نے بیان کی ہے۔ (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے) سعید بن منصور اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ شب معراج واپسی کے وقت جب رسول اللہ ﷺ ذی طویٰ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے جبرئیل میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابو بکر رضی اللہ عنہ کریں گے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وہ صدیق ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ ابن اسیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا امیر المومنین! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہے جس کا نام اللہ نے جبریل اور رسول اللہ ﷺ کی زبان سے صدیق رکھا وہ نماز میں ہمارے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے جس شخص سے رسول اللہ ﷺ ہمارے دینی معاملات میں خوش ہوئے ہم اپنی دنیا کیلئے بھی اس سے راضی ہو گئے۔ (دارقطنی اور حاکم نے ابویحییٰ سے اسے روایت کیا ہے۔) راوی کہتے ہیں کہ میں نے لاتعداد مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برسر منبر کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام صدیق رکھا ہے۔ طبرانی، حکیم بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قسم کھا کر کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے۔ حدیث اُحد میں موجود ہے کہ جب احد پہاڑ ہلنے لگا تو فرمایا: ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر صرف صدیق اور شہید ہیں۔

والدہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ آپ کے والد بزرگوار کے چچا کی بیٹی تھیں، جن کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب اور کنیت ام الخیر تھی۔ (زہری کہتے ہیں اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔)

پیدائش اور پرورش:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے دو برس اور چند مہینے بعد پیدا ہوئے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔ خلیفہ بن خیاط، یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم بڑے ہو یا میں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بڑے تو آپ ﷺ ہی ہیں مگر عمر میری ہی زیادہ ہے۔ (یہ مرسل حدیث بہت ہی غریب ہے۔) اور دراصل صحیح اس کا الٹا ہے ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بابت یہ بات ٹھیک ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں ہی پرورش پائی اور سوائے ضروریات تجارت کے آپ کبھی مکہ معظمہ سے باہر نہیں نکلے۔ اپنی قوم میں آپ بڑے مالدار بامروت نیکی و سلوک کرنے والے اور معزز سمجھے جاتے تھے، چنانچہ ابن الدغنہ نے کہا تھا کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولنا، مجبوروں کا کام کرنا، مصیبت زدہ کی مدد کرنا اور مہمانوں کی ضیافت کرنا، آپ کی عادت ہے۔

امام نووی لکھتے ہیں کہ آپ زمانہ جاہلیت میں قریش کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے اور قریش آپ سے مشورے لیا کرتے تھے۔ آپ سے وہ لوگ بے حد محبت رکھتے تھے اور آپ بھی ان کے معاملات کی

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

خوب خبر رکھتے تھے۔ جب اسلام میں داخل ہوئے تو بالکل اسلام کے ہی ہو گئے۔

زبیر ابن بکار اور ابن عساکر لکھتے ہیں کہ آپ قریش کے ان گیارہ اشخاص میں سے ہیں جن کو زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں شرف حاصل رہا ہے۔ آپ زمانہ جاہلیت میں خون بہا اور جرمانہ کے مقدمات فیصلے کیا کرتے تھے کیونکہ قریش میں کوئی بادشاہ نہیں تھا کہ سب کاموں کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہو، بلکہ ہر قبیلہ کے رئیس کے ذمہ ایک مقرر کام ہوتا تھا، چنانچہ بنی ہاشم کے متعلق حاجیوں کو پانی پلانا اور ان کے خور د ونوش میں امداد کرنا تھا۔ یعنی کوئی شخص حاجیوں کو ان کے سوا کھانا پینا نہیں دے سکتا تھا، اگر کوئی دیتا تو انہی کے کھانے اور پانی میں سے دیتا تھا۔ اور بنی عبدالدار کے ذمہ حجامت علمبرداری اور مجلس شوریٰ کا کام تھا۔ یعنی بغیر ان کے حکم کے بیت اللہ میں کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ تاوقتیکہ بنی عبدالدار نہ جھنڈا دیں، جنگ نہیں ہو سکتی تھی۔ اور مجلس شوریٰ کعبہ کے دارالندوہ میں ہوتی تھی اور کعبہ انہیں کے قبضہ میں تھا۔

تقویٰ اور پرہیز گاری:

ابن عساکر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی شعر نہیں کہا اور آپ نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں ہی شراب ترک کر دی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ آپ نے زمانہ جاہلیت ہی میں اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔

ابونعیم، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی اشعار نہیں کہے۔

ابن عساکر ہی کہتے ہیں کہ صحابہ کے ایک مجمع میں کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے کبھی شراب پی ہے۔ آپ نے اللہ سے پناہ مانگ کر فرمایا کبھی نہیں۔ اس نے پھر کہا: کیوں، آپ نے جواب دیا تاکہ عزت برباد اور مروت زائل نہ ہو کیونکہ شراب پینے سے عزت اور مروت جاتی رہتی ہے۔ یہ خبر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔ (یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار سے نہایت ہی غریب ہے۔)

حلیہ مبارک:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کا رنگ گورا چٹہ، چھریرا بدن اور رخسار مبارک ذرا اندر دبے ہوئے تھے، قد جھکا ہوا تھا، آپ کا پائجامہ نیچے کو کھسک جاتا تھا۔ چہرہ کی رگیں ظاہر تھیں۔ آنکھیں نیچی رکھتے تھے، بلند پیشانی تھی، انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں، آپ مہندی اور وسم (کسنبہ) کا خضاب کیا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی کی داڑھی سیاہ وسفید نہیں ہوئی تھی ۔اس وجہ سے آپ مہندی اور کسم سے خضاب کرنے لگے ۔

اسلام لانے کا واقعہ:

ترمذی اور ابن حبان، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت قضیہ خلافت ارشاد فرمایا کہ کیا تم سب سے زیادہ خلافت کا حقدار نہیں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا ہوں؟ وغیرہ وغیرہ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے ۔(اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے ۔)

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ۔ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے ۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ سب سے پہلے کون مسلمان ہوا؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور کیا تو نے حسان کے یہ اشعار نہیں سنے:

> ترجمہ اشعار: ''جب تو کسی نیک شخص کا رنج والم یاد کرے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کاموں کو بھی یاد کرنا۔آپ دنیا میں سب سے بہتر پرہیزگار عادل و وفادار تھے ۔اپنی کوششوں سے لوگوں کو پاک کر گئے ۔آپ اللہ کی بارگاہ کی طرف سے قصد کرنے والے اور غار حرا میں اپنے آقا کے ساتھ رہنے والے اور آپ ہی سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والے تھے ۔'' (طبرانی)

فرات بن سائب نے میمون بن مہران سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۔آپ سخت غصہ سے کانپ گئے اور فرمایا: مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں ایسے وقت میں زندہ رہوں گا کہ جس میں ان دونوں کے موازنہ کرنے کا وقت آئے، دونوں اچھے اور دونوں اسلام کیلئے منزلہ سر کے تھے ۔پھر دریافت کیا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہوئے تھے یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بحیرہ راہب کے زمانہ میں اسلام لا چکے تھے ۔اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی بابت بھی انہوں نے بہت کوشش کی ۔حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ۔(اس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے ۔)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بکثرت صحابہ اور تابعین کا قول ہے کہ آپ تمام صحابہ سے پہلے اسلام لائے تھے بلکہ بعض نے دعویٰ کیا کہ آپ کی سبقت اسلام پر اجماع ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پہلے ایمان لائیں۔ ان اقوال کی تطبیق اس طرح ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لڑکوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ یہ توجیح سب سے پہلے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

سالم بن جعد نے حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں عرض کیا: تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیوں اس قدر مشہور ہو گئے کہ ان کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ جس وقت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، مرتے دم تک تمام مسلمانوں میں افضل رہے۔ (اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔) محمد بن سعد نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کیا سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام ہم سب میں اچھا تھا۔ ~~اور~~ ان سے پہلے پانچ سے زیادہ آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ (اس کو ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔) ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت تھے۔ یعنی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کے غلام، زید اور زید کی بیوی، ام ایمن اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور، ورقہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کعبۃ اللہ کے قریب بیٹھا تھا اور زید بن عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں امیہ بن ابی الصلت آیا اور مزاج پرسی کے بعد کہنے لگا: کیا تم نے پالیا۔ زید ابن عمرو نے کہا: نہیں تب امیہ نے شعر کہا: جس کا مطلب یہ ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا تمام دین قیامت میں برباد ہوں گے۔ پھر کہا: جس نبی کا انتظار ہے وہ ہم میں ہوگا یا تم میں۔ میں نے اس سے پہلے نبی موعود کا ذکر چونکہ کبھی نہیں سنا تھا اس لیے میں ورقہ بن نوفل کے پاس آیا۔ یہ شخص اکثر آسمان کی طرف دیکھتا رہتا تھا، اور اس کے سینہ میں سے ایک طرح کی آواز آیا کرتی تھی میں نے ان کے پاس بیٹھ کے یہ قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں اکثر کتب سماویہ دیکھتا رہتا ہوں اس لیے مجھے معلوم ہے کہ وہ نبی موعود افضل خاندان عرب میں سے ہوگا اور چونکہ تم بھی افضل عرب میں سے ہو اس لیے وہ تم میں سے ہی ہوگا۔ میں نے کہا: ان کی کیا تعلیم ہوگی؟ اس نے جواب دیا: ان کی تعلیم یہ ہوگی کہ وہ کسی اپنے یا بیگانے پر نہ خود ظلم کریں گے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

نہ کرائیں گے۔ پس جس وقت حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے میں فوراً ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔ (اس کو ابن عسا کرنے روایت کیا ہے۔) محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں نے کسی کو دعوت اسلام دی تو سب کے دل میں کچھ نہ کچھ تردد اور شک آیا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب میں نے اسلام پیش کیا تو انہوں نے بغیر فکر و تردد کے اسلام قبول کر لیا۔ بیہقی کہتے ہیں کہ آپ نے سبقت اس لیے کی کہ نبوت کے دلائل اور آثار قبل دعوت اسلام کے معلوم کر چکے اور سن چکے تھے۔ لہٰذا فوراً ہی دعوت اسلام کے وقت لبیک کہا اور مسلمان ہو گئے کیونکہ وہ پہلے غور و فکر کر چکے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر ایک نے آپ سے گریز کیا۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی صدیق ہی تھے جیسا کہ اسلام میں ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جس سے بھی مسلمان ہونے کو کہا میرے کلام کو پلٹتا رہا اور حجتیں کرتا رہا مگر ابن ابی قحافہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کو جب میں نے اسلام لانے کو کہا فوراً قبول کر لیا اور اس پر مستقل رہے۔ ابو میسرہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک غیبی آواز "یا محمد" سنا کرتے تھے ایک بار جب یہی آواز سنی تو آپ نے اسی وقت یہ بات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سنائی کہ ابو بکر زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کے دوست تھے۔ (یہ بات بھی منجملہ ان آثار کے ہے جو حضرت ابو بکر صدیق کے علم میں تھے۔) بخاری، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم میرے دوست کو صرف میری وجہ سے بھی چھوڑ دو گے؟ وہ ایسا شخص ہے کہ جب میں نے کہا: میں اللہ کا رسول ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہدایت کیلئے بھیجا ہے، تو تم نے مجھے جھٹلا دیا، اس وقت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے ہی میری تصدیق کی۔

آنحضرت ﷺ کی رفاقت:

تمام علماء کہتے ہیں کہ جس وقت سے آپ ایمان لائے اور وصال فرمانے تک کبھی سفر و حضر میں حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ مگر حج اور غزوہ کیلئے ضرور آپ حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے صحبت مبارک سے علیحدہ ہوئے ہیں اور تمام لڑائیوں میں اپنے آقا حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ موجود رہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کیلئے آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، اہل و عیال کو چھوڑا غار ثور میں بھی ساتھ رہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ؕ

یعنی "غار میں دو ہی تھے جب رسول نے اپنے رفیق سے کہا کہ غم نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ہے۔ اور لڑائیوں میں آپ کی مدد جاری رکھی اور لڑائیوں میں آپ کے بڑے اچھے کارنامے ہیں۔ خصوصاً غزوہ احد اور غزوہ حنین میں جب حضور نبی کریم ﷺ کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے تو ایسے موقع پر آپ ساتھ ہی رہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں نے آپس میں کہا کہ وہ دیکھئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سائبان کے نیچے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ (ابن عساکر)۔ ابویعلی روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ایک کی مدد جبریل علیہ السلام کرتے ہیں اور دوسرے کی میکائیل علیہ السلام۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ مشرکین کے ہمراہ جنگ بدر میں لڑ رہے تھے جب عبدالرحمن مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنے والد مکرم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ بدر کے روز چند مرتبہ میرے تیر کے زد میں آئے مگر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ آپ نے جواب دیا: اگر تو میرے نشانہ میں آجاتا تو میں کبھی نشانہ خطا نہ کرتا۔ (اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔)

شجاعت و بہادری:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں زیادہ بہادر تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! مجھے خبر دو کہ سب سے بہادر اور شجاع کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: آپ ہیں۔ فرمایا: میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ کے ساتھ لڑتا ہوں یہ کوئی بہادری نہیں ہے، تم سب سے بہادر شخص کا نام بتلاؤ عرض کیا: ہمیں معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: سب سے شجاع اور بہادر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنگ بدر میں حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ہم نے ایک سائبان بنایا تھا۔ ہم نے آپس میں صلاح کی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کی حفاظت کیلئے کون شخص رہے گا؟ اللہ کی قسم! ہم میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے اور کسی کو حضور نبی کریم ﷺ تک نہ پھٹکنے دیا۔ اگر کوئی آپ پر حملہ کرتا تو آپ فوراً پر اس پر جھپٹ پڑتے اور حملہ کر دیتے۔ لہٰذا آپ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (اس کو بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کو پکڑ کر گھسیٹنا اور گرانا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ تو ہی ایک خدا بتلاتا ہے۔ خدا کی قسم! کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر ہٹانے اور دھکا دے کر گرانے لگے، آپ گرتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے افسوس اور سخت افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار ایک اللہ ہی ہے۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چادر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اٹھا کر رونے لگے۔ حتی کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر فرمایا: خدا تمہیں ہدایت دے یہ تو بتلاؤ کہ مومن آل فرعون اچھے تھے یا ابوبکر اچھے ہیں۔ لوگ خاموش رہے مگر خود آپ نے ہی جواب دیا کہ تم کیوں نہیں جواب دیتے۔ اللہ کی قسم! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی ان کے ہزار گھنٹوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار کیا۔(بزار)

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ مشرکین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سختی کون سی کی ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا، عقبہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھتے وقت پیچھے سے آیا اور آپ کے گلے میں چادر ڈال کر گلا گھونٹنے لگا اس نے بہت زور سے گلا گھونٹا۔ اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے، عقبہ کو ہٹا کر آپ فرمانے لگے کیا تم ایسے شخص کو قتل کرو گے جو خدا کو ایک کہتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے دلائل بھی لے کر آیا ہے۔(اس کو بخاری نے روایت کیا ہے)

ابن طلیب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب جنگ احد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے، پس میں ہی تھا کہ جس نے سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسے وقت میں حفاظت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت اسلام میں اڑتیس (۳۸) آدمی داخل ہو چکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دست بستہ عرض کیا: آپ اسلام کو ظاہر فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! ہماری جمعیت بہت تھوڑی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اصرار فرماتے رہے حتی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین برحق کے ظاہر ہونے کا اعلان فرمایا۔ لوگ مسجد میں ادھر ادھر کنبہ والوں میں متفرق ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا اور سب سے پہلے انہوں نے ہی لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ مشرکین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور لوگوں کو بہت اذیت پہنچائی۔(ابن عساکر)(اس حدیث کو آگے بیان کریں گے۔)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے، آپ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور لوگوں کو بھی اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دعوت دی۔(اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔)

مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تصدق کرنا: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ارشاد فرمایا:

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ﴿۱۷﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ﴿۱۸﴾ الخ

آپ کی شان میں نازل کی ہے۔علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن الجوزی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جتنا نفع مجھے ابوبکر کے مال نے دیا ہے، اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اور میرا مال سب آپ ہی کے ہیں۔(اس کو احمد نے روایت کیا ہے۔) ایک اور حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح کی آئی ہے بلکہ ایک حدیث میں اتنا اور زائد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مال ہی کی طرح اپنا مال سمجھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال کو خرچ کیا کرتے تھے۔(خطیب)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرب باسلام ہوئے۔آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم موجود تھے آپ نے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خرچ کر دیئے۔(ابن عساکر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے، جب آپ ہجرت کیلئے نکلے تو پانچ ہزار سے زیادہ نہیں رہے تھے۔اسلام کی مدد اور مسلمان غلاموں کی رہائی میں خرچ کر دیئے تھے۔

ابن عساکر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات غلاموں کو جن کو ان کے مالک اسلام کی وجہ سے تکلیفیں دیتے تھے آزاد کرایا ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک عبا جس میں کانٹا لگا کر اپنا سینہ بند کرلیا تھا پہن رکھی تھی اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج میں خلاف معمول یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کانٹا لگائے تشریف رکھتے ہیں۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام! انہوں نے مجھ پر اپنا تمام مال فتح مکہ سے پہلے ہی خرچ کر دیا ہے۔حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اے ابوبکر! تم جو میری وجہ سے تنگ دست ہو گئے ہو، اس بارے میں مجھ سے خوش ہو یا ناراض۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور اپنے مولیٰ کریم سے ناراض نہیں میں اپنے رب سے بالکل خوش ہوں۔میں اپنے رب سے بہت راضی ہوں اور بہت خوش ہوں۔(اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

(اس حدیث کی سند بہت ضعیف ہے اور بہت سے روایتیں اسی کے مثل ضعیف آئی ہیں)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک جبہ کانٹا لگائے ہوئے پہن کر نازل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی طرح کا لباس پہنیں جس طرح کہ ابوبکر پہنے ہوئے ہیں۔ (اس کی سند بالکل ہی ضعیف ہے، اگرچہ بہت سے لوگ اس کو روایت کرتے ہیں مگر اس روایت سے اعراض کرنا بہتر ہے۔) (خطیب)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم کچھ مال تصدق کریں۔ میں نے دل میں یہ پکا ارادہ کر لیا کہ میں آج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر صدقہ کروں گا۔ پس میں اپنا آدھا مال لے آیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے دریافت فرمایا: اپنے اہل و عیال کیلئے کتنا چھوڑا۔ عرض کیا کہ اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال لیے ہوئے تشریف لائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کچھ اہل وعیال کیلئے بھی چھوڑا ہے؟ کہا کہ ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول کافی ہیں۔ تب میں نے سوچا کہ میں کسی بات میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب ایک مرتبہ صدقہ لائے تو اس کی مالیت کو چھپا کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ میرا صدقہ ہے۔ واللہ! مجھے اب اللہ تعالیٰ کا ہی سہارا کافی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اپنا صدقہ لائے اور مالیت ظاہر کر کے کہنے لگے کہ مجھے اب خدا کا سہارا ہی کافی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں کے صدقوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تم دونوں کے الفاظوں میں فرق ہے۔ (ابونعیم نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کی اسناد جید ہے۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اوپر کسی کا احسان نہیں رہا، سب کا اتار دیا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا البتہ میرے ذمہ باقی ہے۔ اس لیے اس کا احسان اتنا بڑا ہے کہ اس کا عوض قیامت کے روز اللہ ہی عطا کرے گا، مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے پہنچایا ہے۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک روز والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لے کر بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بڑھاپے میں ان کو تکلیف کیوں دی؟ میں خود آجاتا۔ میں نے عرض کیا: آپ کے تکلیف دینے سے تو ان کا ہی آنا بہتر ہے۔ آپ

MARKAZ-UL-OOMI ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

نے فرمایا: میرے اوپر تمہارے اتنے احسان ہیں کہ تمہارے والد کو تکلیف دینا گوارا نہیں کر سکتا۔ (بزار نے اسے روایت کیا ہے۔)

ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اوپر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کے احسان نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنی جان سے بھی میری غمخواری کی اور مال سے بھی مدد کی اور اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔

علم میں مقام: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بڑے عالم اور ذکی تھے۔ تہذیب میں امام نوویؒ نقل کرتے ہیں کہ علماء نے آپ کے وفور علم پر بخاری و مسلم کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اللہ کی قسم! اگر کوئی شخص نماز و زکوٰۃ میں کچھ بھی فرق بتلائے گا تو میں اس سے لڑائی کروں گا۔ انہوں نے مجھے مجبور سمجھ رکھا ہے جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں وہ ادا کیا کرتے تھے اگر وہ اس میں ذرہ برابر بھی کمی کریں گے تو میں ان سے مقابلہ کیلئے تیار ہوں۔ شیخ ابو اسحاق نے اس سے استدلال پکڑا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ عالم تھے کیونکہ صحابہ کرام کو جب اس مسئلہ میں توقف ہوا تو اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جو کچھ آپ کی رائے ہوئی مباحثہ کے بعد وہی ٹھیک اور صحیح ٹھہری اور صحابہ رضی اللہ عنہ نے اسی کی طرف رجوع کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے زیادہ عالم کوئی نہیں تھا۔

فہم وفراست: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ خواہ دنیا میں رہے یا آخرت اختیار کرے تو اس بندے نے آخرت کو پسند کر لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا: کاش! ہم اپنے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس رونے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعجب میں ڈال دیا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرسری طور پر ایک شخص کا ذکر کر رہے تھے مگر اس میں جو کچھ راز تھا کہ وہ عبد خیر خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ اس کو فقط حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہی علم پا سکتا تھا۔ اسی لیے وہ ہم سب میں بڑے عالم تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں ان سب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال اور صحبت کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے اگر میں اپنے اللہ کے سوا کسی کو دوست بناتا تو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابو بکرؓ کو بناتا لیکن ان کی اخوۃ اسلامی اور سچی محبت میرے دل میں ہمیشہ رہے گی۔ (نووی)

علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کا علم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو نماز میں صحابہ کرام کا امام بنایا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی فرمایا ہے کہ قوم کا امام قرآن شریف سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہیے اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس قوم میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود ہوں، وہاں کوئی شخص سوائے آپ کے امامت نہیں کرسکتا۔ (ترمذی)

ایسے ہی سنت کا بھی علم آپ کو کامل تھا جیسا کہ اکثر مرتبہ جب موقع پیش آیا صحابہ کرام نے آپ ہی کی طرف رجوع کیا ہے اور آپ ہمیشہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ان پر پیش کر دیا کرتے تھے کیونکہ آپ نے احادیث کو یاد کر رکھا تھا اور حاجت کے وقت آپ انہی میں سے پیش کر دیتے تھے۔ آپ سے زیادہ اور کون حافظ حدیث ہوسکتا تھا کیونکہ اول رسالت سے لے کر آخر وفات تک آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور باوجود اس کے آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا اور حد درجہ قوی عقل مند تیز طبیعت اور ذکی واقع ہوئے تھے۔

قلیل احادیث مروی کا سبب؟:

آپ تعجب کریں گے کہ باوجود ان باتوں کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہت کم احادیث روایت ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی عمر نے بھی بہت کم وفائی، اگر آپ کچھ مدت زندہ رہتے تو آپ کی روایات تمام صحابہ کرام سے بڑھ جاتیں اور کوئی حدیث ایسی نہ ہوتی جس میں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سند نہ ہوتی۔ دوسرے صحابہ کرام کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کی اس لیے ضرورت نہیں پڑی کہ وہ حضرات بھی اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے اور احادیث سنا کرتے تھے۔ پس جس کو وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیوں نقل کریں گے ہاں وہی کرسکتے ہیں جو خود انہوں نے نہ سنی ہو سو وہی کرتے ہیں۔

تحمل مزاجی:

میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مقدمہ آتا تو آپ اس مسئلہ کو قرآن پاک میں تلاش کرتے اور قرآن پاک کے موافق فیصلہ دیتے اور اگر قرآن پاک میں نہ ملتا تو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق فیصلہ کرتے، اگر اس قسم کی کوئی حدیث آپ کو یاد نہ ہوتی تو آپ باہر نکل کر لوگوں سے دریافت کرتے کہ میرے پاس ایک ایسا مقدمہ آیا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص جانتا ہے کہ ایسے مقدمے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ پس آپ کے پاس تمام صحابہ کرام جمع ہو جاتے اگر کوئی شخص کوئی حدیث اس قسم کی بیان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

کرتا تو آپ اسی کے موافق فیصلہ کرتے اور خوش ہو کر اللہ کا شکر بجالاتے کہ الحمد للہ کہ ہم میں ایسے اشخاص موجود ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث کو یاد رکھتے ہیں۔ اگر اس طرح کی کوئی حدیث نہ ملتی تو آپ بڑے بڑے صحابہ کرام کو جمع کر کے ان سے مشورہ کرتے اور کثرت رائے کے موافق فیصلہ سنا دیتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس طرح کرتے کہ پہلے آپ قرآن وحدیث پر نظر کرتے اگر وہاں مسئلہ کا پتہ نہ چلتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے موافق کرتے اور اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی اس قسم کا فیصلہ نہ پاتے تو جلیل القدر صحابہ کرام کی کثرت رائے سے فیصلہ کرتے۔

علم الانساب میں مہارت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرب کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص نسب ناموں سے بھی خوب واقف تھے۔ یہاں تک کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ جو نسب قریش اور نسب عرب کے بہت بڑے ماہر تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے علم نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا ہے جو عرب کے سب سے بڑے نساب ہیں۔

علم تعبیر میں مہارت:

آپ باوجود اس کے علم تعبیر بھی خوب جانتے تھے اور زمانہ رسول اللہ ﷺ میں ہی تعبیر خواب بتلایا کرتے تھے۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جو خود بھی علم تعبیر میں بہت بڑا مقام رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بڑے معبر ہیں۔

حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ میں خواب کی تعبیریں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کرایا کروں۔ (دیلمی)

فصاحت و بلاغت:

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ فصیح مقرر تھے اور اچھی تقریر کرتے تھے۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ تمام صحابہ کرام میں سب سے زیادہ فصیح حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول مبارک حدیث سقیفہ میں عنقریب آئے گا، آپ سب سے بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ خوف خدا بھی سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ آپ کا علم تعبیر خوف خدا اور فصاحت ایک علیحدہ مستقل فصل میں بیان کیا جائے گا۔ آپ کے اعلم الصحابہ ہونے پر حدیث صلح حدیبیہ بھی دلالت کرتی ہے۔ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے متعلق جو حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیے تھے کہ ہم اپنے دین میں کیوں ذلیل کیے جاتے ہیں۔ وغیرہ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کا جواب دیا تھا جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہی سوالات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیے تو آپ نے وہی جوابات بعینہٖ جو حضور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نبی کریم ﷺ نے فرمائے تھے دیئے۔ (بخاری)

صائب الرائے: تمام الرازی اپنی کتاب فوائد میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ کرام میں عاقل کامل اور صائب الرائے مانے جاتے تھے۔

ابن عساکر، ابن عاص وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کروں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی جس میں علاوہ دیگر صحابہ کرام کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت اسید بن حضیر (رضی اللہ عنہم) بھی موجود تھے۔ تمام صحابہ کرام نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ مجھ سے بھی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یہ گوارہ نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلطی کریں۔ (طبرانی)

ابن اسامہ کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو آسمان پر یہ گوارا نہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلطی کریں۔ (طبرانی کے بھی یہی الفاظ ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلطی کریں۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔)

امام نوویؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی منجملہ دیگر صحابہ کے حافظ قرآن تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں انصار کے چار آدمیوں نے قرآن پاک جمع کیا تھا۔

ابوداؤد، شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال تک پورا قرآن شریف جمع نہیں کیا تھا یا تو یہ قول مردود ہے یا اس کی یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ اس ترتیب کے موافق جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کی ہے جمع نہیں کیا تھا۔

افضل الصحابہ: علماء اہل سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام امت سے افضل ہیں۔ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) الترتیب پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد، پھر باقی اہل بیعت الرضوان پھر باقی تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابوالمنصور بغدادی نے اجماع اسی طرح نقل کیا ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل الصحابہ شمار کیا کرتے تھے پھر حضرت عمر کو پھر عثمان (رضی اللہ عنہم) کو بتلایا کرتے تھے۔طبرانی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ شدہ شدہ اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو بھی ہوتی تھی مگر کبھی آپ کو یہ بات ناگوار نہیں معلوم ہوئی۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے کہ ہم میں حضور نبی کریم ﷺ موجود تھے،اس وقت بھی ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زیادہ افضل جانتے تھے پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کو۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بہت سے صحابہ آپس میں کہا کرتے تھے کہ اس امت میں حضور نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) پھر ہم چپ ہو جاتے تھے۔(ابن عساکر)۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارا آپ نے جواب میں فرمایا کہ آپ نے خود آپ کو کیوں چھوڑ دیا۔میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے خود سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر شخص پر آفتاب کبھی طلوع نہیں ہوا۔(ترمذی)

حضرت محمد بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔میں نے کہا: ان کے بعد تو فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہوئے ڈرا اور عرض کیا کہ پھر آپ افضل ہیں آپ نے فرمایا: میری کیا ہستی ہے؟ میں تو ایک معمولی مسلمان ہوں۔(بخاری)۔امام احمدؒ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے متواتر چند مرتبہ منقول ہے کہ اس امت میں حضور نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔روافض پر خدا لعنت کرے کہ وہ جہل مرکب میں پھنس گئے۔حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں،سب سے افضل ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کو ہم میں سے زیادہ محبوب ہیں۔(ترمذی)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا: اس امت میں حضور نبی کریم ﷺ کے بعد افضل الصحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو شخص اس کے خلاف کہے گا وہ افترا پرداز ہے اور اس پر مفتری کا گناہ ہوگا۔(ابن عساکر)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر مجھ کو جو بھی فضیلت دے گا میں اس کو تہمت کی حد اسی (۸۰) کوڑے لگاؤں گا۔ (ابن عساکر)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ سوائے نبی کے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا، اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج کسی پر طلوع نہیں ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ (طبرانی)

اس کی صحت پر بہت سے شواہد ہیں۔ علامہ ابن کثیر نے بھی اسکی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حضرت سلمہ بن اکواع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الناس ہیں مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد۔ سعد بن زراہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت میں آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ (طبرانی)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں نے عرض کیا: مردوں میں؟ فرمایا: ان کے والد ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) میں نے کہا: ان کے بعد فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ)۔ (بخاری ومسلم)

ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں آیا۔ ترمذی وغیرہ عبداللہ بن شفیق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز کون تھا؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے پوچھا: ان کے بعد؟ فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔

عمر رسیدہ لوگوں کے سردار:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی شان میں فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء مرسلین کے علاوہ تمام اولین و آخرین سن رسیدہ شخصوں کے جنت میں سردار ہوں گے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے بلکہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابی سعید خدری، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے اسی طرح روایت ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہم پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

میں سے کسی کو فضیلت دے تو وہ مہاجرین و انصاری پر ظلم کرتا اور عیب لگاتا ہے۔ (طبرانی) ۔زہری کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی شان میں کچھ اشعار کہے ہیں؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: میں سننا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے یہ اشعار پیش کیے:

ترجمہ اشعار: ''حضرت ابوبکر، حضور نبی کریم ﷺ کے بزرگ یارِ غار ہیں، جب وہ اس پہاڑ پر چڑھ چکے تھے تو دشمن بھی ان کے پاس گھومتے پھرتے تھے (مگر دیکھ نہ سکے)

دنیا جہاں جانتا ہے جتنی کچھ ان سے حضور نبی کریم ﷺ کو محبت ہے دنیا میں آپ کو کسی سے بھی اتنی محبت نہیں ہوئی۔''

ان اشعار کو سن کر حضور نبی کریم ﷺ بہت ہنسے، حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں پھر فرمایا: حسان تم نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہے۔ (ابن سعد)

رحم دلی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ مہربان ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں اور اللہ کے معاملے میں عمر (رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ سخت ہیں اور سخت حیادار عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں اور حرام و حلال کے جاننے والے سب سے زیادہ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں اور سب سے زیادہ فرائض جاننے والے حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) ہیں اور سب سے اچھے قاری ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) ہیں اور ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے میری امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (احمد، ترمذی) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ فیصلہ کو جاننے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ابویعلی)۔ شداد بن اوس اتنا اور بھی زیادہ لکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ زاہد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ عابد اور متقی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ حلیم الطبع اور بردبار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (دیلمی) میرے سوال کرنے پر حضرت شیخ علامہ کانیجی نے فرمایا کہ ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔

آپ کی شان میں قرآنی آیات:

مصنف فرماتے ہیں میں نے اس عنوان پر چند کتابیں دیکھی ہیں مگر وہ ناکافی ہیں، میں نے ابھی اس عنوان پر ایک جامع کتاب لکھی ہے اس میں سے بطریق اختصار کچھ بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔عنقریب اس بارے میں خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان آئے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو اطمینان کبھی زائل نہیں ہوا لہٰذا یہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔(ابن ابی حاتم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک چادر اور چار سو درہم کے عوض میں خرید کر آزاد کر دیا تو آپ کی شان اور امیہ بن خلف وغیرہ کے بارے میں "وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی" سے "اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی" تک نازل ہوئی۔(ابن ابی حاتم)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکہ معظمہ میں دستور تھا کہ آپ ضعیف اور بوڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام لے آتی تھیں خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ایک روز آپ کے والد نے فرمایا: اے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ضعیف لوگوں کو خرید کر آزاد کر رہے ہو، اگر ان کے بجائے قوی اور جوان لوگوں کو خرید کر آزاد کرو تو مشکل وقت میں وہ تمہارے ساتھ ہو کر مدد کر سکتے ہیں۔آپ نے فرمایا: ابا جان! میرا مقصد محض خوشنودی اور رضائے خداوندی ہے دنیوی فائدہ حاصل کرنا نہیں ہے۔اس پر "فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی" آخر تک نازل ہوئی۔(ابن جریر)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات ان آدمیوں کو جن کو محض مسلمان ہونے کے جرم میں تکالیف دی جاتی تھیں آزاد کیا، اس پر "وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ﴿۱۷﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ﴿۱۸﴾" نازل ہوئی۔(طبرانی)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی آخر تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بابت نازل ہوئی۔(بزار)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب تک قسم کے کفارہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی تب تک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی قسم کے کبھی خلاف نہیں کیا۔(بخاری)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ" سے مراد حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور "صَدَّقَ" سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ شاید حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قرات "وَالَّذِیْ جَآءَ بِالْحَقِّ" ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت "وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (حاکم)

ابن حاتم، ابن شوذب سے روایت کرتے ہیں کہ "وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اسباب نزول جو میری کتاب ہے اس میں، میں نے اس کی تمام سندیں بیان کر دی ہیں۔

حضرت ابن عمرو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (طبرانی اوسط)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسی کوئی نیک بات آپ کیلئے نازل نہیں ہوئی تھی کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو نہ شامل کیا ہو مگر اس آیت میں ہم کو نہیں شامل کیا اسی وقت "هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ" نازل ہوئی۔

ابن عساکر نے حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ "وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا" سے لے کر "وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ" تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ابن عیینہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق عتاب فرمایا ہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے مستثنیٰ رہے جیسا کہ آیت

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔

اس پر دلالت کرتی ہے۔

کامل الایمان:

بخاری و مسلم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں: ایک جگہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اتفاقاً ایک بھیڑیئے نے بکریوں پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری پکڑ لی چرواہے نے پیچھا کر کے اس کو چھڑا لیا اس وقت بھیڑیئے نے کہا اس دن کیا ہو گا جب بکریوں میں تو نہیں ہو گا بلکہ میں ہی ہوں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

گا۔اور ایک شخص بیل لیے ہوئے جس پر کچھ لدر ہا تھا بیل نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں لدنے کے لیے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ کھیتی کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔حاضرین نے یہ سن کر حیرت سے کہا کہ تعجب ہے کہ بیل بولنے لگا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی تصدیق میرے ساتھ ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہم) بھی کریں گے حالانکہ یہ دونوں حضرات اس وقت یہاں موجود نہیں تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان حضرات کے ایمان کامل کے بھروسہ پر یہ فرما دیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ حضرات بھی رسول اللہ ﷺ کی ضرور ہی تصدیق کریں گے۔

زمین و آسمان میں وزارات:

ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جس کے دو وزیر آسمان کے رہنے والوں اور دو وزیر زمین کے باشندوں میں سے نہ ہوں لہٰذا میرے دو وزیر آسمان میں جبرئیل و میکائیل علیہم السلام اور وزیر زمین پر ابو بکر و عمر فاروق (رضی اللہ عنہم) ہیں۔اصحاب سنن وغیرہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر جنتی ہیں عمر جنتی ہیں تمام عشرہ مبشرہ کو ذکر کیا۔ترمذی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بڑے مرتبہ والے لوگ اس طرح دکھلائی دیں گے جیسے ستارے افق آسمان پر نظر آتے ہیں۔ابو بکر و عمر انہیں میں ہیں۔(اس کو طبرانی نے حضرت جابر بن سمرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے)۔ترمذی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے مہاجرین و انصار کے پاس جن میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم بھی ہوتے تھے گزرتے تو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف بوجہ ادب کے کوئی شخص آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا مگر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم آپ کی طرف دیکھتے اور مسکراتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ بھی ان حضرات کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے تھے۔ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور آپ کے دائیں بائیں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم تھے۔حضور نبی کریم ﷺ ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔فرمایا: ہم یوم قیامت اسی طرح اٹھیں گے۔(طبرانی نے اس کو اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے) ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے یوم قیامت اٹھوں گا پھر ابو بکر پھر عمر (رضی اللہ عنہم) اٹھیں گے۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں۔ (اس کو طبرانی نے ابن عمر اور ابن عمرو سے بیان کیا ہے)

رسول اللہ کے معاون مددگار: بزار اور حاکم نے ابو روی الدوسی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: اس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو میرا مددگار بنایا ہے یہی حدیث حضرت براء ابن عازب سے بھی مروی ہے۔ (طبرانی)

ابو یعلی، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت جبرئیل میرے پاس آئے تو میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل ان سے دریافت کیے انہوں نے کہا کہ اگر عمر نوح تک بھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کروں تو پورے نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ایک نیکی کے برابر ہیں۔ عبدالرحمن بن غنم فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ جس بات پر تم دونوں متفق و متحد ہو جاؤ تو میں اس میں کبھی اختلاف نہیں کر سکتا۔ (اس کو احمد نے روایت کیا ہے)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے بھی نقل کیا ہے اور ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سوا ہم کسی کو نہیں جانتے۔ ابو القاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ فتاویٰ میں ابو بکر و عمر و عثمان و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی طرف بھی لوگ رجوع کرتے تھے۔

طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کی امت میں کچھ خاص لوگ ہوا کرتے ہیں۔ میری امت کے خاص ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور دار ہجرت یعنی مدینہ تک سوار کر کے پہنچا دیا نیز بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر بھی رحم کرے کہ وہ حق کہنے میں کبھی نہیں چوکتے اگرچہ کتنی ہی کڑوی بات ہو اسی وجہ سے سب نے ان کو چھوڑ دیا ہے ان کا کوئی دوست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم کرے کہ ان سے فرشتے تک حیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ علی پر رحم کرے۔ مولیٰ کریم حق علی کے ساتھ رکھ جہاں علی ہوں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

(رضی اللہ عنہم)(ابن عساکر)

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو منبر پر تشریف فرما ہو کر حمد وثنا کے بعد فرمایا: لوگو! ابوبکر نے مجھے کبھی رنج نہیں پہنچایا اس کو یاد رکھو۔ میں اس سے راضی ہوں۔ نیز عمر، عثمان، علی طلحہ۔ زبیر، سعد، عبدالرحمن بن عوف اور مہاجرین اولین سے بھی خوش ہوں اسے یاد رکھنا (رضی اللہ عنہم)۔ (طبرانی)

زوائد الزہد میں عبداللہ بن احمد۔ ابن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رتبہ بارگاہ نبوی میں کتنا تھا آپ نے فرمایا: جتنا ان کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اس وقت ہے۔

ابن سعد، بسطام بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کو مخاطب کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم پر کوئی شخص حکمران نہیں ہوگا۔

ابن عساکر، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کی محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی محبت اور ان دونوں کی معرفت طریقہ سنت سے ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفاعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت سے امید ہے کہ وہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھے گی جیسے کلمہ "لا الہ الا اللہ" سے نہ پھرے گی۔

فضائل ومناقب میں احادیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کے راستہ میں خرچ کرے گا وہ جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ اے خدا کے بندے ادھر سے آ۔ یہ دروازہ اچھا ہے پس جو شخص نمازی ہے نماز کے دروازہ سے جو شخص اہل جہاد ہے جہاد کے دروازہ سے اہل صدقہ صدقہ کے دروازہ سے روزہ دار روزہ کے دروازہ سے جس کا نام (باب ریان ہے) پکارا جائے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بھی پکارا جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں امید کرتا ہوں کہ جو شخص ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا ان میں تم بھی ہوگے۔

ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سب سے پہلے جنت میں میری امت سے تم داخل ہو گے۔

صحیح بخاری اور مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھ پر اپنی صحبت اور مال سے سب سے زیادہ احسان کیے ہیں وہ ابو بکر ہیں اگر میں خدا کے سوا اور کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اخوۃ اسلام اب موجود ہے۔(یہی حدیث حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن مسعود، حضرت جندب بن عبداللہ، حضرت براء کعب بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس، حضرت ابی بن کعب واقد اللیثی ابی المعلی، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہم) نے بھی بیان کی ہے)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کے بعد عرض کی کہ میرے اور حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے درمیان باتوں باتوں میں کچھ رنج ہو گیا۔ میں ان کی طرف بڑھا پھر مجھے ندامت آئی اور میں نے ان سے معافی چاہی مگر انہوں نے معافی سے انکار کر دیا۔ اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: خدا تجھے معاف کرے گا اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نادم ہو کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پر تشریف لے گئے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گھر پر نہ پا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے تمتما اٹھا حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی رحم آ گیا آپ نے گھٹنوں کے بل گر کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان سے زیادہ قصوروار ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس مبعوث فرمایا: تو تم سب لوگوں نے مجھے جھوٹا کہا۔ مگر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے مدد کی۔ کیا آج تم اس میرے دوست کو چھوڑ دیتے ہو؟ (یہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا) ایسا معاملہ پھر کبھی نہیں ہوا۔

ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے مگر اتنا اس میں اور زیادہ کیا ہے کہ میرے دوست کی وجہ سے مجھے اذیت مت پہنچاؤ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر مجھے مبعوث کیا تو تم سب نے میری تکذیب کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی اگر اللہ تعالیٰ ان کو مجھے صاحب کا خطاب نہ دیتا تو میں ان کو خلیل کہہ کر پکارتا مگر اب اخوت اسلام ہے۔(بخاری)

ابن عساکر نے مقدام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عقیل بن ابو طالب اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا اگرچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ زیادہ بولنے والے اور نسب کو جانتے تھے مگر حضرت

عقیل بن ابی طالب کی قرابت رسول اللہ ﷺ سے ملتی تھی اس لیے آپ خاموش ہو گئے اور یہ شکایت حضرت عقیل بن ابی طالب کی رسول اللہ ﷺ سے کی آپ لوگوں میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: تم لوگ میرے دوست کو میرے لیے چھوڑ دو اور اپنی حیثیت اور اس کی شان پر غور کرو۔ واللہ! تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دروازہ پر اندھیرا نہ ہو اور یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ہی دروازہ ہے جس پر نور ہے۔ قسم ہے خدا کی تم سب نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی تم نے میرے ساتھ بخل کیا لیکن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر خرچ کیا۔ تم نے مجھے چھوڑ دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے سلوک کیا اور تابعداری کی۔

بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص از روئے تکبر اپنا کپڑا زمین پر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس کو یوم قیامت نظر رحمت نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر میں ہر وقت تھامے نہ رہوں تو میرا تہبند ایک طرف لٹک جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم یہ کام از روئے تکبر کے نہیں کرتے ہو۔

اعمال میں سبقت:

مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کون شخص روزہ دار ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ آج تم میں سے کون شخص جنازہ کے ساتھ چلا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: آج کس شخص نے مریض کی عیادت کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں یہ تمام باتیں جمع ہوں وہ ضرور جنتی ہے۔ (اس حدیث کو حضرت انس اور عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے بھی بیان کیا ہے اور ان کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی۔ بزار نے حضرت عبدالرحمن سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ آج تم میں سے کس نے روزہ رکھ کر صبح کی! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تو اپنی نسبت کہہ سکتا ہوں کہ میں آج روزے سے نہیں ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رات میں نے روزہ کی نیت کی تھی اور بحمد اللہ میں روزہ سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے آج کسی نے مریض کی عیادت کی ہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اب تک مسجد سے ہی نہیں نکلا چہ جائیکہ مریض کی عیادت کروں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی تھی کہ حضرت عبدالرحمن کی طبیعت کچھ خراب ہے میں مسجد میں آتے ہوئے ان کے پاس ہو کر آیا ہوں کہ ان کی

www.waseemziyai.com
MAKTABA-TUL-ILMI ISLAMIA ACADEMY

طبیعت کیسی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمیں تو ابھی آپ نے نماز پڑھائی ہے۔ ہم ابھی تک کہیں نہیں گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں مسجد میں داخل ہی ہوا تھا کہ اچانک ایک مانگنے والا آگیا میں نے حضرت عبدالرحمن کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا دیکھا اور ان سے لے کر اس سائل کو دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں پھر رسول اللہ ﷺ نے ایسے کلمات بھی فرمائے کہ جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی راضی ہو گئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی یقین کر لیا کہ ایسا کوئی نیک کام نہیں جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سبقت نہ کی ہو۔

ابو یعلی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز مسجد میں نماز پڑھ کر دعا مانگ رہا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ مع حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مسجد میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: جو مانگو گے پاؤ گے پھر فرمایا: جو شخص چاہے کہ میں قرآن مجید ٹھیک اور اچھائی کے ساتھ پڑھوں تو چاہیے کہ وہ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی قرآت اختیار کرے اس کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا ذرا دیر کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے مبارک باد دینے تشریف لائے اور آپ تشریف لیے ہی جاتے تھے کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ آپ ہمیشہ نیک کام میں آگے ہی رہتے ہیں۔ حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں کچھ بات سی بڑھ گئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غصے میں ایسی بات کہہ دی جو مجھے ناگوار گزری معاً آپ شرمندہ ہو کر فرمانے لگے۔ ربیعہ! تم بھی مجھے یہی بات کہہ لو تا کہ بدلہ اتر جائے۔ میں نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا: تمہیں کہنا ہوگا ورنہ تمہارے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس دعویٰ کروں گا میں نے کہا میں کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور میرے پاس بنی اسلم کے کچھ لوگ آ کر کہنے لگے کہ بھلا حضور نبی کریم ﷺ کیوں ناراض ہونے لگے حالانکہ زیادتی انہیں کی طرف سے تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کس وجہ سے تم پر زیادتی کرتے ہیں اور ایسا ایسا کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا تم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان نہیں جانتے، وہ آیت "ثانی اثنین" کے مورد ہیں وہ مسلمانوں کے بزرگ اور بڑے ہیں تم اپنی خیر مانو اگر وہ تمہیں دیکھ لیں گے کہ تم ان کے مقابلہ میں میری مدد کر رہے ہو وہ غصہ ہو جائیں گے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے تو ان کی ناراضگی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ بھی ناراض ہو جائیں گے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

اور ان دونوں کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوں گے اور ربیعہ اس وقت بالکل برباد ہو جائے گا۔ بہر حال میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمت میں حاضر ہو گیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہو بہو سارا قصہ بیان فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھا کر مجھ سے ارشاد فرمایا: ربیعہ کیا قصہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس طرح ہوا اور مجھے انہوں نے ایسی بات کہی جو مجھے ناگوار گزری اور پھر مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ اس کے مثل تو بھی مجھے کہہ لے تاکہ بدلہ اتر جائے مگر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار وہ کلمہ زبان پر نہ لانا بلکہ یہ کہو کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے، میں نے یہی کہا۔ (احمد)

غار اور کوثر کے ساتھی:

ترمذی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم غار میں میرے صاحب اور ساتھی رہے ہو کوثر پر بھی ساتھ رہو گے۔ عبداللہ بن احمد نے اس طرح روایت کیا ہے کہ ابو بکر غار میں میرے صاحب اور مونس تھے۔ (اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں) بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ جنت میں بہت سے پرندے خراسانی اونٹوں کی طرح ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ تو بڑے اچھے ہوں گے آپ نے فرمایا: ان کے کھانے والے ان سے بھی اچھے ہوں گے تم بھی ان کے کھانے والوں میں ہو۔

ابو یعلی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شب معراج جب میں آسمانوں پر گیا تو میں نے آسمانوں میں جگہ جگہ اپنا نام اور اپنے نام کے پیچھے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ (اس حدیث کے اسناد ضعیف ہیں لیکن حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت ابو سعید، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہم کے اسناد کے ساتھ یہ حدیث بھی آئی ہے مگر وہ بھی سب ضعیف اسناد ہیں البتہ ایک اسناد دوسرے اسناد میں تقویت ضرور کرتا ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے "یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ﴿۲۷﴾" تلاوت کی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اچھے الفاظ ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فرشتے موت کے وقت تم سے اسی طرح خطاب کریں گے۔

ابن ابی حاتم، حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آیت "وَلَوْ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

اَنَّا كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ اَنِ اقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ" نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ مجھے حکم فرماتے کہ میں اپنے کو ہلاک کرلوں تو میں ضرور ہلاک کر ڈالتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سچے ہو۔

ابوالقاسم بغوی، ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنے اصحاب کرام کے ایک حوض پر تشریف لائے اور فرمایا: ہر ایک شخص اپنے صاحب اور دوست کی طرف تیرے یہ سن کر ہر شخص اپنے اپنے دوست کی طرف حوض میں تیرا حتی کہ رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے، ان سب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف تیر کر تشریف لے گئے حتی کہ آپ نے ان سے معانقہ کیا اور فرمایا: اگر میں کسی کو اپنا دوست اختتام زندگی تک کا بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا لیکن یہ میرے ساتھی ہیں۔ (ابن عساکر)

(یہ حدیث تو مرسل ہے لیکن ابن شاہین اور طبرانی نے متصل بھی روایت کی ہے۔)

ابن عساکر نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں، جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کسی بندہ کو جنت دی جائے تو اس میں سے ایک اس کے اندر ڈال دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: تم سب خصلتوں کے جامع ہو۔

ابن عساکر نے اسے دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان میں سے مجھ میں کوئی ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہیں مبارک ہو، تم میں تمام خصلتیں موجود ہیں۔

ابن عساکر، یعقوب انصاری کے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں لوگ زیادتی اور ہجوم کی وجہ سے اتنے پھنس کر بیٹھتے تھے کہ مثل دیوار قلعہ کے حلقہ ہو جاتا تھا مگر بایں ہمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نشست کی جگہ بافراغت اور کشادہ پڑی رہتی تھی، کوئی شخص کوشش نہیں کرسکتا تھا کہ آپ کی جگہ آ کر بیٹھ جائے جس وقت آپ تشریف لاتے تو اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا چہرہ اور روئے سخن آپ طرف پھیر لیتے اور لوگ سنا کرتے۔

ابن عساکر، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی محبت اور ان کا شکر میری تمام امت پر واجب ہے۔ سہل بن سعد نے بھی ایک حدیث اسی طرح بیان کی ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ تمام لوگوں کا حساب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کیا جائے گا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہیں کیا جائے گا۔

شانِ صدیق میں صحابہ اور سلف کے فرمان:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سید یعنی سردار ہیں۔ (بخاری)

بیہقی نے شعیب الایمان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان اور تمام اہل زمین کے ایمان کو وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلہ غالب رہے گا۔

ابن ابی خثیمہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر بات میں سبقت لے جانے والے اور سب سے اعلیٰ بزرگ ہیں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کا ایک بال ہوتا۔ (اس کو مسدد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ میں جنت میں ایسی جگہ رہوں کہ ہمیشہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھتا رہوں۔ (ابن عساکر، ابن ابی الدنیا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بدن کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بہت زیادہ اچھی ہے۔ (ابونعیم)

ابن عساکر، حضرت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (علی) ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے، آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: کوئی نامہ اعمال والا جو اللہ سے ملاقات کرے گا میرے نزدیک اس کپڑا اوڑھے ہوئے شخص سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔

ابن عساکر، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے ہر کام میں سبقت کی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہم نے کبھی نیک کام میں سبقت کی ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کام میں سب سے پہلے پایا ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

طبرانی نے اوسط میں جحیفہ کی معرفت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مجھ کو حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہی محبوب ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری محبت اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما میں بلحاظ صورت و سیرت بے نظیر اور دل کے عجیب بہادر ہیں، اگر وہ تجھ سے باتیں کریں تو وہ تجھ سے جھوٹ نہیں کہہ سکتے، اسی طرح اگر تو ان سے باتیں کرے تو وہ تجھے کبھی جھوٹا نہیں سمجھ سکتے۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم ہیں۔

ابن سعد، ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب ان کے رحم دل اور مہربانی کی وجہ سے اَوّاہ یعنی بہت رحمدل والے مشہور ہو گیا تھا۔

ابن عساکر، ربیع بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ پہلی کتابوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال قطرۂ آب باراں سے دی گئی ہے کہ جہاں گرتا ہے نفع دیتا ہے۔

ربیع بن انس، ابن عساکر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے انبیاء سابقہ کے صحابہ میں جو نظر دوڑائی تو ہم نے کوئی نبی ایسا نہیں پایا کہ جس کا ایک بھی صحابی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔

زہری نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اللہ کے بارے میں کبھی شک نہیں کیا۔ (ابن عساکر)

زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما ہیں۔

ابو حصین سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء و مرسلین کے بعد کوئی شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مرتدوں پر فوج کشی کرنے میں آپ نے ایک نبی کا سا فعل کیا ہے۔

دینوی نے اپنی کتاب مجالست میں اور ابن عساکر نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چار خصلتیں ایسی دی ہیں کہ آج تک کسی کو نہیں دیں۔ (۱) یہ کہ آپ صدیق ہیں اور کسی کا نام صدیق نہیں ہوا۔ (۲) یہ کہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یار غار ہیں۔ (۳) یہ کہ ہجرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (۴) یہ کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام ہونے کا حکم فرمایا اور باقی مسلمانوں کو مقتدی ہونے کا حالانکہ دوسرے تمام مسلمان موجود تھے۔

کتاب مصاحف میں ابن ابی داؤد نے لکھا ہے کہ حضرت ابو جعفر کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر

www.waseemziyai.com
MAKTABAH-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام کی مناجات اور سرگوشی سنتے تھے مگر حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھتے نہیں تھے۔

حضرت سعید مسیب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر خاص کی جگہ تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے ہر بات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلام میں، غار میں جنگ بدر کے سائبان میں حتیٰ کہ قبر میں ساتھی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔

آپ خلافت پر احادیث و آیات و آثار:

ترمذی، حاکم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا۔ (اس کو طبرانی نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

ابوالقاسم، بغوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد بہت کم دنیا میں رہیں گے۔ (اس حدیث کے پہلے جملہ پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اور یہ حدیث چند طریق پر وارد ہوئی ہے اور اس کے متعلق شروع کتاب میں بحث کر چکا ہوں۔)

بخاری و مسلم کی وہ حدیث جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قرب وصال میں خطبہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے (آخر تک) اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کوئی دروزہ بند ہونے سے باقی نہ رہے گا مگر ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا دروازہ کھلا رہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ مسجد کی تمام کھڑکیاں سوائے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی کھڑکی کے بند رہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ اشارہ آپ کی خلافت کی طرف ہے کیونکہ آپ مسجد میں کھڑکی ہی سے نماز پڑھانے کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں جو دروازے مسجد میں جاری ہیں وہ سب بند کر دو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔ (اس کو ابن عدی نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور زوائد المسند میں حضرت ابن عباس سے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے طبرانی نے اور حضرت انس سے بزار نے روایت کیا ہے)۔ بخاری اور مسلم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی، آپ نے اسے حکم دیا کہ تو پھر آنا، اس نے عرض کیا: اگر میں پھر حاضر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM ISLAMIA ACADEMY

خدمت ہوئی اور آپ کو نہ پایا (یعنی آپ ﷺ کی وفات ہوگئی)۔ آپ نے فرمایا: پھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے پاس آنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بنی مصطلق نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ دریافت کرنے کیلئے بھیجا کہ آپ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کے پاس بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس۔ (حاکم)

ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ نبوت ﷺ میں ایک عورت حاضر ہوئی جو آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ پھر آنا۔ اس نے کہا: اگر میں آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں اور آپ کا وصال ہو جائے تو، آپ نے فرمایا: کہ اگر تو آئے اور میں نہ ہوں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنا کیونکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو میرے پاس بلالاؤ، تاکہ میں انہیں ایک دستاویز لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میرے بعد کوئی متمنی خلافت کھڑا ہو جائے اور کہنے لگے کہ خلافت کیلئے میں بہتر ہوں مگر اللہ تعالیٰ اور مومنین نہیں مانیں گے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی۔ (مسلم)

احمد وغیرہ نے اور طریقوں سے بھی بیان کیا ہے ان میں ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ تاکہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ایک دستاویز لکھ دوں تاکہ میرے بعد لوگوں میں اختلاف اس بارے میں نہ پڑ جائے پھر خود ہی فرمایا: خیر چھوڑ دو اللہ نہ کرے کہ مسلمانوں میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کیلئے اختلاف پڑ جائے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔ اس نے سوال کیا کہ ان کے بعد؟ آپ نے فرمایا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو۔ اس نے پوچھا ان کے بعد؟ آپ نے جواب دیا: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو۔ بخاری، مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو شدت مرض ہوئی تو آپ نے فرمایا: لوگو! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ تمہیں نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ نرم دل شخص ہیں جس وقت وہ مصلے پر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ نے فرمایا: تو انہیں کہو کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پھر یہی عرض

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ نماز پڑھائیں تم عورتیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہو۔اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی آیا اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔یہ حدیث متواتر ہے۔اسی حدیث کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن زمعہ، حضرت علی (رضی اللہ عنہم) اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے علیحدہ علیحدہ روایت کیا ہے اور اس کے طریقے حدیث متواتر کے طریقوں میں سے ہیں۔بعض طریقوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح ہے کہ میں نے اس بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے اس لیے اصرار کیا کہ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جانشین سے لوگ محبت نہیں کریں گے کیونکہ میں یہ سمجھ رہی تھی کہ جو شخص آپ کے قائم مقام ہوگا اس کو لوگ اچھا نہیں سمجھیں گے، لہٰذا میں چاہتی تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بجائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو کہہ دیں۔ابن زمعہ کہتے ہیں کہ جس وقت لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ نے نماز کیلئے حکم فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، مگر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں! نہیں! نہیں! (تین مرتبہ) ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) پڑھائیں گے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تکبیر تحریمہ کہی تو آپ نے غصہ سے سر اٹھا کر فرمایا: ابوقحافہ کے بیٹے! کہاں ہیں؟ (یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) اس حدیث کے متعلق علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں علی الاطلاق افضل ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور امامت میں سب سے بہتر ہیں۔

اقوال آئمہ کی روشنی خلافت ابوبکر:

امام اشعری فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حالانکہ وہاں مہاجرین اور انصار بھی تھے اور آپ ہی کا یہ قول بھی ہے کہ لوگوں کی امامت وہی شخص کرے جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم ہو تو لامحالہ اور بالبداہتہ یہ حدیث بتلاتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام قوم یعنی مہاجرین اور انصار سے زیادہ عالم قرآن تھے۔انتہیٰ

خود صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے بھی اس سے یہی نتیجہ نکالا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ان ہی حضرات میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (جن کا قول ہم مبایعتہ کی فصل میں نقل کریں گے) اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔چنانچہ ابن عساکر نے حضرت علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس وقت وہاں میں بھی حاضر تھا بیمار نہ تھا اور میرے ہوش وحواس بھی بجا تھے، اس خیال سے ہم اپنی دنیا کیلئے بھی اس شخص سے راضی ہو گئے جس سے حضور نبی کریم ﷺ ہمارے دین کیلئے راضی ہو گئے تھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ ہی میں امامت کے اہل مشہور ہو گئے تھے۔

احمد، ابوداؤد، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں کچھ قضیہ اور مار پیٹ ہوگئی اور یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کو بھی پہنچی، آپ ظہر کے بعد مصالحت کرانے کی غرض سے ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے بلال! اگر نماز کا وقت آجائے اور میں نہ آسکوں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ پس جب عصر نماز کا وقت آیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کہنے سے نماز پڑھائی۔

ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کیا آپ نے اپنی بیماری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام بنایا تھا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو امام بنایا تھا۔

دارقطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے بارگاہ خداوندی میں تین مرتبہ تمہارے متعلق دریافت کیا کہ تجھے امام بناؤں مگر وہاں سے انکار ہوا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی امامت کا حکم ملا۔

ابن سعد نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں خواب میں اپنے آپ کو اکثر لوگوں کی گندگی پر گزرتے دیکھتا ہوں آپ نے فرمایا: تمہیں ضرور لوگوں کا کوئی کام ملے گا۔ عرض کیا کہ میں نے اپنے سینے میں دو نشان دیکھے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری مدت خلافت دو سال ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے پچھلی جماعت کے ایک شخص پر نظر ڈال کر فرمایا کہ تم نے انبیاء سابقین کی کتابوں میں کیا پڑھا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا: کہ ان میں لکھا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کا خلیفہ اس کا "صدیق" ہوگا۔

ابن عساکر نے محمد بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت حسن

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بصریؒ کی خدمت میں چند باتیں دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ میں نے ان سے عرض کیا: لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق اختلاف ہوگیا ہے۔ آپ مجھے اس کا شافی جواب دیجئے کہ آیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خلیفہ بنایا تھا؟ آپ غصہ میں بیٹھ گئے اور فرمایا: افسوس! کیا اسے بھی اس میں شک ہے؟ اللہ کی قسم! خدا ہی نے ان کو خلیفہ بنایا تھا اور کیوں اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ نہ بناتا، وہ سب سے زیادہ عالم، سب سے زیادہ متقی تھے وہ خدا سے بہت ڈرتے تھے اگر ان کو حکم نہ ملتا تو ہرگز اس پر نہ مرتے۔

ابن عدی نے ابوبکر بن عیاش سے روایت کی ہے کہ مجھ سے خلیفہ ہارون رشید نے کہا کہ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کس طرح بنالیا؟ میں نے کہا: اے امیر المومنین! اس معاملہ میں اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام مسلمان خاموش اور ساکت رہے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے کہا: ذرا کھل کر بیان کیجئے۔ میں نے کہا: یاامیر المومنین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ روز تک بیمار رہے اور اس اثنا میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لوگوں کو نماز کون پڑھائے؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آٹھ روز تک نماز پڑھائی اور ان ایام میں وحی برابر آتی رہی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سکوت کی وجہ سے ساکت رہے اور تمام مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی کی وجہ سے خاموش رہے۔ ہارون الرشید کو یہ بات بہت پسند آئی اور کہا: "بارک اللہ فیک"

قرآن سے خلافت صدیقی کا ثبوت:

علماء کے ایک گروہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت دیا ہے۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے اس آیت سے استنباط کیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ

ترجمہ: "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو پرواہ نہیں کیونکہ عنقریب اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو لا دے گا کہ اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔"

حضرت حسن نے فرمایا: واللہ! وہ ابوبکر اور ان کے اصحاب ہی تھے جب عرب مرتد ہوگئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب ہی نے جہاد کرکے ان کو پھر مسلمان بنایا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZUL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یونس بن بکیر، حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو بعض عرب قوم مرتد ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد اور قتال کیا حتیٰ کہ ہم آپس میں کہتے تھے کہ یہ آیت: "فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ" (آخر تک)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ابن ابی حاتم نے جویبر سے روایت کی ہے کہ آیت

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ۔

میں سخت لڑانے والوں سے مراد بنو حنیفہ کا قبیلہ ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر حجت اور دلیل ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی لڑائی کی طرف دعوت دی ہے۔

شیخ ابوالحسن اشعری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالعباس بن شریح سے سنا ہے کہ آپ کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت قرآن پاک کی اس آیت سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہل علم کا اس کے اوپر اتفاق ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی نے جہاد نہیں کیا۔ پس یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے اور آپ کی تابعداری فرض بتلاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو شخص اس کو نہ مانے وہ ضرور عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا۔

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ بعض نے اس آیت کی تفسیر جنگ روم وشام اور فارس سے کی ہے مگر وہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہی پورے طور سے چسپاں ہوتی ہے کیونکہ آپ ہی نے اول ان کی طرف لشکر تیار کر کے روانہ فرمایا تھا اگرچہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں ختم ہوئی لیکن وہ دونوں حضرات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہی مروعات تھے۔

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ" آخر تک۔ بھی بالکل آپ ہی کی خلافت پر منطبق ہوتی ہے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں عبدالرحمن ابن عبدالحمید المہدی سے روایت کرتے ہیں کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہوتی ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

آخر تک۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

خطیب نے ابوبکر بن عیاش کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہیں اور قرآن پاک سے یہ خلافت ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ ......تا...... أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ تک۔

"صادقون" سے مراد اصحاب ہیں اور جس کسی کو اللہ تعالیٰ "صدیق" کہیں وہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا اور صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا خلیفہ رسول اللہ کہہ کر ہمیشہ مخاطب کیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ استنباط نہایت احسن ہے۔

صحابہ کا خلافت صدیقی پر اجماع تھا:

زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعیؒ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے۔ کیونکہ جب لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بہت پریشان ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر ان کو دنیا کے پردہ پر کوئی شخص نہیں معلوم ہوا تو لا محالہ تمام نے آپ سے بیعت کی۔ (بیہقی)

اسد السنہ نے فضائل میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو کبھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شک نہیں ہوا۔ آپ کو وہ ہمیشہ خلیفہ رسول اللہ کہتے رہے اور صحابہ کا اجماع خطا اور ضلال پر نہیں ہو سکتا تھا۔

حاکم، ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جس چیز کو تمام مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو مسلمانوں نے برا خیال کیا وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے اور تمام مسلمانوں نے چونکہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اچھا سمجھا ہے اس لیے وہ خلافت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

حاکم اور ذہبی نے لکھا ہے کہ ایک روز خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ابوسفیان بن حرب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ لوگوں کی بات دیکھو کہ قریش کے ایک ادنیٰ اور ذلیل شخص سے (معاذ اللہ) بیعت کر لی اگر آپ چاہیں تو مدینہ کو سوار اور پیدل فوج سے بھر دوں گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوسفیان! تو نے زمانہ دراز تک اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی کی تو کیا بگاڑ لیا، مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا کیونکہ وہ ہر طرح اس کے مستحق اور لائق ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

بیعت خلافت: صحیح بخاری، مسلم میں روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب حج سے واپس تشریف لائے تو آپ نے خطبہ میں فرمایا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے جب عمر رضی اللہ عنہ مر جائے گا تو میں فلاں سے بیعت کرلوں گا کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت تھوڑے سے آدمیوں نے اول بلا سوچے سمجھے اچانک کرلی تھی اگر چہ بات اسی طرح ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے متعلق فتنہ وفساد سے بچالیا اور تمہارے اندر آج کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جس کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح متفقہ طور پر لوگ اپنا حاکم بنالیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم سب میں بہتر تھے قصہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ٹھہر گئے اور تمام انصار بھی ہم سے جدا ہو کر سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے۔ مہاجرین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی انصار کے پاس چلئے آپ ہمارے ساتھ چلے راستہ میں دو مرد صالح ہم کو ملے انہوں نے ہم سے کہا کہ تم انصار کے پاس مت جاؤ اور تم خود مہاجر ہی آپس میں کچھ طے کر کرالو میں نے کہا واللہ ہم وہیں جائیں گے ہم جب سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے تو دیکھا کہ سب وہیں جمع ہیں اور درمیان میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے میں نے کہا یہ کون ہے اور اسے کیا ہوا لوگوں نے کہا سعد بن عبادہ بیمار ہے۔ جب ہم بیٹھ گئے تو ان کا خطیب کھڑا ہوا اور حمد وثنا کے بعد کہنے لگا کہ ہم انصار خدا کا لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم چند آدمی ہو باوجود اس کے تمہارا ارادہ ہے کہ تم ہماری جڑ کاٹ دو اور ہم کو نکال کر باہر کردو اور ہمارا خلافت سے واسطہ ہی نہ رکھو جب وہ تقریر کر کے چپ ہوا تو میرا ارادہ تھا کہ میں کچھ کہوں کیونکہ میں نے پہلے ہی سے ایک مضمون نہایت عمدہ سوچ رکھا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے کہنے سے روک دیا چونکہ میں ان کا زیر بار احسان تھا۔ نیز آپ مجھ سے زیادہ حلیم اور معزز تھے اس لیے میں چپ رہا اور میں نے ان کو ناخوش کرنا بھی گوارانہ کیا آپ مجھ سے زیادہ عالم بھی تھے واللہ جو میں کہنا چاہتا تھا اور سوچ کر مضمون بنایا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ وہی تقریر کرنی شروع کی بلکہ اس سے بہتر آپ نے فرمایا۔

اما بعد! جو کچھ تم نے اپنی اچھائی اور بھلائی کے متعلق ذکر کیا سو تم واقعی ایسے ہی ہو تمام عرب جانتا ہے کہ حکومت ہمیشہ قریش کی رہی ہے کیونکہ قریش نسب میں اور سکونت کے لحاظ سے تمام عرب سے افضل و بہتر ہیں۔ لہٰذا خلافت خاص قریش ہی کا حق ہو سکتا ہے میرا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر

www.waseemziyai.com
MARKAZUL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آپ نے فرمایا: میں تم سے خوش ہوں کہ ان میں سے جس سے چاہو تم بیعت کر سکتے ہو۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا میں اس سے متفق تھا مگر جس وقت بیعت کے لیے آپ نے میرا نام پیش کیا تو مجھے برا معلوم ہوا واللہ اگر میری گردن ماردی جاتی تو مجھے ناگوار نہ معلوم ہوتا بہ نسبت اس کے کہ میں اس قوم پر حکمران ہوتا کہ جس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں۔انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم بھی قریش کے مددگار اور قابل عزت لوگ ہیں بہتر ہے کہ ایک شخص ہم میں سے اور ایک تم میں سے حاکم مقرر ہو اس پر بہت غوغا اٹھا اور شور مچا حتی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں فساد نہ پیدا ہو جائے میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہاتھ لائیے آپ نے ہاتھ بڑھایا۔اور میں نے سب سے پہلے بیعت کر لی پھر مہاجرین نے پھر انصار نے بھی بیعت کر لی اللہ اللہ کیسا نازک اور عجیب وقت تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے بہتر کوئی بھی کام نہیں تھا اور مجھے ڈر تھا کہ کہیں مسلمانوں میں تفرقہ نہ پیدا ہو جائے اگر وہ اپنی بیعت علیحدہ کرتے تو پھر ہمیں بھی اسی شخص سے کہ جس سے ہماری مرضی نہ ہوتی بیعت کرنی پڑتی اور اگر ہم مخالفت کرتے تو فساد پڑتا۔

نسائی، حاکم اور ابو یعلی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف ہوگئی تو انصار نے کہا کہ ایک حاکم ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہیے۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا: اے معاشر الانصار کیا تم نہیں جانتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ تم لوگوں کی امامت کرو۔اب تم خود انصاف سے کہو۔کہ تم میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کون شخص ہے کہ ان سے آگے بڑھے۔انصار نے کہا نعوذ باللہ! ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کبھی آگے نہیں ہو سکتے۔ابن سعد، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو لوگ سعد بن عبادہ کے گھر پر جمع ہوئے ان میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم بھی تھے اور انصار کے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے مہاجرین جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کے لئے کسی شخص کو کہیں بھیجتے تھے تو اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی ہم میں سے کر دیتے تھے لہٰذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک امیر تم میں سے ہو جائے اور ایک ہم میں سے اس کے بعد انصار کے چند آدمیوں نے اسی طرح بیان کیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ نے بیان فرمایا: کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین میں سے تھے لہٰذا ان کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہیے اور ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اور مددگار تھے لہٰذا ان کے خلیفہ کے بھی یار و مددگار

www.waseemziyai.com
MAKTABA-UL-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

ہونے چاہئیں۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ تمہارے سردار اور حاکم ہیں پھر آپ نے بیعت کر لی اور آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور پھر دیگر مہاجرین اور انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بیعت کی اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اور آپ نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نظر نہیں آتے ان کو بلاؤ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے ہو کر اور خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حواری بن کر مسلمانوں کی کمر توڑنا چاہتے ہو۔ اور مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتے ہو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یا خلیفہ رسول آپ فکر نہ کیجئے پھر آپ کھڑے ہوئے اور بیعت کر لی اس کے بعد پھر آپ نے قوم پر نظر دوڑائی اور فرمایا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نظر نہیں آرہے انہیں بھی بلاؤ۔ جس وقت آپ آئے تو آپ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور داماد نبی ہو کر اسلام کو کمزور کرنا چاہتے ہو انہوں نے بھی کہا فکر نہ کیجئے اور بیعت کر لی۔ (بیہقی)

ابن اسحق نے سیرۃ میں لکھا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بیعت سقیفہ ہو چکی تو اگلے روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے مگر آپ کے خطبہ سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسے شخص کے پاس جمع کر دیا ہے جو سب میں بہتر اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاحب اور غار میں ساتھی تھا تم کھڑے ہو جاؤ اور ان سے بیعت کرو تب لوگوں نے آپ سے بیعت عامہ کی جو بیعت سقیفہ کے بعد واقع ہوئی۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ آپ لوگوں نے مجھے امیر بنایا ہے اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا کیونکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں بھلائی کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر برائی کروں تو مجھے درست اور ٹھیک کرنا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے تم میں سے ضعیف لوگ میرے نزدیک اس وقت تک قوی ہیں جب تک میں ان کا حق نہ دلوا دوں (انشاء اللہ) اور تمہارے قوی ضعیف ہیں جب تک کہ ان سے دوسروں کا حق نہ دلوا دوں انشاء اللہ جس قوم نے جہاد چھوڑ دیا وہ ذلیل ہوگئی جس قوم میں بدکاری پھیل گئی اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا میں گرفتار کر دیا۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کروں تم میری اطاعت کرنا اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں (العیاذ باللہ) تو میری اطاعت تم کو جائز نہ رہے گی بس چلو نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرما دے گا۔

موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں اور حاکم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے یہ خطبہ فرمایا واللہ مجھے دن رات میں کبھی امارت کا شوق نہیں ہوا نہ میں نے اس کی حرص کی نہ میں نے اللہ سے اس کی ظاہر و باطن میں دعا مانگی اصل یہ ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں فتنہ نہ پیدا ہو جائے نہ مجھے خلافت میں کوئی راحت ہے مجھے ایک بہت بڑا کام سپرد کر دیا گیا ہے اور میری گردن میں طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ مگر مجھے اللہ کی طاقت اور قوت پر پورا بھروسہ ہے یہ سن کر حضرت علی اور حضرت زبیر (ؓ) نے کہا ہمیں غصہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ ہم مشورۂ خلافت میں کیوں شریک نہیں تھے حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ غار میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ہمیں آپ کی فضیلت بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات میں آپ کو امامت کے لیے فرمایا تھا۔

ابن سعد، ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا وصال با کمال ہو گیا تو حضرت عمر، حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا کہ لائیے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو اس امت کا امین کہا ہے۔ حضرت ابوعبید ؓ نے جواب دیا کہ میں تمہیں بڑا عقلمند سمجھا تھا آج تم ضعیف الرائے کیوں ہو۔ تم مجھ سے بیعت کرتے ہو حالانکہ تم میں صدیق "ثانی اثنین فی الغار" موجود ہیں۔

ابن سعد نے محمد سے بھی روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے حضرت عمر فاروق ؓ سے فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے بیعت کرنا چاہتا ہوں حضرت عمر فاروق ؓ نے کہا آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو اسی طرح رد و بدل رہا آخر حضرت عمر فاروق ؓ نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں اور میری قوت بھی آپ ہی کے لیے ہے۔ پھر آپ نے بیعت کر لی۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو حضرت ابو بکر صدیق ؓ مدینہ میں کسی دوسری جگہ تشریف رکھتے تھے۔ آپ یہ خبر جانکاہ سن کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ منور کھول کر آپ نے اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ جیسے عالم حیات میں خوبصورت اور پاکیزہ تھے بعد از وفات بھی اب آپ ویسے ہی خوبصورت اور پاکیزہ ہیں۔ قسم ہے رب کعبہ کی حضور نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو چکا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ ذکر کرتے ہیں کہ پھر حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق ؓ انصار کے پاس تشریف لے گئے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر ایک تقریر کی۔ دوران تقریر آپ نے کل وہ آیات و احادیث جو انصار کی شان میں وارد ہوئی ہیں بیان فرمائیں اور فرمایا: تم جانتے ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ کسی جنگل میں جائیں اور انصار دوسرے جنگل میں تو میں انصار کے ساتھ جاؤں گا اور اے سعد کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ ایک دفعہ تمہارے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خلافت قریش کے لیے ہے۔ نیک لوگ ان کی نیکیوں کی تابعداری کریں گے اور برے لوگ ان کے بروں کی تابعداری کریں گے۔ سعد نے جواب دیا آپ نے سچ فرمایا ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں۔ (احمد)

ابن عساکر، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو چکی تو آپ نے قیافہ سے معلوم کیا کہ بعض لوگوں کو کچھ انقباض ہے آپ نے فرمایا: لوگو! تمہیں کون چیز مانع ہے کیا میں سب سے پہلے مسلمان نہیں ہوا۔ کیا نہیں ہوا۔ کیا نہیں ہوا۔ آپ نے اپنی چند فضیلتیں بیان کر کے کہا کہ میں تم سب سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہوں۔

احمد نے لکھا ہے کہ رافع طائی نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا تمام قصہ بیان فرمایا اور جو کچھ مجھ سے لوگوں نے بیعت کر لی اور میں نے خلافت کو اس لیے قبول کر لیا کہ کہیں فتنہ نہ ہو جائے اور فتنہ کے بعد کہیں لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔

ابن اسحٰق نے اور ابن عابد نے اپنے مغازی میں رافع طائی سے اس طرح بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ تو مجھے دو آدمیوں کی امارت سے بھی منع فرمایا کرتے تھے آپ نے یہ خلافت کیسے قبول فرمائی آپ نے فرمایا: میں نے اس سے کوئی چارہ کار نہ پایا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں امت محمدیہ میں تفرقہ نہ پڑ جائے۔

قیس ابن ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصال کے ایک ماہ بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے بیعت کا تمام قصہ بیان فرمایا فوراً لوگوں میں نماز کا اعلان کیا گیا لوگ اکٹھے ہو گئے آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا حاضرین! مجھے بخوشی منظور ہے کہ تم کسی دوسرے شخص کو خلیفہ بنا لیتے کیونکہ اگر تم مجھ سے بالکل اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ چاہو تو مجھے اس کی طاقت نہیں اس لیے کہ آپ شیطان کے مکر سے بچے ہوئے تھے اور آپ کے پاس وحی آتی تھی۔

ابن سعد نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

سے بیعت ہو چکی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا حضرات! میں اگر چہ خلیفہ ہو گیا ہوں مگر میں خوش نہیں ہوں واللہ اگر کوئی تم میں سے اس اہم کام کو انجام دے سکے تو اس کو اپنے ہاتھ میں لیلے اب جبکہ تم نے یہ تکلیف بالاتفاق مجھے دی ہے اگر تم مجھے مجبور کرو کہ صرف سنت کے موافق درست رہوں تو ممکن نہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی لیکن میں تمہارے ہی مثل ایک آدمی ہوں کسی سے بہتر نہیں ہوں جب تک مجھے راہ راست پر دیکھو میری تابعداری کرو اور جب سر مو بھی فرق پاؤ تو مجھے درست کرو۔ یاد رکھو شیطان میرے ساتھ بھی لگا ہوا ہے جب مجھے غصہ آجائے تو مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اپنے اشعار وغیرہ میں میری تعریف نہ کرنا۔

ابن سعد اور خطیب نے مالک عن عروہ سے بیان کیا ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے خطبہ میں حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ میں اگر چہ تمہارا امیر ہو گیا ہوں مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن قرآن شریف نازل ہو چکا اور حضور نبی کریم ﷺ نے طریقہ سنت بتلا دیا اور ہم نے اچھی طرح جان بوجھ لیا لوگو اب تم جان لو بڑا عقلمند وہی شخص ہے جو پرہیزگار ہے اور سب سے زیادہ احمق و بیوقوف بدکار فاسق ہے تمہارے قوی میرے نزدیک جب تک ضعیف ہیں جب تک میں ان سے لوگوں کا حق نہ دلوا دوں۔ حاضرین! میں متبع سنت ہوں بدعتی نہیں ہوں جب میں نیکی کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں ڈگمگا جاؤں تو مجھے متنبہ کرنا میں بس یہی کہنا چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تم سب کے لیے مغفرت مانگتا ہوں۔

حضرت امام مالک ؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ان شرائط بالا کے سوا امام نہیں ہو سکتا۔

حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا تو مکہ شریف میں ایک کھلبلی اور کہرام سا مچ گیا۔ جس وقت حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے شور سا سنا تو پوچھا کیا ہے عرض کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ کہا افسوس بہت بڑا امر واقع ہوا۔ پھر پوچھا کہ آپ کے بعد آپ کی جگہ کون خلیفہ مقرر ہوا کہا آپ کا بیٹا؟ کہا کیا بنی عبد مناف اور بنی مغیرہ اس پر راضی ہو گئے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا: سچ ہے خدا جسے بڑھاتا ہے اس کو کون گھٹا سکتا ہے اور جسے گھٹاتا ہے اس کو کون بڑھا سکتا ہے۔

تاریخ بیعت: واقدی نے چند طریقوں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ بیعت کی گئی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی منبر پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ نہیں بیٹھے یہاں تک کہ آپ واصل بحق ہوئے اسی طرح حضرت عمر فاروق، حضرت ابوبکر صدیق کی جگہ اور حضرت عثمان غنی حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی جگہ کبھی تااختتام زندگی نہیں بیٹھے۔

خلافت صدیقی کے اہم واقعات

مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال با کمال ہوگیا تو عرب کے بعض لوگ مرتد ہو گئے اور کہنے لگے ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول آپ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کیجئے اور ان سے نرمی برتئے۔ یہ وحشی قوم ہیں آپ نے فرمایا میں تو تم سے مدد کی امید کر رہا تھا۔ اسلام میں تم سست پڑ گئے۔ کس ذریعہ سے میں ان کے دلوں کو متوجہ کروں معاذ اللہ باتیں بناؤں یا جادو کروں۔ افسوس صد افسوس جناب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے وحی بند ہوگئی۔ واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ ہے میں ان سے جہاد کروں گا اگرچہ مجھے کوئی معمولی رسی وغیرہ بھی نہ دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو اس امر میں اپنے سے زیادہ سخت اور مستعد پایا اور لوگوں کو اس طرح سدھایا کہ میرے لیے بہت سی آسانیاں ہوگئیں۔

ابوالقاسم بغوی اور ابوبکر شافعی اپنے فوائد میں اور ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا تو نفاق نے سر اٹھایا عرب مرتد ہو گئے اور انصار نے علیحدگی اختیار کی اگر اتنی مشکلات پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی نہ اٹھا سکتا۔ لیکن میرے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عجب استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور اپنے ناخن تدبیر سے ہر مسئلہ کی عقدہ کشائی کی۔ سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں مدفون ہوں اس کے متعلق سب خاموش تھے اور کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر ایک نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں اس کا وصال ہوتا ہے۔ دوسرا قضیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کا واقع ہوا اس میں بھی کسی کو کچھ علم نہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا تمام ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا اختلاف آپ کے دفن کے متعلق ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ چونکہ مکہ معظمہ پیدائش گاہ ہے آپ وہاں دفن ہونے چاہئیں۔ بعض کہتے تھے کہ مسجد نبوی میں۔ بعض بقیع میں۔ بعض بیت المقدس کی رائے دیتے تھے اور اسی کو مدفن انبیاء بتلاتے تھے حتی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی اور آپ کے فرمان پر باحسن وجوہ اس مسئلہ کی عقدہ کشائی ہوگئی۔ ابن زنجویہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہی حدیث تھی مگر تمام مہاجرین و انصار کو آپ کی طرف آپ کے وفور علم کے باعث رجوع کرنا پڑا۔

بیہقی اور ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے وحدہ لاشریک کی اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو روئے زمین پر کوئی خدا کی عبادت نہ کرتا۔ اسی طرح آپ نے تین مرتبہ کہا۔ لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! ایسا کیوں کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر شام کی طرف روانہ کیا تھا ابھی اسامہ رضی اللہ عنہ نے ذی حشب میں ہی پڑاؤ کیا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور حوالی مدینہ کے عرب مرتد ہو گئے صحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلا لیجئے کیونکہ خود مدینہ میں لوگ مرتد ہو گئے۔ ممکن ہے کہ یہاں ضرورت لاحق ہو۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے وحدہ لاشریک کی اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں کے پاؤں کتے گھسیٹیں تو بھی جس لشکر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے ہرگز نہ لوٹاؤں گا اور جس جھنڈے کو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا ہے اس کو کبھی نہ کھولوں گا پس آپ نے حضرت اسامہ کو بھیج دیا حضرت اسامہ راستہ میں جس قبیلہ کے پاس سے گزرتے تھے اور وہ قبیلہ ارتداد کا ارادہ رکھتا تھا تو اس قوم کو وحشت ہو جاتی تھی اور وہ قبیلہ آپس میں کہتا تھا کہ اگر ان میں طاقت نہ ہوتی تو یہ ایسے وقت میں دوسروں پر کبھی لشکر کشی نہ کرتے۔ لیکن دیکھو رومیوں کے مقابلہ میں کیا ہوتا ہے، جب یہ لشکر سلطنت روم کی حدود میں پہنچا تو طرفین کا مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کا لشکر فتح حاصل کر کے سالم و غانم واپس ہوا تو اسلام کا بول بالا ہوا۔

لشکر اسلام: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت مرض میں اسامہ کے لشکر کو چلنے کا حکم دیا جس وقت حضرت اسامہ جرف میں پہنچا تو ان کی بیوی فاطمہ بنت قیس نے ان کے پاس کسی کو بھیج کر کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت غیر ہے ابھی تم جلدی نہ کرو۔ وہ وہیں ٹھہرے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شام کی طرف جانے کا حکم دیا تھا لیکن

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس وقت حالت نازک ہے مجھے خوف ہے کہ عرب مرتد نہ ہو جائیں اگر وہ مرتد ہو گئے تو سب سے پہلے ان سے مقابلہ کے لیے میں تیار ہوں اگر مرتد نہ ہوں تو میں چلا جاؤں۔ میرے ساتھ چونکہ اچھے نوجوان سپاہی اور بڑے بڑے سردار ہیں اس لیے عرض کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ کی قسم! اگرچہ میری جان پر کچھ بن جائے اور پرندے میرا گوشت نوچنے لگیں تب بھی میں حضور نبی کریم ﷺ کے احکام میں کچھ ترمیم و تنسیخ نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا۔ (ابن عساکر)

مانعین زکوٰۃ سے جنگ:

ذہبی کہتے ہیں کہ جب اطراف مدینہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر مشہور ہوگئی تو عرب کے بہت سے گروہ اسلام سے پھر گئے اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر فوج کشی کا حکم نافذ فرمایا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے آپ کو روکا آپ نے فرمایا واللہ اگر وہ ایک سال کا بھی صدقہ حتی کہ بکری کا بچہ جو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ادا کیا کرتے تھے روکیں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ان سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے یہاں تک جنگ کروں کہ وہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کہنے لگیں جس نے یہ کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو ان کا مال اور خون مجھ پر منع ہو گیا مگر بوجہ ادائے حق کے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ پھر آپ کس طرح لڑ سکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! میں ان سے نماز اور زکوٰۃ کے فرق سمجھنے میں لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ بھی اپنے مال کا حق ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا ہے مگر بوجہ ادائے حق کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ واللہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا میں نے بھی پہچان لیا کہ آپ حق پر ہیں۔

جنگ کے لئے روانگی:

حضرت عروہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار کے ساتھ نکلے اور نجد کے قریب پہنچ کر مرتدین عرب کو شکست فاش دی اور بدوی لوگ مع بیوی بچوں کے بھاگ گئے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ گھر واپس جایئے اور لشکر پر کسی کو امیر بنا کر ساتھ بھیج دیجئے جب لوگوں نے زیادہ اصرار سے کہا تو آپ لوٹ آئے اور آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرما کر یہ کہہ دیا کہ اگر یہ اسلام لے آئیں اور زکوٰۃ ادا کر دیں تو تم میں سے جو شخص چاہے وہ بھی آ سکتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد

MARKAZ UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

کے لیے تشریف لیجانے لگے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ آپ سے فرمایا تھا کہ آپ اپنی تلوار میان میں کیجئے اور ہمیں کسی ناگہانی بلا میں نہ پھنسایئے اور مدینہ کو لوٹ چلیئے واللہ اگر خدانخواستہ آپ کی ذات ستودہ صفات پر کوئی تکلیف آگئی تو یہاں کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ نظام اسلام کو ہی قائم رکھ سکے۔ (دار قطنی)

حنظلہ بن علی اللیثی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور یہ نصیحت فرمائی کہ پانچ ارکان پر ان سے مقابلہ کرنا اگر ان پانچوں میں سے وہ ایک کا بھی انکار کریں تو ان سے اسی طرح لڑنا جس طرح پانچوں کیلئے لڑتے وہ پانچ ارکان یہ ہیں۔ "لا الہ الا اللہ" اور "محمد رسول اللہ" کا اقرار کرنا، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہمراہی جمادی الآخر میں چلے۔ بنی اسد اور غطفان سے مقابلہ ہوا بہت سے مرتدین قتل ہوئے۔ بہت سے گرفتار۔ باقی پھر مسلمان ہو گئے اس واقعہ میں صحابہ میں سے حضرت عکاشہ بن محصن اور حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہما حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال:

اور اسی سال رمضان شریف میں بعمر چوبیس سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت حضور نبی کریم ﷺ نے جو تمام دنیا کی عورتوں کی سردار تھیں انتقال فرمایا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا سلسلہ نسب انہیں سے جاری ہوا۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ایک مہینہ پہلے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا اور شوال میں حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق کی وفات ہو گئی تھی۔

مسیلمہ کذاب کا قتل:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بمعہ لشکر آخر سال میں مسیلمہ کذاب کے قتل کے لئے یمامہ پہنچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور چند دنوں قلعہ بند رہنے کے بعد مسیلمہ کذاب علیہ اللعنۃ کو وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ اس واقعہ میں جو صحابہ شہادت پا گئے تھے ان میں سے حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ، شجاع بن وہب، زید بن خطاب، حضرت عبداللہ بن سہل، مالک بن عمرو، حضرت طفیل بن عمرو الدوسی، حضرت یزید بن قیس، حضرت عامر بن بکر، حضرت عبداللہ بن مخرمہ، سائب بن عثمان بن مظعون، حضرت عباد بن بشر، حضرت معن بن عدی، حضرت ثابت بن قیس بن شماس، حضرت ابودجانہ، سماک بن حرب (رضی اللہ عنہم) وغیرہ بھی شامل تھے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

مسیلمہ کذاب کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو سال کی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی عمر میں بڑا تھا۔

فتنہ ارتداد کا قلع قمع: ۱۲ھ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہاں بھی ارتداد ہو گیا تھا جواثی کے مقام پر لڑائی ہوئی اور بالآخر مسلمان فتح مند رہے اور چونکہ فتنہ ارتداد عمان میں بھی ہو رہا تھا اس لیے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابو جہل کو ان کی سرکوبی کے لیے ادھر روانہ کر دیا اور مہاجرین ابی امیہ کو اہل بخیر کی طرف اسی فتنہ کی روک تھام کے لیے بھیجا نیز حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ کو بھی ایک گروہ مرتد کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔ اسی سال حضرت زینب بنت حضور نبی کریم ﷺ کے خاوند ابو العاص بن ربیع کا بھی انتقال ہو گیا اور صعب بن جثامہ لیثی اور ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہما کی بھی وفات واقع ہوئی۔

مدائن و شام پر لشکر کشی: بعد از فراغت فتنہ ارتداد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی طرف روانہ کیا اور لڑائی کے بعد شہر ایلہ فتح ہوا پھر کچھ صلح اور کچھ جنگ کے بعد مدائن کسریٰ جو عراق میں ہے وہ بھی فتح ہو گیا۔ پھر اسی ۱۲ھ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج بیت اللہ ادا فرمایا واپسی کے بعد حضرت عمرو بن عاص کو لشکر دے کر شام کی طرف بھیجا۔ شام میں جنگ اجنادین ۱۳ھ میں واقع ہوئی اور اس میں بھی فتح کا سہرا مسلمانوں کے سر رہا۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خوشخبری اس وقت ملی جب کہ آپ حالت نزع میں تھے اس جنگ میں حضرت عکرمہ بن ابو جہل اور ہشام بن عاص اور دیگر لوگ شامل تھے۔ اسی سال جنگ مرج الصفر ہوئی اور مشرکین نے شکست کھائی۔ اس لڑائی میں دوسرے لوگوں کے ساتھ حضرت فضل بن عباس تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

جمع قرآن: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ مسیلمہ کذاب کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ جس وقت میں آپ کے پاس گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموشی سے تشریف فرما تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ! مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں بہت سے مسلمان قاری شہید ہو گئے ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ اگر اسی طرح مسلمان حافظ قرآن شہید ہوتے رہے تو قرآن شریف بھی حافظوں کے ساتھ اڑ جائے گا، لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کو جمع کرا لیا جائے۔ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ کہا تھا کہ بھلا میں ایسے فعل کو کس طرح کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: واللہ! یہ نیک

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

کام ہے۔اس میں کچھ حرج نہیں۔اس پر یہ برابر مصر رہے،حتیٰ کہ میرا دل کھلا میں اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ گیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر سنتے رہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر مجھ سے یہ کہا کہ تم جوان اور عقلمند شخص ہو اور تم کسی بات میں متہم بھی نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہ چکے ہو،لہٰذا تم کوشش وتلاش کر کے قرآن شریف کو ایک جگہ جمع کر دو۔حضرت زید کہتے ہیں کہ واللہ! مجھے یہ کام بہت شاق گزرا اگر مجھے کوئی پہاڑ بھی اٹھانے کا حکم دیتے تو میں اس کا بھی بوجھ اس کام سے ہلکا سمجھتا۔میں نے عرض کیا: آپ دونوں صاحب وہ کام کس طرح کر سکتے ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے جواب میں وہی فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں ہے،مگر مجھے تامل ہی رہا اور میں نے بہت اصرار کیا،آخر اللہ تعالیٰ نے میرا بھی دل کھول دیا اور میں اس مسئلہ کی اہمیت پوری طرح سمجھ گیا۔میں نے تلاش کرنا شروع کیا اور میں نے کاغذ پرچوں اور اونٹ بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں درخت کے پتوں و رحافظوں کے سینوں سے قرآن شریف کو جمع کیا،حتیٰ کہ سورۂ توبہ کی دو آیتوں "لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ" کو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوا کسی سے نہیں پایا،اور جمع کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا،جو آپ کی وفات تک آپ کے پاس رہا پھر آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور آپ کی وفات کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ابو یعلی،حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ اجر قرآن شریف کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملے گا کیونکہ اول آپ ہی وہ شخص ہیں جس نے قرآن شریف کو کتابی صورت میں کیا۔(صحیح بخاری)

اولیاتِ صدیقی:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سب سے پہلے اسلام لائے،آپ ہی نے سب سے اول قرآن شریف جمع کیا،آپ ہی نے قرآن پاک کا نام سب سے اول مصحف رکھا۔آپ ہی کو سب سے اول خلیفہ کہا گیا۔

احمد نے ابوبکر بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب "یا خلیفۃ اللہ" کہہ کر پکارا گیا تو آپ نے فرمایا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہوں،میں اسی سے خوش ہوں،مجھے اتنا ہی فخر کافی ہے۔آپ ہی سب سے اول اپنے والد ماجد کی زندگی میں خلیفہ ہوئے۔آپ ہی اول خلیفہ ہیں کہ جن کی رعیت نے ان کیلئے وظیفہ مقرر کیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

سرکاری وظیفہ: بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے فرمایا: میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار میرے گھر والوں کے صرفہ سے عاجز نہیں. لیکن میں امر خلافت میں مشغول ہونا اور مجھ سے اس وقت صنعت وحرفت نہیں ہو سکے گی, لہٰذا میں اپنے اہل وعیال کو بیت المال سے کھانے کیلئے دوں گا۔ ابن سعد، عطاء بن سائب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیعت کے دوسرے روز کچھ چادریں لیے ہوئے بازار کی طرف جا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بازار۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ایسے کام چھوڑ دیجئے۔ اب آپ لوگوں کے خلیفہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر میرے اہل وعیال کہاں سے کھائیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ چلئے آپ کیلئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مقرر کریں گے۔ یہ دونوں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے کہا: میں تمہارے کنبہ کیلئے ایک اوسط درجہ کے مہاجر کی خوراک کے اندازہ سے گزارہ کے لائق مقرر کرتا ہوں۔ نہ اس سے افضل اور نہ کم درجہ پر ہو۔ اس کے علاوہ گرمی جاڑوں کا کپڑا بھی ہو مگر جس وقت پرانا ہو جایا کرے، تو اس کو واپس لے کر اس کے بجائے نیا لے لیا کرو۔ آپ کیلئے ان حضرات نے ہر روز کیلئے آدھی بکری کا گوشت تن ڈھانکنے کا کپڑا اور اناج مقرر کر دیا۔ ابن سعد، میمون سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کے دو ہزار درہم سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ آپ نے فرمایا: میرا کنبہ زیادہ ہے، اس میں گزر اوقات نہیں ہو سکتا، اور مجھے تم نے تجارت کرنے سے بھی بوجہ اشغال خلافت کے روک دیا ہے، کچھ زیادہ مقرر کرنا چاہیے، چنانچہ آپ کی تنخواہ پر پانچ سو درہم کا اضافہ کیا گیا۔

طبرانی نے اپنی مسند میں حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا: دیکھو! یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے اور یہ بڑا پیالہ جس میں کھاتے پیتے تھے اور چادر جو ہم پہنتے اوڑھتے تھے، ہم ان سے اس وقت تک ہی نفع اٹھا سکتے تھے جب تک مسلمانوں کا کام کرتے تھے، جس وقت میں مر جاؤں تو ان کو حضرت عمر کو دے دینا کیونکہ یہ بیت المال میں سے لیا تھا، جس وقت آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنے بعد والوں کو بڑی تکلیف میں ڈال دیا۔

ابن ابی الدنیا، ابوبکر بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتقال

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بیٹی! میں اگرچہ مسلمانوں کا خلیفہ تھا مگر میں نے کبھی روپیہ پیسہ کا فائدہ حاصل نہیں کیا، البتہ معمولی کھایا اور پہن لیا۔ اب میرے پاس سوائے اس حبشی غلام اور اس اونٹنی پانی کھینچنے والی اور اس پرانی چادر کے بیت المال کا کچھ بھی تھوڑا بہت نہیں ہے جس وقت مر جاؤں تو ان سب کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا۔

بوقت وصال بیت المال خالی تھا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ اول شخص ہیں کہ جس نے بیت المال قائم کیا۔

ابن سعد نے سہل بن ابی خثیمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیت المال پر کوئی چوکیدار مقرر نہیں تھا، لوگوں نے کہا: آپ بیت المال پر چوکیداری کیوں نہیں رکھتے؟ آپ نے فرمایا: جب قفل لگا رہتا ہے تو پھر چوکیداری کی کیا ضرورت ہے؟ حالانکہ کیفیت یہ تھی کہ جو مال آتا تھا، سب مسلمانوں کو تقسیم کر دیا کرتے تھے اور بیت المال خالی ہو جاتا تھا۔ ایک سال کے بعد آپ نے بیت المال اپنے گھر پر منتقل کر لیا جس وقت مال آتا تھا تو آپ فقراء و مساکین پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیا کرتے تھے اور کبھی اونٹ گھوڑے ہتھیار خرید کر فی سبیل اللہ دے دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے کچھ چادریں خریدیں اور مدینہ شریف کی بیواؤں پر تقسیم کر دیں جس وقت آپ کا انتقال ہوا، اور آپ مدفون ہو چکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند معززین صحابہ کو جن میں حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم بھی تھے بلایا اور ان کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیت المال میں تشریف لے جا کر اس کا جائزہ لیا تو اس میں سوائے اللہ کے نام کے کچھ نہ تھا۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ اسی قول کی بنا پر وائل عسکری کا قول رد ہو جاتا ہے کہ اول وہ شخص کہ جس نے بیت المال مقرر کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیت المال نہیں تھا، میں نے اس کی تردید اپنی ایک کتاب میں کی ہے۔ پھر میں عسکری کا ہی ایک قول اس کی ایک دوسری تصنیف میں دیکھا ہے کہ اول وہ شخص جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیت المال کے مہتمم مقرر ہوئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حاکم کہتے ہیں کہ اول اسلام میں عتیق کے لقب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ملقب ہوئے اور کوئی دوسرا نہیں ہوا۔

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بحرین سے مال غنیمت آیا تو میں تجھے اتنا اتنا دوں گا، پس جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بحرین سے مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا: کوئی شخص ہے جس کا قرض حضور

www.waseemziyai.com
MAKTABA-TUL-ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

نبی کریم ﷺ پر ہو، یا آپ نے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو؟ میں نے حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا: اس میں سے لے لو۔ میں نے اس میں سے لے لیا اور گنا تو وہ پانچ سو روپے تھے مگر آپ نے مجھے ڈیڑھ ہزار عنایت فرمائے۔

خدمت خلق: ابن عساکر، انیسہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس قبل از خلافت تین سال اور بعد از خلافت ایک سال ٹھہرے، جس وقت محلہ کی لڑکیاں آپ کے پاس بکریاں لاتیں تو آپ ان کا دودھ دوہ دیتے۔

میمون کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا "السلام علیک یا خلیفہ رسول اللہ ﷺ" آپ نے فرمایا: ان تمام مسلمانوں پر سلامتی ہو یعنی تم کو اسلام علیکم کہنا چاہیے تھا۔ (احمد)

ابن عساکر نے، ابوصالح غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بوڑھیا اندھی اپاہج کی جو مدینہ کے اطراف میں رہتی تھی، خبرگیری کیا کرتے تھے۔ اس کو روٹی پانی اور اس کے دوسرے کام کر دیا کرتے تھے۔ ایک روز جو اس کے پاس آپ تشریف لے گئے تو بلاتوقع اس کا تمام کاروبار ہوا پایا، اور اب ہمیشہ ہی کوئی آپ سے پہلے کر جانے لگا۔ آپ کو بہت حیرت ہوئی۔ آپ نے اس کی جستجو کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نکلے۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں خلیفہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! آپ کے سوا اور کون ہو سکتا تھا۔

ابونعیم وغیرہ، حضرت عبدالرحمن اصبہانی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے، اتنے میں حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ آ گئے جو ابھی بچے تھے کہنے لگے: میرے ابا کے منبر پر سے اتر جایئے۔ آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا، یہ منبر تمہارے ابا جان کا ہی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے ان کو گود میں اٹھا لیا اور رو پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: نہیں! تم نے سچ کہا، میں آپ کو الزام نہیں دیتا۔

حج بیت اللہ: ابن سعد، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو حج اسلام میں سب سے اول ہوا۔ اس میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ فرمایا، اور حضور نبی کریم ﷺ کے اس کے بعد حج ادا کیا، جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور پھر آپ نے حج کیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اول حج کیلئے روانہ کیا اور سال آئندہ سے وفات تک خود حج کرتے رہے،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اور جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے بھی پہلے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حج کیلئے روانہ فرمایا۔

مرض اور وفات: سیف، حاکم، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب دراصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف ہے۔ یہ صدمہ جانکاہ آپ کو اس قدر ہوا تھا کہ آپ ہمیشہ لاغر اور نحیف ہی ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ آپ نے سفر آخرت اختیار کیا۔

ابن سعد، حاکم ابن شہاب سے بسند صحیح لکھتے ہیں کہ کہیں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہدیہ میں گوشت آیا تھا اس کو آپ حضرت حارث بن کلدہ کے ساتھ تناول فرما رہے تھے کہ حارث نے کہا: یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اسے نہ کھایئے۔ اللہ کی قسم! اس میں مجھے زہر معلوم ہوتا ہے، آپ دیکھ لیجئے گا کہ میں اور آپ اسی سال میں ایک ہی روز اس کے زہر سے مر جائیں گے۔ آپ نے ہاتھ کھینچ لیا، اس روز سے یہ دونوں حضرات ہمیشہ بیمار رہے، حتیٰ کہ ایک سال گزرنے کے بعد ہی دونوں صاحبوں کا ایک ہی روز انتقال ہو گیا۔

شعبی کہتے ہیں کہ اس دنیا ذلیل سے بھلا ہم کیا توقع رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی زہر دیا گیا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی زہر دیا گیا۔

واقدی، حاکم، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری اس طرح شروع ہوئی کہ آپ نے ۷ جمادی الاخریٰ پیر کے روز غسل فرمایا، اس روز چونکہ سردی تھی آپ کو بخار ہو گیا، پندرہ روز آپ بیمار رہے اور ان تمام ایام میں آپ نماز کیلئے بھی تشریف نہ لا سکے، بالآخر شنبہ کی رات کو ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ ہجری بعمر تریسٹھ سال آپ نے انتقال فرمایا۔

ابن سعد اور ابن ابی الدنیا، ابو السفر سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اگر آپ حکم دیں تو ہم کسی طبیب کو بلا کر آپ کو دکھلائیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے طبیب نے دیکھا ہے۔ عرض کیا: طبیب نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا: یہ کہتا ہے: ''اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ'' ترجمہ: ''میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے صحابہ سے مشورہ اور وصیت نامہ: واقدی نے دوسرے طریقوں سے بیان کیا ہے کہ جب آپ کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: تم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیسا سمجھتے ہو؟ عرض کیا: آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا: پھر بھی جو کچھ تمہاری رائے ہو بتلاؤ. عرض کیا: میرے نزدیک تو وہ اس سے بھی زیادہ افضل ہیں جتنی آپ ان کی نسبت رائے قائم کریں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر آپ نے یہی دریافت کیا۔انہوں نے بھی یہی کہا، آپ کو مجھ سے زیادہ علم ہیں۔آپ نے فرمایا: کچھ تو بتلاؤ. انہوں نے کہا: اللہ جانتا ہے کہ ان کا باطن ظاہر سے بہتر ہے اور ہمارے اندر تو ان کا مثل کوئی معلوم نہیں ہوتا۔آپ نے حضرت سعید بن زید اور حضرت اسید بن حضیر سے بھی یہی مشورہ کیا۔اسید نے کہا: اللہ خوب جانتا ہے کہ میں تو آپ کے بعد انہیں کو اچھا سمجھتا ہوں، وہ نیک کام سے خوش اور برے کام سے ناراض ہیں، ان کا باطن ظاہر سے بھی اچھا ہے۔ اس کام کیلئے تو ان سے بہتر کوئی شخص بھی قوی اور مستعد نظر نہیں آتا۔اس کے بعد اور صحابہ آئے اور ایک نے مجھ سے سوال کیا کہ تم نے خدا کو مانتے ہوئے ایک سخت گیر شخص کو ہم پر خلیفہ مقرر کر دیا۔اللہ کو بھلا اس کا کیا جواب دو گے۔آپ نے فرمایا: واللہ! تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا، مگر مجھ سے سوال ہوا تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کروں گا: اے رب العالمین! میں نے مسلمانوں پر، ان میں سے سب سے بہتر شخص کو خلیفہ مقرر کیا ہے بلکہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: لکھو: "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" یہ وصیت نامہ جو ابو بکر بن ابو قحافہ نے اپنے آخر وقت دنیا میں دنیا سے جاتے اور شروع وقت آخرت میں عالم بالا میں داخل ہوتے وقت لکھایا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے جبکہ کافر ایمان لانے والا اور فاجر یقین کرنے والا اور کاذب سچ بولنے والا ہوتا ہے۔لوگو! میں نے تمہارے اوپر اپنے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔اس کی سننا اور اطاعت کرنا، میں نے حتی المقدور خدا اور رسول اور دین اسلام اور اپنے نفس اور تمہاری بھلائی، خدمت میں کوئی قصور نہیں کیا، اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عدل کریں گے تو میرے ظن اور رائے کے موافق ہے اور اگر بدل جائیں تو ہر شخص اپنے کیے کا جواب دہ ہے۔البتہ میں نے تمہارے لیے نیکی کا ارادہ کیا ہے۔میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ظالم عنقریب معلوم کرلیں گے کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جانے والے ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

پھر آپ نے اس کو سر بمہر کرا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کو لے کر چلے آئے اور لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے برضا و رغبت بیعت کر لی۔اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلوت میں بلا کر جو کچھ وصیت کرنا تھی وہ کیں۔جس وقت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے چلے آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی:

مولیٰ کریم! جو کام میں نے کیا ہے اس سے میرا مقصود صرف مسلمانوں کی اصلاح ہے. میں نے فتنہ سے ڈر کر جو کچھ کیا اس کو تو اچھی طرح جانتا ہے۔ میں اس امر میں اپنی رائے سے اجتہاد کیا ہے اور میں اپنے نزدیک اسی بات پر پہنچا ہوں، لہٰذا میں نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ان میں سب سے بہتر، قوی اور نیک حریص ہے۔ میں تیرے حکم سے اس دنیا فانی کو چھوڑتا ہوں تو ان میں میری طرح کے خیر خواہ لوگ پیدا کر کیونکہ وہ سب تیرے بندے ہیں۔ تو اپنے بندوں کا مالک ہے۔ مولیٰ کریم! مسلمانوں کے حاکموں میں صلاحیت عطا فرما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے خلفاء راشدین میں داخل فرما اور اس کی رعایا کی اصلاح فرما۔"

تین شخص سب سے زیادہ عقلمند:

ابن سعد، اور حاکم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین شخص سب سے زیادہ عقلمند ہوئے ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا۔ (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کہ انہوں نے کہا تھا: ...... "اِسۡتَاۡجِرۡہُ" (اس کو نوکر کر لیجیے۔) (۳) عزیز مصر کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق رائے قائم کر کے بیوی سے کہا: "اَکۡرِمِیۡ مَثۡوٰہُ" (اسے اچھی جگہ رکھنا۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقرر پر صحابہ کی رضامندی:

ابن عساکر، یسار بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تکلیف بڑھی تو آپ نے گھر کی کھڑکی سے جھانک کر لوگوں سے کہا: اے لوگو! میں نے تمہارے اوپر ایک شخص کو مقرر کر دیا ہے کیا تم اس سے راضی ہو؟ لوگوں نے بالاتفاق کہا: یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم بالکل راضی ہیں، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا: اگر وہ شخص عمر نہیں ہے تو ہم اس سے راضی نہیں آپ نے فرمایا: نہیں عمر ہی ہیں۔

احمد، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جس روز وفات ہوئی۔ دریافت کیا: آج کیا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: پیر ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر میں آج رات مر جاؤں تو میرے دفن میں کل کا انتظار نہ کرنا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جتنا جلدی پہنچ جاؤں اتنا ہی بہتر ہے۔

امام مالک، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ غابہ کی بیس وسق کھجوریں مجھے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہبہ کر دی تھیں۔ آپ نے مرض الموت میں فرمایا: بیٹی! اللہ کی قسم! میں تمہیں ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتا ہوں، تم سے زیادہ مالداری میں کسی محبوب نہیں رکھتا۔ تیری غربت سے مجھے رنج ہوتا ہے اور خوشحالی سے راحت میں نے تجھے جو کھجوریں ہبہ کی تھیں اگر تو نے قبضہ کر لیا تو خیر ورنہ میرے مرنے کے بعد وہ ترکہ ہو جائے گا۔ تیرے دوسرے دو دو بہن بھائی ہیں، ان سب پر قرآن شریف کی رو سے تقسیم کرنا۔ میں نے عرض کیا: ابا جان! ایسا ہی ہوگا اگر اس سے بہت زیادہ مال بھی ہوتا تو چھوڑ دیتی. مگر محض ایک بہن میری اسماء ہی ہے اور آپ دو بہن بتلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ حاملہ ہیں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ اسی روایت کو ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں اور مجھے القا ہوا ہے کہ بطن میں لڑکی ہے۔ پس میں اس کی بھی تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

ابن سعد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کے پانچویں حصہ کے متعلق فرمایا کہ جس طرح مسلمانوں کے مال کا پانچواں حصہ راہِ خدا میں لیا کرتے ہیں، اسی طرح اسے بھی لے لیا جائے۔

ابن سعد اس طرح بھی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: پانچویں حصہ کے ساتھ وصیت کرنا مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چوتھائی کی وصیت کروں اور چوتھائی کی وصیت کرنا تہائی کی وصیت کرنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور جو شخص تہائی کی وصیت کرے تو پھر اس نے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا۔

سعید بن منصور نے اپنے سنن میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے مال کے پانچویں حصہ کی وصیت کی تھی، صرف ان قرابت داروں کیلئے جو وارث نہیں ہیں۔

عبداللہ ابن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہیں: واللہ! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک بھی درہم یا دینار باقی نہیں چھوڑا۔

ابن سعد وغیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زیادہ تکلیف ہوئی تو میں نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ اشعار: ''تیری عمر کی قسم! جب موت کی ہچکی لگ جاتی ہے اور سینہ تنگ ہو جاتا ہے تو کوئی مال فائدہ نہیں دیتا۔''

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

آپ نے چادر سے منہ کھول کر فرمایا: یہ نہیں بلکہ اس طرح کہو:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔

پھر فرمایا: دیکھو یہ میرے دو کپڑے ہیں، انہیں دھو کر ان ہی دونوں مستعملہ کپڑوں میں کفنا دینا کیونکہ زندہ کو بہ نسبت مردے کے نئے کپڑوں کی زیادہ حاجت ہے۔

ابویعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا ہے۔آپ فرماتی ہیں: میں جب اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو آپ حالت نزع میں تھے، میں نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ اشعار: "آج آپ کو سخت مرض لاحق ہو گیا اللہ آپ کی روح کو توفیق بخشے۔"

آپ نے فرمایا: یہ مت کہو بلکہ یہ کہو:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔

ترجمہ: "موت کی بیہوشی تو ضرور آ کر رہے گی۔ یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔"

پھر آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی تھی۔عرض کیا: "پیر کے روز۔" آپ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ میں اسی رات تک انتقال کروں گا بس آپ منگل کی رات کو انتقال فرما گئے اور صبح سے مدفون ہوئے۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کیا ہے جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے سرہانے بیٹھ کر یہ شعر پڑھنے لگیں:

ترجمہ اشعار: "ہر سوار کی ایک منزل ہوتی ہے اور ہر کپڑا پہننے والے کا ایک کپڑا ہوتا ہے۔"

آپ فوراً سمجھ گئے اور فرمایا: بیٹی! اس طرح نہیں ہے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس طرح ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔

احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ اشعار: "بہت سے سفید چہرے ہیں کہ ان کے روئے مبارک سے ابر پانی حاصل کرتا ہے اور وہ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے پشت پناہ ہیں۔"

آپ نے یہ شعر سن کر فرمایا: یہ صفت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عبادہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت فرمایا: اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) میرے ان دونوں مستعمل کپڑوں کو دھو کر مجھے ان ہی میں کفنا دینا۔ یہ ضرور ہے کہ "میں تمہارا باپ ہوں، اگر اچھے نئے کپڑوں میں کفنایا تو کچھ بڑھ نہ جاؤں گا اور اگر پرانے بوسیدہ کپڑوں میں کفنایا تو کچھ گھٹ نہ جاؤں گا۔"

ابن ابی الدنیا، ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی: "آپ کو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس غسل دیں اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر ان کی اس کام میں مدد کریں۔"

نماز جنازہ اور تدفین:

ابن سعد، حضرت سعد بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک اور مسجد نبوی کے درمیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

عروہ اور قاسم بن محمد نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی قبر شریف اس طرح کھودی گئی کہ آپ کا سر مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھے شریف کے پاس رہا اور آپ کی قبر شریف کا تعویذ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کا تعویذ برابر رہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کو قبر مبارک میں حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر (رضی اللہ عنہم) نے اتارا اور چند طریقوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ رات ہی کو دفن کیے گئے۔

حضرت سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو مکہ میں کہرام مچ گیا۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ نے کہا: کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ! اللہ! یہ کیسی مصیبت ہے؟ پھر کہا: ان کی جگہ کون مقرر ہوا؟ جواب دیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ آپ نے فرمایا: اچھا مرحوم کے ساتھی ہیں۔

مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو جو حصہ شرعی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال سے ملا تھا، انہوں نے وہ اپنے پوتوں کو واپس کر دیا اور خود بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چھ ماہ کچھ دن بعد محرم الحرام ۱۴ ہجری میں بعمر ستانوے (۹۷) سال اس دارفانی سے کوچ کر دیا۔

علماء کا قول ہے کہ اپنے باپ کی زندگی میں کوئی شخص سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تخت خلافت پر نہیں بیٹھا اور نہ کسی خلیفہ کے والد نے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اپنے بیٹے کا ترکہ پایا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

خلافت کی مدت: حاکم، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو سال سات ماہ خلافت کی ہے۔

تاریخ ابن عساکر میں بسند اصمعی روایت ہے کہ خفاف بن مذبہ سلمیٰ نے آپ کی وفات پر یہ مرثیہ روتے ہوئے پڑھا:

ترجمہ مرثیہ: میں اچھی طرح بتلا دیتا ہوں کہ کسی زندہ کیلئے بقا نہیں ہے دنیا محض فانی ہے اقوام میں یہ ملک ادھار لیا ہوا ہے۔ اس میں شرط ادا کرنا ہی ہے۔ اگرچہ شخص کوشش کرتا ہے مگر اس کیلئے کوئی گھات میں ہے، آنکھیں روتی ہیں اور جانور صدا لگاتا ہے، بوڑھا ہو کر مرے یا قتل ہو، یا بیمار ہو کر مرے، مگر سب مرض بے شفاہی کی شکایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک ابر رحمت تھے، جو سوکھی کھیتوں پر ہمیشہ بلا بارش برستے تھے۔ اللہ کی قسم! ابو بکر کی طرح زمانہ کسی بچے بوڑھے کو نہ ملے گا جو کوشش کرنے والا ان کا ساز مانہ پانے کی کوشش کرے گا، وہ تادم مرگ پریشان و ناکام رہے گا۔

روایت کردہ احادیث کی تعداد: امام نووی ؒ نے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سو بیالیس حدیثیں روایت کی ہیں اور روایت کی قلت کا سبب یہ ہے کہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہت کم زندہ رہے اور اس وقت تک احادیث کا چرچا زیادہ نہیں ہوا تھا احادیث کی سماعت اور تحصیل و حفظ میں تابعین نے اس کے بعد زیادہ کوشش کی ہے میں (امام سیوطی ؒ) کہتا ہوں کہ پیچھے آپ یہ معلوم کر چکے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قضیہ بیعت کے وقت یہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ تمام احادیث جو انصار کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھیں بیان کیں اور قرآن مجید میں جو کچھ انصار کے متعلق نازل ہوا ہے بیان فرمایا یہ اس امر کی بین اور صاف اور واضح دلیل ہے کہ آپ سنت کے سب سے زیادہ جاننے والے اور قرآن مجید کے وسعت معلومات کے لحاظ سے سب سے زیادہ عالم تھے۔

آپ سے روایت کرنیوالے صحابہ کرام: آپ سے ان حضرات نے روایت کی ہے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عمرو، حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت زید بن ثابت، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عقبہ بن حارث، حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر، حضرت زید بن ارقم، حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت عقبہ بن عامر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جہنی، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابوطفیل لیثی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت بلال، حضرت عائشہ بنت ابو بکر، حضرت اسماء بنت ابو بکر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین میں سے اسلم مولی عمر، واسط البجلی اور بہت سے لوگوں نے روایت کیا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں مختصر طور پر یہاں اور احادیث کو نقل کر دوں اور ان کے پیچھے کتابوں کے نام بھی لکھ دوں۔ میں مفصل طور پر انشاء اللہ العزیز اپنی مسند میں لکھوں گا۔

مروی احادیث:

(۱) حدیث ہجرت کے بیان میں بخاری مسلم وغیرہ۔

(۲) حدیث البحر یعنی دریا کا پانی پاک ہے اور اس میں مری ہوئی چیز بھی حلال ہے۔ (دار قطنی)

(۳) مسواک منہ کی صاف کرنیوالی ہے اور رب کی خوشنودی کا باعث ہے۔ (احمد)

(۴) نبی کریم ﷺ نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (بزار، ابو یعلی)

(۵) کوئی آدمی حلال کھانا کھانے کے بعد وضو نہ کرے۔ (بزار)

(۶) نبی کریم ﷺ نے نمازیوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابو یعلی، بزار)

(۷) حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے آخر میں جو میرے پیچھے نماز پڑھی تو اس میں آپ ایک ہی کپڑا پہنے ہوئے تھے۔ (ابو یعلی)

(۸) جو شخص چاہے کہ میں قرآن مجید کو اسی قرأت میں پڑھوں جس میں وہ نازل ہوا ہے تو چاہیے کہ عبداللہ بن مسعود کی قرأت اختیار کرے۔ (احمد)

(۹) میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے ایک ایسی دعا بتلا دیجئے جس کو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کر:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّاۤ اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(بخاری، مسلم)

(۱۰) جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں آ گیا تم خدا کے عہد میں دست اندازی نہ کرو جس شخص نے اسے قتل کر دیا اللہ تعالیٰ اس سے مطالبہ کرے گا اور اس کو اوندھا دوزخ میں ڈالے گا۔ (ابن ماجہ)

(۱۱) کسی نبی کا اس وقت تک انتقال نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنی امت کے کسی شخص کے پیچھے نماز نہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پڑھ لے۔(بزار)

(۱۲) جو شخص کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔(احمد)

(۱۳) ہر نبی کی وفات اسی جگہ ہوتی ہے جہاں اس کو دفن ہونا ہوتا ہے۔(ترمذی)

(۱۴) اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کیونکہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔(ابو یعلی)

(۱۵) میت کو اس کے پسماندگان کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔(ابو یعلی)

(۱۶) دوزخ سے بچو اگر چہ کھجور کے ٹکڑے کے برابر خیرات کرو۔ کیونکہ وہ ٹیڑھے کو سیدھا کرتی ہے۔ بری موت کو دفع کرے گی اور بھوکے کو آسودہ کرے گی۔

(۱۷) حدیث فرائض صدقات بخاری وغیرہ۔

(۱۸) بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ کا کوڑا جب آپ اونٹ پر سوار ہوتے تھے گر جاتا تھا آپ اونٹنی کو بٹھا کر نیچے آتے اور اس کو اٹھاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہم سے کیوں نہیں اٹھانے کو فرمایا کرتے آپ نے فرمایا: میرے محبوب حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کچھ بھی سوال نہ کروں۔(احمد)

(۱۹) جب اسماء بنت عمیس سے محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ حالت نفاس میں غسل کر کے حج و عمرہ کا احرام باندھیں۔(بزار، طبرانی)

(۲۰) حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حج کونسا افضل ہے آپ نے فرمایا: جس میں زور سے تکبیریں زیادہ کہی جائیں اور قربانی زیادہ ہوں۔(ترمذی، ابن ماجہ)

(۲۱) آپ نے جس وقت حجر اسود کو بوسہ دیا تو اس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر میں حضور نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔(دار قطنی)

(۲۲) حضور نبی کریم ﷺ نے سورۂ برأت کو مکہ شریف بھیج کر اہل مکہ کو کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کرے۔(احمد)

(۲۳) میرے مکان اور منبر کے درمیان کا ٹکڑا جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کے ایک ٹکڑے پر ہے۔(ابو یعلی)

(۲۴) حدیث، حضور نبی کریم ﷺ کا ابو الہیثم کے گھر جانا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(۲۵) چاندی سونا مثل بمثل ہے اگر کوئی زیادہ لے اور دے تو دوزخی ہے۔ (ابو یعلی ۔بزار)

(۲۶) جس نے کسی مومن کو اذیت دی یا اس کے ساتھ مکر کیا وہ ملعون ہے۔ (ترمذی)

(۲۷) جو شخص بخیل ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا اور نہ بدخواہ اور نہ خائن اور نہ اپنے ماتحت کے ساتھ برائی کرنے والا اول وہ غلام جنت میں داخل ہوں گے جو اللہ اور اپنے آقا کی اطاعت کریں۔ (احمد)

(۲۸) غلام کا ترکہ اس کے لیے ہے جو اسے آزاد کرے۔ (ضیاء المقدسی)

(۲۹) ہم گروہ انبیاء کا ورثہ نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ (بخاری)

(۳۰) نبی کا وارث اس کا جانشین خلیفہ ہوتا ہے۔ (ابو داؤد)

(۳۱) معمولی نسبی رشتہ سے انکار کرنا بھی کفر ہے۔ (بزار)

(۳۲) تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خرچہ ہے۔

(۳۳) جس نے قدم اپنے خدا کی راہ میں گرد آلود کیے اللہ تعالیٰ اس پر آتش دوزخ حرام کر دے گا۔ (بزار)

(۳۴) میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے لڑوں۔ (بخاری، مسلم)

(۳۵) خالد بن ولید کی تعریف اور یہ فرمانا کہ وہ اللہ کی تلوار ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو کفار اور منافقین پر مسلط فرمایا ہے۔ (احمد)

(۳۶) آفتاب کسی آدمی پر جو عمر سے بہتر ہو نہیں طلوع ہوا۔ (ترمذی)

(۳۷) جو شخص مسلمانوں کے کاموں کا حاکم ہو اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہ کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نفل و فرض قبول نہ کرے گا۔ (احمد)

(۳۸) قصہ اعز اور اس کا سنگسار کیا جانا۔ (احمد)

(۳۹) نہیں اصرار کیا اس شخص نے جس نے استغفار کیا اگرچہ پھر اسی فعل کو ایک دن میں ۷۰ مرتبہ کیا۔ (ترمذی)

(۴۰) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لڑائی کے متعلق مشورہ کرنا۔ (طبرانی)

(۴۱) جب آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ اتری۔ (ترمذی، ابن حبان)

(۴۲) تم یہ آیت پڑھتے ہو "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ" (احمد اربعہ ابن حبان)

(۴۳) ہجرت والی حدیث میں ہے۔ ان دو شخصوں کے متعلق تمہارا گمان جن کا تیسرا اور مددگار خود اللہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۴۴) حدیث "اَللّٰهُمَّ طَعْنًا وَطَاعُوْنًا" (ابو یعلی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(۴۵) مجھے سورۂ ھود نے بوڑھا کر دیا۔ (دارقطنی)

(۴۶) میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہے۔ (ابو یعلی)

(۴۷) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ تعلیم کیجئے تا کہ میں اس دعا کو صبح و شام پڑھا کروں۔ الخ (الہیثم بن کلیب، ترمذی)

(۴۸) تم "لا الہ الا اللہ" اور استغفار کو لازم پکڑو کیونکہ ابلیس لعین کہتا ہے کہ میں لوگوں کو گناہوں کے سبب ہلاک کرتا ہوں اور مجھے "لا الہ الا اللہ" اور استغفار سے ہلاک کرتے ہیں۔ جب میں نے یہ دیکھا تو ان کو خواہشات پر لگا دیا وہ خراب ہو کر بھی اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں۔ الخ (ابو یعلی)

(۴۹) جس وقت "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ" نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے اب اس طرح بات کیا کروں گا جس طرح پیر فرتوت کلام کرتے ہیں۔ (ان کی آواز بوجہ کبر سنی نہیں نکلتی) (بزار)

(۵۰) حدیث "کل میسر لما خلق لہ۔" (احمد)

(۵۱) جس نے میرے متعلق دانستہ جھوٹ بولا میری کسی بات کو نہ مانا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ (ابو یعلی)

(۵۲) حدیث "ما نجات فی ھذا الامر" الخ (احمد)

(۵۳) مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا: تم جا کر کہہ دو کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جب میں چلا تو راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے۔ الخ (ابو یعلی) (یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے محفوظ ہے نہ ابو بکر سے)

(۵۴) میری امت کے دو گروہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ مرجیہ و قدریہ۔ (دارقطنی)

(۵۵) اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ (احمد، نسائی، ابن ماجہ)

(۵۶) جب حضور نبی کریم ﷺ کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا فرماتے الٰہی اس کام کو میرے لیے پسند فرما اور بہتر فرما۔ (ترمذی)

(۵۷) دعا دین "اللھم فارج الھم" (بزار، حاکم)

(۵۸) جو جسم حرام سے پرورش پائے تو اس کے لیے آگ ہی بہتر ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جس جسم کی حرام غذا ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ (ابو یعلی)

(۵۹) جسم کا ہر ایک حصہ تیری زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ (ابو یعلی)

(۶۰) نصف شعبان کی شب کو اللہ تعالیٰ نیچے تشریف لاتا ہے اس رات سوائے کافر اور کینہ ور شخص کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

سب کو بخش دیتا ہے۔ (دارقطنی)

(۶۱) دجال مشرق میں خراسان سے ظاہر ہوگا اور اس کے ساتھ دوسری قومیں بھی ہوں گی جن کا منہ ان ڈھالوں کی طرح ہوگا جو بیچ میں سے بلند اور کناروں پر سے پست ہوں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۶۲) مجھ پر خدا کا اتنا بڑا احسان ہے کہ میں قیامت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل کراؤں گا۔ (احمد)

(۶۳) حدیث شفاعت اور لوگوں کا میدان قیامت میں یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام کے پاس جانا۔ (احمد)

(۶۴) اگر لوگ ایک میدان کی طرف جائیں اور انصار دوسرے میدان کی طرف تو میں انصار کے ساتھ رہوں گا۔ (احمد)

(۶۵) قریش اس امت کے امیر ہیں ان کے نیک نیکوں کے تابع ہیں اور فاجر فاجروں کے۔ (احمد)

(۶۶) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے متعلق وصیت فرمائی ہے کہ ان کی نیکیوں کو قبول کرو اور بروں سے درگزر کرو۔ (بزار، طبرانی)

(۶۷) عمان کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہاں عرب کے لوگوں میں سے ایک قبیلہ رہتا ہے جب میرا ایلچی وہاں جاتا تو عمان والے اسکو تیر مارتے نہ پتھر۔ (احمد، ابویعلی)

(۶۸) ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسی جگہ گزرے جہاں امام حسن رضی اللہ عنہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ نے ان کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر فرمایا کہ ان کی صورت بہ نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ ملتی ہے۔ (بخاری)

ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

(۶۹) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ایمن کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (مسلم)

(۷۰) پانچویں مرتبہ میں چور قتل کیا جائے۔ (ابویعلی، دیلمی)

(۷۱) حدیث قصہ احد۔ (طیالسی، طبرانی)

(۷۲) ہم لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ ہم نے اچانک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی چیز ہٹاتے ہوئے دیکھا حالانکہ وہاں کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: دنیا تھی۔ الخ (بزار، ابن کثیر) دوسری احادیث اسی کی تکملہ ہیں۔

(۷۳) اہل قرد کو جب تک قتل کرو جب تک ان میں کا ایک آدمی بھی باقی ہے۔ (طبرانی)

(۷۴) جو گھر بناؤ اس کو دیکھ لو کہ کن لوگوں کے گھروں میں رہتے ہو جس زمین میں رہتے ہو اور جس راستہ سے چلتے ہو اس کا بھی معائنہ کر لو کہ کن لوگوں کی زمین ہے۔ (دیلمی)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

(۷۵) مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ میری قبر پر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کوئی شخص میری امت کا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو مجھ سے وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اس وقت فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ (دیلمی)

(۷۶) ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کا کفارہ ہوتا ہے اور غسل بھی جمعہ کے دن کفارہ ہے۔ الخ (عقیل)

(۷۷) جہنم کی گرمی میری امت پر حمام کی گرمی جیسی ہے۔ (طبرانی)

(۷۸) اپنے آپکو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ ایمان سے دور کرنیوالا ہے۔ (ابن لآل)

(۷۹) جو شخص جنگ بدر میں حاضر ہوا ہو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ (دار قطنی)

(۸۰) دین اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا بھاری جھنڈا ہے کسی شخص میں طاقت ہے کہ اس کو اٹھا سکے۔ (دیلمی)

(۸۱) حدیث فضیلت سورۂ یٰسین۔ (دیلمی)

(۸۲) عادل سلطان پر جو متواضع بھی ہو زمین پر اللہ کا سایہ ہے اور اس کا نیزہ ہے اس کو دن رات میں ستر صدیقوں کا ثواب ملتا ہے۔ (ابو الشیخ عقیلی، ابن حبان)

(۸۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اس شخص کو کیا جزا ملے گی جو مصیبت زدہ عورت کی تسلی کرتا ہے۔ حکم ہوا کہ میں اسکو اپنے سایہ میں رکھوں گا۔ (ابن شاہین دیلمی)

(۸۴) الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب کے ذریعہ قوت عطا فرما۔ (طبرانی)

(۸۵) کوئی جانور شکار نہیں ہوتا نہ کوئی خاردار درخت کٹتا ہے نہ کسی درخت کی جڑ کٹتی ہے مگر قلت تسبیح سے۔

(۸۶) اگر میں تم میں نبی ہو کر نہ آتا تو عمر نبی ہوتے۔ (دیلمی)

(۸۷) اگر جنتی کسی چیز کی تجارت کرتے تو کپڑے کی کرتے۔ (ابو یعلی)

(۸۸) جو شخص باوجود اپنے امام کے موجود ہونے کے اپنے لیے یا کسی دوسرے کیلئے بغاوت کرے اس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور لوگوں کی لعنت ہے اس کو قتل کر ڈالو۔ (دیلمی)

(۸۹) جو شخص مجھ سے علم حاصل کرے یا حدیث لکھے اس وقت تک وہ علم یا حدیث محفوظ ہے جب تک اس کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ (حاکم)

(۹۰) جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں برہنہ پا نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے مفروضات کے متعلق سوال نہ کرے گا۔ (طبرانی)

(۹۱) جو شخص جہنم سے بچنا چاہے اور اللہ تعالیٰ کے سایہ میں آنا چاہے اسے چاہیے کہ مسلمانوں پر سختی نہ کرے بلکہ رحم کرے۔ (ابن لآل، ابن حبان، ابو الشیخ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(۹۲) جو شخص صبح ہی سے اللہ کی فرمانبرداری کی نیت کرے۔ اگرچہ اس روز وہ کوئی گناہ بھی کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کو اس روز اجر ضرور عطا کرے گا۔ (دیلمی)

(۹۳) جس قوم نے جہاد ترک کیا وہ قوم عذاب میں پھنس گئی۔ (طبرانی)

(۹۴) افترا کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (دیلمی)

(۹۵) کسی مسلمان کی حقارت نہ کرو کیونکہ ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے۔ (دیلمی)

(۹۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم میری رحمت کی امید رکھتے ہو تو میری مخلوق پر رحم کرو۔ (ابوالشیخ، ابن حبان، دیلمی)

(۹۷) حدیث ازار یعنی تہ بند ٹخنہ سے نیچی ہرگز نہ کرو۔ (ابونعیم)

(۹۸) میرا اور علی کا پلہ عدل میں برابر ہے۔

(۹۹) شیطان سے پناہ مانگنے میں غفلت نہ کرو کیونکہ تم اگرچہ اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم سے غافل نہیں ہے۔ (دیلمی)

(۱۰۰) جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد تعمیر کرائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (طبرانی)

(۱۰۱) جو شخص پیاز، لہسن کو کچا کھائے وہ مسجد میں نہ آئے۔ (طبرانی)

(۱۰۲) حضور نبی کریم ﷺ نے شروع نماز اور رکوع میں جاتے اور اٹھتے ہوئے رفع یدین فرمایا۔ (بیہقی)

(۱۰۳) حضور نبی کریم ﷺ نے ابوجہل کا ایک اونٹ قربان کیا۔ (اسماعیلی)

(۱۰۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (ابن عساکر)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور قرآن کی تفسیر:

ابو القاسم بغوی نے ابوملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں کونسی زمین میں بسوں گا اور کون سے آسمان تلے رہوں گا اگر میں کتاب اللہ کے معنی خلاف منشاء خداوندی کروں گا۔

ابوعبید نے ابراہیم تیمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے "فَاكِهَةً وَّ اَبًّا" کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا: مجھے کونسی زمین اٹھائے گی اور کونسا آسمان اپنے نیچے بسنے دے گا۔ اگر میں قرآن مجید کے وہ معنی بیان کروں جو میں نہیں جانتا۔

بیہقی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کلالہ کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا: میں جو کچھ اس کے معنی بیان کروں گا وہ میری رائے ہوگی اگر وہ رائے ٹھیک اور صائب ہے تو اللہ کا احسان سمجھنا چاہیے اور اگر وہ رائے خطاب ہے تو میرا اور شیطان کا فعل خیال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کرنا چاہیے۔میرے نزدیک تو اس سے مراد وہ ہے جس کے اولاد اور ماں باپ نہ ہوں جس وقت حضرت عمر فاروق ؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا: مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جس بات کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا ہے۔میں اس کی تردید کروں۔

ابونعیم نے حلیہ میں اسود بن ہلال سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا تم ان دو آیتوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" اور "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" صحابہ کرام نے کہا کہ یہ معنی ہیں کہ انہوں نے استقامت کی اور کوئی گناہ نہیں کیا اور اپنے ایمان کو گناہ کے ساتھ نہیں ملایا آپ نے فرمایا: تم نے ان کو بے محل سمجھا بلکہ یہ معنی ہیں کہ انہوں نے اللہ کو اپنا رب کہا پھر اس پر قائم رہے اور کسی دوسرے خدا کی طرف نہ مائل ہوئے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ نہ مخلوط کیا۔

علامہ ابن جریرؒ، عامر بن سعد بجلی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے "لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی" کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ زیادہ سے مراد یہ ہے کہ خدا کے منہ کی طرف نظر کرنا۔

علامہ ابن جریر نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ جس آدمی نے کہا اور اسی عقیدہ پر مر گیا تو اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ درست رہا۔

آپ کے اقوال،فیصلے،خطاب اور دعائیں:

لالکائی نے سنتہ میں حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ زنا بھی تقدیر سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا: ہاں۔اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اول تو اس کو میرے لیے مقرر کیا پھر مجھے عذاب بھی دے گا۔آپ نے فرمایا: سچ ہے واللہ اگر میرے پاس اس وقت کوئی آدمی ہوتا تو میں حکم دیتا کہ وہ تیری ناک کاٹ لے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں حضرت زبیر ؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ سے شرم کیا کرو۔خدا کی قسم جب کبھی میں میدان میں قضائے حاجت کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے شرما کر اپنا سر ڈھک لیتا ہوں۔

عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں عمر بن دینار سے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: خدا سے شرماؤ واللہ جب میں لیٹرین میں جاتا ہوں تو اپنی کمر پاخانہ کی دیوار سے

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

خدا سے شرما کر لگا لیتا ہوں۔

ابو داؤد نے اپنی سنن میں ابو عبداللہ الصنابحی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک مرتبہ مغرب کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور آخری چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورہ پڑھی اور تیسری رکعت میں "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا" پڑھی۔

ابن ابی خثیمہ اور ابن عسا کر نے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کی تعزیت کرتے تھے تو آپ فرمایا کرتے تھے تسکین میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے سے نہ کچھ فائدہ ہے۔ موت اپنے مابعد سے سخت اور ماقبل سے زیادہ آسان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اٹھ جانے کو یاد کرو۔ تمہیں تمہاری مصیبت کم معلوم ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ اجر دے گا۔

ابن ابی شیبہ اور دار قطنی، حضرت سالم بن عبید صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے اور فجر کے درمیان کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں سحری کھاؤں یعنی وقت ختم ہوتے ہی اطلاع کرنا۔

ابی قلابہ، ابو السفیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میرا دروازہ بند کر دو حتیٰ کہ میں سحری کر لوں۔

بیہقی اور ابو بکر بن زیاد نیشاپوری نے کتاب الزیادات میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نماز چاشت نہیں پڑھتے تھے تاکہ لوگ ان کی وجہ سے سنت نہ سمجھ لیں۔

ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو مچھلی دریا میں مر کر اوپر آجائے تو اس کا کھالینا جائز ہے۔

حضرت امام شافعیؒ نے الام میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گوشت کی بیع زندہ حیوان کے بدلے میں مکروہ سمجھتے تھے۔

نیز بخاری شریف میں امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دادا کو بمنزلہ باپ کے میراث میں قرار دیا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دادا کو بمنزلہ باپ کے اس وقت قرار دیا ہے جب باپ نہ ہو اور پوتے کو بھی بمنزلہ بیٹے کے قرار دیا ہے مگر اسی وقت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOM-ISLAMIA ACADEMY

جبکہ بیٹا نہ ہو۔

قاسم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے باپ کا انکار کیا تھا آپ نے فرمایا: اس کے سر میں مارو کیونکہ اس کے سر میں شیطان گھس گیا ہے۔

ابن ابی مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کسی جنازہ کی نماز پڑھاتے تو فرمایا کرتے تھے اے اللہ تیرے اس بندہ کو اس کے اہل اور مال اور کنبہ والوں نے چھوڑ دیا ہے یہ گنہگار ہے، تو ہی بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

والدین کا مقام:

سعید بن منصور نے اپنے سنن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عاصم بن عمر بن خطاب کا اپنی والدہ سے کچھ جھگڑا ہو گیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دینے کے بعد عاصم کو مخاطب کر کے فرمایا عاصم! یہ اچھی طرح جان لو کہ تمہاری والدہ کا پسینہ اور اس کی بو اور ان کی تمہارے ساتھ مہربانی تم سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

بیہقی نے قیس بن ابی حازم سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا باپ مجھ سے کل مال چھین کر مجھے محتاج بنانا چاہتا ہے۔ آپ نے اس کے باپ سے فرمایا تو اپنے لڑکے سے اتنا لیلے جتنا تجھے ضرورت ہے اس نے کہا کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں فرمایا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ اس سے خرچہ مراد ہے۔

عمرو بن شعیب کے دادا روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما آزاد کو غلام کے قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے۔ (احمد)

بخاری شریف میں ابن ابی ملیکہ کے دادے سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کا ہاتھ کاٹ کھایا جس وقت اس شخص نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے زور سے کھینچا تو اس کے دونوں اگلے دانت نکل آئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسی صورت میں دیت اور قصاص کچھ جاری نہیں کیا۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کان کے قصاص میں پندرہ اونٹ دلوائے اور یہ فرمایا کہ کن کٹا اپنا عیب بالوں اور پگڑی میں چھپالے گا۔

بیہقی وغیرہ نے ابی عمران جونی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو فوج شام پر روانہ کی تھی اس پر یزید بن ابو سفیان کو سپہ سالار مقرر فرما کر ان سے یہ فرمایا کہ میں تم کو چند نصیحتیں کرتا ہوں ان پر کار بند رہنا۔ کسی عورت یا بچہ یا اپاہج بڈھے کو قتل نہ کرنا کسی درخت پھلدار کو نہ کاٹنا۔ بستیوں کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

خراب نہ کرنا۔ بکری اونٹ کو نہ مارنا کھا لینے کے لیے کچھ مضائقہ نہیں۔ کھیتوں کو برباد نہ کرنا نہ ان کو جلانا۔ چوری خیانت اور بزدلی سے بچنا اور بخل سے بھی پرہیز رکھنا۔

احمد، ابوداؤد، نسائی نے ابوبرزہ اسلمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ ایک شخص پر بے انتہا غصہ آیا میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اسے قتل کر دیجئے آپ نے فرمایا یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو بھی جائز نہیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو قتل کر دو:

سیف نے اپنے مشائخ سے کتاب الفتوح میں بیان کیا ہے کہ کچھ آدمی مہاجرین، امیہ، حاکم یمامہ کے پاس دو عورتوں کو جن میں سے ایک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک اور دوسری مسلمانوں کے ہجو آمیز گیت گایا کرتی تھی پکڑ لائے حاکم یمامہ نے دونوں کو یہ سزا دی کہ ان کے ہاتھ کٹوا دیئے اور دانت نکلوا ڈالے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے دو عورتوں کو ایسی ایسی سزا دی ہے اگر تم نے ان کو سزا دینے میں جلدی نہ کی ہوتی تو میں اس عورت کے متعلق کہ جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کی ہے قتل کی سزا تجویز کرتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان تمام سے اعلیٰ وارفع ہے۔ خصوصاً اگر ایسی گستاخی کسی مسلمان سے سرزد ہو تو وہ مرتد ہے یا ذمی سے ہو تو وہ غدار حربی اور اس عورت کے متعلق جو مسلمانوں کی ہجو کرتی تھی اگر وہ مسلمانی کا دعویٰ کرتی ہے تو اس کو ادب دینا اور شرم دلانا چاہیے تھا۔ ہاتھ پیر نہ کاٹنے چاہیے تھے اور اگر ذمیہ ہے تو یہ شرک سے زیادہ برا فعل نہ تھا جب اس کے شرک پر صبر کیا جاتا ہے۔ اس فعل پر بھی کرنا چاہیے تھا۔ اگر اس سے پہلے میں تم کو تنبیہ کر چکا ہوتا تو ضرور تم کو سزا دیتا۔ نرمی لازم پکڑو ہاتھ پیر سوائے قصاص کے کٹوا دینے کو میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس میں سزا پانے والے کو ہمیشہ شرم اور نفرت دامنگیر رہتی ہے۔

زانی کو جلاوطن کر دیا:

امام مالک اور دارقطنی نے صفیہ بنت ابوعبیدہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ایک باکرہ لڑکی سے زنا کیا اور اس کا اقرار کر لیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو درے لگوائے اور فدک کی طرف جلاوطن کر دیا۔

ابویعلی نے محمد بن حاطب سے روایت کی ہے کہ آپ کے پاس ایک چور پکڑا ہوا آیا جس کے ہاتھ پیر پہلی چوری میں کٹے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: میں تیرے متعلق سوائے اس حکم کے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا کوئی بہتر تجویز نہیں کر سکتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے لیے قتل کا حکم دیا تھا۔ اور آپ زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مالک نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا جس کے دائیں ہاتھ پیر کٹے ہوئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پر حاضر ہوا اور یہ شکایت کی کہ یمن کے عامل نے مجھ پر ظلم کیا ہے وہ شخص تمام رات نماز پڑھتا رہا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو قائم اللیل دیکھ کر فرمایا: تیری رات تو چور کی طرح نہیں ہے اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے اشخاص کے ساتھ برابر پھرتا رہا اور دعاء خیر اپنے میزبان یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے مانگتا رہا کہتا تھا اے اللہ تو اس شخص کو سخت سزا دے جس نے ایسے گھر والوں کے ساتھ کیا آخر تلاش کرنے پر وہ زیور ایک سنار کے پاس سے ملا معلوم ہوا کہ یہی شخص سنار کے پاس چرا کر لایا تھا۔ اس شخص نے خود بھی چوری کا اقرار کیا کسی نے گواہی دی کہ اس نے چرایا تھا۔ آپ نے اس کے بائیں ہاتھ کاٹ ڈالنے کا بھی حکم فرمایا اور فرمایا کہ واللہ اس کی دعا خود اس پر میرے نزدیک اس کی چوری سے بھی شاق تھی۔

دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک ڈھال کی چوری میں جس کی قیمت پانچ درہم تھی آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کچھ لوگ یمن سے آئے اور قرآن مجید کو سن کر بہت روئے اور آپ نے فرمایا ہمارا بھی یہی حال تھا مگر پھر دل سخت ہو گئے۔ (دل سخت ہونے کے معنی ابو نعیم نے بیان کیے ہیں کہ معرفت الٰہی سے قوی مطمئن ہو گئے)

ابو عبیدہ نے غریب میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص ابتداء اسلام میں مر گیا وہ خوش قسمت تھا جھگڑوں سے پاک رہا۔

اربعہ اور امام مالک نے قبیصہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک میت کی دادی آئی جو اپنا حصہ میت کے ترکہ میں سے دریافت کر کے لینا چاہتی تھی آپ نے فرمایا تیرے حصہ کے متعلق قرآن مجید میں کچھ نہیں آیا نہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فیصلہ مجھے اس قسم کا یاد ہے۔ تو پھر آنا میں لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کروں گا آپ نے لوگوں سے دریافت کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سامنے دادی کو چھٹا حصہ دلایا تھا آپ نے فرمایا کہ تیرے ساتھ کسی اور کو بھی یہ یاد ہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اس کی تصدیق کی لہٰذا آپ نے اس کو چھٹا حصہ دلا دیا۔

امام مالک اور دارقطنی نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ دو عورتیں یعنی میت کی دادی اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

نانی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میراث کا دعویٰ کیا آپ نے میت کی نانی کو میراث دلوا دی حضرت عبدالرحمن بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ جو بدر کی لڑائی میں شامل تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اس رشتہ دار کو حصہ دلایا اگر وہ مرجاتی تو اس کی وارثت ہی اس کو نہ پہنچتی آپ نے اس حصہ کو دادی اور نانی دونوں پر تقسیم کر دیا۔

عبدالرزاق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رفاعہ کی ایک عورت نے اپنے خاوند سے طلاق لے کر حضرت عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا لیکن عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی کسی پوشیدہ راز کی وجہ سے ان بن ہوگئی اور ان سے بھی طلاق لے کر پہلے خاوند کے نکاح میں جانا چاہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تک تو اس خاوند سے ہمبستر نہ ہو لے تب تک طلاق نہیں ہو سکتی یہاں تک تو یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے مگر عبدالرزاق نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ وہ عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ عبدالرحمن نے مجھ سے جماع کیا ہے آپ نے پھر بھی رجوع سے انکار فرمایا اور دعا کی۔ رب العالمین اگر یہ عورت رفاعہ میں رجوع کرنا چاہے تو اس کا نکاح ثانی پورا نہ ہونے دو۔ یہ عورت حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں بھی حاضر ہوئی مگر ان دونوں حضرات نے بھی انکار فرمایا۔

بیہقی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما نے عقبہ کو قاصد بنا کر ان کے ہاتھ بطریق شام کا سر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ جب آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس فعل سے منع کیا عقبہ نے عرض کیا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بھی تو ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا عمرو بن عاص اور شرحبیل فارس اور روم کی اقتدا کرتے ہیں۔ کسی کا سر نہ کاٹ کر روانہ کیا جائے ہمیں ہمارے لیے لکھنا اور اطلاع دینا کافی ہے۔

بخاری شریف میں قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک عورت جس کا نام زینب تھا دیکھا کہ وہ بولتی نہیں۔ آپ نے فرمایا اسے کیا ہوا۔ جو یہ کلام نہیں کرتی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے خاموشی سے حج کیا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ بات جیت کر یہ جاہلیت کا فعل ہے۔ اسلام میں ایسا کرنا ناجائز ہے۔ یہ سن کر وہ بولنے لگی اور پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مہاجرین میں سے ہوں عرض کی کن مہاجرین میں سے جواب دیا قریش میں سے۔ اس نے کہا قریش کے کون سے قبیلہ سے آپ نے فرمایا تو بڑی پوچھنے والی نکلی۔ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں۔ اس نے کہا کہ جاہلیت کے بعد جو خدا نے یہ دین بھیجا ہے۔ کون شخص ہم کو اس پر قائم رکھے گا۔ آپ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فرمایا اس دین پر تمہاری استقامت تمہارے اماموں سے ہوگی اس نے کہا امام کون ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیری قوم میں سردار اور رئیس نہیں ہوتے جو حکمرانی کرتے ہیں کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا وہی امام ہوتے ہیں۔

مشتبہ کھانا قے کر دیا: بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جس کی مزدوری میں سے آپ نے کچھ مقرر کر رکھا تھا۔ اور اس میں سے آپ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ کوئی چیز لایا اور آپ نے اس میں سے کچھ کھالی۔ اس نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کہاں سے آئی تھی آپ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے قصہ بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں کہانت کیا کرتا تھا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ کہانت جھوٹی سچی باتیں ہوتی ہیں میں نے ایک شخص کو پیشینگوئی کا فریب دیا تھا آج وہ مجھ سے ملا تو اس نے اس کے بدلے میں یہ چیز دی تھی جو آپ نے تناول فرمائی آپ نے فوراً حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔

احمد نے زہد میں روایت کی ہے کہ امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا میں نے کسی کو نہیں سنا کہ مشتبہ کھانا کھا کر قے کر دی ہو۔ پھر یہی مذکورہ بالا واقعہ بتایا۔

نسائی نے اسلم سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان پکڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں اسی نے مجھے بری بری جگہ پہنچا دیا ہے۔

پڑوسی سے نہ لڑو: ابو عبیدہ کی غریب میں مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے پاس سے ایک روز گزرے حضرت عبد الرحمن اپنے ہمسایہ سے لڑ رہے تھے آپ نے فرمایا پڑوسی سے مت لڑو وہ جھگڑا باقی رہے گا اور لوگ تمہاری باتیں کرتے پھریں گے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خطبات: ابن عساکر نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ میں اسی کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں اور موت کے بعد اسی سے عزت کی التجا کرتا ہوں میری اور تمہاری موت قریب آ چکی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ اس کے رسول ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور روشن چراغ کر کے بھیجا ہے تاکہ زندہ آدمیوں کو ڈرائیں اور کافروں پر پوری حجت قائم کر دیں۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی انہوں نے ہدایت پائی اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جنہوں نے نافرمانی کی وہ ظاہر گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔ تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں راستہ دکھلایا ہے اور ہدایت کی ہے اس پر مستقل ہو جاؤ۔ کلمہ اخلاص کے بعد ہدایت اسلام کا یہ مطلب ہے کہ اپنے امیر کی سنو اور اس کی اطاعت کرو کیونکہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اپنے اس امیر کی جو بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اطاعت کی اس نے فلاح پائی اور جو حق اس پر تھا وہ ادا کر دیا اپنے آپ کو اتباع نفس سے بچاؤ جو شخص اتباع نفس اور طمع اور غصہ سے بچا وہ فلاح کو پہنچ گیا نیز فخر نہ کرنا۔ غور کرو کہیں وہ شخص بھی فخر کرسکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور مٹی میں ملنے والا ہو اور اس کو کیڑے کھا جائیں آج اگر چہ زندہ ہے مگر کل ضرور اس کو موت آئے گی ہر روز بلکہ ہر گھڑی نیک عمل میں کوشش کرو مظلوم کی بددعا سے بھی ڈرو اپنے نفسوں کو مردہ شمار کرو اپنے اندر مضبوطی اور پختہ ارادہ پیدا کرو کیونکہ صبر یعنی پختہ ارادہ ہی ایسی چیز ہے جو عمل نیک کراتا ہے پرہیز کرو کیونکہ پرہیز بہت نفع دیتا ہے عمل کرو کیونکہ عمل قبول کیا جاتا ہے جو چیز تمہیں اللہ کے عذاب کی طرف لیجائے اس سے پرہیز کرو اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے کرنے میں اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے اس کے کرنے میں جلدی کرو۔ سمجھو اور سمجھاؤ ڈرو اور ڈراؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کھلے طور پر بیان کر دیا ہے تم سے پہلے لوگ کن امور کے کرنے سے ہلاک ہوئے اور کون سے کام کرنے سے نجات پائی۔ اس نے اپنی پاک کتاب میں حلال و حرام مکروہ و محبوب چیزیں بیان کر دی ہیں میں تمہیں اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ مددگار ہیں ان کی مدد کے سوا کسی میں نیکی کرنے یا برائی سے بچنے کی قوت نہیں ہے جب تم بھی اخلاص سے عمل کرو گے تو تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے اور اپنے حصہ کی حفاظت کرو گے اور قابل رشک بنو گے اور تم اپنے دین میں جو نیکی زیادہ کر سکتے ہو وہ جب استطاعت نوافل پڑھو تا کہ تمہارے فرائض میں جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو تم حاجت کے وقت جزا دیئے جاؤ گے۔

اے اللہ کے بندو! اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے اندر جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں غور کرو انہیں جو پیش آنا تھا آچکا۔ وہ اس پر قائم ہو گئے۔ موت کے بعد جو کچھ بدبختی یا سعادت مندی ملنی تھی مل چکی۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے نہ مخلوق اور اس کی ذات میں کوئی نسب کا تعلق ہے۔ محض اپنی مہربانی سے مخلوق پر بخشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخلوق پر سے کبھی مصیبت اور برائی نہیں ہٹاتا تاوقتیکہ مخلوق عبادت اور فرمانبرداری کی طرف نہ جھک جائے وہ بھلائی بھلائی نہیں ہے جس کا انجام دوزخ وہ اور وہ برائی برائی نہیں ہے جس کا نتیجہ جنت ہو۔ بس میں یہی کہنا چاہتا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تمہارے اور اپنے لیے بخشش مانگتا ہوں اور میں اپنے پیغمبر حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہوں والسلام علیہ ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

دوسرا خطبہ: حاکم اور بیہقی نے عبداللہ بن حکیم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اول آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ثناء بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جس تعریف کے وہ اہل ہیں ان کی تعریف کیا کرو تم رغبت کو خوف کیساتھ ملاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے خاندان کی اس طرح تعریف فرمائی ہے:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسٰرِعُونَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خٰشِعِينَ ۝٩٠

اللہ کے بندو! یہ بات بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفسوں کو اپنے حق کے بدلہ رہن رکھ لیا ہے اور اس پر تم سے عہد لے لیے ہیں اور تم سے قلیل فانی (دنیا) کو کثیر باقی (عقبیٰ) کے بدلے میں خرید لیا ہے یہ جو تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے اس کا نور کبھی نہیں بجھے گا نہ اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے تم اس کے نور سے منور ہو جاؤ اور اس کتاب سے نصیحت پکڑو اور اس دن کے لیے جس دن کوئی نور نہ ہو گا اس کتاب کے نور کو ذخیرہ کر رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے اور تم پر کراماً کاتبین کو مقرر کر دیا ہے جو تمہارے ہر کام جانتے ہیں خدا کے بندو پھر یہ بات بھی جاننے کے قابل ہے کہ تمہارا ہر قدم موت کی طرف جا رہا ہے جس کا علم تم سے چھپا ہوا ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ جس وقت تمہارے پاس موت آئے اور اس وقت تم عمل صالح میں ہو یہ بات تم کو سوائے خدا کے فضل کے کبھی میسر نہیں ہو سکتی مہلت کی حالت میں اور موت آنے سے پہلے نیکی کی طرف بڑھو ایسا نہ ہو کہ موت کے وقت تم برے کام میں ہو بہت قومیں ایسی گذری ہیں کہ انہوں نے اپنی مدتیں اپنے غیروں کے لیے کر دی تھیں اور اپنے نفسوں کو بھول گئے تھے اللہ تعالیٰ تمہیں متنبہ کرتا ہے کہ تم ان کے مثل نہ ہو جاؤ۔ پس جلدی کرو جلدی کرو ڈرو، ڈرو، بچنے کی کوشش کرو۔ موت نہایت قریب ہے اور دوڑتی آ رہی ہے اور مہلت بہت کم ہے۔

تیسرا خطبہ: ابن ابی الدنیا اور امام احمد نے زہد میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں یحییٰ بن ابو کثیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز خطبہ میں فرمایا کہاں ہیں وہ چمکتے ہوئے چہرے کہ جن کے شباب کو دیکھ دیکھ کر لوگ ششدر اور حیران رہ جاتے تھے اور کہاں

ہیں وہ بادشاہ کہ جنہوں نے شہر اور قلعے تعمیر کیے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو لڑائیوں میں فتح پاتے تھے۔ ان کی قوتیں آج پست ہوگئیں۔ کیونکہ زمانہ نے ان سے بے وفائی کی اور اندھیری قبر میں جا پڑے عمل خیر میں جلدی کرو جلدی کرو۔ نیکی کی طرف جاؤ۔

نصائح صدیقی:

امام احمد نے زہد میں نقل کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: اے مسلمانو! خدا سے ڈرا کرو اور یقین جانو کہ عنقریب بہت سے ملک فتح ہوں گے تو ایسا نہ ہو کہ تم صرف کھانے پہننے میں رہو یاد رکھ جس نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی وہ صبح سے شام تک اللہ کی حفاظت میں آگیا اور جو اللہ کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں آگیا اس کو ہرگز نہ مارنا۔ کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ سے عہد شکنی کی اس کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ دوزخ میں پھینک دے گا۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ صالحین یکے بعد دیگرے اٹھا لیے جائیں گے حتیٰ کہ ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جو آٹے کی بھوسی کی طرح بالکل بیکار ہوں گے اور جن سے اللہ تعالیٰ کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دعائیں:

سعید بن منصور اپنی سنن میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں اکثر یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے۔ رب العالمین! میری آخری عمر اچھی فرما اور نیک عمل پر میرا خاتمہ فرما۔ اور اپنی ملاقات کا دن سب دنوں سے بہتر فرما۔

احمد نے زہد میں حسن سے روایت کی ہے کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ الٰہی میں آپ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں۔ جو مجھے عاقبت میں کام آئے الٰہی مجھے یوم آخرت میں اپنی رضامندی اور بلند مرتبہ جنت نعمتوں والی عطا کرنا۔

عرفجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص خوف خدا سے رو سکے وہ خود روئے ورنہ رونے کی صورت بنانی چاہیے۔

عزرہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو دو سرخیوں یعنی سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی ملی ہوئی سرخی نے ہلاک کر دیا۔

مسلم بن یسار، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مسلمان کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے حتیٰ کہ ذرا سے رنج اور جوتی کے تسمہ ٹوٹنے تک کا بھی اور اس مال کا بھی جو گم ہو گیا تھا مایوسی کے بعد اسی کے پہلو سے مل گیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پرندا بہت پروں والا شکار کر کے لایا گیا اس کو لوٹ پلٹ کر دیکھا تو آپ نے فرمایا: خواہ کوئی جانور مارا جائے یا کوئی درخت کاٹا جائے اللہ کی تسبیح چھوڑنے سے ضائع کیا جاتا ہے۔

بخاری نے ادب میں اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں صنابحی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں جو محض خدا کی راہ پر دعا کرے ضرور قبول ہوتی ہے۔

عبداللہ نے زوائد الزہد میں عبید بن عمیر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ لبید شاعر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ مصرعہ پڑھا۔

(یارکھو ہر چیز خدا کے سوا باطل ہے) آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا اس نے دوسرا مصرعہ پڑھا۔

(ہر نعمت ضرور زائل ہونے والی ہے) آپ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا اللہ کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی زائل نہیں ہوں گی۔

جب وہ شاعر چلا گیا تو آپ نے فرمایا: کبھی شاعر حکمت کے کلمہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔

خوف خداوندی:

ابو احمد اور حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک باغ میں داخل ہوئے اور اچانک آپ کو درخت کے سایہ میں ایک چڑیا نظر آئی آپ نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا: اے چڑیا تو بڑی خوش قسمت ہے۔ درختوں کا پھل کھاتی ہے۔ درختوں کے سایہ میں رہتی ہے اور پہنچے گی اس جگہ جہاں تجھ پر کچھ بھی حساب نہیں۔ کاش ابوبکر بھی تیرے ہی جیسا ہوتا۔

ابن عساکر نے اصمعی سے روایت کی ہے کہ جب کوئی تعریف کرتا تو آپ فرماتے مولیٰ کریم! تو میرے نفس کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور میں اپنے آپ کو ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ الٰہی مجھے جیسا یہ لوگ نیک خیال کرتے ہیں ایسا ہی کر دے۔ میرے جن گناہوں کو یہ لوگ نہیں جانتے ان کو معاف کر دے جو یہ لوگ میرے متعلق کہتے ہیں مجھ سے اس کا مواخذہ نہ فرمانا۔

احمد نے زہد میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ محبوب تھا کہ میں مومن کے جسم کا ایک بال ہوتا۔

احمد نے زہد میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو عاجزی و انکساری سے لکڑی کی طرح جھکے اور بے حرکت رہتے تھے اور یہی حال حضرت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہوتا تھا۔

حسن کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ مجھے محبوب تھا کہ میں یہ درخت ہوتا کھالیا جاتا اور کاٹ دیا جاتا۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ مجھے اس طرح روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش میں سبزہ ہوتا کہ مجھے چوپائے چر لیتے۔

حضرت ضمرہ بن حبیب سے روایت ہے کہ میں اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھا کہ جب کسی لڑکے کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اس نے بار بار تکیہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ انتقال کے بعد لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس قصہ کو عرض کیا آپ نے تکیہ اٹھوا کر جو دیکھا تو اس کے نیچے سے پانچ یا چھ دینار نکلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا کر افسوس کے ساتھ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝" پڑھ کر فرمایا اے فلانے میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے عذر کو اتنی وسعت ہو۔

حضرت ثابت بنانی کہتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

(ترجمہ) تم دوسروں کے مرنے کی خبر دیتے رہتے ہو کبھی تمہاری خبر دی جائے گی

کبھی آدمی امیدیں پوری ہونے سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔

رعب و دبدبہ:

ابن سعد نے محمد ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زمانہ خلافت میں کوئی شخص نامعلوم بات کہنے سے ڈرنے والا نہیں ہوا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی نامعلوم بات کہنے میں خوف کرنے والا نہیں ہوا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی قضیہ ایسا پیش آیا کہ اس کے متعلق قرآن مجید میں کوئی آیت اور حدیث نبوی میں کوئی اثر نہ پایا تو آپ نے فیصلہ دیتے وقت فرمایا میں اپنی رائے سے اجتہاد کی کوشش کرتا ہوں اگر میں صحت پر ہوں تو خدا کی طرف سے سمجھنا اور اگر غلطی پر ہوں تو میری طرف سے سمجھنا میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

خواب کی تعبیر دینا:

سعید بن منصور نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا کیونکہ تعبیر دینے میں آپ سب سے بہتر تھے آپ نے فرمایا: تمہارا خواب اگر سچا ہے تو تمہارے گھر میں دنیا کے سب سے بہترین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آدمی مدفون ہوں گے۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ تمہارے تین چاندوں میں یہ سب سے بہتر چاند ہے۔

سعید بن منصور، عمر بن شرجیل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں سیاہ بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں پھر دیکھتا ہوں کہ سفید بکریوں کے پیچھے جا رہا ہوں اور سیاہ بکریاں سفید بکریوں میں ہی جذب ہو گئیں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ وہ سیاہ بکریاں عرب کے مسلمان ہیں اور سفید بکریاں عجم کے مسلمان جو اپنی کثرت کے سبب عرب کے مسلمانوں سے بڑھ جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سچ ہے اسی طرح مجھے فرشتہ نے خواب کی تعبیر بتائی تھی۔

ابن ابی لیلیٰ سے سعید بن منصور اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک کنوئیں سے پانی کھینچ رہا ہوں اور میرے پاس کالی بکریاں آئی ہیں پھر ان کے پیچھے ایسی بکریاں آئیں کہ جن کی پشم پر سفیدی پر سرخی غالب تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی تعبیر عرض کروں پھر آپ نے وہی تعبیر جو ابھی بیان ہو چکی ہے بیان کی۔

ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ اس امت میں حضور نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر خواب کی تعبیر بتلانے والے تھے۔

ابن سعد، ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا کہ گویا میں اور تم دونوں ایک ساتھ زینہ پر بھاگے ہیں اور میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے نکل گیا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مغفرت اور رحمت میں پہلے بلالے گا اور میں آپ کے ڈھائی سال بعد تک اور زندہ رہوں گا۔

عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں خون کا پیشاب کر رہا ہوں آپ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی عورت کے پاس حالت حیض میں بھی جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کر اور پھر ایسا نہ کرنا۔

بیہقی نے دلائل میں عبداللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

عاص رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر مقرر کر کے ایک لڑائی کے لیے روانہ کیا اس لشکر میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے جس وقت موقعہ جنگ پر پہنچے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ لشکر میں آگ نہ جلائی جائے اس حکم پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا یہاں تک کہ آپ آگے بڑھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکا اور منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تم پر لڑائی کا ماہر سمجھ کر حاکم بنایا ہے ان کی اتباع کرو۔ بیہقی نے ایک دوسرے طریقہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں قوم پر کسی شخص کو حاکم مقرر کرتا ہوں حالانکہ ان میں اس سے بہتر لوگ بھی ہوتے ہیں اور جنگ میں سب سے زیادہ وہ ماہر ہوتا ہے۔

ذہانت وفطانت: خلیفہ بن خیاط، امام احمد بن حنبل اور ابن عساکر، یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو آپ نے کہا کہ بڑے اور مکرم تو آپ ہی ہیں مگر عمر البتہ میری بڑی ہے۔ (یہ روایت زیادہ مرسل اور غریب ہے اور اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذکاوت اور ادب کا ثبوت ملتا ہے اور مشہور یوں ہے کہ یہ جواب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا تھا۔) اور حضرت سعید بن یربوع رضی اللہ عنہ کی نسبت بھی طبرانی میں آیا ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعید بن یربوع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ہم میں کون بڑا ہے انہوں نے عرض کیا: بڑے اور بہتر تو مجھ سے آپ ہی ہیں مگر دنیا میں پہلے میں آیا تھا۔

اہل بدر کا مقام: ابونعیم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ اہل بدر کو کیوں کام پر نہیں لگاتے آپ نے فرمایا کہ میں اہل بدر کے درجات جانتا ہوں مگر ان کو دنیا میں پھنسانا مکروہ سمجھتا ہوں۔

احمد نے زہد میں اسماعیل بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بحصہ مساوی لوگوں پر کچھ تقسیم کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اہل بدر کو عام لوگوں کے برابر کر دیا آپ نے فرمایا کہ دنیا میں اتنا ہی کافی ہے ان کی فضیلت البتہ اجر عاقبت میں زیادہ ہے۔

ابوبکر بن حفص سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گرمیوں میں روزہ رکھا کرتے اور جاڑوں میں افطار کیا کرتے تھے۔

ابن سعد حیان، صانع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ مہر تھی۔

"نعم القادر اللہ"

www.waseemziyai.com
MAKTABA-TUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

چار پشتیں صحابی: طبرانی نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہوا کہ جس کی چار پشتوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو مگر ان چار شخصوں نے ابوقحافہ اور آپ کے بیٹے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن کے بیٹے ابو عتیق کہ جن کا نام محمد ہے۔

ابن مندہ اور عساکر، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مہاجرین میں سے کسی کا باپ ایمان نہیں لایا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ایمان لائے۔

ابن سعد اور بزار بسند حسن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت سہیل بن عمرو بن بیضائی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ عمر رکھتے تھے۔

بیہقی نے دلائل میں حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے سال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ باہر نکلیں ادھر سے کچھ سوار آ رہے تھے کسی نے ان میں سے آپ کی ہمشیرہ کے گلے میں جو چاندی کا ہار تھا نکال لیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں آ کر تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا میں اللہ اور اس کے اسلام کا واسطہ دے کر اپنی بہن کا ہار مانگتا ہوں مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے دوبارہ یہی کہا۔ مگر جب پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا تو آپ نے کہا اے بہن اپنے ہار سے ہاتھ اٹھاؤ اور صبر کرو قسم ہے اللہ کی آجکل لوگوں میں امانت بہت کم ہے۔

صاحب کمال صحابہ: میں (امام سیوطی) نے حافظ ذہبی کی ایک تحریر میں دیکھا ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے فن کے افراد زمانہ کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔ اور وہ درج ذیل ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق علم نسب میں۔ حضرت عمر فاروق اللہ کے کام کی قوت میں۔ حضرت عثمان بن عفان شرم و حیاء میں۔ حضرت علی فیصلہ کرنے میں۔ حضرت ابی بن کعب قرأت میں۔ حضرت زید بن ثابت علم فرائض میں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح امانت میں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر میں، حضرت ابوذر سچ بولنے میں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شجاعت میں (رضی اللہ عنہم)

صاحب کمال سلف: حضرت حسن بصری وعظ میں، حضرت وہب بن منبہ قصص میں، حضرت ابن سیرین تعبیر میں، حضرت نافع قرأت میں، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ فقہ میں، حضرت ابن اسحاق مغازی میں، اور مقاتل تاویل میں، امام کلبی قصص قرآن مجید میں، خلیل عروض

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

میں، فضیل بن عیاض عبادت میں، سیبویہ علم نحو میں۔ امام مالک علم میں، امام شافعی فقہ حدیث میں، ابو عبیدہ غریب وغیر معروف باتوں میں، علی بن مدنی علل میں، یحییٰ بن معین رجال میں، ابو تمام شعر میں، امام احمد بن حنبل سنت میں، بخاری حدیث پر کھنے میں، حضرت جنید بغدادی تصوف میں، محمد بن نصر مزدوری اختلاف میں، حیائی اعتزال میں، اشعری علم کلام میں، محمد بن زکریا رازی طب میں، ابو معشر نجوم میں، ابراہیم کرمانی تعبیر میں، ابن نباتہ خطبات میں، ابو الفرج اصفہانی سوال و جواب میں، ابو القاسم طبرانی عوالی میں، ابن حزم جواہر میں، ابو حسن بکری جھوٹ میں، حریری مقامات میں، ابن مندہ وسعت سفر میں، متنبی شعر میں، موصلی گانے میں، صولی شطرنج میں، خطیب بغدادی تیز پڑھنے میں، علی بن ہلال لکھنے میں، عطاء سلیمی خوف میں، قاضی الفاضل انشاء میں، اصمعی نوادر میں، اشعب طمع میں، معبد گانے میں، اور ابن سینا فلسفہ میں۔

❁❁❁❁

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL-ISLAMIA ACADEMY

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔

امیر المومنین حضرت عمر ابو حفص القرشی العدوی الفاروق رضی اللہ عنہ چھ نبوی میں جب آپ کی عمر شریف ستائیس سال کی تھی ایمان لائے۔

ذہبی اور امام نووی لکھتے ہیں کہ آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے آپ اشراف قریش میں سے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں آپ کے ساتھ سفارت متعلق تھی یعنی جب قریش کی آپس میں لڑائی ہوتی تھی یا کسی دوسرے ملک سے جنگ ہوتی تھی تو قریش آپ کو ہی سفیر بنا کر بھیجا کرتے تھے یا کبھی اگر آپس میں فخر نسب کے اظہار کی ضرورت لاحق ہوتی تھی تو آپ ہی اس کام کے لیے روانہ کیے جاتے تھے۔ آپ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ انتالیس مردوں اور تینتیس عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے بعض نے لکھا ہے پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے آپ کی وہ ہستی ہے کہ آپ کے اسلام لانے کے بعد ہی اسلام مکہ میں ظاہر ہوا اور مسلمان نہایت خوش ہوئے۔ آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں خلفاء راشدین میں آپ شمار ہوتے ہیں۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خسر ہونے کا فخر بھی رکھتے ہیں آپ صحابہ میں بڑے عالم زاہد تھے۔

مروی احادیث: آپ سے ۵۳۹ احادیث مروی ہیں آپ سے روایت کرنے والے حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت سعد، حضرت ابن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت ابو ذر، حضرت عمرو بن عبسہ آپ کے بیٹے، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمرو بن عاص، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو سعید خدری اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

اب میں آپ کے بیان میں چند عنوانات ملخص کرتا ہوں جو فوائد سے خالی نہ ہوں گی۔

قبول اسلام: ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی الٰہی! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام میں سے جس کو تو چاہے مسلمان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کر کے غلبہ عطا فرما۔(اس کو طبرانی نے حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔)

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی۔رب العالمین! عمر بن خطاب سے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔(اس روایت میں کسی دوسرے کا نام نہیں) (اس کو طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو بکر صدیق سے اور کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔)

امام احمد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روکنے کے لیے چلا تو معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ چکے ہیں۔میں آپ سے کسی قدر پیچھے ٹھہر گیا آپ نے سورۃ الحاقۃ پڑھنا شروع کی۔میں تالیف قرآن سن کر تعجب کرتا رہا میں نے اپنے دل میں کہا واللہ یہ شخص شاعر ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں لیکن جب آپ اس آیت پر پہنچے "اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ الخ"۔تو میرے دل میں اسلام گھر کر گیا اور مجھے اس کی عظمت معلوم ہو گئی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا اس طرح قصہ بیان کیا کہ میری ہمشیرہ کو درد،زہ لاحق ہوا تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف کے پردوں میں چلا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجر کی طرف تشریف لائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونی کپڑا اوڑھے ہوئے تھے آپ نے وہاں کچھ نماز پڑھی اور پھر تشریف لے گئے۔آپ سے میں نے کچھ ایسا کلام سنا جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا جب آپ چلے تو میں آپ کے پیچھے چلا آپ نے فرمایا کون ہے میں نے کہا عمر ہوں۔آپ نے فرمایا عمر تم میرا رات دن کیوں پیچھا نہیں چھوڑتے۔میں ڈرا کہ کہیں آپ بد دعا نہ کر دیں فوراً میں نے کلمہ شہادت پڑھا آپ نے فرمایا کہ عمر اس کو پوشیدہ رکھو میں نے عرض کیا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس کو ضرور ظاہر کروں گا جیسا کہ میں نے شرک کو ظاہر کیا ہے۔

ابن سعد،ابو یعلی،حکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے آپ کو راستہ میں قبیلہ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ ہے اس نے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح امن سے رہو گے آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بے دین ہو گیا اس نے کہا میں اس سے بھی تعجب خیز بات بتلاتا ہوں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن دونوں تمہارے دین سے بے

دین ہو گئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہنوئی کے گھر چلے گئے وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے آپ کی آہٹ پا کر حضرت خباب چھپ گئے چونکہ یہ تینوں صاحب آہستہ آہستہ سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے اور آپ کے آجانے پر خاموش ہو گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا۔ آپ کی بہن اور بہنوئی نے کہا کچھ نہیں۔ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے آپ نے کہا معلوم ہوا کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو آپ کے بہنوئی نے کہا کہ جب تمہارے دین میں حق ہی نہ ہو اس پر آپ کو غصہ آیا کود کر اپنے بہنوئی کو بڑی سختی سے زمین پر پٹخا آپ کی بہن نے انہیں چھڑانا چاہا تو آپ نے اپنی بہن کو زور سے دھکا دیا جس سے ان کے بھی چوٹ آئی اور منہ خون سے تر بتر ہو گیا آپ کی بہن نے نہایت غصہ سے کہا کہ جب تمہارا دین ہی سچا نہیں تو میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا اعبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تا کہ میں اسے پڑھوں آپ کی بہن نے کہا تم ناپاک ہو اس مقدس کتاب کو پاک ہی لوگ چھو سکتے ہیں۔ اول غسل کیجئے یا کم از کم وضو کر لیجئے آپ نے وضو کیا اور کتاب لے کر پڑھی اس میں سورۃ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی آپ جس وقت اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾

تو آپ نے فرمایا: مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جلدی ملاؤ جس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا آپ باہر آئے اور کہا عمر میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ جمعرات کی رات کو ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دعا مانگی تھی کہ الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا فرما، میری رائے میں یہ اسی کا اثر ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت صفا کے قریب ایک گھر میں تھے حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے جس مکان میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اس کے دروازہ پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر کہا کہ عمر آرہے ہیں اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ رکھتا ہے تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کا ارادہ کچھ اور ہے تو ان کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہے اس اثناء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان تمام حالات کی وحی آچکی تھی آپ نے مکان سے نکل کر حضرت عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا عمر یہ فسادات تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک تم پر بھی وہ خواری اور ذلت اللہ کی طرف سے مسلط نہ ہو جائے جیسی ولید بن مغیرہ کیلئے ہوئی۔ آپ نے کہا "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و انک و عبداللّٰہ و رسولہ" اور مسلمان ہو گئے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بزار، طبرانی، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں اسلم سے روایت کیا ہے کہ ہم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا سب سے زیادہ جانی دشمن تھا ایک دن بڑی سخت گرمی میں میں مکہ کی کسی گلی میں جا رہا تھا کہ ایک شخص ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے عمر بڑے تعجب کی بات ہے تم اپنے کو کچھ سمجھتے ہو اور تمہارے گھر میں وہ کام ہو جاتے ہیں کہ تمہیں خبر تک نہیں ہوتی میں نے کہا کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ تمہاری بہن مسلمان ہوگئی ہے میں غصہ میں پیچھے لوٹا اور بہن کا دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے پوچھا کون ہے میں نے کہا عمر ہوں۔ اندر کے تمام آدمی گھبرا کر اور مجھ سے ڈر کر چھپ گئے ایک کتاب جو وہ پڑھ رہے تھے اسے رکھ دی اور جلدی میں اٹھانا بھول گئے میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے کہا اے جان کی دشمن تو بے دین ہوگئی یہ کہہ کر جو میرے ہاتھ میں تھا اس کے سر پر کھینچ مارا سر سے خون نکل آیا بہن نے رو کر کہا عمر میں بے دین ہوگئی یا جو کچھ میری سمجھ میں آیا کر لیا یہ سن کر میں اندر گیا اور چار پائی پر جا کر بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ ایک کتاب رکھی ہوئی ہے میں نے کہا یہ کیا ہے میرے پاس لاؤ بہن نے جواب دیا کہ تم اس کے اہل نہیں ہو کیونکہ اس کو پاک ہی لوگ ہاتھ میں لیتے ہیں میں نے اصرار کیا حتیٰ کہ وہ لائی میں نے جو کھولا تو شروع میں ...... بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تھا میں یہ اللہ کے نام دیکھ کر ہیبت سے کانپ گیا۔ اور کتاب ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ذرا میرے اوسان بجا ہوئے تو میں نے پھر اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا تھا "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ" میں پھر کانپ اٹھا سہ بارہ پڑھنے پر جب میں آیت "اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" (یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ) تک پڑھا تو میں نے کہا "اشهد ان لا اله الا الله" یہ سن کر تمام آدمی جو گھر میں موجود تھے میری طرف دوڑے اور زور سے تکبیر کہی اور کہا تمہیں مبارک ہو پیر کے دن حضور نبی کریم ﷺ پہلے ہی دعا فرما چکے تھے کہ رب العالمین اپنے دین کو ان دو شخصوں ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے جسے تو چاہے اس کے ساتھ غلبہ عطا فرما، حضور نبی کریم ﷺ اس وقت صفا پہاڑ کے نیچے ایک مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ لوگ وہاں مجھے لے گئے میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون ہے۔ میں نے عرض کیا عمر ہوں چونکہ لوگ میری دشمنی سے واقف تھے میرا نام سن کر کسی کو دروازہ کھولنے کی جرأت نہ ہوئی حتیٰ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا کہ دروازہ کھول دو لوگوں نے دروازہ کھول دیا اور دو آدمیوں نے میرے بازو پکڑ لیے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لائے آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو پھر آپ نے میرا دامن پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور فرمایا عمر

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مسلمان ہو جاؤ۔اے اللہ اسے ہدایت عطا فرما۔میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ مکہ کی گلیوں میں آواز سنائی دی لوگ ڈر گئے اور کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ مجھ سے گر بڑ کرے لیکن دوسرے مسلمانوں سے مار پیٹ برابر ہوتی تھی مجھے یہ ٹھیک معلوم نہ ہوا لہٰذا میں اپنے ماموں ابو جہل بن ہشام کے پاس پہنچا وہ قریش میں شریف اور بااثر سمجھا جاتا تھا میں نے دروازہ پر دستک دی اس نے پوچھا کون ہے میں نے کہا میں عمر ہوں اور تمہارا دین میں نے چھوڑ دیا ہے اس نے کہا ایسا مت کرنا اور پھر اندر سے دروازہ بند کرلیا اور میں باہر کھڑا رہ گیا میں نے کہا یہ کچھ بھی نہیں۔پھر میں اشراف قریش میں سے ایک شخص کے پاس پہنچا اور اس کو آواز دی جب وہ باہر آیا تو اس سے بھی وہی گفتگو ہوئی اور اس نے جواب وہی دیا جو میرے ماموں ابو جہل نے دیا تھا اور دروازہ بند کرلیا میں نے کہا یہ بھی کچھ نہیں۔دوسرے مسلمانوں کو تو مارتے پیٹتے تھے مگر مجھ سے آنکھ بھی نہیں ملاتے۔

ایک شخص نے کہا کیا تم اپنا اسلام ان باتوں سے ظاہر کرنا چاہتے ہو میں نے کہا ہاں۔اس نے کہا دیکھو جب لوگ حجر کے پاس جمع ہوں تو آنا کیونکہ ان میں فلاں شخص پیٹ کا بہت ہلکا ہے۔اس کے پیٹ میں بات نہیں چھپتی۔اس سے کہو وہ سب جگہ ظاہر کر دے گا میں آیا اور اس سے اپنا اسلام ظاہر کیا اس نے کہا کیا ہو چکے میں نے کہا ہاں اس نے زور سے چلا کر کہا لوگو! عمر بن خطاب ہمارے دین سے بے دین ہو گیا یہ سنتے ہی مشرکین ایک دم مجھ پر ٹوٹ پڑے میں انہیں مارتا تھا اور وہ مجھے۔میرے ماموں ابو جہل نے پوچھا یہ کیسا شور و غل ہے کہا کہ عمر مسلمان ہو گیا میرا ماموں حجر پر چڑھا اور اشارہ کیا اور کہا کہ میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی ہے یہ سنتے ہی مجھ سے سب الگ ہو گئے مگر مجھے یہ برا معلوم ہوا کہ دوسرے مسلمانوں سے مار پیٹائی جاری رہے اور میں کھڑا دیکھتا رہوں چنانچہ ماموں کے پاس پھر گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میں تیری پناہ میں نہیں رہنا چاہتا۔اس کے بعد مارتے پیٹتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی۔

لقب فاروق کی وجہ:

ابو نعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کا لقب فاروق کس طرح پڑ گیا آپ نے فرمایا کہ حضرت حمزہ مجھ سے تین روز پہلے مسلمان ہو چکے تھے میں مسجد کی طرف جو گیا تو وہاں ابو جہل کو دیکھا کہ (خاکش بہ دہن) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا چلا آتا ہے۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جس وقت اس کی اطلاع ہوئی تو آپ اپنی کمان لے کر مسجد کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM
ISLAMIA ACADEMY

طرف چلے اور قریش کے اس حلقہ کی طرف جس میں ابو جہل بیٹھا ہوا تھا پہنچے اور اپنی کمان سے سہارا لگا کر ابو جہل کے عین مقابل بیٹھ گئے اور اس کی طرف دیکھنے لگے۔ابو جہل نے قیافہ سے معلوم کرلیا کہ آج حمزہ کی نیت بخیر معلوم نہیں ہوتی یہ معلوم کر کے کہنے لگا کہ ابو عمارہ تمہیں کیا ہو گیا۔آپ نے یہ سنتے ہی اس کی پیٹھ پر اس زور سے کمان ماری کہ کمر سے خون نکل آیا۔قریش نے معاملہ بڑھ جانے کی وجہ سے بیچ بچاؤ کرا دیا۔اس وقت حضور نبی کریم ﷺ ارقم بن ابی الارقم مخزومی کے ہاں مقیم تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور اسلام لے آئے اس واقعہ کے تیسرے دن میں باہر نکلا تو راستہ میں مجھے ایک مخزومی ملا میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے آبائی دین سے پھر گیا اور دین محمد (ﷺ) کا تابعدار ہو گیا اس نے کہا میں نے اگر ایسا کیا تو کیا تعجب ہے جبکہ ایک ایسے شخص نے کہ جس پر تمہارا مجھ سے زیادہ حق ہے ایسا کرلیا ہو میں نے کہا وہ کون ہے کہا تمہاری بہن اور بہنوئی۔میں اپنی بہن کے گھر پہنچا تو مجھے کچھ پڑھنے کی آواز معلوم ہوئی میں اندر چلا گیا اور کہا کیا تھا اس میں بات بڑھ گئی میں نے بہنوئی کا سر پکڑ کر مارا تو خون نکل آیا میری بہن نے کھڑے ہو کر میرا سر پکڑ لیا اور کہا یہ تو ہوا اگرچہ تیری منشاء کے خلاف ہوا میں نے جو خون بہتے دیکھا تو مجھے شرم آئی اور میں بیٹھ گیا اور کہا کہ مجھے بھی ذرا یہ کتاب دکھلاؤ میری بہن نے جواب دیا کہ اسے پاک لوگ چھو سکتے ہیں میں نے اٹھ کر غسل کیا انہوں نے وہ کتاب دی میں نے دیکھا تو اس میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' لکھا ہوا تھا میں نے کہا کہ یہ نام تو بڑے پاکیزہ ہیں آگے تھا طٰهٰ ﴿١﴾ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ﴿٢﴾ تا آیت لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ﴿٨﴾ میرے دل میں اس کی بڑی عظمت پیدا ہوئی اور میں نے کہا کیا اسی سے قریش بھاگتے ہیں میں وہیں مسلمان ہو گیا اور میں نے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کہاں تشریف رکھتے ہیں میری بہن نے جواب دیا کہ ابو ارقم کے گھر میں تشریف فرما ہیں۔میں وہیں گیا اور دروازہ پر ہاتھ مارا لوگ جمع ہو گئے ان سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہے انہوں نے کہا کہ عمر ہیں انہوں نے کہا اچھا عمر ہیں دروازہ کھول دو اگر وہ اچھی طرح آئیں تو ہم انہیں سر آنکھوں پر جگہ دیں گے ورنہ ہم انہیں قتل کر دیں گے۔یہ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی سنا آپ باہر نکلے اور میں نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا جتنے اس گھر میں مسلمان تھے سب نے اس زور سے تکبیر کہی کہ اس کو تمام اہل مکہ نے سنا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ نے فرمایا: کیوں نہیں ہم ضرور حق پر ہیں۔میں نے عرض کیا تو پھر چھپنا کیوں ہے۔ہم دو صفیں بنا کر نکلے ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسری میں میں تھا حتیٰ کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے قریش نے مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو قریش کو بہت رنج و صدمہ پہنچا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZI-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس روز سے مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے فاروق کا خطاب عطا فرمایا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان میں فرق پیدا ہو گیا۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ ذکوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے دریافت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق کس نے رکھا تھا آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے۔

اسلام لانے پر اہل آسمان میں خوشی اور فتح اسلام:

ابن ماجہ اور حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو حضرت جبریل رضی اللہ عنہ نازل ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اہل آسمان بھی حضرت عمر کے اسلام کی وجہ سے خوش ہو گئے ہیں۔

بزار اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ مسلمانوں نے آج ہم سے سارا بدلہ لے لیا اور اللہ تعالیٰ نے "يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" نازل فرمائی۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہم عزت دار ہو گئے۔

ابن سعد اور طبرانی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام، اسلام کی فتح تھی آپ کی ہجرت نصرت تھی اور آپ کی امامت رحمت تھی ہم میں طاقت نہیں تھی کہ ہم بیت اللہ شریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن حضرت عمر اسلام لے آئے تو آپ نے مشرکین سے اتنا لڑائی جھگڑا کیا کہ انہوں نے ہمارا پیچھا چھوڑ دیا اور ہم بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے لگے۔

اسلام کا عروج وزوال:

ابن سعد اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تب سے اسلام کی حالت ایسی ہو گئی جیسے کہ ایک اقبال مند آدمی ہوتا ہے کہ اس کے ہر قدم پر ترقی ہوتی ہے اور جب سے شہید ہوئے اسلام کے عروج میں کمی آتی گئی اور ہر قدم پیچھے ہی کو پڑنے لگا۔

طبرانی میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اول اسلام کو ظاہر کیا وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ (اس حدیث کی اسناد بالکل صحیح ہیں)

ابن سعد نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تب اسلام ظاہر ہوا۔ اسلام کی طرف علانیہ دعوت ہونے لگی اور ہم کعبہ کے گرد بیٹھنے، طواف کرنے، مشرکین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

سے بدلہ لینے اور ان کو جواب دینے کے قابل ہو گئے۔

ابن سعد نے اسلم مولی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذالحجہ ۶ نبوی میں بعمر ۲۶ سال مشرف باسلام ہوئے۔

اعلانیہ ہجرت: ابن عساکر، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک شخص کا بھی نہیں بتلا سکتے کہ کسی نے ظاہری طور پر ہجرت کی ہو ہاں البتہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی تلوار حمائل کی اور اپنے مونڈھے پر کمان لٹکائی ہاتھ میں ترکش سے چند تیر علیحدہ رکھے اور کعبتہ اللہ میں تشریف لائے وہاں اشراف قریش بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سات مرتبہ طواف کیا دو رکعتیں مقام ابراہیم کے مقابل پڑھیں اشراف قریش کے حلقوں میں آ کر علیحدہ کہا تمہارے چہرے سیاہ ہوں جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند بیٹے کو یتیم۔ بیوی کو بیوہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جنگل کے اس طرف آ کر مجھ سے مقابلہ کرے مگر کسی کی تاب نہ تھی کہ آپ کا پیچھا کرتا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہجرت کر کے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بیس سواروں کے ساتھ تشریف لائے ہم نے ان سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارادہ ہے آپ نے فرمایا: آپ پیچھے تشریف لا رہے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔

امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں اور جنگ احد میں بھی آپ ثابت قدم رہے تھے۔

فضائل ومناقب میں احادیث: بخاری اور مسلم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں جنت کو دیکھا کہ اس میں ایک عورت بڑے محل کے پہلو میں بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے جواب دیا کہ حضرت عمر کا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عمر! میں نے تیری غیرت یاد کر کے اس محل میں قدم نہیں رکھا اور لوٹ آیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ سے غیرت کروں گا۔

بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا ہے یہاں تک کہ اس کی تروتازگی اور خوشبو میرے ناخن تک سرایت کرگئی ہے پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا ہے صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کی تعبیر کیا ہوئی آپ نے فرمایا: علم۔

بخاری اور مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے جو قمیص پہن رہے ہیں بعض کے سینہ تک ہے اور بعض کے اس سے زیادہ تک جس وقت عمر (رضی اللہ عنہ) پیش کیے گئے تو ان کی قمیص زمین میں گھسٹتی جاتی تھی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ قمیص کیا تھی آپ نے فرمایا: دین۔

بخاری اور مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عمر قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس راستہ پر تم چلو گئے اس راستہ پر شیطان نہیں چلے گا بلکہ دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔

بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی صاحب الہام ہوتے رہے ہیں اگر میری امت میں کوئی محدث ہوسکتا ہے تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ عمر کی زبان اور قلب پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کر دیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بھی لوگوں میں گڑبڑ ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ہوتی تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق نازل ہوتا تھا۔

ترمذی اور حاکم حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ (اس کو طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور عصمہ بن مالک سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے ابن عمر کی حدیث سے بیان کیا ہے)

ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جن وانس کے شیاطین حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ جس سے اول مصافحہ فرمائے گا اور سلام کرے گا اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا وہ عمر ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق کو رکھ دیا ہے کہ وہ حق بولتے ہیں۔

ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم اصحاب محمد ﷺ کو اس میں بالکل شک وشبہ نہ تھا کہ سکینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔

اہل جنت کے چراغ:

بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ) اہل جنت کے چراغ ہیں۔ بزار نے قدامہ بن مظعون سے روایت کی ہے وہ اپنے چچا عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا: یہ شخص جب تک تمہارے درمیان ہے اس وقت تک فتنوں کا دروازہ بند رہے گا بلکہ جب تک یہ زندہ ہے فتنوں کا دروازہ بہت سخت بند رہے گا۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے سلام کہہ دیجئے اور انہیں اس کی خبر دے دیجئے کہ ان کا غصہ غلبہ ہے اور ان کی رضا حکمتیں ہے۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر سے شیطان ڈرتا ہے۔

احمد نے اس کو حضرت بریدہ کے طریقہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آسمان کے تمام فرشتے عمر (رضی اللہ عنہ) کی عزت کرتے ہیں اور زمین کے تمام شیطان ان سے ڈرتے ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام اہل عرفہ پر عموماً اور عمر (رضی اللہ عنہ) پر خصوصاً فخر کیا ہے۔ ایسی ہی ایک حدیث کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

طبرانی اور دیلمی نے حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد حق عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے گا خواہ وہ کہیں ہو۔

بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

ﷺ نے ایک مرتبہ اپنا خواب بیان فرمایا: میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے کنوئیں پر دیکھا جس پر ایک ڈول پڑا ہوا تھا۔ میں نے کچھ ڈول کھینچے میرے بعد ابو بکر نے ڈول لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے مگر ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے پھر عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے ڈول پکڑا اور اس طرح کھینچا کہ کسی جوانمرد کو میں نے اس طرح کھینچتے نہیں دیکھا حتیٰ کہ ہر چہار طرف سے پیاسے آئے اور خوب سیراب ہوئے۔

امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ علماء نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ اشارہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کی طرف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں کثرت فتوحات اور ظہور اسلام بہت زیادہ ہوگا۔

طبرانی نے سدیسہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس وقت سے عمر اسلام لائے ہیں جب کبھی ان سے شیطان ملا ہے الٹے منہ گر پڑا ہے۔

طبرانی نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے جبرئیل علیہ السلام کہتے تھے کہ عمر کی موت پر اسلام روئے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت وعداوت:

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھا اس نے مجھ سے رکھا اور جس نے عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی، اللہ تعالیٰ نے اہل عرفہ پر عموماً اور عمر (رضی اللہ عنہ) پر خصوصاً فخر کیا ہے جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں ان سب کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ محدث کون ہوتا ہے آپ نے فرمایا: جس کی زبان سے ملائکہ گفتگو کریں۔ (اس کے اسناد صحیح ہیں)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق صحابہ وسلف کے اقوال:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے۔ (ابن عساکر)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرض موت میں کسی نے دریافت کیا کہ اگر آپ سے اللہ تعالیٰ دریافت کرے کہ تم نے عمر کو کیوں خلیفہ مقرر کیا تو آپ کیا جواب دیں گے آپ نے فرمایا میں جواب دوں گا کہ میں نے لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کو ان پر خلیفہ مقرر کیا تھا۔ (ابن عساکر)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم نیک لوگوں کا ذکر کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی نہ بھولنا کیونکہ کچھ بعید نہیں کہ سکینہ آپ کی زبان پر بولتا ہو۔ (طبرانی فی الاوسط)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم نے کسی آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ذکی ذہین اور سخی نہیں پایا۔ (ابن سعد)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور تمام دنیا کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو حضرت عمر کا پلہ بھاری رہے گا کیونکہ آپ کو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے عطا کیے گئے ہیں۔ (طبرانی اور حاکم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام دنیا کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گود میں چھپا ہوا ہے نیز آپ فرماتے ہیں کہ میں سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کو نہیں پہچانتا کہ جس نے جرأت کے ساتھ خدا کی راہ میں سلامتی کی پرواہ نہ کی ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت سبک فہم تیز خاطر اور معاملہ فہم تھے ہر کام کو اکیلے ہی کرنے کی ہمت رکھتے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس نہ دنیا آئی اور نہ انہوں نے اس کی خواہش کی البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس دنیا آئی مگر انہوں نے اسے دھکا دے کر نکال دیا اور ہم نے تو بالکل دنیا کو پیٹ میں بھر لیا۔ (اس کو زبیر نے موقضیات میں بیان کیا ہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس اس وقت آئے جبکہ انتقال کے بعد ان کو کپڑے سے ڈھانک دیا گیا تھا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس کپڑا اوڑھنے والے سے زیادہ کسی کے اعمال پسندیدہ نہیں ہیں۔ (حاکم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو ضروری ہے کہ ان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جائے کیونکہ آپ ہم سب سے زیادہ کتاب اللہ کے عالم اور دین کے فقیہہ تھے۔ (طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ سراپا خیر تھے۔ پھر اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ان کی مثال اس ہوشیار چڑیا کی سی ہے کہ جس کو ہر جگہ یہ خیال رہتا ہے کہ یہاں جال لگا ہوا ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

میں پھنس جاؤں گی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ارادہ میں پختگی، ہوشمندی، علم، دلیری اور مردانگی ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے۔ (طیوریات)

آسمانی کتب سماویہ میں تذکرہ:

طبرانی نے عمیر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے پچھلے صحائف میں میرا ذکر کس طرح دیکھا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں آپ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ "قرنا من حدید" (فولادی تلوار یا لوہے کا پہاڑ) ہوں گے آپ نے اچھا اس کا کیا مطلب انہوں نے کہا کہ ایک ایسے طاقتور حاکم کہ خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کریں گے آپ نے فرمایا پھر کیا لکھا ہے انہوں نے کہا کہ آپ کے بعد جو خلیفہ ہوں گے ان کو تمام جماعت شہید کر ڈالیگی آپ نے فرمایا پھر کیا لکھا ہے۔ کہا کہ پھر فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔

خاص فضیلت:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت لوگوں پر ان چار باتوں سے معلوم ہوتی ہے (۱) جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا حکم دیا اور آیت "لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ" الخ اسی کے موافق نازل ہوئی۔ (۲) آپ نے ازواج مطہرات کے پردہ کے متعلق فرمایا جس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے عمر بن خطاب تم ہم پر حکم نافذ کرتے ہو حالانکہ وحی ہمارے ہی گھر میں اترتی ہے چنانچہ ان کے پردہ کے متعلق آیت نازل "وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا" الخ ہوئی (۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے متعلق دعا کرنا کہ رب العلمین عمر (رضی اللہ عنہ) کو مسلمان کرکے اسلام کو قوی کر۔ (۴) آپ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سب سے اول بیعت کرنا۔ (احمد، بزار، طبرانی)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں ذکر کیا کرتے تھے کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قید رہے اور آپ کے بعد آزاد ہو کر ہر طرف پھیل گئے۔ (ابن عساکر)

حضرت سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوموسیٰ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خیریت بہت دنوں تک نہ معلوم ہوئی آپ ایک عورت کے پاس گئے جس کے پاس شیطان آتا تھا آپ نے اس عورت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا اس نے کہا کہ جب مجھ پر شیطان آئے گا۔ تب دریافت کرلینا چنانچہ جس وقت وہ آیا تو دریافت کرنے پر اس شیطان نے جواب دیا کہ میں نے ان کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ ایک چادر کا تہبند باندھے ہوئے ایک صدقہ میں آئے ہوئے اونٹ کے (جس کے خارش ہوگئی تھی) قطران مل رہے ہیں وہ ایسے شخص ہیں کہ جب انہیں کوئی شیطان دیکھتا ہے (تو خوف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

کے سبب) ناک کے بل گر پڑتا ہے خدا ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے ہے اور روح القدس ان کی زبان سے کلام کرتا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضرت علی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے خلافت کے زیادہ مستحق تھے تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلکہ کل مہاجرین وانصار کو خطا کار ٹھیرایا۔

حضرت شریک کہتے ہیں کہ جس میں شمہ برابر بھی نیکی ہے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔

حضرت ابو اسامہ فرماتے ہیں: لوگو! تم جانتے ہو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کون تھے اسلام کے ماں باپ تھے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھلائی کے ساتھ یاد نہ کرے میں اس سے بیزار ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور موافقات قرآن:

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو کوئی رائے دیتے قرآن مجید اسی کے موافق نازل ہوتا تھا۔

ابن عساکر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائیں موجود ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ ہوتی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے موافق نازل ہوتا تھا۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے رب نے میری رائے سے تین موقعوں پر اتفاق کیا۔ (۱) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے۔ اس کے بعد آیت "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى" (اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ) نازل ہوئی۔ (۲) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی ازواج مطہرات کے پاس نیک وبد طرح کے آدمی آتے جاتے ہیں آپ توانہیں پردہ کا حکم دے دیتے اس کے بعد ہی پردہ کی آیت نازل ہوگئی۔ (۳) جب ازواج مطہرات حضور کے غیرت دلانے میں سب شریک ہوگئیں میں نے کہا "عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ" اس کے بعد بالکل

ٹھیک یہی الفاظ قرآن مجید میں نازل ہوئے۔

مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تین باتوں میں موافقت کی ہے۔(۱) پردے کے بارے میں۔(۲) اسیران جنگ بدر کے معاملہ میں۔(۳) مقام ابراہیم میں۔ اسی حدیث سے چوتھی خصلت یعنی معاملہ قیدیان جنگ بھی معلوم ہوگیا

امام نووی تہذیب میں نقل کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق چار جگہ نازل ہوا۔ معاملہ قیدیان بدر، پردہ، مقام ابراہیم، تحریم شراب اور اس سے پانچویں بات تحریم شراب پائی گئی اور تحریم شراب کے متعلق سنن اور مستدرک حاکم میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ مولیٰ کریم! شراب کے بارے میں ہمارے لیے خاص حکم بیان فرما، اس کے بعد شراب کے حرام ہونے پر نازل ہوگئی۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے چار باتوں میں موافقت فرمائی جب آیت "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲" نازل ہوئی تو میری زبان سے فوراً نکلا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝۱۴ اس کے بعد یہی آیت نازل ہوگئی اس حدیث سے چھٹی بات معلوم ہوگئی اس حدیث کے دوسرے طرق بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن کو میں نے اپنی تفسیر مسند میں ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد میں نے کتاب فضائل الایام میں مصنفہ ابو عبداللہ شیبانی میں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے رب نے اکیس جگہ موافقت فرمائی ہے انہوں نے ان چھ مذکورہ بالا کو ذکر کرکے آگے لکھا ہے کہ جب منافق عبداللہ بن ابی مرا تو حضور نبی کریم ﷺ کو نماز جنازہ کے لیے لوگوں نے بلایا جب آپ چلنے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑا ہوا اور بالکل آپ کے سامنے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابی ابن کعب بڑا سخت دشمن تھا اور ایک روز تو وہ ایسا ایسا کہہ رہا تھا واللہ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ آیت نازل ہوئی (اور نہ پڑھ نماز ان میں سے ایک پر جب کبھی مریں) (۸) "يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ" (وہ تجھ سے شراب کے متعلق سوال کرتے ہیں۔(۹) "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ" (اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو نشہ میں نہ قریب ہو نماز کے) مگر میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ یہ دونوں آیتیں بلکہ حدیث سابق میں تیسری بات یہ سب ایک ہی خصلت ہیں۔

(۱۰) جس وقت حضور نبی کریم ﷺ ایک قوم کے حق میں دعاء مغفرت زیادہ مانگنے لگے تو میں نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عرض کیا کہ "سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ" تو بھی آیت "سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ" نازل ہوئی (میں کہتا ہوں کہ طبرانی نے اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

(۱۱) جس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے جنگ بدر کیلئے نکلنے کا مشورہ لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکلنے کا مشورہ دیا تب ہی آیت "كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ" (جس طرح نکالا تجھ کو رب تیرے نے تیرے گھر سے) نازل ہوئی۔

(۱۲) قصہ تہمت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق جب حضور نبی کریم ﷺ نے مشورہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کا نکاح عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس نے کیا تھا آپ نے فرمایا: اللہ نے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ کو عیب دار چیز دی ہوگی "سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾" بس اسی طرح آیت نازل ہوگئی۔

(۱۳) شروع اسلام میں رمضان شریف کی رات کو بھی اپنی بیوی سے ہمبستری حرام تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق عرض کیا تو آیت "اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ" (ہمبستری حلال کی گئی واسطے تمہارے رات میں روزوں کی) نازل ہوئی۔ (اس کو احمد نے اپنی مسند میں بھی ذکر کیا ہے)

(۱۴) قول اللہ تعالیٰ "مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ" الخ میں کہتا ہوں کہ اس کو ابن جریر نے چند طریقوں سے بیان کیا ہے مگر اقرب بموافقت طریقہ وہ ہے جس کو ابن ابو حاتم نے عبدالرحمن ابن ابو لیلیٰ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ جبرئیل فرشتہ جس کا ذکر تمہارے نبی کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے اس پر آپ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾

پس ٹھیک یہی الفاظ قرآن مجید میں نازل ہو گئے۔

(۱۵) قول اللہ تعالیٰ کا "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ" (قسم ہے رب تیرے کی نہیں ایمان دار ہوں گے وہ) ہے میں کہتا ہوں کہ اس کا قصہ ابن ابو حاتم اور ابن مردویہ نے ابوالاسود سے اس طرح بیان کیا ہے کہ دو آدمی جھگڑ کر انصاف کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان کا فیصلہ کر دیا جس کے خلاف آپ نے فیصلہ دیا تھا اس نے کہا چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں چنانچہ یہ گئے اور جس کے موافق حضور نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کیا تھا اس نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارا فیصلہ اس طرح کیا آپ نے فرمایا ذرا ٹھہرو آتا ہوں آپ اندر سے تلوار لائے اور اس شخص کو

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-ISLAMIA ACADEMY

جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے فیصلہ سے انکار کیا تھا قتل کر ڈالا اور دوسرا بھاگا اور اس نے اس واقعہ کی اطلاع حضور نبی کریم ﷺ کو دی۔ آپ نے فرمایا مجھے تو عمر سے ایسی امید نہیں تھی کہ کسی مومن کے قتل پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کر سکے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ" نازل فرمائی اس آدمی کا خون رائیگان گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بری کر دیا۔ اس کے اور بھی طریقے ہیں جن کو میں نے تفسیر مسند میں بیان کیا ہے۔

(۱۷) گھر میں آنے کے لیے اجازت چاہنا اس کا قصہ اس طرح ہے کہ آپ ایک روز سو رہے تھے اور آپ کا غلام بے دھڑک اندر آیا آپ نے دعا کی اے اللہ! بغیر اجازت کے آنا حرام فرما دے۔ فوراً آیت استیذان نازل ہوئی۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ اس کا قصہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہی قصہ اس آیت کا شان نزول ہے۔

(۱۹) آیت "اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنِيَا" الخ کا منسوخ التلاوت ہو جانا۔

(۲۰) جنگ احد میں ابوسفیان کے جواب میں جبکہ اس نے "اَفِی الْقَوْمِ فُلَانٌ" کہا تھا فرمانا کہ "لَا تُجِيْبُنَّهٗ" اور رسول اللہ ﷺ کا اس پر موافقت فرمانا۔ میں کہتا ہوں کہ اس قصہ کو امام احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی کے ساتھ اس قصہ کو کہ جس کو عثمان بن سعید الدارمی نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں سالم بن عبداللہ سے روایت کیا ہے مدد لینا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آسمان کا بادشاہ زمین کے بادشاہ پر افسوس کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مگر اس بادشاہ پر نہیں جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اس کو سن کر حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! توریت میں یہی الفاظ موجود ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سجدہ شکر میں گر گئے۔

اس کے علاوہ میں نے کامل ابن عدی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ دیکھا ہے کہ اول جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیا کرتے تھے تو "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے بعد "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" کہا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تم "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے بعد "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہا کرو۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس طرح حضرت عمر کہتے ہیں اسی طرح کہو (مگر یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح اس کے خلاف ہے۔)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-QOOMI ISLAMIA ACADEMY

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات:

بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں لالکائی نے شرح السنۃ میں اور دارمی نے فوائد میں ابن اعرابی نے کرامات الاولیاء میں اور خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ کو سردار لشکر بنا کر جنگ کیلئے بھیجا تھا۔ ایک روز آپ خطبہ فرما رہے تھے کہ اثنائے خطبہ میں آپ نے "یَا سَارِیَةُ الْجَبَلَ" (اے ساریہ! پہاڑ کی طرف) تین دفعہ فرمایا۔ چند روز کے بعد اس لشکر کی طرف سے ایک ایلچی آیا۔ آپ نے اس سے جنگ کے حالات دریافت فرمائے۔ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنین! ہم کو شکست ہو چکی تھی کہ اچانک ہم نے تین مرتبہ آواز سنی کہ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہم نے فوراً پہاڑ کی طرف رخ کیا ہمارا رخ کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو شکست دی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آپ نے خطبہ میں "یَا سَارِیَةُ الْجَبَلَ" فرمایا تھا تو لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ساریہ تو نہاوند واقع ملک عجم میں ہے اور آپ یہاں پکار رہے ہیں۔ (ابن حجر نے اصابہ میں اس کے اسناد کو صحیح کہا ہے۔)

ابن مردویہ نے میمون بن مہران کے طریقے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعتہ المبارک کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا جس شخص نے بھیڑیئے کی حفاظت کی اس نے ظلم کیا "یَا سَارِیَةُ الْجَبَلَ مَنِ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ ظَلَمَ" لوگ یہ سن کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے سوال کیا؟ آپ نے فرمایا: اس وقت میرے دل میں یہ بات پیدا ہوگئی کہ مشرکین نے ہمارے بھائی مسلمانوں کو شکست دیدی ہے اور اس وقت وہ پہاڑ کے قریب سے گزر رہے ہیں اگر وہ اس پہاڑ کی طرف پھیریں گے تو ایک ایک قتل ہو جائیں گے اور اگر تجاوز کر گئے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ لہٰذا میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ ایک مہینہ کے بعد جب ایک شخص فتح کی خوشخبری لے کر آیا تو اس نے ذکر کیا کہ ہم نے لشکر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی اور ہم پہاڑ کی طرف چل دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔

ابو نعیم نے دلائل میں عمرو بن حارث سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعتہ المبارک کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ نے درمیان میں خطبہ چھوڑ کر دو یا تین مرتبہ فرمایا: اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جا اور پھر خطبہ شروع فرما دیا۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ ان کو جنون ہو گیا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ذرا آپ سے بے تکلف تھے انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے آج ایسا کام کیا کہ لوگ آپ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کی ذات پر طعن و تشنیع کرنے لگے۔ آپ خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک دم چیخنے لگے: "یا ساریۃ الجبل" آخر یہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: واللہ! میں لاچار تھا۔ میں نے دیکھا کہ مسلمان پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن ان کو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہہ دیا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا۔ اس کے بعد ساریہ کا خط لے کر ایک ایلچی آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ جمعۃ المبارک کے روز ہم اپنے دشمن سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست ہو جائے کہ عین جمعہ کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف گئے اور ہم نے دشمنوں پر فتح پائی اور انہیں قتل کر دیا۔

عمرو بن حارث کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپ کو طعنہ دیا تھا اس شہادت پر بھی یہی کہا کہ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔ (العیاذ باللہ)

گھر جل گیا: ابو القاسم بن بشران نے فوائد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: جمرہ (چنگاری) آپ نے پوچھا: باپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: شہاب (شعلہ) آپ نے قبیلہ کا نام دریافت کیا اس نے کہا: حرقہ (آگ) آپ نے کہا: کس جگہ رہتے ہو؟ اس نے کہا: حرہ (گرم پتھریلی زمین) آپ نے پوچھا: وہ کہاں واقع ہے؟ اس نے کہا: لظی (شعلہ والی آگ) میں آپ نے فرمایا: اپنے اہل و عیال کی خبر گیری کر۔ وہ تو جل مرے وہ شخص اپنے گھر گیا تو واقعی دیکھا کہ آگ لگی ہے اور سب جل گئے۔ (امام مالکؒ وغیرہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔)

دریائے نیل کے نام خط: ابو الشیخ کتاب العصمت میں قیس ابن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا کہ تو ایک مقررہ دن جو اہل عجم کے یہاں تھا اس روز لوگوں نے آکر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہماری کھیتی باڑی کا مدار دریائے نیل پر ہے اور دریائے نیل جب خشک ہو جاتا ہے تو ایک پرانے طریقے کے بغیر جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے پوچھا: وہ پرانا طریقہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ چاند کی گیارہوں تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے ماں باپ کو راضی کر لیتے ہیں اور اس کو کپڑے اور زیور جو سب سے افضل ہوتا ہے پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اسلام میں یہ لغو باتیں نہیں ہیں۔ اسلام تو ان بیکار اور وہمی باتوں کو جو، جو اسلام سے پہلے ہوتی تھیں، مٹانے آیا ہے چنانچہ یہ فعل نہ کیا گیا اور دریائے نیل بند ہو گیا۔ بعض اہل مصر نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

ترک سکونت کا ارادہ کر لیا جس وقت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو فوراً ایک خط امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں اس کی اطلاع کا روانہ کیا۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ تم نے بہت اچھا جواب دیا کہ اسلام ان لغو باتوں کو مٹانے کیلئے آیا ہے۔ اس خط کے ساتھ ایک اور رقعہ بھی ملفوف کرتا ہوں، اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے اس رقعہ کو کھول کر پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا خدا کے بندہ! امیر المومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام۔ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر تجھے اللہ تعالیٰ جاری فرماتا ہے تو میں اللہ واحد وقہار سے ہی سوال کرتا ہوں کہ تجھے جاری کر دے۔ فقط

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس رقعہ کو صلیب ستارے کے طلوع ہونے سے ایک روز قبل دریائے نیل میں ڈلوا دیا۔ جس وقت اہل مصر صبح کو سوئے ہوئے اٹھے تو انہوں نے دیکھا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی رات میں اتنا جاری کر دیا کہ سولہ ہاتھ پانی چڑھ آیا اور اسی روز سے اہل مصر کا یہ دستور بھی اللہ تعالیٰ نے بند کر دیا۔

جھوٹ کی پہچان:

ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کچھ جھوٹی بات سچی میں ملا کر کہتا تھا تو آپ فرمادیا کرتے تھے اس کو رہنے دو، وہ پھر اور بات کہتا، تو آپ فرماتے اسے رہنے دو۔ وہ شخص عرض کرتا کہ میں نے جو کچھ آپ سے کہا وہ سچ ہے مگر جس بات پر آپ نے مجھے چپ رہنے کا حکم فرمایا وہ فی الواقع غلط تھی۔

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جھوٹ کو پہچان جاتا تھا تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

بیہقی "دلائل" میں ابو ہدبہ حمصی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو اہل عراق نے جو ان پر امیر مقرر تھا، اس کو پتھر مارے، آپ غصہ میں بھرے ہوئے گھر سے نکلے تو نماز میں بھول گئے تو نماز پڑھ کر یہ دعا کی: مولیٰ کریم! ان لوگوں نے نماز کو گڑبڑ کر دیا، آپ ان کے تمام کاموں کو گڑبڑ کر دے اور ان پر قبیلہ بنی ثقیف کا ایک لونڈا مسلط کر دے جو ان پر زمانہ جاہلیت کی ظالم سی حکومت کرے اور نہ ان کے نیک کو قبول کرے اور نہ بد سے خطا کو معاف کرے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ لونڈے سے آپ کا مقصود حجاج بن یوسف ثقفی تھا۔ ابن لہیعہ کہتے ہیں کہ وہ لونڈا اب تک پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

سیرتِ فاروقی

سرکاری وظیفہ: ابن سعد نے احنف بن قیس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک روز ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جاریہ (لونڈی) گزری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المومنین کی باندیہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ امیر المومنین کی باندی نہیں ہے اور کیسی باندی جبکہ امیر المومنین کیلئے اللہ تعالیٰ کے مال میں سے باندی رکھنی حلال بھی نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا تو پھر کیا حلال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عمر کیلئے سوائے ان چیزوں کے اللہ تعالیٰ کے مال سے کچھ حلال نہیں ہے۔ دو کپڑے جاڑوں کے، دو گرمیوں کے حج اور عمرے کا خرچ دینا اور اپنے اہل وعیال کا کھانا اور یہ بھی مثل ایک مرد قریش معمولی درجہ کے موافق کہ نہ امیر ہو نہ فقیر اس کے بعد میری بھی وہی حیثیت ہے جو ایک معمولی مسلمان کی۔

گورنروں کیلئے شرائط نامہ: حضرت خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں کہ جب آپ کسی کو حاکم بنا کر کہیں بھیجتے تھے تو یہ شرط کر دیتے تھے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو اچھا عمدہ کھانا نہ کھائے۔ باریک کپڑا نہ پہنے ضرور تمندوں کیلئے اپنے دروازہ کو بند نہ رکھے اور اگر ایسا کیا تو سزا کا مستوجب ہوگا۔

اولاد کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیا: عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ آپ کی صاحبزادی اور صاحبزادے حضرت حفصہ اور عبداللہ نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آنجناب اچھا کھانا کھایا کریں تو اللہ تعالیٰ کے کام پر اور زیادہ قوی ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: کیا سب کی یہی رائے ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ سب کی یہی رائے ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہاری خیر خواہی کا میں مشکور ہوں لیکن میں نے اپنے دونوں دوستوں کو اسی شاہراہ پر چھوڑا ہے اگر خواہ نخواستہ میں ان کی شاہراہ کو چھوڑ دوں تو ان دونوں کا مرتبہ میں نہیں پا سکتا۔ کہتے ہیں کہ ایک سال ذرا خشک سالی ہوئی تو آپ نے اس سال گھی اور روغن دار کھانا چھوڑ دیا۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن فرقد نے آپ سے اچھی غذا کھانے کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: افسوس ہے کہ میں اس چند روزہ زندگی اپنی نیکیوں کا بدلہ کھا لوں۔

حضرت حسن کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو عاصم کے پاس آئے اور انہیں گوشت کھاتے دیکھ کر فرمایا: یہ کیا کھا رہے ہو؟ عرض کیا: کہ میرا دل گوشت کو بہت چاہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا جس چیز کو تمہارا دل چاہے گا وہی کھانے لگو گے جو شخص ہمیشہ اپنی طبیعت کے موافق کھائے

www.waseemziyai.com MARKAZUL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

وہ آخرت میں چور سمجھا جائے گا۔

مچھلی کھانے سے انکار: اسلم کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا دل تازہ مچھلی کھانے کو چاہتا ہے۔ آپ کا غلام یرفا نامی اونٹ پر سوار ہو کر چار میل دور مچھلی لینے گیا اور ایک جھولا بھر کر مچھلی خریدی، راستے میں واپسی پر اپنے اونٹ کو بھی نہلا لیا۔ آپ نے فرمایا: مچھلی ابھی رکھو، میں اپنے اونٹ کو دیکھ لوں، چنانچہ آپ اونٹ کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے اونٹ کے کان کے نیچے جو پسینہ لگا ہوا تھا اسے دیکھ کر فرمایا: تو اسے دھونا بھول گیا اور میری خواہش کی وجہ سے تو نے اس جانور کو بے فائدہ تکلیف دی۔ واللہ! میں اس مچھلی کو چکھ بھی نہیں سکتا۔

پیوندار صوف کا لباس: حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ صوف کا لباس پہنتے تھے حالانکہ آپ خلیفہ تھے، ان کا پھٹا ہوا کپڑا جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوتا تھا پہن لیتے تھے اور اسی طرح درہ لیے ہوئے بازار چلے جاتے تھے اور اہل بازار کو ادب اور تنبیہ کرتے تھے۔ اگر آپ کے سامنے ترکش کی پرانی رسی یا چھوارے کی گٹھلی آجاتی تھی تو اس کو اٹھا لیتے تھے اور لوگوں کے گھروں میں پھینک دیا کرتے تھے تاکہ لوگ پھر اس سے نفع اٹھائیں۔

سفر میں سادگی: ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پائجامہ میں چمڑے کا پیوند لگا دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ اثنائے سفر میں آپ منزل پر پہنچ کر کوئی خیمہ نہ کھڑا کرتے تھے بلکہ یوں ہی کسی درخت پر کوئی کملی یا کپڑے وغیرہ کا سائبان ڈال لیا کرتے تھے اور اس کے سایہ میں بیٹھ جاتے تھے۔

خوف خداوندی: عبداللہ بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر روتے روتے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں اور بعض دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی وظیفے کی آیت پڑھتے پڑھتے ایسے گرتے تھے کہ کئی دن تک لوگ بیمار پرسی کرنے آیا کرتے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی مریض کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تھے تو اس کو گلاب کے پھول کی پنکھڑیاں ہدیۃً دیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک باغ میں گیا، ابھی میں دیوار کے اس طرف تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسری طرف میں نے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ اے عمر! کہاں تو اور کہاں امیر المومنین کا رتبہ۔ ذرا خدا سے ڈرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تجھ کو سخت عذاب دے گا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے زمین سے

www.waseemziyai.com
MARKAZUL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ایک تنکا اٹھایا اور کہا: کاش! میں بھی تنکا ہوتا اور مجھے میری ماں نہ جنتی اور میں کچھ نہ ہوتا۔

عبداللہ بن عمر بن حفص کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشک کاندھے پر اٹھا کر لے چلے۔ لوگوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میری طبیعت میں تکبر وغرور پیدا ہو گیا تھا، اس کو میں نے ذلیل کیا ہے۔

امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ آپ کے خسر آپ کے پاس آئے اور انہوں نے چاہا کہ مجھے کچھ بیت المال میں سے دیدیں۔ آپ نے جھڑک دیا اور کہا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں خیانت کرنے والے بادشاہوں میں شمار ہوں۔ پھر آپ نے ان کو اپنے مال سے دس ہزار درہم عطا کیے۔

زمانہ خلافت میں تجارت:

امام نخعی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ خلافت میں بھی تجارت کیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عالم الرمادہ (قحط کا سال) میں آپ نے گھی کھانا چھوڑ دیا تھا، روغن زیتون کھانے سے ایک روز آپ کے شکم مبارک میں قراقر ہوا، تو آپ نے انگلی مار کر فرمایا ہمارے پاس اس کے سوا اس وقت تک کچھ نہیں ہے، جب تک قحط سالی موجود ہے۔

حلیہ مبارک:

ابن سعد اور حاکم نے حضرت زر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میں مدینہ والوں کے ساتھ عید کے روز نکلا تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیدل جاتے دیکھا۔ آپ بوڑھے تھے اور بائیں ہاتھ سے زیادہ کام لیا کرتے تھے، آپ کا رنگ گندم گوں تھا، آپ کے سر کے بال خود کی وجہ سے جھڑے ہوئے تھے، قد کے لمبے تھے، تمام آدمیوں سے آپ کا سر اونچا معلوم ہوتا تھا، بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی جانور پر سوار ہیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گندم گوں بتلاتے ہیں شاید انہوں نے آپ کو قحط سالی میں دیکھا ہوگا کیونکہ آپ کا رنگ روغن زیتون کھا کر متغیر ہو گیا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپ کا حلیہ شریف یہ بیان کیا ہے کہ آپ کا رنگ مبارک سفید مائل بہ سرخی تھا، لمبا قد، بال جھڑے ہوئے اور بڑھاپے کے آثار نمایاں تھے۔

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ آپ تمام آدمیوں میں اونچے معلوم ہوتے تھے۔

سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ آپ تمام کام بائیں ہاتھ سے برابر کیا کرتے تھے۔

ابن عساکر نے ابو رجاء عطاردی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لمبے قد کے اور موٹے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

تازے شخص تھے، آپ کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے۔ گورے چٹے تھے جس میں سرخی کی بہت زیادہ دمک تھی۔ کلے (گال) پچکے ہوئے اور مونچھیں بہت بڑی تھیں اور ان کے اطراف میں سرخی موجود تھی۔

ابن عساکر کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ یعنی ابوجہل بن ہشام کی بہن تھیں۔ اس رشتہ سے ابوجہل آپ کا ماموں تھا۔

فتوحات فاروقی:

حضرت عمر، حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہما) کی زندگی ہی میں ولی عہد خلافت جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری میں نامزد ہو گئے تھے۔

زہری کہتے ہیں کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، آپ اسی روز خلیفہ مقرر ہو گئے تھے اور وہ منگل کا دن ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری تھا۔ (حاکم)

جس وقت آپ تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ کے زمانہ میں بہت فتوحات ہوئیں چنانچہ ۱۴ ہجری میں دمشق صلح اور غلبہ سے اور حمص اور بعلبک صلح سے اور بصرہ اور ایلہ غلبہ سے فتح ہوئے۔ ۱۴ ہجری میں آپ نے لوگوں کو تراویح کی نماز کیلئے جمع کیا۔ (عسکری)

۱۵ ہجری میں اردن غلبہ سے طبریہ صلح سے فتح ہوا۔ اسی سال واقعہ یرموک اور قادسیہ پیش آیا۔ (ابن جریر)

اسی سال حضرت سعد نے کوفہ آباد کیا۔ اسی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تنخواہیں مقرر کیں۔ جاگیریں عطا کیں اور دفتر پکے ہی طریقہ پر جاری کیے۔ ۱۶ ہجری میں اہواز اور مدائن فتح ہوئے۔ حضرت سعد نے ایوان کسریٰ میں جمعہ پڑھا اور یہ پہلا جمعہ ہے جو عراق میں ادا کیا گیا۔ (یہ صفر کا مہینہ تھا۔) اسی سال واقعہ جلولاء پیش آیا۔ یزدجرد بن کسریٰ نے ہزیمت کھائی اور رے کی طرف بھاگ گیا۔ اسی سال تکریت فتح ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو بیت المقدس فتح ہوا اور آپ نے جابیہ میں جو آپ کا خطبہ مشہور ہے پڑھا۔ اسی سال قنسرین غلبہ سے اور حلب اور انطاکیہ اور منبج صلح سے اور سروج غلبہ سے فتح ہوئے اور اسی سال قرقیساء صلح سے فتح ہوا، اور ماہ ربیع الاول میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے سے تاریخ وصال ہجرت کے حساب سے مقرر ہوا۔

مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع:

۱۷ ہجری میں آپ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسعت دی اور حجاز میں قحط پڑا، جس کا نام عام الرمادہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز استسقاء ادا فرمائی۔

ابن سعد نے نیاز الاسلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس وقت نماز استسقاء کیلئے تشریف

لے گئے تو آپ حضور نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عون فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اونچا کر کے دعا کی:

یارب کریم! ہم عاجز بندے آپ کے رسول حضور نبی کریم ﷺ کے چچا کو وسیلہ بنا کر عرض کرتے ہیں کہ خشک سالی اور قحط کو اٹھالے اور ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما۔"

آپ یہ دعا کر کے واپس بھی نہیں آئے تھے کہ بارش شروع ہوئی اور کئی روز تک متواتر رہی۔

اسی سال اہواز صلح سے فتح ہوا۔ ۱۸ ہجری میں چندنیشاپور بطور صلح سے اور حلوان لڑائی سے فتح ہوئے اور انہی ایام میں طاعون پھیلا ہوا تھا (جس کا نام اسلام میں طاعون عمواس ہے) اور اسی سال رہی، سمساط، غلبہ اور لڑائی سے اور حران اور نصیبین اور اکثر ملک جزیرہ غلبہ سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ صلح سے اور موصل اور اس کے اطراف غلبہ سے فتح ہوئے۔ ۱۹ ہجری میں قیساریہ غلبہ سے فتح ہوا۔ ۲۰ ہجری میں مصر غلبہ سے فتح ہوا اور بقول بعض اسکندریہ کے علاوہ تمام ملک صلح سے حاصل ہوا۔

علی بن رباح کہتے ہیں کہ تمام مغربی ممالک جنگ سے فتح ہوئے اور اسی سال تسرفتح ہوا اور قیصر روم مرا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر اور نجران سے یہود کو جلا وطن کیا اور خیبر اور وادی القریٰ کو تقسیم فرمایا۔ ۲۱ ہجری میں اسکندریہ اور نہاوند غلبہ سے حاصل ہوئے اور اس کے بعد ملک عجم میں کوئی سرکش جماعت باقی نہیں رہی۔ ۲۲ ہجری میں آذربائیجان غلبہ سے یا صلح سے اور دینور، ماسبدان، ہمدان غلبہ سے فتح ہوئے اور اسی سال طرابلس الغرب رے، عسکر، قومس ہاتھ آئے۔ ۲۳ ہجری میں کرمان سجستان، مکران پہاڑی علاقے، اصبہان اور اس کے اطراف فتح ہوئے اور اسی سال کے آخر میں حج سے تشریف آوری کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔

دعا شہادت:

حضرت سعید بن مسیب ؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منیٰ سے ابطح میں واپس آتے ہوئے اونٹ بٹھلایا تو آپ نے چت لیٹ کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

"مولیٰ کریم! میں بوڑھا ہو گیا ہوں، قوتوں میں ضعیف آگیا ہے۔ رغبت منتشر ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ میں ناکارہ ہو جاؤں اور عقل میں فتور آ جائے اپنے پاس بلالے۔"

چنانچہ ابھی ذی الحجہ بھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ آپ شہید ہو گئے۔ (حاکم)

کتب سماوی میں شہادت کی خبر:

ابو صالح السمان کہتے ہیں کہ کعب بن احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں توریت میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ شہید ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے کہ عرب میں رہتے ہوئے میں شہید ہو جاؤں؟

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

"مولیٰ کریم! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور اپنے محبوب کے شہر مدینہ میں موت عطا فرما۔" (بخاری شریف)

قبل شہادت خواب: معدان بن ابی طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مرغ نے مجھے ایک یا دو ٹھونگیں ماریں۔ اسکی تعبیر سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ میری موت کا زمانہ قریب آ گیا ہے، مجھ سے قوم کہتی ہے کہ میں خلافت کیلئے ولی عہد کا تقرر کر دوں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور خلافت کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ موت تو میرے ساتھ ہے نہ کہ دین اور خلافت کے ساتھ۔ میرے بعد خلیفہ ان چھ شخصوں کے مشورہ سے ہونا چاہیے کہ جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش خوش جنت کو تشریف لے گئے۔ (حاکم)

اسباب شہادت: زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ کسی نابالغ لڑکے کو مدینہ شریف میں داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے (جو حاکم کوفہ تھے) لکھا کہ یہاں ایک بہت ہوشیار اور کاریگر لڑکا ہے جس کو بہت سے کام آتے ہیں۔ لوہار اور بڑھئی کا کام خوب جانتا ہے، نقاشی بہت عمدہ کرتا ہے۔ آپ اگر اس کو مدینہ کے داخلہ کی اجازت بخشیں تو میں اس کو روانہ کر دوں تا کہ وہاں لوگوں کو بہت زیادہ کام آئے۔ آپ نے اسے اجازت دیدی کہ بھیج دیا جائے۔ یہاں کوفہ میں اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سو درہم ماہوار کا ٹیکس قائم کر رکھا تھا۔ اس نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی شکایت کی کہ مجھ پر مغیرہ بن شعبہ نے زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے۔ اس جواب میں اس کو بہت غصہ آیا اور وہ دانت پیستا چلا گیا۔ دو تین روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پھر بلایا اور کہا: میں نے سنا ہے تو کہتا تھا کہ اگر چاہوں تو میں ایک ایسی چکی تیار کروں جو ہوا سے چلے، اس نے ترشروئی سے جواب دیا کہ میں تمہارے لیے ایسی چکی تیار کروں گا کہ جس کا ہمیشہ لوگ ذکر کیا کریں گے، جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ یہ لڑکا ابولولو مجوسی تھا، ایک دودھار خنجر جس کا قبضہ بیچ میں تھا، آستین میں چھپا کر مسجد کے کسی گوشہ میں آبیٹھا، ابھی اندھیرا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز کیلئے جگاتے پھرتے تھے، جس وقت اس لڑکے کے قریب ہوئے تو اس نے آپ کے جسم مبارک پر تین جگہ وہ خنجر گھونپ دیا۔ (ابن سعد)

عمرو بن میمون انصاری کہتے ہیں کہ ابولولوہ مغیرہ کے غلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دودہار سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خنجر سے شہید کیا اور آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کو بھی زخمی کیا جن میں سے چھ کا انتقال ہو گیا۔ اہل عراق سے ایک شخص نے اس پر کپڑا ڈال دیا جب وہ اس میں پھنس اور لپٹ گیا تو اس نے خودکشی کر لی۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ ابولولو مغیرہ کا غلام چکیاں بنایا کرتا تھا اور حضرت مغیرہ اس سے چار درہم روزانہ وصول کیا کرتے تھے، جس وقت وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو اس نے شکایت کی کہ یا امیر المومنین! مغیرہ مجھ پر سختی کرتے ہیں۔ آپ ان کو تنبیہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تجھے اپنے مولا کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرنا چاہیے۔ آپ کا منشا تھا کہ اس کے متعلق مغیرہ سے سفارش کروں گا مگر آپ کا یہ کہنا اس کو سخت ناگوار گزرا اور غصہ میں بھر کر یہ کہا کہ امیر المومنین! میرے سوا ہر ایک کا انصاف کرتے ہیں۔ اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا اور ایک خنجر پر آب رکھی اور زہر میں بجھا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ تکبیر سے پہلے یہ فرمایا کرتے تھے کہ صفیں سیدھی کر لو، یہ ابولولوء صف میں آپ کے عین مقابل آ کھڑا ہوا۔ اور آپ کے مونڈھے اور کوکھ پر دو زخم لگائے، جس سے آپ گر پڑے۔ اس کے بعد اس نے اوروں پر حملہ کیا اور تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا، جن میں سے چھ آدمیوں کا انتقال ہو گیا، آفتاب چونکہ طلوع کے قریب تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز ختم کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کے گھر پر لائے اور نبیذ پلائی لیکن وہ زخموں کے راستے سے نکل گئی پھر آپ کو دودھ پلایا گیا مگر وہ بھی زخموں سے نکل گیا۔ لوگوں نے بطور تسلی کے آپ سے کہا: کچھ حرج نہیں آپ فکر نہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا: اگر قتل میں حرج بھی ہے تو میں بھی قتل ہو چکا۔

خلافت کے بارے میں صلاح و مشورہ:

لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے کہ آپ ایسے تھے ایسے تھے آپ نے فرمایا: واللہ! میں چاہتا تھا کہ جس وقت میں دنیا سے رخصت ہوں، برابر چھوٹوں نہ مجھ پر عذاب ہو، اور نہ مجھے ثواب ملے، ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میرا ساتھ دے اور اس کا پورا ثواب ملے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پھر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اگر میرے پاس دنیا بھر کا بھی سونا ہوتا تو میں قیامت کی دہشت اور آنے والے معاملات کے ہول کی وجہ سے تمام فدا کر دیتا، پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد (رضی اللہ عنہم) میں سے جن کے متعلق کثرت آراء ہو، اس کو خلیفہ مقرر کر لینا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھنے کا حکم فرمایا پھر ان چھ نے تین کے سپرد کر دیا۔ (حاکم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولولوء مجوسی تھا۔ حضرت عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں بھیجی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو. پھر آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا کہ عبداللہ حساب کرو، مجھ پر قرض کتنا ہے۔ انہوں نے حساب لگا کر آپ کو چھیاسی ہزار یا اس کے قریب بتلایا۔ آپ نے فرمایا اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو ادا کرو، ورنہ بنی عدی سے مانگو اگر پھر بھی پورا نہ ہو تو قریش سے لے لو اور دیکھو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ عمر یہ اجازت چاہتا ہے کہ اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہو۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لیے محفوظ رکھی تھی مگر میں آج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا: انہوں نے آپ کو اجازت دیدی ہے، اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا امیر المومنین! آپ کو جو وصیتیں کرنا ہوں کر دیجئے اور کسی کو خلافت کیلئے بھی منتخب فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: اس کام کیلئے سوائے ان چھ شخصوں کے کہ جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش، خوش دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، کسی کو حقدار نہیں سمجھتا۔ آپ نے ان چھ کا نام بتلایا اور کہا کہ عبداللہ میرے بیٹے اس معاملہ میں ان کے ساتھ رہیں گے اور خلافت سے انہیں کوئی تعلق نہ ہوگا اور اگر سعد کو خلافت پہنچے تو وہ اس کے حقدار ہیں ورنہ جس کو تم چاہا منتخب کر لو۔ میں نے سعد کو کسی عجز یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا، پھر آپ نے فرمایا: میں اپنے بعد کے خلیفہ کو جو بھی مقرر ہو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور مہاجرین و انصار اور تمام رعایا کے ساتھ نیکی کا برتاؤ رکھے اور اسی قسم کی بہت سی وصیتیں فرمائیں اور جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین:

جس وقت جنازہ تیار ہو گیا تو ہم آپ کا جنازہ لے کر چلے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور کہا کہ دفن کی اجازت دیجئے۔ آپ نے اجازت دیدی اور ہم نے آپ کو ان کے دونوں دوستوں کے پاس سپرد خاک کر دیا۔

خلیفہ کا تقرر:

آپ کے دفن سے فراغت پا کر لوگ انتخاب خلیفہ کیلئے جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مشورہ کیلئے اپنی طرف سے اول تین شخص منتخب کر لینے چاہئیں چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن کو اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور تینوں حضرات علیحدہ چلے گئے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

وہاں پہنچ کر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو خلیفہ ہونا نہیں چاہتا لہٰذا جو تم لوگوں میں سے خلافت سے بری ہو، وہ مجھ سے کہہ دے۔ امر خلافت اسی کے سپرد کیا جائے گا۔ اور جو کوئی بھی ہو یہ ضروری ہے کہ افضل امت ہو اور اصلاح امت کی حرص رکھتا ہو۔ یہ سن کر دونوں حضرات خاموش رہے اور پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا کہ اچھا یہ انتخاب کا کام تم میرے ہی سپرد کر دو تاکہ میں افضل آدمی کو منتخب کرلوں۔ دونوں نے کہا کہ بہت اچھا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علیحدہ لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ پہلے اسلام لائے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی قریبی عزیز داری بھی ہے۔ اس لیے آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں اگر میں آپ کو خلیفہ مقرر کر دوں تو آپ عدل کریں اور اگر میں آپ پر کسی دوسرے کو خلیفہ بنادوں تو آپ اس کی اطاعت کریں۔ آپ نے فرمایا: بہت اچھا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ علیحدہ لے گئے اور آپ سے بھی یہی اقرار لیا، جب آپ دونوں سے پختہ عہد لے چکے تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی اور آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کرلی۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی زندگی میں انتقال کروں تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کروں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا تو میں عرض کروں گا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر نبی کا ایک امین ہوتا ہے اور میرے امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد میری موت پہنچی تو میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کروں گا، اگر مجھ سے میرے رب نے ان کے متعلق یہ سوال کیا کہ ان کو کس وجہ سے خلیفہ مقرر کیا تھا تو میں عرض کروں گا کہ میں نے سنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یوم قیامت گروہ علماء کے سامنے بڑی عزت سے تشریف فرما ہوں گے مگر یہ دونوں حضرات آپ کے زمانہ خلافت میں ہی انتقال فرما چکے تھے۔

مسند امام احمد میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابورافع کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ کی موت کے وقت خلافت کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا: میں اپنے ساتھیوں کی بہت بڑی حرص دیکھ رہا ہوں ہاں البتہ اگر سالم مولیٰ ابوحذیفہ یا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہوتے تو ان کے متعلق کہہ سکتا تھا۔

تاریخ شہادت اور تدفین:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ چھبیس ذی الحجہ ۴ شنبہ کو زخمی ہوئے یک شنبہ کے روز محرم کی چاندرات کو دفن کیے گئے۔ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں چھیاسٹھ اور بعض کہتے ہیں اکسٹھ سال کی تھی۔ بعض نے ساٹھ ہی کہا اور اس کو

واقدی نے ترجیح دی ہے۔ بعض قول انسٹھ اور چوون اور پچپن بھی آیا ہے۔ آپ کے جنازہ کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

تہذیب مزنی میں لکھا ہے کہ آپ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا:

كفى بالموت واعظا۔

ترجمہ: ''موت آدمی کیلئے کافی وعظ ہے۔''

طبرانی نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس روز سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسلام کمزور پڑ گیا۔

عبدالرحمٰن بن یسار کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت موجود تھا، اس دن سورج گرہن ہوا تھا۔

اولیات فاروقی:

عسکری کہتے ہیں کہ آپ سب سے پہلے سنہ ہجری جاری فرمایا۔ آپ نے ہی بیت المال کی بنا ڈالی، آپ ہی نے تراویح کی سنت شروع کی۔ آپ ہی نے رات کو گشت خود کیا، ہجو پر سزائیں دیں، شراب پینے پر اسی درے مقرر فرمائے، متعہ کو حرام کیا۔ امہات الاولاد (جن باندیوں سے اولاد پیدا ہو جائیں) کی تجارت منع کی، جنازہ کی نماز میں چار تکبیروں پر لوگوں کو جمع کیا، دفاتر قائم کیے۔ سب سے زیادہ فتوحات کیں۔ میدانوں کی پیمائش کرائی۔ بحر ایلہ کے ذریعہ ملک مصر سے مدینہ شریف میں اناج منگوایا، صدقہ کے روپے کو اسلام میں خرچ کرنے سے روکا۔ علم فرائض میں عول مقرر کیا، گھوڑوں پر زکوٰۃ لی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق "اطال الله بقاءك اور ايدك الله" فرمایا۔ یہ اولیات عسکری نے بیان کی ہیں۔

مگر امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ آپ نے سب سے پہلے درہ ایجاد کیا۔ ابن سعد نے بھی یہی بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ درہ ایجاد ہونے کے بعد یہ مثل مشہور ہو گئی کہ عمر کا درہ تمہاری تلواروں سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔

امام نووی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے شہروں میں قاضی آپ نے ہی مقرر کیے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے کوفہ، بصرہ، شام، مصر، موصل میں شہر آباد کیے۔

ابن عساکر نے اسمٰعیل بن زیاد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں ایک مسجد سے گزرے تو آپ نے وہاں قندیل روشن دیکھے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن کرے کہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آٹے کا گودام قائم کیا تھا۔ اور اس میں آٹا، ستو، کھجور، منقی وغیرہ رکھوادی تھیں تاکہ مسافر وغیرہ وہاں سے لے لیں، اور مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایسے وسائل بہم پہنچا دیئے تھے کہ جس سے مسافروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ رہے، آپ نے مسجد نبوی کو شہید کرا کر اس کو وسیع کرایا اور اس میں کنکریوں کا فرش کرایا، آپ نے یہودیوں کو حجاز سے شام کی طرف بھیج دیا اور نجران کے یہودیوں کو کوفہ منتقل کر دیا۔ آپ ہی نے "مقام ابراہیم" کو اس جگہ قائم کیا جہاں اب موجود ہے، ورنہ پہلے وہ کعبہ شریف سے ملا ہوا تھا۔

لقب امیر المؤمنین کی ابتداء:

عسکری نے "اوائل" میں طبرانی نے "کبیر" میں اور حاکم نے "ابن شہاب" کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں از طرف خلیفہ رسول اللہ لکھا جاتا تھا، پھر شروع خلافت حضرت عمر نے از طرف خلیفہ ابوبکر لکھا جانے لگا، پھر کیا وجہ ہوئی اور وہ کون شخص تھا جس نے سب سے اول از امیر المومنین لکھنا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے شفاء نے جو مہاجرات میں سے ایک خاتون ہیں، اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از طرف خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا کرتے تھے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حاکم عراق کو لکھا کہ تم ہمارے پاس دو لائق اور ہوشیار آدمیوں کو بھیج دو تاکہ ہم ان سے عراق اور اہل عراق کے متعلق کچھ دریافت کریں۔ حاکم عراق نے آپ کے پاس لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو بھیج دیا، جس وقت یہ دونوں مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد میں پہنچ کر سب سے پہلے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے یہ کہا کہ امیر المومنین کی خدمت میں ہمیں باریاب کرا دیجئے۔ یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! تم نے ان کو بہت اچھا لقب دیا۔ یہ کہہ کر آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اسلام علیک یا امیر المومنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ انہوں نے آپ کو تمام قصہ سنایا اور کہا کہ واقعی آپ امیر ہیں اور ہم مومنین۔ پس اس روز سے یہ کاغذات سرکاری میں بھی لکھا جائے گا۔

امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ نام عدی ابن حاتم، لبید بن ربیعہ نے رکھا تھا جب وہ عراق سے آئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کا یہ لقب حضرت مغیرہ بن شعبہ نے رکھا تھا اور یہ بھی روایت کیا ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں، اسی روز سے آپ امیر المومنین مشہور ہو گئے اور اس سے پہلے آپ خلیفہ رسول اللہ لکھے جاتے تھے، وہ بوجہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

طوالت کے چھوڑا گیا۔

ابن عساکر نے معاویہ بن قرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھے جاتے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا تو لوگوں نے خلیفہ، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنے کا ارادہ کیا مگر خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ طویل عبارت ہے، اس پر لوگوں نے کہا: آپ ہمارے امیر ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں۔ لوگوں نے آپ کو امیر المومنین لکھنا شروع کر دیا۔

تاریخ اسلام لکھنے کی ابتداء:

امام بخاری نے اپنی ''تاریخ'' میں ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ اوّل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اڑھائی سال کے بعد تاریخ لکھوانا شروع کی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ۱۶ ہجری میں بنیاد ڈالی۔ سلفی نے طیوریات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ لکھوانے کا ارادہ کیا۔ ایک مہینہ آپ نے اس کے متعلق استخارہ کیا پھر پختہ ارادے کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلی قوموں نے بھی کتابیں لکھیں تھیں، لوگ ان کی طرف جھک پڑے اور کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔ (اس کے بعد آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔)

ابن سعد نے شداد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیعت کے بعد منبر پر تشریف لے گئے تو سب سے پہلے آپ نے یہی دعا کی:

''مولیٰ کریم! میں سخت ہوں، مجھے نرم کر فرما دے۔ اے پروردگار! میں ضعیف ہوں، مجھے قوی کر دے، میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دے۔''

ابن سعد اور سعید بن منصور نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اللہ کے مال کا ذمہ دار ہوں میں مفلس ہوں اگر میرے پاس ہوگا تو اس سے بچوں گا اور محتاج ہوں گا تو قرض لوں گا اور جب میرے پاس مال آئے تو ادا کر دوں گا۔

ابن سعد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب احتیاج ہوتی تو داروغہ بیت المال سے قرض لے لیتے تھے۔ بعض دفعہ داروغہ بیت المال آپ پر تقاضا کرتا اور آپ تنگدستی کی وجہ سے ادا نہ کر سکتے تھے تو داروغہ لپٹ جاتا تھا اور آپ حیلہ حوالہ کیا کرتے تھے اور آپ کے پاس ہوتا تھا تب ادا کر دیا کرتے تھے۔

ابن سعد براء بن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لائے اور آپ کو کچھ شکایت تھی۔ لوگوں نے کہا کہ اس کیلئے شہد بہت عمدہ چیز ہے اور شہد کا ایک کپا بھرا ہوا بیت المال میں موجود تھا۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت دو گے تو لے لوں گا ورنہ مجھ پر حرام ہے چنانچہ لوگوں نے آپ کو اجازت دیدی۔

سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ کے زخم کو جو اسکی پشت پر تھا دھوتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے مجھے ڈر ہے کہ کہیں قیامت کے دن مجھ سے اس کی پرسش نہ ہو۔

مخلوق کی خبر گیری:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنے گھر پر تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز کی میں ممانعت کروں گا اور وہ پھر بھی کی جائے تو اس کو دوگنی سزا دوں گا۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے، اور یہ آپ کا اکثر معمول تھا۔

ایک رات آپ نے ایک عورت کو دیکھا کہ دروازہ بند کیے ہوئے اشعار پڑھ رہی ہے:

ترجمہ اشعار: ''یہ رات بڑھ گئی اور ستارے چل رہے ہیں، مجھے یہ بات جگا رہی ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ میں لیٹوں اور کھیلوں۔ واللہ! اگر اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو البتہ اس چار پائی کی چولیں ہلتی ہوتیں لیکن میں اس نگہبان اور موکل سے ڈرتی ہوں کہ جس کا کاتب کسی وقت نہیں بہکتا۔ مجھے خوف اور شرم منع کرتی ہے اور میرا خاوند ایسا بزرگ ہے کہ اس کی سواری پر سوار ہونے کا کوئی قصد نہ کرے۔''

آپ نے فوراً دوسرے ہی روز غزوات میں اپنے حاکموں کو لکھ بھیجا کہ کوئی شخص چار مہینہ سے زیادہ میدان جنگ میں نہ رہنے پائے۔ (یعنی چار ماہ بعد اس کو گھر جانے کی اجازت دی جائے۔)

خلیفہ اور بادشاہ میں فرق:

ابن سعد نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلمان سے دریافت کیا کہ میں بادشاہ ہوں، یا خلیفہ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے ایک درہم بھی وصول کر کے بے جا خرچ کریں تو آپ بادشاہ ہیں ورنہ آپ خلیفہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے نصیحت پکڑی۔

سفیان بن ابی العرجاء کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا کہ واللہ! میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ہوں اگر میں بادشاہ ہوں تو بہت بڑا بوجھ ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے جواب دیا۔ امیر المومنین! خلیفہ اور بادشاہ میں بہت بڑا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ کیا؟ اس نے کہا: خلیفہ وہ ہے کہ نہ کسی سے بلا وجہ وصول کرے اور نہ بلا وجہ کسی کو دے اور الحمدللہ! آپ ایسے

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ہی ہیں اور بادشاہ وہ ہے کہ جو ظلم سے وصول کرے جس سے چاہے لے لے جسے چاہے دیدے۔آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اتفاق سے آپ کی ران کھل گئی، اہل نجران یعنی یہود نے آپ کی بائیں ران پر ایک سیاہ داغ دیکھ کر کہا کہ یہ ہماری کتابوں میں لکھا کہ یہ شخص ہم کو ہمارے ملکوں سے نکال دے گا۔

سعد بن جاریہ کہتے ہیں کہ کعب احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں دیکھا کہ آپ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اس میں جانے سے منع کریں گے، جب آپ کا انتقال ہو جائے گا تو قیامت تک لوگ اس میں گرتے ہی رہیں گے۔

ابو معاشر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اسلاف سے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امر خلافت جب تک اصلاح پذیر نہیں ہوتا حتی کہ اتنی شدت کی جائے کہ جس میں ظلم نہ ہو، اور نہ اتنی نرمی کی جائے جس میں سستی شامل ہو۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حکم بن عمیر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت حاکموں کو لکھا کہ کسی کو سرحد میں اس طرح کوڑے نہ لگائے جائیں کہ اس کو پھر شیطان بہکا کہ حلقہ کفار میں داخل کر دے۔

قیصر روم کا خط: ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ قیصر روم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے ایلچی جو آپ کے پاس گئے تھے انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ کے پاس ایک درخت ہے کہ وہ کسی دوسرے درخت سے پیدا نہیں ہوا اس کی صورت گدھے کے کان کے مشابہ ہے، جس وقت وہ پھٹتا ہے تو اس میں سے موتی کے سے دانے نکل پڑتے ہیں پھر وہ سبز ہوتا ہے تو زمرد سبز بن جاتا ہے۔ پھر سرخ ہوتا ہے تو یاقوت سرخ ہو جاتا ہے اور اگر پختگی پر پہنچتا ہے تو پک کر عمدہ فالودہ ہو جاتا ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے تو مقیم کی غذا اور مسافر کی زاد راہ کا کام دیتا ہے اگر میرا قاصد سچ بولتا ہے تو میرے نزدیک یہ جنت کا ایک درخت ہے۔

خط کا جواب: حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ خط عبداللہ (یعنی اللہ کے بندے) عمر امیر المومنین کی طرف سے قیصر ملک روم کی طرف ہے۔ تمہارے قاصد نے سچ کہا وہ درخت ہمارے یہاں موجود ہے یہ وہی درخت ہے کہ جس کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کیلئے پیدا کیا تھا تجھے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ڈرا کرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود نہ بنائے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا۔

عمال کے اثاثوں کی فہرست:

ابن سعد، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت حاکموں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مال کی ایک ایک فہرست بھیج دیں انہیں میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب انہوں نے فہرستیں بھیج دیں تو ان کو دو حصے کر کے ایک حصہ بیت المال میں جمع کر دیا اور ایک حصہ انہیں کیلئے چھوڑ دیا۔

شعبی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب حاکم مقرر کرتے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیا کرتے تھے۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف لکھتے ہیں کہ آپ نے مدتوں بیت المال میں سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا حتی کہ آپ پر تنگدستی غالب آگئی آپ نے صحابہ کرام سے اس کے متعلق مشورہ کیا اور یہ کہا کہ میں تو اس کام میں منہمک ہوں اپنے خرچہ کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح و شام کا کھانا آپ بیت المال سے لے لیا کریں اسی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کیلئے تشریف لے گئے اس میں آپ کے سولہ دینار خرچ ہوئے آپ نے مجھ سے کہا اے عبداللہ ہم نے بہت زیادہ خرچ کر دیا۔

عبدالرزاق اپنے مصنف میں قتادہ اور شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میرا خاوند دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو شب بھر نماز پڑھتا رہتا ہے آپ نے فرمایا: تیرا شوہر تو قابل تعریف ہے کعب بن سوار نے کہا کہ یہ تعریف کرنا نہیں چاہتی بلکہ شکایت کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں انہوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ شوہر پر عورت کا بھی کچھ حق ہے اور یہ حق زوجیت ادا نہیں کرتا آپ نے فرمایا: اچھا اب میں سمجھ گیا۔ ان میں انصاف کرنا چاہیے انہوں نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے چار عورتوں تک حلال رکھی ہیں اس حساب سے چوتھا دن اور چوتھی رات عورت کے لیے مخصوص ہونی چاہیے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے میرے سچے دوست نے خبر دی ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت کر رہے تھے کہ ایک عورت کی آواز سنی جو چند اشعار پڑھ رہی تھی۔ (وہی اشعار جن کا ترجمہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔ مترجم)

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آپ نے فرمایا: تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے اس کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھ رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو نے برے کام کا تو ارادہ نہیں کر لیا اس نے کہا کہ معاذ اللہ۔ آپ نے فرمایا: تو اپنے دل پر قابو رکھ میں صبح ہی اس کو بلاتا ہوں چنانچہ صبح ہی آپ نے قاصد روانہ کر دیا اور اس کے بعد اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ایک مشکل آ پڑی ہے تم اسے حل کر دو۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت کو اپنے شوہر کی کتنے دنوں تک سخت ضرورت نہیں ہوتی۔ حضرت حفصہ نے شرم کے مارے اپنا سر نیچا کر لیا اور شرما کے چپ ہو گئیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حق بات میں شرم نہیں کرتا۔ حضرت حفصہ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تین یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ۔ آپ نے حکم دیا کہ چار مہینے سے زیادہ میدان جنگ میں کسی لشکر کو نہ روکا جائے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنی بیبیوں کے طعنہ طنز کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا تم کیا شکایت کرتے ہو؟ میں خود اس میں مبتلا ہوں حتی کہ میں اگر کسی ضرورت سے بھی باہر جاتا ہوں تو مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم فلاں قبیلہ کی جوان عورتوں کی دیدہ بازی کے لیے جاتے ہو کام کاج کچھ نہیں ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے اپنے رب کے یہاں حضرت سارہ کی بدخلقی کی شکایت کی تھی تو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو جواب ملا تھا کہ عورتیں بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں جہاں تک ہو سکے حتی الامکان ان کو نباہنا چاہیے تاوقتیکہ ان کے دین میں کوئی خرابی نہ دیکھی جائے۔

بیٹے کو سزا: عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے بالوں میں کنگھا کیے ہوئے اور ایک اچھی پوشاک پہنے ہوئے آپ کے پاس آئے آپ نے اتنے کوڑے مارے کہ وہ رونے لگے حضرت حفصہ نے کہا کہ آپ نے اس کو کس قصور پر مارا۔ آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ اس میں تکبر آ گیا ہے لہٰذا میں نے اس تکبر کو توڑ دیا۔

معمر، لیث بن سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کسی کا نام حکم یا ابوالحکم مت رکھو کیونکہ حکم خود اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کسی راستہ کا نام سکہ مت رکھو۔

عاجزی وانکساری: بیہقی نے شعب الایمان میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ مجھے یہ زیادہ محبوب تھا کہ میں کسی راستہ پر ایک درخت ہوتا اور کوئی اونٹ مجھے چبا کر نگل جاتا اور پھر مینگنی کر کے کہیں نکال دیتا مگر میں انسان نہ ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش میں اپنے گھر والوں کا دنبہ ہوتا اور مجھے کھلا پلا کر اتنا موٹا کیا جاتا کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

لوگ مجھے دیکھنے کیلئے آتے پھر ان کے دوست مہمان ہوتے تو مجھے ذبح کر ڈالتے کچھ میرا گوشت بھونا ہوا کھاتے اور کچھ کا قیمہ کرلیا جاتا مگر میں انسان نہ ہوتا۔

اہل بیت محبت:

ابن عساکر نے ابو البختری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے ابا کے منبر کے اوپر سے نیچے اتریئے۔ آپ نے فرمایا: بیشک منبر تمہارے ہی ابا کا ہے میرے باپ کا نہیں مگر یہ تو بتلاؤ کہ تمہیں کس نے سکھلایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے اور آپ نے کہا واللہ! میں نے ان سے کچھ نہیں کہا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر کہا او بے وفا تجھے خوب ماروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان کو سچ بات پر کیوں جھڑکتے ہیں واقعی منبر ان کے باپ کا ہے۔ (اس روایت کے اسناد صحیح ہیں)

خطیب نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن و سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہما) میں کسی مسئلہ کے متعلق اس قدر جھگڑا ہوا کہ دیکھنے والوں نے سمجھا کہ اب ان دونوں میں کبھی صلح نہ ہوگی مگر جب دونوں حضرات رخصت ہوئے تو معلوم ہوتا تھا کہ ان میں کوئی بات ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابن سعد نے حسن سے روایت کی ہے کہ سب سے اول خطبہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا وہ یہ تھا حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہیے کہ میں تمہارے ساتھ مبتلا ہو گیا ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا ہو گئے ہو۔ میں اپنے دو دوستوں کے بعد خلیفہ مقرر ہوا ہوں جو لوگ ہمارے پاس موجود ہیں ہم خود ان کے پاس ہیں اور جو لوگ غائب ہیں ان پر ہم اہل قوت و امانت کو مقرر کریں گے جو شخص نیکی کرے گا ہم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں گے اور جو بدی کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش فرمائے۔

دفاتر کا قیام اور مشاورت:

جبیر بن حویرث سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دفتر قائم کرنے کے لیے مسلمانوں سے مشورہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ہر سال جو کچھ آپ کے پاس مال جمع ہو اس کو تقسیم کر دیا کریں اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مال اس قدر زیادہ ہے کہ اگر اس کو تقسیم کیا جائے تو یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ کسے پہنچا اور کون رہ گیا لہٰذا خوف ہے کہ کہیں گڑبڑ نہ ہو جائے۔ ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین میں ملک شام میں گیا ہوں اور وہاں بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے دفاتر قائم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کر رکھے ہیں اور فوجوں کو بھی خوب جمع کر رکھا ہے۔ یہ آپ کو پسند آیا اور آپ نے ایسا ہی کیا اور عقیل بن ابو طالب، مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم جو قریش کا نسب نامہ خوب جانتے تھے بلا کر فرمایا: تم لوگوں کے نام علی قدر مراتب لکھ کر لاؤ۔ چنانچہ وہ اس طرح لکھ لائے کہ بنی ہاشم سے لکھنا شروع کیا۔ ان کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو لکھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو آپ نے فرمایا: اس طرح لکھو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتداروں سے شروع کرو۔ پھر جو ان کے قریب ہیں ان کو لکھو علی ہذا لقیاس۔ حتی کہ میرا نام آخر میں لکھو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ آپ نے دفاتر ۲۰ھ میں قائم کیے تھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ لوگوں کو تنخواہیں اور عطیات تقسیم کر دو انہوں نے لکھا کہ یہ مال غنیمت ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے انہیں پر تقسیم کر دو یہ عمر یا اس کی اولاد کا نہیں ہے۔

ابن سعد نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوہ عرفہ میں کھڑے تھے ایک شخص کو چیختے ہوئے سنا وہ کہتا ہے یا خلیفہ یا خلیفہ۔ کسی دوسرے شخص نے سن کر کہا تجھے کیا ہوا اللہ تیرے حلق کو بند کرے تو میں نے آگے بڑھ کر پوچھا کون ہے اس کو کیوں ڈانٹتا ہے پھر صبح کو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے پاس کنکریاں مار رہا تھا کہ ایک کنکری دور سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر لگی جس سے کچھ رگڑ سی آ گئی میں اس طرف کو بڑھا تو پہاڑ کی طرف سے آواز آئی کیا تو جانتا بھی ہے قسم ہے رب کعبہ کی کہ عمر رضی اللہ عنہ آئندہ سال سے اس مقام پر قیامت تک کھڑے نہ ہوں گے۔ مجھے یہ سخت ناگوار گزرا۔ اور یہ وہی شخص تھا جو کل شام چیخ رہا تھا۔

جنات کا شان عمر میں قصیدہ پڑھنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آخری حج امہات المومنین کے ساتھ کیا تو عرفات سے واپسی میں ہم جس وقت محصب میں پہنچے تو میں نے ایسی آواز سنی جیسے کوئی شخص اپنے اونٹ پر بیٹھا ہوا دوسرے سے دریافت کرتا ہو کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں دوسرے آدمی کو جواب دیتے ہوئے سنا کہ وہ کہتا ہے امیر المومنین یہیں تھے پھر ایسا معلوم ہوا کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور بلند آواز سے یہ شعر پڑھنا شروع کیا

ترجمہ شعر: ”تیرے اوپر سلام ہو اے امام، برکت دے اللہ تعالیٰ اس چمڑے میں جو پارہ پارہ ہوگا۔“

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

نہ پڑھنے والا وہاں سے چلا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ کون تھا مگر ہم نے آپس میں کہا کہ یہ جن ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حج سے واپس ہوئے تو شہید کر دیئے گئے۔

خلافت اہل بدر و اُحد کا حق ہے:

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ خلافت سب سے پہلے بدر والے مسلمانوں کا حق ہے جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے پھر احد والے اسی طرح درجہ بدرجہ۔ مگر مکہ میں مسلمان ہونے والوں اور ان لوگوں کا کوئی حق نہیں ہے جو فتح مکہ میں آزاد کیے گئے تھے۔

اولاد کو خلیفہ بنانے سے انکار:

امام نخعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ عبداللہ ابن عمر کو خلیفہ نہ بنائیں گے آپ نے فرمایا: خدا تجھے غارت کرے واللہ میں نے کبھی خدا سے استدعا نہیں کی کیا میں ایسے شخص کو خلیفہ بنا دوں جس میں ابھی اپنی بیوی کو احسن طریقے پر طلاق دینے کی قابلیت بھی نہ ہو۔

ایک بادشاہ کے ملتے جلتے فضائل:

شداد ابن اوس، حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ گزرا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے خصائل بہت ملتے جلتے تھے جب کبھی ہم اس کا ذکر کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ضرور یاد آجاتے تھے اور جب کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوتا تھا تو خواہ مخواہ وہ اسرائیلی بادشاہ یاد آجاتا تھا۔ واقعہ اس طرح ہے، اس کے زمانہ بادشاہت میں ایک پیغمبر تھے ان کو ایک مرتبہ وحی ہوئی کہ تم اس بادشاہ سے کہہ دو کہ تیری عمر کے تین دن باقی ہیں ولی عہد بنا دے اور اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کر دے۔ جب تیسرا دن ہوا تو بادشاہ نے زمین پر سجدہ میں گر کر نہایت عاجزی سے دعا کی۔ مولیٰ کریم! مجھے اتنی مہلت دید یجئے کہ میرا لڑکا جوان ہو جائے تو بہتر جانتا ہے کہ میں نے تیرے حکم کی کہاں تک تعمیل کی ہے اور اپنی رعایا سے حتی الامکان کتنا عدل کیا ہے اور جب کبھی اختلاف واقع ہوا تو تیرے حکم کے خلاف ہرگز نہیں چلا اسی طرح کچھ اور باتیں بیان کیں۔ اس زمانہ کے پیغمبر کے پاس پھر وحی آئی کہ اس نے ہم سے ایسی ایسی دعا کی ہے اور اس نے دعا میں جو کچھ واسطہ دیکر کہا ہے سچ کہا ہے ہم اس کی عمر میں پندرہ برس کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ اس مدت میں اس کا لڑکا جوان ہو جائے اور پرورش پائے جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا اور آپ زخمی ہو گئے تو کعب احبار نے یہ قصہ بیان کر کے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اللہ تعالیٰ سے یہی سوال کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں ابھی اور باقی رکھے گا۔ جس وقت اس کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ نے دعا کی: مولیٰ کریم! مجھے بغیر عاجز کیے اور بغیر ملامت کے اٹھا لے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر جنوں نے نوحہ کیا:

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ آپ کی موت پر جنوں نے بھی نوحہ کیا تھا۔ چنانچہ حاکم حضرت مالک بن دینارؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو یمن کے پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار سنائی دیے گئے۔

ترجمہ اشعار: ''جو شخص اسلام پر رونے والا ہو وہ رو لے۔ کیونکہ زمانہ عنقریب ہو گا کہ بہت لوگ گریں گے حالانکہ زمانہ رسالت دور نہیں ہے۔ دنیا ہی الٹ گئی اور اس میں سب سے اچھا آدمی چل بسا وہ شخص رنجیدہ ہو گا جو وعدوں پر یقین کیے ہوئے بیٹھا تھا۔''

ابن ابی الدنیا، یحییٰ بن ابی راشد بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو وصیت کی کہ میرے کفن میں بیجا صرف نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہوں تو وہ اور اس سے بہتر بدلہ دے گا اور اگر بہتر نہیں ہوں تو یہ بھی چھن جائے گا لہٰذا اس چھن جانے میں جلدی ہی کیوں نہ کی جائے میری قبر بھی لمبی چوڑی نہ کھدوانا اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ کا مستحق ہوں تو وہ خود حد نگاہ تک وسیع کر دے گا ورنہ وسیع بھی اسقدر تنگ کی جائے گی کہ میری تمام پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔ میرے جنازہ کے ساتھ کوئی عورت نہ چلے اور جو صفات مجھ میں نہ ہوں ان کے ساتھ مجھے یاد نہ کیا جائے کیونکہ خدائے عالم الغیب مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ جب جنازہ تیار ہو کر گھر سے نکلے تو چلنے میں جلدی کرنا۔ کیونکہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہوں تو اس تک پہنچانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرنی چاہیے اور اگر برا ہوں تو تم ایک برے آدمی کا بوجھ اپنے کندوں سے جلدی اتار پھینکو۔

ابن عساکر، حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مولیٰ کریم مجھے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دکھلا دے چنانچہ میں نے آپ کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی کا پسینہ صاف کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے امیر المومنین! کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے حساب دیکر ابھی فراغت پائی ہے اگر اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم نہ ہوتا تو قریب تھا کہ عمر بے عزت ہو جاتا۔

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا: میں تم سے کب

جدا ہوا تھا انہوں نے کہا بارہ سال ہوئے آپ نے فرمایا: میں حساب دیکر اب فارغ ہوا ہوں۔

ابن سعد، سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انصار میں کے ایک شخص سے سنا کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھنے کی دعا کی چنانچہ اس نے دس برس کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کر رہے ہیں اس نے کہا یا امیر المومنین کیا کر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں حساب دیکر ابھی فارغ ہوا ہوں اگر رحمت الٰہی میرا ساتھ نہ دیتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔ اور بہت سے مردوں اور عورتوں نے مرثیے لکھے تھے وہ طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیئے گئے۔

زمانہ خلافت میں فوت ہونیوالے اسلاف:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جلیل القدر صحابہ وغیرہ میں سے حسب ذیل حضرات نے اس بے وفا دنیا کو خیر باد کہا۔

حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت علاء بن حضرمی، حضرت قیس بن سکن، حضرت ابو قحافہ، حضرت صدیق اکبر کے والد ماجد، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت سہیل بن عمرو، حضرت ابن ام مکتوم موذن، حضرت عیاش بن ابی ربیعہ، حضرت عبدالرحمن، حضرت زبیر بن عوام کے بھائی، حضرت قیس بن ابی صعصہ۔ (یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے قرآن مجید جمع کیا تھا) حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلب اور ان کے بھائی ابوسفیان، حضرت ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت معاذ بن جبل، حضرت یزید بن ابوسفیان، حضرت شرجیل بن حسنہ، فضل بن عباس، حضرت ابو جندل بن سہیل، حضرت ابو مالک الاشعری، حضرت صفوان بن معطل، حضرت ابی بن کعب، حضرت بلال موذن، حضرت اسید بن حضیر، حضرت براء بن مالک، حضرت انس کے بھائی، حضرت ام المومنین زینب بنت جحش، حضرت عیاض بن غنم، حضرت ابوالہیثم بن تیہان، حضرت خالد بن ولید، حضرت جارو سردار بنی عبدالقیس، حضرت نعمان بن مقرن، حضرت قتادہ بن نعمان، حضرت اقرع بن حابس، حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت عویم بن ساعدہ، حضرت غیلان ثقفی، حضرت ابو محجن ثقفی و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب القرشی الاموی۔ حضرت عثمان کی کنیت ابو عمر تھی بعض کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ، اور ابو لیلیٰ تھی۔

ولادت: آپ سال فیل کے چھٹے برس پیدا ہوئے۔ آپ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے، آپ ان لوگوں میں ہیں، جنہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دعوت دی، آپ نے دو ہجرتیں کیں، ایک حبشہ کی طرف دوسری مدینہ منورہ طرف۔

شادی: آپ کا نکاح قبل از نبوت حضرت رقیہ صاجزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تھا، جنہوں نے غزوہ بدر کے دنوں میں انتقال کیا اور تیمارداری کی وجہ سے آپ جنگ میں شریک نہیں ہو سکے، کیونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دیدی تھی، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو حصہ عطا فرمایا تھا اور اجر دیا تھا، لہٰذا آپ اہل بدر میں شمار ہوتے ہیں، جس وقت قاصد جنگ بدر کی فتح کی خبر لایا تھا تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا جا رہا تھا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے فوراً بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نکاح اپنی دوسری صاجزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا جن کا انتقال نو ہجری میں ہوا۔

علماء کہتے ہیں کہ سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں۔ اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک ذوالنورین ہے۔ آپ سابقین اولین اور اوّل مہاجرین اور عشرہ مبشرہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان چھ لوگوں میں بھی آپ کا شمار ہے کہ جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات شریف کے وقت تک خوش تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن پاک حفظ کیا ہے، بلکہ ابن عباد کہتے ہیں کہ خلفاء میں سے سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور مامون رشید کے کسی نے قرآن پاک کو حفظ نہیں کیا۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ ذات الرقاع اور عطفان میں تشریف لے گئے تھے تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو ہی مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنا گئے تھے۔

آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سو چھیالیس احادیث روایت کی ہیں، اور آپ سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت زید بن خالد جہنی اور حضرت ابن زبیر اور حضرت سائب بن یزید اور حضرت انس بن مالک اور حضرت زید بن ثابت اور حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت ابوامامہ باہلی اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر اور حضرت عبداللہ بن مغفل اور حضرت ابوقتادہ اور حضرت ابوہریرہ اور دیگر صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور بہت سے تابعین نے روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت کیا ہے کہ میں نے کسی شخص کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورتی کے ساتھ احادیث کو نہایت پورا بیان کرتا ہو۔ آپ احادیث کے بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔

امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مناسک حج سب سے زیادہ جانتے تھے اور آپ کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

ذوالنورین لقب کی وجہ:

بیہقی نے اپنے سنن میں عبداللہ بن عمر بن ابان جعفی سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے کہا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نامی ذوالنورین کیوں تھا؟ میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو لڑکیاں نہیں رہیں، اسی لیے آپ کا نام ذوالنورین ہے۔ (یعنی دو نور والا)

ابونعیم حسن سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا نام اسی لیے ذوالنورین رکھا گیا کہ سوائے آپ کے کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں۔

خثیمہ، فضائل الصحابہ، میں اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ ایسا شخص ہے کہ فرشتوں میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہے اور اس کے نکاح میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رہی ہیں۔

ایک اور سہل بن سعد کی ضعیف روایت میں ہے کہ آپ کو ''ذوالنورین'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ جنت میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوں گے، تو دو مرتبہ آپ تجلی نور ہوگی۔

روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آپ کی کنیت ابوعمر تھی اور اسلام میں جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبداللہ آپ کے صاحبزادے پیدا ہوئے، تو آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہوگئی۔

قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس تھا اور آپ کی والدہ کی والدہ یعنی آپ کی نانی کا نام ام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حکیم البیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم تھا اور یہ آپ کی نانی حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد عبد اللہ بن عبد المطلب کے ساتھ ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئی تھیں، اس رشتہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔

ابن اسحق کہتے ہیں کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے بعد ایمان لائے۔

حلیہ اور حسن و جمال: ابن عساکر چند طرق سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میانہ قد خوبصورت شخص تھے۔ رنگ میں سفیدی کے ساتھ سرخی ملی ہوئی تھی۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے۔ داڑھی بہت گھنی تھی، جسم کی ہڈیاں چوڑی تھیں، شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا، پنڈلیاں بھری بھری تھیں، ہاتھ لمبے تھے جن پر بال اگے ہوئے تھے۔ سر کے بال گھنگریالے تھے مگر چند یا کھلی تھی، دانت خوبصورت تھے، سر کے بال کانوں سے نیچے تک آئے ہوئے تھے زرد خضاب کرتے تھے، دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھ رکھا تھا۔

ابن عساکر، عبد اللہ بن حزم مازنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورت کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھا۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت زیادہ حسین تھے۔ ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے ایک پیالہ گوشت کا دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، جب میں گھر میں گیا تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں کبھی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے چہرہ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتا، جب میں پلٹ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: کیا تم اندر گئے تھے؟ میں نے کہا: ہاں! آپ نے پوچھا: بھلا تم نے کبھی ایسے خوبصورت میاں بیوی دیکھے تھے۔ میں نے عرض کیا: نہیں۔

اسلام قبول کرنے پر تکلیف کا سامنا: ابن سعد نے محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو آپ کو آپ کے چچا حکم بن ابو العاص بن امیہ پکڑ کر لے گئے اور بہت مضبوطی سے باندھ دیا اور کہا کہ تو نے اپنا پرانا آبائی مذہب ترک کر دیا اور ایک نیا دین اختیار کر لیا۔ واللہ! میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ تو اسی مذہب پر نہ آجائے۔ آپ نے فرمایا: واللہ! میں اس کو قیامت تک نہیں

www.waseemziyai.com
MAKTABA-TUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

چھوڑ سکتا۔ آپ کے چچا نے آپ کا یہ استقلال دیکھ کر فوراً چھوڑ دیا۔

بمعہ اہل کے ہجرت: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اول جس شخص نے معہ اہل وعیال کے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی ہجرت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی نے مع گھر والوں کے اول اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کی ہے۔ (ابو یعلی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہارے خاوند تمہارے دادا حضرت ابراہیم اور تمہارے باپ محمد (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہت مشابہ ہیں۔ (ابن عدی)

ابن عساکر، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں عثمان کو اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ جانتا ہوں۔

فضائل ومناقب میں احادیث: بخاری، مسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں تشریف لاتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کپڑے سمیٹ لیتے اور فرمایا کہ میں ایسے شخص سے کیوں نہ شرم کروں کہ جس سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔

بیر رومہ خریدنا: بخاری، ابو عبدالرحمن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب محصور ہوئے تھے تو آپ نے اوپر جھانک کر ان لوگوں سے جو محاصرہ کیے ہوئے تھے فرمایا: میں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ جو شخص جیش عسرہ سامان فراہم کا تو اس کو جنت ملے گی تو میں نے لشکر عسرہ کیلئے سامان جنگ فراہم کیا، کیا تم نہیں جانتے کہ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رومہ کے کنوئیں کو خریدے گا اس کو جنت ملے گی تو میں نے رومہ کے کنوئیں کو خریدا، اس پر سب صحابہ نے تصدیق کی۔

جیش عسرہ میں مالی قربانی: ترمذی، عبدالرحمن بن خباب سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت جیش عسرہ کی تیاری کے متعلق صحابہ کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے ذمہ سو اونٹ مع پالان اور سامان لے لیتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر صحابہ کو ترغیب دی۔ آپ نے پھر کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے ذمہ دو سو اونٹ مع اسباب وغیرہ پیش کرتا ہوں، پھر حضور ﷺ کی ترغیب پر آپ نے فرمایا: میرے ذمہ تین سو اونٹ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ منبر پر سے اترتے ہوئے فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے جرم و گناہ ان کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

ترمذی، عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت لشکر عسرہ حضور نبی کریم ﷺ نے تیار فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار لا کر حضور نبی کریم ﷺ کے دامن میں ڈال دیئے۔ آپ دیناروں کو لوٹتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) کا کوئی عمل ان کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔

بیعت رضوان: ترمذی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بیعت الرضوان ہوئی ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے مکہ مکرمہ میں ایلچی بن کر گئے تھے یہاں لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے کام سے گئے ہوئے ہیں، ان کی طرف سے اپنے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی بیعت کرتا ہوں، چنانچہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے اوپر رکھ کر بیعت کی،

(آپ اس سے خوب جان سکتے ہیں کہ آپ کا دست مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے باعتبار دیگر صحابہ کے کہیں بہتر تھا اور آپ کی کتنی بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔)

شہادت کی خبر: ترمذی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے فتنوں کی خبر دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ایک فتنہ میں یہ بھی مظلوم شہید ہوگا۔

ترمذی، ابن ماجہ، حضرت مرہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ ایک قریبی فتنہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص سر پر کپڑا ڈالے ہوئے گزرا۔ آپ نے فرمایا: یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا، میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کا چہرہ آپ کی طرف متوجہ کر کے پوچھا کہ یہ ہدایت پر ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

تعالیٰ تمہیں ایک قمیص (خلافت) عنایت فرمائے گا جب منافق اسے اتار دینے کی کوشش کریں تو مت اتارنا حتی کہ تو مجھ سے آملے۔ اسی بنا پر آپ نے جس روز گھرے ہوئے تھے یہ فرمایا تھا کہ اس کے متعلق مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے عہد لیا تھا، اس پر میں قائم ہوں اور صبر کر رہا ہوں۔ (ترمذی)

حاکم، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ جنت خریدی ہے۔ ایک مرتبہ رومہ کے کنوئیں خریدنے میں اور دوسری مرتبہ لشکر عسرہ تیار کرنے میں۔

ابن عساکر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب میں مجھ سے عادت میں بہت مشابہ عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

طبرانی، عصمة بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ) کا نکاح کسی سے کر دو، اگر میرے تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے اس کا بھی نکاح کر دیتا۔ میں نے ان کے نکاح پہلے بھی وحی کے ذریعے کیے تھے۔

ابن عساکر، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کر دیتا۔

ابن عساکر، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میرے پاس سے جس وقت عثمان (رضی اللہ عنہ) گزرے تو میرے پاس ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: یہ شہید ہیں، انہیں قوم قتل کر دے گی، مجھے ان سے شرم آتی ہے۔

ابو یعلی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے اس طرح شرم کرتے ہیں جیسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے۔

ابن عساکر، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شرم کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اگر آپ کبھی نہانے کا ارادہ کرتے ہیں تو گھر میں کواڑ بند کر کے کپڑے اتارنے میں اس قدر شرماتے ہیں کہ پشت سیدھی نہیں کر سکتے۔

بیعت خلافت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن کے تیسرے روز ہوئی۔ کہتے ہیں کہ لوگ ان دنوں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مشورے اور سرگوشیاں کر رہے تھے جو شخص عقلمند حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں بات کرتا تھا وہی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے دیتا تھا۔ آخر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیعت کیلئے بیٹھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ تم لوگ سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی کی بیعت کیلئے راضی نہیں ہوئے۔ (ابن عساکر)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے علی! میں نے تمام آدمیوں کا عندیہ معلوم کرلیا ہے سب کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔ آپ اپنے متعلق کوئی کارروائی نہ کیجئے۔ آپ نے یہ کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دست مبارک پکڑ کر کہا کہ میں آپ سے سنت اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت ہر دو خلیفہ پر بیعت کرتا ہوں، آپ نے بیعت کی اور آپ کے بعد تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کرلی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال سے ایک گھنٹہ پہلے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ابھی کسی مکان میں اصحاب شورہ جمع ہونے والے ہیں، تم پچاس آدمی انصار کے لے کر اس مکان کے دروازہ پر جس میں یہ جمع ہوں کھڑے ہو جاؤ اندر کسی غیر کو نہ جانے دینا اور تیسرا دن گزرنے سے پہلے وہ کسی خلیفہ کو منتخب کرلیں، تب تک برابر کھڑے رہنا۔ (ابن سعد)

امام احمد مسند میں ابووائل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیوں بیعت کرلی؟ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کیوں چھوڑ دیا، ان سے کیوں بیعت نہ کی؟ آپ نے فرمایا: اس میں میرا کچھ قصور نہیں، میں نے اول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی کہا تھا کہ میں آپ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرۃ ابوبکر، اور عمر رضی اللہ عنہما پر بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جہاں تک مجھ سے ممکن ہوگا، پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی یہی عرض کیا: انہوں نے فرمایا کہ بہت اچھا۔

روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خلوت میں کہا کہ اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس کا مشورہ دیں گے؟ آپ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا۔ پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں کہا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو مجھے آپ کس کا مشورہ دیں گے؟ آپ نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا۔ پھر میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے کہا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو پھر مجھے آپ کس کا مشورہ دیں گے؟ آپ نے فرمایا: حضرت علی یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا۔ پھر میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ میں اور آپ تو خلافت کا ادارہ نہیں رکھتے، مگر آپ مشورہ کس کے متعلق دیں گے؟ آپ نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-E ISLAMIA ACADEMY

کا۔ پھر اس کے بعد تمام صحابہ اور خاص خاص لوگوں سے مشورہ کیا گیا تو اکثر کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف پائی گئی۔

ابن سعد، حاکم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو آپ نے کہا: کہ پسماندگان میں آپ سے اچھا کوئی شخص نہیں۔ ہم آپ کے اتباع میں کوئی نقصان نہ کریں گے۔

آپ کے زمانہ خلافت کے اہم واقعات:

آپ کی خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۴ ہجری میں ملک "رے" فتح ہوا۔ یہ علاقہ اگرچہ اس سے پہلے بھی فتح ہو چکا تھا مگر قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے دوبارہ فتح ہوا، اور اسی سال لوگوں میں نکسیر کا مرض پھیل گیا، حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس میں مبتلا ہو گئے اور حج کا ارادہ بھی منسوخ کر دیا اور خوف مرض سے وصیتیں بھی کر دیں۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے سنۃ الرعاف (نکسیر کا سال) رکھ دیا، اسی سال ملک روم کا اکثر حصہ فتح ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی سال حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے علیحدہ کر کے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ بھیج دیا۔

۲۵ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے علیحدہ کر کے ان کی جگہ ایک صحابی ولید ابن عقبہ بن ابی معیط کو جو آپ کے ماں کی طرف سے بھائی ہوتے تھے، بھیج دیا۔ یہ آپ پر پہلا الزام لوگوں نے قائم کیا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کی پرورش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ ولید شرابی شخص تھا، ایک روز صبح کی نماز نشہ میں پڑھائی تو چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، اور مقتدیوں سے کہنے لگے کہ کہو تو اور زیادہ پڑھا دوں۔

۲۶ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع کیا اور اسی سال "سابور" فتح ہوا۔

۲۷ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہاز پر لشکر لے جا کر قبرص پر حملہ کیا، اس لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مع اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ کے شامل تھے۔ آپ کی بیوی گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئیں، جن کو وہیں دفن کر دیا۔ اس لشکر کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشینگوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ اس میں عبادہ کی بیوی بھی ہوں گی اور قبرص میں ہی ان کی قبر بنے گی۔ اسی سال جرجان اور دار بجرد فتح ہوا، اور اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر سے علیحدہ کر کے ان کی بجائے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور انہوں نے وہاں پہنچ کر افریقہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے تمام پہاڑی وغیر پہاڑی ملک کو اپنے قبضہ میں کیا۔ یہاں مسلمانوں کو مال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

غنیمت اتنا ہاتھ لگا کہ ہر سپاہی کو ایک ہزار دینار اور بقول بعض تین ہزار دینار ہاتھ لگے۔ اس کے بعد اسی سال "اندلس" فتح ہوا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ التجا کرتے رہے کہ قبرص پر سمندر کے راستے سے فوج کشی کی جائے۔ زیادہ اصرار پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم سمندر اور اس کی سواری کی مفصل کیفیت لکھو۔ انہوں نے لکھا کہ میں نے اس سواری کو دیکھا، وہ ایک بڑی مخلوق ہے اور اس پر چھوٹی مخلوق سوار ہوتی ہے اگر وہ سواری کھڑی ہو تو دل پھٹنے لگتے ہیں اور اگر چلتی ہے تو عقلیں بے چین ہو جاتی ہیں، اس میں عمدگی اور خوبیاں کم ہیں اور برائیاں زیادہ ہیں، اس پر بیٹھنے والے ایسے ہیں جیسے لکڑی پر کیڑا کہ اگر ٹیڑھا ہو جائے تو غرق ہو جائے اور اگر بچ جائے تو چمک اٹھے جس وقت آپ نے اس کی یہ تعریف پڑھی تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا کہ واللہ! میں ایسی سواری پر مسلمانوں کو کبھی سوار نہیں کروں گا۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ آخر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قبرص پر فوج کشی کی اور وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔

۲۹ ہجری میں اصطخر اور فسا اور ان کے علاوہ دیگر ممالک لڑائی سے فتح ہوئے اور اسی ۲۹ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا اور اس میں منقوش پتھر لگوائے اور ستون بھی پتھر ہی کے رکھے اور اس کی چھت میں ساگوان کی لکڑی لگوائی، اس کی لمبائی ایک سو ساٹھ گز اور چوڑائی ڈیڑھ سو گز کر دی۔

۳۰ ہجری میں جور اور اکثر شہر خراسان اور نیشا پور صلح سے فتح ہوئے اور بعض لڑائی سے بھی۔ کہتے ہیں کہ طوس اور سرخس اور ایسے ہی مرو اور بیہق صلح سے فتح ہوئے، جب یہ فتوحات ہوئیں اور مال چاروں طرف سے زیادہ آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خزانے بنوانے کی ضرورت ہوئی اور آپ نے دل کھول کر لوگوں کو روزینہ تقسیم کیے، حتیٰ کہ ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے (توڑے) ملے جن میں چار چار ہزار اوقیہ تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت:

۳۵ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ زہری کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سال خلافت کی۔ شروع چھ سال میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی بلکہ قریش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ محبوب سمجھے گئے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں ذرا سختی تھی۔ چھ برس کے بعد حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ بہت ہی نرم ہو گئے اور اپنے اعزہ اور اقربا کو حاکم بنانا شروع کر دیا اور مروان حاکم افریقہ کو اس ملک کا خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال کا حق تھا) معاف کر دیا اور اپنے اقربا کو بیت المال سے مال دیدیا اور اس میں آپ نے یہ تاویل کی کہ گو حضرت عمر. حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کو بھی یہ جائز تھا مگر انہوں نے نہیں کیا اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق صلہ رحمی کرتا ہوں. اس سے لوگوں میں شورش پیدا ہو گئیں۔ (ابن سعد)

ابن عساکر، زہری سے دوسرے طریقے پر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن میب سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیوں شہید کر دیئے گئے اور لوگوں کی کیا حالت تھی اور آپ کا رویہ کیا تھا اور صحابہ نے آپ کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے اور جس نے آپ کو قتل کیا وہ ظالم تھا اور جنہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا، وہ معذور تھے۔ میں نے کہا: یہ کس طرح ہو سکتا ہے آپ نے کہا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو بعض صحابہ کو ناگوار گزرا تھا کیونکہ آپ اپنے اعزہ اور اقرباء کو بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ آپ کی مدت خلافت بارہ سال ہے، شروع ہی سے بنی امیہ میں سے غیر صحابہ کو حاکم بناتے تھے تو وہ اکثر ایسے کام کرتے جن کو صحابہ بہت برا کہتے تھے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کو علیحدہ تو نہ کرتے بلکہ کچھ معذرت کر دیتے۔ چھ برس کے بعد اپنے چچا کی اولاد کو ترجیح دی اور انہی کو حاکم بنانا شروع کر دیا اور ان کو اللہ سے ڈرنے کی ترغیب دی۔ عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا حاکم بنا کر بھیجا وہاں اس کو دو ہی سال گزرے تھے کہ اہل مصر اس کی شکایت کرنے لگے اور اس سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر اور حضرت عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہم) کی وجہ سے بنو ہذیل اور بنو زہرہ اور بنو غفار اور ان کے حلیفوں، بنو مخزوم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بدظنی ہو چکی تھی۔ اب اہل مصر نے ابن ابی سرح کی آکر شکایتیں کیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ڈانٹ ڈپٹ کا خط عبداللہ بن ابی سرح کو لکھا مگر اس نے اس خط کی کچھ پرواہ نہ کی اور جن باتوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منع کیا تھا انہیں کرنے لگا اور جو اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لے کر آئے تھے انہیں اس نے قتل کرا دیا۔ یہ حالت دیکھ کر سات سو آدمی دارالخلافہ میں آئے اور مسجد میں نمازوں کے وقت صحابہ سے ان باتوں کی شکایتیں کیں۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اس معاملہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سختی کے ساتھ گفتگو کی۔ ادھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی، آپ نے کہلا بھیجا کہ اصحاب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے ایسے شخص کے متعلق جس پر قتل کا الزام ہے علیحدگی کے متعلق کہتے ہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مگر آپ کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اس کے علیحدہ کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اس کو سزا دیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ نے بھی کہا کہ یہ لوگ ایک حاکم کی علیحدگی اور وہ بھی قتل کے عوض میں چاہتے ہیں آپ دوسرا آدمی کیوں مقرر نہیں کر دیتے اور اس معاملہ میں انصاف کیوں نہیں برتتے۔ آپ نے فرمایا: یہ لوگ اپنے لیے خود ہی تجویز کرلیں میں عبداللہ بن ابی سرح کو علیحدہ کر کے اس کا تقرر کر دوں گا۔ لوگوں نے محمد بن ابوبکر کو منتخب کیا اور یہ کہا کہ آپ انہیں حاکم بنا دیجئے۔ آپ نے ان کی تقرری اور عبداللہ بن ابی سرح کی علیحدگی کا حکم لکھ دیا۔ یہ فرمان لیکر محمد بن ابوبکر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ بہت سے مہاجرین اور انصار بھی تشریف لے گئے تاکہ اہل مصر اور عبداللہ بن ابی سرح کی کیفیت بچشم خود ملاحظہ کریں۔

یہ تمام قافلہ محمد بن ابوبکر کے ہمراہ تیسری ہی منزل میں تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام جو اپنی سانڈنی کو اڑائے ہوئے تیزی کے ساتھ لیے جا رہا تھا ملا اور اس کی چال اور ڈھنگ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ یا تو کسی کا قاصد ہے اور یا بھاگا ہوا ہے۔ صحابہ کرام نے اس کو پکڑ لیا اور دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ کیا مطلب ہے تجھے کسی کی تلاش ہے یا کسی سے بھاگا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور حاکم مصر کے پاس جا رہا ہوں۔ یہ سن کر ایک شخص نے محمد بن ابوبکر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ حاکم مصر یہ ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے مکتوب الیہ یہ نہیں ہیں اور یہ کہہ کر چل دیا۔ محمد بن ابوبکر نے دو شخص اس کے پکڑنے کیلئے بھیجے جب وہ پکڑ کر لائے تو محمد بن ابوبکر نے دریافت کیا تو کون ہے وہ کچھ ایسا گھبرایا کہ کبھی اپنے آپ کو امیر المومنین کا غلام کہتا تھا اور کبھی مروان کا غلام بتلاتا تھا۔ آخر ایک شخص نے پہچان کر کہا کہ یہ امیر المومنین کا غلام ہے۔ محمد بن ابوبکر نے دریافت کیا کہ امیر المومنین نے تجھے کس کے پاس اور کس غرض سے بھیجا ہے۔ اس نے کہا کہ حاکم مصر کے پاس ایک خط دے کر بھیجا ہے۔ آپ نے پوچھا: تیرے پاس خط ہے، اس نے کہا کہ نہیں۔ آخر اس کی تلاشی لی مگر کوئی خط نہ ملا۔ اس کے پاس ایک سوکھا مشکیزہ تھا جب اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی چیز ہلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسے حرکت دی کہ وہ چیز نکل پڑے مگر جب نہ نکلی تو اس کو چیر دیا اس میں ایک خط امیر المومنین کی طرف سے ابن ابی سرح کے نام کا نکلا۔ محمد بن ابوبکر نے تمام ہمراہیوں کو جمع کر کے اس کی مہر توڑی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ جس وقت تیرے پاس محمد اور فلاں فلاں اشخاص آئیں تو، تو کسی حیلہ سے انہیں قتل کر دینا اور جو تیری شکایتیں یہاں لے کر آئے تھے، ان کو قید کر لینا اور تاحکم ثانی اپنے عہدہ پر قائم رہنا۔ اس کو پڑھ کر تمام آدمی دنگ رہ گئے اور مدینہ منورہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

میں لوٹنے کا مصمم ارادہ کر کے اس خط پر مہریں لگا دیں اور مدینہ منورہ کو چل دیئے۔
یہ لوگ مدینہ شریف آئے اور انہوں نے یہاں آ کر حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت علی، حضرت سعد اور دیگر صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو جمع کیا اور وہ خط ملاحظہ کرا کر تمام قصہ بیان کیا اس پر سب کو سخت غصہ آیا اور حضرت ابن مسعود، حضرت ابوذر اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے حالات یاد کر کے یہ غصہ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔ ہر شخص کو غصہ تھا اور آخر لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا ادھر محمد بن ابوبکر کی ہمدردی کو بنی تمیم کا قبیلہ آ چڑھا۔ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عمار رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب بدر کو بھیجا اور آپ وہ خط اور غلام اور اونٹ لے کر تشریف لائے۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ غلام آپ کا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹنی سامنے کر کے کہا کہ یہ اونٹنی آپ کی ہے آپ نے فرمایا: میری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ خط آپ ہی نے لکھا ہے آپ نے فرمایا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خط میں نے نہیں لکھا نہ میں نے کسی کو لکھنے کا حکم دیا نہ مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر آپ ہی کی مہر ہے آپ نے فرمایا: ہاں بیشک میری ہی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سخت تعجب ہے غلام آپ کا اونٹنی آپ کی خط پر مہر بھی آپ کی اور آپ کو کچھ معلوم نہیں آپ نے پھر قسم کھائی کہ واللہ نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا نہ میں نے اس غلام کو دیکر مصر کی طرف بھیجا۔ اس کے بعد لوگوں نے پہچانا کہ یہ مروان کا خط ہے۔

مروان کو ہمارے حوالے کرو لوگوں کا مطالبہ:

اب حضرت عثمان پر اس معاملہ میں شک ہوا۔ مروان چونکہ آپ کے مکان میں تھا لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کیجئے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اس پر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سخت غصہ آیا اور اسی غصہ کی حالت میں اٹھ کر چلے آئے اکثر نے تو یہ کہا کہ حضرت عثمان غنیؓ کبھی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے مگر بعض نے یہ کہا کہ اس شک سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بری بھی نہیں ہو سکتے حتی کہ آپ مروان کو ہمارے حوالے نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کر لیں اور نہ یہ معلوم ہو جائے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کرنے کا کیوں حکم دیا گیا۔ اگر ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ تحقیق ہو جائے کہ انہوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انہیں علیحدہ کر دیں اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مروان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھ دیا تھا تو ہم مروان کو اس کی سزا دیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار اور گھر کا محاصرہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مروان کے متعلق یہ شبہ ہو گیا کہ اسے قتل کر دیں گے۔ اس لیے آپ نے اس کے دینے سے انکار کر دیا اس پر لوگوں نے پوری طرح محاصرہ کر لیا حتی کہ پانی کا اندر جانا بھی بند کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوپر سے جھانک کر کر فرمایا کیا تم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: حضرت سعد رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بھی نہیں ہیں آپ خاموش ہو گئے تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر فرمایا: تم میں کوئی شخص ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا کر کہہ دے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلا دیں یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ آپ نے تین مشکیزے فوراً پانی کے آپ کے یہاں بھیج دیئے یہ پانی بھی آپ کو اتنی مشکل سے پہنچا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند غلام زخمی ہو گئے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہ اور فرزندان طلحہ و زبیر کا حفاظت کرنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ اگر مروان سپرد نہ کیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہ خبر سن کر آپ نے اپنے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر ننگی تلواریں لیے کھڑے رہو کوئی شخص اندر نہ داخل ہونے پائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ نے بھی اپنے اپنے لڑکوں کو آپ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا اور کہہ دیا کہ کوئی شخص اندر داخل ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس نہ جا سکے یہ تمام برابر حفاظت کرتے رہے اور کسی کو اندر نہ گھسنے دینا۔

محمد بن ابو بکر کا اندر داخل ہونا اور ایک بلوائی کا قتل کرنا:

یہ دیکھ کر محمد بن ابو بکر نے تیر چلانے شروع کر دیئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تیر چلانا چاہتے تھے مگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ جو آپ کے دروازہ پر کھڑے تھے ان کو جا لگا اور آپ کا خون بہنے لگا ایک تیر مروان تک جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا پہنچا محمد بن طلحہ کے آ کر لگا قنبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام کا سر زخمی ہو گیا محمد بن ابو بکر کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خون آلودہ دیکھ کر بنو ہاشم نہ بگڑ بیٹھیں اور ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے یہ سوچ کر دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر ان سے کہا کہ اگر بنو ہاشم آ گئے اور انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زخمی دیکھ لیا تو وہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کو بھول جائیں گے اور الٹے ہمارے ذمہ پڑ جائیں گے اور ہمارا تمام منصوبہ خاک میں مل جائے گا اس لیے یہ ترکیب ہے کہ ہم تینوں چپکے سے دوسرے گھر میں کود کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں کود

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

پڑیں اور ان کو قتل کر دیں کسی کو بھی خبر نہیں ہوگی یہ مشورہ کر کے محمد بن ابو بکر مع اپنے دونوں ساتھیوں کے ایک انصار کے مکان سے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی کیونکہ آپ کے مکان میں جتنے اشخاص تھے وہ تمام مکان کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ معہ اپنی حرم محترمہ کے نیچے کے مکان میں تھے۔ محمد بن ابو بکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ پہلے میں مکان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس میں جاتا ہوں جب میں ان پر قبضہ کر لوں تو تم ایک دم حملہ کر کے قتل کر دینا چنانچہ محمد بن ابو بکر نے اندر جا کر آپ کی ڈاڑھی پکڑ لی آپ نے فرمایا اگر تیرا باپ تجھ کو ایسی حرکت کرتے دیکھتا تو کیا کہتا یہ سن کر محمد بن ابو بکر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ مگر اتنے میں وہ دونوں آدمی آ گئے اور آپ کی طرف جھپٹے اور قتل کر کے جس راستہ سے آئے تھے اسی سے بھاگ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برہمی:

آپ کی حرم محترمہ چیخنے چلانے لگیں مگر چونکہ شور و غوغا بہت ہو رہا تھا آپ کی آواز کسی نے نہیں سنی آخر آپ مکان کی چھت پر چڑھیں اور کہا کہ امیر المومنین شہید ہو گئے۔ لوگ دوڑے ہوئے آئے تو واقعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذبح کیے ہوئے پڑے تھے۔ یہ خبر حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد رضی اللہ عنہم اور اہل مدینہ کو پہنچی، اس خبر وحشت اثر کو سن کر لوگوں کے ہوش اڑ گئے اور مدہوشانہ بھاگتے دوڑتے یہاں پہنچے تو آپ کو فی الواقع مقتول پایا اور سب نے...... "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" پڑھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادوں سے پوچھا کہ جب تم دروازے پر موجود تھے تو پھر امیر المومنین کس طرح قتل ہو گئے یہ کہہ کر آپ نے ایک طمانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مارا اور ایک مکا امام حسین رضی اللہ عنہ کی چھاتی پر دیا اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ ابن زبیر کو بھی بہت برا بھلا کہا اور غصہ میں بھرے ہوئے اپنے گھر پر تشریف لے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کیلئے لوگوں کا اصرار:

اتنے میں لوگ دوڑے ہوئے آپ کے گھر پر آئے اور کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں آپ ہاتھ پھیلائے کیونکہ کسی خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا: خلیفہ کا انتخاب اہل بدر کر سکتے ہیں۔ جس سے اہل بدر راضی ہیں وہی خلیفہ ہے۔ چنانچہ تمام اہل بدر آئے اور یہ کہا کہ ہم آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق کسی دوسرے کو نہیں دیکھتے آپ ہاتھ لائیے تا کہ ہم بیعت کریں چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مروان کا فرار ہونا اور قتل کی تفتیش:

مروان اور اس کے بیٹے پہلے ہی بھاگ چکے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ تو میں نہیں جانتی ہوں اور البتہ دو آدمی جنہیں میں نہیں پہچانتی اندر داخل ہوئے تھے جن کے ساتھ محمد بن ابوبکر بھی تھے اور محمد بن ابوبکر نے آپ کی ڈاڑھی بھی پکڑلی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً محمد بن ابوبکر کو بلا کر دریافت کیا۔ محمد بن ابوبکر نے کہا کہ واقعی وہ سچ کہتی ہیں میں اندر گھسا تھا اور قتل کا ارادہ بھی تھا مگر جب انہوں نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں فوراً پیچھے ہٹ گیا اور اس وقت میں بارگاہ خداوندی میں توبہ کرتا ہوں واللہ میں نے ان کو قتل کیا نہ میں نے ان کو پکڑا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حرم محترم نے فرمایا: واقعی یہ سچ کہتا ہے لیکن ان دونوں کو اسی نے داخل کیا تھا۔

ابن عساکر، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (زوجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے غلام کنانہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مصر میں سے ایک شخص نے جس کی آنکھیں نیلی سرخ تھیں اور جس کا نام حمار تھا نے قتل کیا تھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے گفتگو:

امام احمد نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھیرے گئے تو میں (مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور میں نے عرض کیا کہ آپ امیر المومنین ہیں اور آپ پر یہ افتاد پڑی ہے میں آپ کو تین رائیں دیتا ہوں ان میں سے جسے آپ چاہیں قبول کر لیجئے (۱) تو یہ کہ آپ نکل کر لڑیئے خدا کے فضل سے آپ کے بھی حمایتی بہت ہیں اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل کی طرف ہیں (۲) یا آپ کسی دوسری طرف سے نکل کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو جایئے اور مکہ معظمہ پہنچ جایئے وہاں حرم بیت اللہ کی وجہ سے لوگ آپ سے تعرض نہ کریں گے اور وہاں خونریزی پسند نہ کریں گے۔ (۳) یہ کہ آپ ملک شام کا ارادہ کریں، وہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں وہ آپ کی مدد کریں گے۔ آپ نے فرمایا: میں باہر نکل کر کبھی جنگ نہیں کر سکتا کیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہو کر مسلمانوں کا خون بہاؤں۔ نہ میں مکہ معظمہ جا سکتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ قریش میں کا کوئی آدمی حرم محترم میں فتنہ وفساد کرائے گا اس پر تمام دنیا کا آدھا عذاب ہوگا۔ اور میں اس وعید کا مورد کبھی نہیں بن سکتا۔ باقی رہا شام میں چلا جانا سو مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے کبھی گوارا نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی ہجرت کی جگہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی کو ترک کر دوں۔

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

خصوصیات: ابن عساکر، ابوثور الفہمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب کہ آپ محبوس تھے حاضر ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار کے پاس دس امانتیں محفوظ کر رکھی ہیں۔(۱) میں اسلام میں چوتھا مسلمان ہوں۔(۲) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کیا۔(۳) جس وقت ان کا انتقال ہو گیا تو دوسری صاحبزادی سے نکاح کر دیا۔(۴) میں نے کبھی نہیں گایا۔(۵) میں نے کبھی بدی کو خواہش نہیں کی۔(۶) جس وقت سے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی کبھی اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔(۷) میں نے ہر جمعہ کو جب سے مسلمان ہوا ہوں ایک غلام آزاد کیا اگر کبھی میرے پاس نہیں ہوا تو میں نے اس کی قضا ادا کی۔(۸) میں نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔(۹) میں نے کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں چوری نہیں کی۔(۱۰) میں نے قرآن مجید کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہی حفظ کیا۔

تاریخ شہادت: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت وسط ایام تشریق ۳۵ھ میں واقع ہوئی بعض کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن اٹھارہ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی اور شب شنبہ مغرب اور عشاء کے درمیان حش کوکب واقع مقام بقیع میں مدفون ہوئے سب سے اول آپ ہی بقیع میں موفون ہوئے بعض کے قول کے موافق آپ بروز چہار شنبہ اور بقول بعض دوشنبہ جو بیس ذی الحجہ شہید کیے گئے۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ"

آپ کی عمر شریف کے متعلق بہت زیادہ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ بیاسی سال کی عمر تھی اور بعض اکیاسی سال اور بعض چوراسی سال اور بعض چھیاسی سال اور بعض اسی سال اور بعض نواسی سال اور بعض نوے سال بیان کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کے جنازہ کی نماز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ ہی نے ان کو دفن کیا کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان باتوں کی آپ کو وصیت فرمائی تھی۔

تلوار خداوندی: ابن عساکر اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہے خدا کی تلوار میان میں رہی اور آپ کی شہادت کے بعد ایسی میان سے نکلی کہ قیامت تک کھلی ہی رہے گی۔(اس روایت میں عمر بن فائد اکیلا راوی ہے اور وہ قابل اعتبار نہیں)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

قاتلوں کا برا انجام: ابن عساکر، یزید بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کی تھی ان میں سے اکثر دیوانے (پاگل) ہو گئے تھے۔

پہلا اور آخری فتنہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور سب سے آخری فتنہ ظہور دجال ہوگا واللہ باللہ جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ایک ذرہ برابر خوش ہوگا تو وہ اگر دجال کا زمانہ پائے گا تو اس پر ضرور ایمان لے آئے گا اور اگر دجال کا زمانہ نہیں ملے گا تو اپنی قبر میں اس کا تابعدار ہوگا۔ (ابن عساکر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ نہ کیا جاتا تو آسمان سے پتھر برستے۔ (ابن عساکر)

حضرت علی پر شہادت کا اظہار: حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں موجود نہیں تھے جب آپ کو اس واقعہ ہائلہ کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: مولیٰ کریم! نہ میں اس واقعہ پر راضی ہوا اور نہ میں نے کسی طرح کی مدد دی۔ (ابن عساکر)

قیس بن عباد کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مولیٰ کریم تو خوب جانتا ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے بالکل علیحدہ ہوں بلکہ جس روز آپ شہید ہوئے تو میری عقل زائل ہوگئی تھی جب لوگ بیعت کے لیے میرے پاس آئے تو میں نے اس کو برا سمجھا اور میں نے کہا کہ واللہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس قوم سے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا بیعت لوں اور پھر ایسی صورت میں تو مجھے اللہ تعالیٰ سے اور زیادہ شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابھی مدفون بھی نہیں کیے گئے ہوں یہ سن کر لوگ واپس ہو گئے لیکن جب پھر آئے اور مجھ سے بیعت کا سوال کیا تو میں نے کہا مولیٰ کریم! اس سے میں ڈرتا ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر پڑی ہے آخر میرا دل قابو میں ہوا اور میں نے بیعت کر لی مگر جب انہوں نے مجھے یا امیر المومنین کہہ کر پکارا تو اس سے میرے دل پر ایک چوٹ سی لگی اور میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی یا اللہ میری دعا قبول کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہو جا۔ (حاکم)

ابن عساکر، ابو خلدۃ حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بنو امیہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میں نے قتل کرایا واللہ نہ میں نے قتل کرایا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نہ میں نے مدد دی بلکہ میں نے لوگوں کو منع کیا مگر کسی نے میری ایک نہ سنی۔

اسلاف کا شہادت پر اظہار:

سمرہؓ کہتے ہیں کہ اسلام ایک بہت بڑے مضبوط قلعہ میں تھا مگر قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک کبھی بند نہ ہوگا اور اہل مدینہ میں خلافت بھی قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسی نکالی کہ پھر قیامت تک مدینہ میں کبھی لوٹ کر نہیں آئے گی۔

محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جنگ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد مدد کرنی چھوڑ دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک چاند دیکھنے میں کبھی اختلاف نہیں ہوا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد آسمان پر شفق نظر آنے لگی۔

عبدالرزاق اپنی تصنیف میں حمید ابن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس محاصرہ میں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کر رکھا تھا تشریف لائے اور فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی قتل نہ کرے واللہ جو کوئی آپ کو قتل کرے گا وہ کوڑھی ہو کر مرے گا خدا کی تلوار اب تک میان میں ہے واللہ اگر تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے رخنہ ڈال دیا تو پھر ایسی میان سے نکلے گی کہ قیامت تک کبھی میان میں نہ جائے گی یاد رکھو کہ ایک نبی کی عوض میں ستر ہزار اور ایک خلیفہ کے بدلے میں پینتیس ہزار جانیں لی جایا کرتی ہیں تب کہیں اس قوم میں پھر اتفاق پیدا ہوتا ہے۔

ابن عساکر، عبدالرحمن بن مہدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اندر دو خصلتیں ایسی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں نہیں تھیں۔ اول شہادت کے وقت تک صبر کرنا۔ (۲) ایک قرآن مجید کی ایک قرأت پر تمام مسلمانوں کو جمع کرنا۔

حاکم شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ کعب بن مالک نے جو مرثیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا تھا اس سے بہتر دوسرا مرثیہ سننے میں نہیں آیا چنانچہ اس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

فکف یدیه ثمه العلق بابه   والیقن ان الله یس بغافل
و قال لاهل الدار لا تقتلو هم   عفا الله عن کل امرالم یقاتل
فکیف رایت الله حب علیهم   العداوة والبغضاء بعد التواصل
و کیف رایت الخیواد بربعده   عن الناس او بار یا سرا یاح الجواقل

ترجمہ اشعار: ”آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور دروازہ بند کرلیا اور یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمنوں کے ساتھ لڑائی مت کرو۔ جو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

شخص لڑائی نہ کرے گا وہ خدا کے امن میں رہے گا پھر اے ناظر تو نے دیکھا کہ آپس میں میل و محبت کے بعد خدا نے ان پر عداوت اور بغض ڈال دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سے بھلائی ایسی نکل گئی جیسے لوگوں پر سے تیز آندھیاں۔"

حسن سیرت: ابن سعد، موسیٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ زرد کپڑے پہنے ہوئے منبر پر تشریف لائے آپ کا مؤذن اذان دیتا تھا۔ اور آپ لوگوں سے ان کی خیر و عافیت اور نرخ وغیرہ دریافت کرتے رہتے تھے۔

عبداللہ رومی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اٹھ کر وضو کا سامان خود کر لیا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا اگر آپ کسی خادم کو جگا لیا کریں تو کیا حرج ہے آپ نے فرمایا: آخر ان کے لیے بھی تو رات آرام کے لئے ہے۔

ابن عساکر، حضرت عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔ "امنت بالذی خلق فسوی"

عصاء توڑنے والے کا بُرا انجام: ابو نعیم دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ فرما رہے تھے کہ جہجاہ غفاری نے آپ کے دست مبارک سے آپ کی لاٹھی کو چھین کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا۔ ایک سال بھی گذرنے نہیں پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر مرض آکلہ مسلط کر دیا (گوشت کو یہ مرض لگ جاتا ہے اور اس کو اردو میں گوشت خوردہ کہتے ہیں۔

اولیات عثمانی: عسکری اوائل میں بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ ہی نے جاگیریں مقرر کیں آپ ہی نے جانوروں کیلئے چراگاہیں چھوڑیں، آپ ہی نے تکبیر میں آواز دھیمی کرائی۔ آپ ہی نے مسجد میں خوشبو لگوائیں۔ جمعہ میں پہلی اذان کا حکم دیا۔ موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں، جب آپ بعد از بیعت خطبہ فرمانے لگے تو کانپنے لگے اور آپ سے تقریر نہ ہو سکی۔ مجبوراً آپ نے فرمایا: لوگو! تم جانتے ہو کہ اول اول گھوڑے پر سوار ہونا بہت مشکل ہے، اس دن کے بعد بہت سے دن آئیں گے اگر میں زندہ رہا تو تمہیں ضرور خطبہ سناؤں گا۔ ہمارے خاندان میں کبھی کوئی خطیب نہیں رہا میں جیسا کچھ ہوں اللہ تعالیٰ تم پر ظاہر کر دے گا۔ (ابن سعد)

آپ ہی نے سب سے پہلے لوگوں کو خود زکوٰۃ نکالنے کا حکم فرمایا۔ اپنی والدہ کی حیات میں سب سے پہلے آپ ہی خلیفہ ہوئے۔ آپ ہی نے کوتوال پولیس مقرر کیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے حضرت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت دیکھ کر مسجد میں اپنے لیے محراب بنوایا۔ (اس اولیت کو عسکری نے بیان کیا ہے۔) سب سے پہلے آپ ہی کی خلافت کے زمانہ میں اختلاف ایسا ہوا۔ اور بعض نے بعض کو غلطی پر سمجھا ورنہ پہلے اختلاف مسائل فقہ میں ہوتا تھا اور بعض بعض کو غلطی پر نہ سمجھتے تھے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ آپ کے بعض اوائل اور بھی ہیں سب سے پہلے مع اہل وعیال کے راہ خدا میں آپ ہی نے ہجرت کی۔ تمام مسلمانوں کو قرآن پاک کی ایک ہی قرأت پر جمع کیا۔

ابن عساکر، حکیم بن عبادہ ابن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہی کے زمانہ میں سب سے پہلے مال ومتاع کی اتنی کثرت ہوئی کہ بے فکروں اور پیٹ بھروں نے کبوتر بازی اور غلیل اندازی شروع کر دی اور آپ کو ان کے روکنے میں ایک شخص بنی لیث کے قبیلہ کا اپنی خلافت کے ۸ ہجری میں مقرر کرنا پڑا، جس نے کبوتروں کو پر قینچ کیا اور غلیلوں کو توڑ ڈالا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہونیوالے اسلاف:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل مشہور حضرات فوت ہوئے، حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم، حضرت جبار بن صخر، حضرت حاتم بن ابی بلعتہ، حضرت عیاض بن زہیر، حضرت ابواسید الساعدی، حضرت اوس بن صامت، حضرت حرث بن نوفل، حضرت عبداللہ بن حذاقہ، حضرت زید بن خارجہ جنہوں نے موت کے بعد بھی کلام کیا۔ لبید شاعر، حضرت مسیب والد سعید، حضرت معاذ بن عمرو بن جموح، حضرت معبد بن عباس، حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی، حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر، حضرت نعیم بن مسعود اشجعی۔ اور بہت سے صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے خطبہ شاعر، ابوذریب شاعر ہذلی کا بھی آپ کے زمانہ خلافت میں وصال ہوا۔

❀❀❀❀

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حضرت علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ

علی بن ابی طالب المعروف عبد مناف بن عبد المطلب المعروف شیبہ بن ہاشم المعروف عمر بن عبد مناف المعروف مغیرہ بن قصی المعروف زید بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نظر بن کنانہ۔

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوتراب رکھی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جو اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور اسلامی بھائی چارہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے خاوند اور سب سے پہلے نیک لوگوں میں سے تھے۔ آپ عالم ربانی اور مشہور بہادر اور بے بدل زاہد اور معروف خطیب تھے، آپ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے قرآن پاک جمع اور حفظ کر کے رسالت پناہی میں پیش کیا پھر ابوالاسود دئلی، ابوعبدالرحمٰن سلمی اور عبدالرحمٰن بن ابویعلیٰ نے آپ ہی سے قرآن پاک سیکھا، آپ بنی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ اسلام میں قدیم ہیں بلکہ حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت زید بن ارقم اور حضرت سلمان فارسی اور بہت سے صحابہ اس پر متفق ہیں کہ اول آپ ہی اسلام لائے اور بعض نے اس پر اجماع بھی لکھا ہے۔

ابویعلی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے روز نبی ہوئے اور میں منگل کے دن مسلمان ہوا جس وقت آپ اسلام لائے آپ کی عمر شریف دس سال کی تھی بلکہ بعض نو بعض آٹھ اور بعض اس سے بھی کم بتاتے ہیں۔ حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں کہ آپ نے کبھی چھوٹی عمر میں بھی بت پرستی نہیں کی۔ (ابن سعد)

جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ کو حکم دیا کہ تم ہمارے بعد چند دنوں تک مکہ معظمہ میں اور قیام کرنا تاکہ جو امانتیں اور جو ودیعتیں اور وصیتیں ہمارے پاس رکھی ہیں وہ پہنچا دینا چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ تمام غزوات میں سوائے غزوۂ تبوک کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک میں آپ کو اپنا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

خلیفہ بنا کر مدینہ منورہ میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ تمام لڑائیوں میں آپ کے بہادرانہ کارنامے اور آثار مشہور ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بہت دفعہ لڑائیوں میں آپ کو جھنڈا عطا فرمایا اور سپہ سالار بنایا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ احد میں آپ کو سولہ زخم آئے تھے۔ بخاری اور مسلم نے ثابت کیا ہے کہ جنگ خیبر میں آپ کو حضور نبی کریم ﷺ نے جھنڈا عطا کیا تھا اور پیشینگوئی کی تھی کہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ آپ کی بہادری کے کارنامے اور قوت بازو کی مثالیں مشہور و معروف ہیں۔ آپ خوب موٹے تھے، خود کی وجہ سے سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔ میانہ قد مائل بہ پست قوی، پیٹ کسی قدر بھاری بہت لمبی سفید داڑھی، مونڈھوں کے درمیان بھری ہوئی پیٹھ سے نیچے بھاری رنگ زیادہ گندم گونی تھا، تمام جسم پر بہت بال اُگے ہوئے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ خیبر میں آپ نے اپنی پیٹھ پر قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھالیا اور مسلمان اس پر سوار ہو کر اندر داخل ہو گئے اور خیبر کو فتح کر لیا اور آپ نے پھر اسکو پھینک دیا، جب اسکو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنے لگے تو چالیس آدمیوں نے کھینچا۔ (ابن عساکر)

ابن اسحٰق نے مغازی میں اور ابن عساکر نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ خیبر میں قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھا کر بہت دیر تک ہاتھ میں رکھا اور اس سے ڈھال کا کام لیا اور جس وقت قلعہ فتح ہو گیا تو اسے پھینک دیا، لڑائی کے بعد ہم آٹھ آدمیوں نے مل کر اسے اٹھانا چاہا مگر ہم سے نہیں ہلا۔

ابوتراب لقب کی وجہ:

بخاری ''ادب'' میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا نام ابوتراب بہت پسند تھا اور جب آپ کو کوئی اس نام سے آواز دیتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور کیوں خوش نہ ہوتے جبکہ آقائے دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو یہ لقب عنایت فرمایا تھا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن آپ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر مسجد میں آ کر لیٹ گئے تھے، آپ کے بدن پر کچھ مٹی لگ گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ بہ نفس نفیس مسجد میں تشریف لائے اور آپکے بدن پر جو مٹی لگ گئی تھی آپ اسے جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے، ابوتراب (مٹی کے باپ) اٹھو۔

مروی احادیث کی تعداد:

آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے پانچ سو چھیاسی احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے آپ کے تینوں صاحبزادوں حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین، حضرت محمد ابن حنیفہ، حضرت مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ابن زبیر، حضرت ابو موسیٰ، حضرت ابو سعید، حضرت زید بن ارقم، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابو امامہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کیا ہے۔

فضائل و مناقب میں احادیث:

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، کسی دوسرے صحابی کی نہیں ہوتی۔ (حاکم)

بخاری، مسلم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک میں آپ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا تو آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ مجھے یہاں عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ اس طرح چھوڑے جاتا ہوں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے، فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (احمد بزار وغیرہ نے اس کو متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے۔)

بخاری، مسلم، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں (جبکہ کئی دن تک فتح نہ ہو سکی) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا کہ جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اس قلعہ کو فتح کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، رات کو جس وقت صحابہ سوئے تو غور و خوض کرتے تھے کہ دیکھئے کس کو عنایت ہوتا ہے، جب صبح ہوئی تو ہر شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہر ایک کے دل میں خواہش تھی کہ شاید مجھے یہ فخر حاصل ہو الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں اس غرض سے تشریف نہیں لائے آپ نے فرمایا انہیں فوراً بلا لو۔ جس وقت آپ تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً آنکھیں اچھی ہو گئیں اور پھر کبھی آپؓ کی آنکھیں نہیں دکھیں۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا آپ ہی کو عطا فرمایا ہم غور و خوض اور باتیں ہی کرتے رہ گئے۔ (اس حدیث کو طبرانی نے متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے۔)

صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی: "نَدْعُ اَبْنَآءَ نَاوَ اَبْنَآءَ كُمْ" تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین (رضی اللہ عنہما) کو بلا کر دعا کی: "الٰہی! یہ میرے گھر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

کے لوگ ہیں۔

ترمذی نے ابو سریحہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا میں محبوب ہوں، اس کے علی بھی محبوب ہیں۔ (اس کو احمد نے بھی چند راویوں سے اور طبرانی نے بھی متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے۔)

بعض راوی اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم! جو علی سے محبت رکھے، اس سے تو بھی محبت رکھ اور جو علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھے، اس سے تو بھی بغض رکھ۔

احمد، ابوالطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک وسیع میدان میں لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم میں میری نسبت کیا فرمایا تھا۔ تیس شخص ان میں سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ ہمارے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی بھی مولیٰ ہیں۔ مولیٰ کریم! جو علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے محبت رکھے، ان سے محبت رکھ اور حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے جو دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔

ترمذی، حاکم، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں ان کا نام بتا دیجئے، آپ نے فرمایا: ان میں سے ایک علی ہیں اور تین آدمی ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں اور میں علی (رضی اللہ عنہ) سے ہوں۔

رشتہ مواخات:

ترمذی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے آپس میں مواخات یعنی بھائی چارہ کرایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روتے ہوئے تشریف لائے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے تمام صحابہ کے درمیان مواخات کرائی مگر میں یوں ہی رہ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے دانہ اگایا اور جان پیدا کی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ مومن تجھ سے (علی رضی اللہ عنہ) محبت رکھے گا اور منافق بغض رکھے گا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ترمذی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم منافق کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچان لیتے تھے۔

ترمذی، حاکم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروزہ ہے۔ یہ حدیث حُسن ہے۔ ابن جوزی، امام نووی وغیرہ نے جو اس کو موضوع کہا غلط ہے ہم اس کو تحقیقات تعصیبات علی الموضعات میں کر چکے ہیں۔

حاکم، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یمن کی طرف بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے یمن بھیجتے ہیں اور میں ایک جوان شخص ہوں، ناتجربہ کار، معاملات طے کرنے نہیں جانتا، آپ نے یہ سن کر میرے سینہ میں ایک ہاتھ مارا اور فرمایا: مولیٰ کریم! اس کے دل کو روشن فرمادے اور اس کی زبان کو استقلال عطا فرما۔ واللہ! اس روز سے مجھے معاملات طے کرنے میں کبھی شک نہیں ہوا۔

ابن سعد، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے لوگوں نے کہا: اس کی کیا وجہ کہ آپ زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں میں نے (علی رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ جب کبھی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرتا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خوب سمجھایا کرتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا تو خود بتایا کرتے تھے۔

حضرت علی کی شان میں اقوال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہم میں سب بہتر فیصلہ کنندہ ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ہم سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔

ابن سعد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جب کوئی مسئلہ معتبر ذریعہ سے پہنچے تو اس کے بعد پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت سعید بن میب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کہیں ایسا معاملہ درپیش نہ ہو جس کا فیصلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی نہ کرسکیں۔ سعید بن میب کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں سوائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہہ سکے کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے۔

ابن عساکر، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ بھر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ فرائض جاننے والا اور معاملہ فہم کوئی شخص نہیں تھا۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص سنت کا جاننے والا نہیں ہے۔ مسروق کہتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہم) پر ختم ہو گیا۔

عبداللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اندر علم کی پوری پختگی اور مضبوطی تھی اور آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت تقدم، اسلام، دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فقہ حدیث جرأت، جنگ سخاوت مال کی وجہ سے افضل ہیں۔

طبرانی اوسط (بسند ضعیف) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہیں اور میں اور علی ایک ہی درخت کی شاخ ہیں۔

طبرانی، ابن ابی حاتم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس جگہ قرآن پاک میں "یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" ہے وہاں سمجھنا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے امیر و شریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چند جگہ قرآن پاک میں صحابہ پر غصہ فرمایا ہے مگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہر جگہ خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں جو کچھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوا ہے کسی کی شان میں نہیں ہوا۔

ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔

بزار، حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس مسجد میں سوائے تمہارے اور میرے کسی کیلئے جنبی ہونا حلال نہیں ہے۔

طبرانی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ میں ہوتے تھے تو سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ سے گفتگو کرے۔

طبرانی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی طرف دیکھنا عبادت ہے، اس کے اسناد حسن ہیں۔

طبرانی، اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اندر اٹھارہ صفات ایسی ہیں جو کسی دوسرے صحابی میں نہیں ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خاص خصائل:

ابویعلی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین خصلتیں ایسی ملی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی مل جاتی تو میرے نزدیک تمام دنیا سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت وہ کیا خصائل ہیں؟ آپ نے فرمایا: (۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا۔ (۲) آپ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ وہاں ان کو حلال ہے مجھے نہیں۔ (۳) جنگ خیبر میں جھنڈا عطا کیا۔

ابویعلی، بزار، حضرت سعید ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کو اذیت دی گویا اس نے مجھے اذیت دی۔

طبرانی بسند صحیح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھی، اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی، اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھی۔

احمد، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

احمد اور حاکم بسند صحیح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن کی حفاظت پر اس طرح جھگڑتے رہو گے جیسے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن اتارے جانے پر جھگڑتا ہوں۔

بزار، ابویعلی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا: تیری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی مثال ہے کہ یہود نے ان سے یہاں تک بغض کیا کہ ان کی ماں تک کو بہتان لگا دیا اور نصاریٰ نے ان سے اتنی محبت کی کہ جتنی عزت کے وہ لائق نہ تھے وہاں تک پہنچا دیا یاد رکھو، انسان کو دو چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں ایک تو اتنی محبت کہ محبوب میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو اس میں نہ ہوں۔ دوسرے اس درجہ کا بغض کہ برا کہتے کہتے تہمت لگا دے۔

قرآن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے:

طبرانی اوسط، صغیر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) قرآن پاک کے ساتھ ہیں اور قرآن حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہے اور یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد حرض کوثر پر آملیں گے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بد بخت شخص: احمد، حاکم نے بسند صحیح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دو شخص سب سے زیادہ بدبخت ہیں، ایک تو احمیر (احمر) ثمود جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ دوسرا وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور داڑھی خون میں تر بتر ہو جائے گی۔

حاکم، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چند لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کچھ شکایت کی۔ آپ نے فوراً خطبہ فرمایا اور کہا: علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی شکایت ہرگز نہ کرنا وہ اللہ کے معاملات اور اس کے راستے میں بہت زیادہ سخت ہیں۔

بیعت خلافت: ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دوسرے تمام صحابہ نے بخوشی سوائے حضرت طلحہ، حضرت زبیر (رضی اللہ عنہما) کے مدینہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی، ان دونوں نے صرف ظاہراً بادل ناخواستہ بیعت تو کر لی مگر فوراً ہی مکہ شریف کو روانہ ہو گئے وہاں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ لے کر بصرہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا۔ جس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ بھی عراق سے تشریف لے گئے۔ یہاں جنگ جمل واقع ہوئی جس میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے اور طرفین کے تیرہ ہزار شخص شہید ہوئے۔ یہ واقعہ جمادی الآخر ۳۲ ہجری میں واقع ہوا۔ بصرہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پندرہ روز قیام کیا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے۔

جنگ صفین: کوفہ میں آپ پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا، جس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ بھی اس طرف بڑھے اور طرفین میں صفر ۳۷ ہجری میں خوب معرکہ آرائی ہوئی اور کئی روز تک برابر جنگ ہوتی رہی۔ آخر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے غور و فکر سے اہل شام نے قرآن شریف کو بلند کر کے اعلان کیا کہ اس کے موافق فیصلہ کر لو، لوگوں نے اس صورت میں لڑائی کو برا سمجھا اور صلح کیلئے اپنی اپنی طرف سے دونوں نے حکم مقرر کر دیئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حکم مقرر ہوئے، انہوں نے ایک عہد نامہ لکھا کہ آئندہ سال مقام ارزح میں آکر اصلاح امت کے متعلق گفتگو کی جائے۔ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام کو اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ کو واپس چلے گئے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خوارج کاظہوراوران سے جنگ:

کوفہ آکرآپ کے ساتھ سے خارجی لوگ علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے خلافت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انکار کر کے "لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہ" (سوائے حکم خدا کے کسی کا حکم نہیں) کا نعرہ بلند کیا اور بحروراء مقام میں ایک جمعیت قائم کر کے معرکہ آراء ہونے کا ارادہ کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کے سمجھانے کیلئے روانہ کیا، اس کے بعد کچھ لوگ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آملے اور کچھ اپنے قول پر جمے رہے اور نہروان کی طرف بھاگ گئے، وہاں پہنچ کر مسافروں کو لوٹنا اور مارنا شروع کر دیا۔ آخر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں جا کر وہیں قتل کر ڈالا اور انہی میں ذالثدیہ بھی مارا گیا۔ یہ تمام وقوعہ ۳۸ ہجری میں ہوا۔

شعبان ۳۸ ہجری میں بموجب قرارداد سال گزشتہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ ازرح میں جمع ہوئے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر اپنی طرف گفتگو اور چرب زبانی سے حاوی ہو گئے اور انہیں کو پہلے کھڑا کر دیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اقرار کر کے ان سے خلافت پر بیعت کر لی چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ لے کر لوگ گئے، اس پر آپ کو بڑا سخت غصہ آیا اور فرمایا: میرے خلاف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی جائے گی۔

خوارج کی ناپاک شازش:

ادھر تین آدمی خوارج کے یعنی عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور برک بن عبداللہ تمیمی اور عمر بن بکیر تمیمی نے مکہ شریف میں جمع ہو کر آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ ان تینوں آدمیوں یعنی حضرت علی ابن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص کو قتل کر کے قصہ ہی پاک کر دینا چاہیے تاکہ مسلمانوں کو ان تمام فضول اور جھگڑوں سے چھٹکارا ہو۔ چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بررک نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے متعلق عہد کیا کہ ہم ان کو ایک ہی رات میں ۱۷ رمضان المبارک میں شہید کر دیں گے۔ یہ معاہدہ کر کے تینوں بدبخت انہی شہروں کی طرف روانہ ہوئے. جہاں ان کے مقتولین موجود تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

سب سے پہلے اپنی منزل یعنی کوفہ میں ابن ملجم پہنچا اور اس نے وہاں پہنچ کر اپنے دیگر خوارج سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کہا کہ میں نے ۱۷ رمضان المبارک چالیس ہجری کی رات کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حسب معمول صبح کو اٹھے اور آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے میں نے آپ سے شکایت کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی امت سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے اور مجھ سے آپ کی امت نے سخت جھگڑا کیا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اللہ سے ان کیلئے بددعا کرو۔ میں نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی: مولیٰ کریم! مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں بدل دے اور انہیں اس سے سابقہ ڈالو، جو مجھ سے بدتر ہو۔ آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ابن نباح موذن نے آ کر کہا: الصلوٰۃ (یعنی نماز کو چلئے) آپ گھر سے لوگوں کو نماز کیلئے آواز دیتے ہوئے چلے راستہ میں ابن ملجم ملا اور اس نے آپ کو اس زور سے تلوار ماری کہ آپ کا چہرۂ مبارک کنپٹی تک کٹتا ہوا چلا گیا اور دماغ پر جا کر تلوار رکی، اس بدبخت قاتل پر چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور آخر گرفتار کرلیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسی زخم کی حالت میں جمعہ اور ہفتہ کے روز زندہ رہے اور شب یک شنبہ کو انتقال فرما گئے۔

حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہم) نے آپ کو غسل دیا اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ کے دارالامارت میں رات کے وقت آپ کو سپرد خاک کردیا۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ"

قاتل ملجم کا برا انجام:

اس سے فارغ ہو کر ابن ملجم کے ہاتھ پیر کاٹ کر ایک بلڑے میں ڈال دیا اور اس میں آگ دیدی، جس سے وہ وہیں جل گیا۔ ہم نے یہ تمام واقعات ابن سعد سے جو اس نے اپنی تلخیص میں لکھے ہیں مختصر نقل کردیئے ہیں، نہ اس سے زیادہ کی اس مختصر کتاب میں گنجائش تھی۔

چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے اصحاب کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ۔ اسلئے مجال دم زدنی نہیں ہے اور فرمایا: میرے اصحاب کو قتل کرنا جہنم میں لے جانے کو کافی ہے۔

مستدرک میں سدی سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن ملجم خوارج کی ایک عورت پر جس کا نام قطام تھا، عاشق ہو گیا تھا جب اس عورت نے اس سے نکاح کیا تو مہر میں تین ہزار درہم اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قتل معین کیا تھا، اسی واقعہ کو فرزدق شاعر نے نظم کیا ہے۔

ترجمہ اشعار: "ایسا مہر کسی جوانمرد سخی نے نہ سنا ہوگا جیسا کہ مہر قطام کا مجمل تھا یعنی تین ہزار درہم اور ایک غلام ولونڈی گانے والی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قتل شمشیر براں سے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی مہر گراں قدر نہیں ہوسکتا اور نہ ابن ملجم کے قتل سے بڑھ کر قتل ہوسکتا ہے۔"

مزار مقدس: ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کو دارالامارۃ میں اس لیے پوشیدہ کر دیا گیا کہ کہیں خارجی اس کی توہین نہ کریں۔ شریک کہتے ہیں کہ آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے جسد مبارک کو دارالامارۃ سے منتقل کر کے یہ مدینہ منورہ پہنچا دیا چنانچہ مبرد، محمد بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ اول وہ شخص جو ایک قبر سے دوسری میں منتقل ہوئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن عساکر، سعید بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ کے جسد مبارک کو مدینہ منورہ میں لے جانے لگے تاکہ وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دفن کریں، مگر راستہ میں رات کو وہ اونٹ جس پر نعش مبارک رکھی ہوئی تھی، کہیں بھاگ گیا اور اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ اسی لیے اہل عراق کا قول ہے کہ آپ بادلوں میں تشریف فرما ہیں۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ تلاش کرنے پر وہ اونٹ طے کے کسی شہر میں ملا اور آپ کو وہیں دفن کر دیا۔

آپ کی عمر مبارک میں اختلاف ہے کوئی تریسٹھ برس، کوئی چونسٹھ برس، کوئی پینسٹھ برس، کوئی ستاون اور کوئی اٹھاون برس کی بتاتا ہے۔ آپ کی انیس کنیزیں تھیں۔

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمنوں کو ہم سے مسئلہ دریافت کرنے کی توفیق بخشی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے دریافت کر کے بھیجا ہے کہ خنثیٰ مشکل کے میراث میں کیا حکم ہے میں نے لکھ بھیجا ہے کہ اس کی پیشاب گاہ کی صورت سے میراث کا حکم جاری ہوگا۔ (یعنی اگر اس کی پیشاب گاہ مردوں کے مشابہ ہے تو اس کا حکم مردوں جیسا ہے ورنہ عورت جیسا) ہیثم نے شعبی سے بھی اس طرح روایت کی ہے۔

خلاف ابو بکر و عمر کے بارے میں فرمان: ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکواء اور حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ سے کہا کہ آپ ہمیں یہ بتلا دیں گے کہ آپ کا یہ سفر جس میں آپ امت محمدیہ کے حاکم ہو کر لوگوں کو قتل کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو حکم فرمایا تھا: میرے بعد تم خلیفہ ہو گے۔ کیونکہ آپ سے زیادہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور کون اس معاملہ میں ثقہ اور امانتدار ہوگا اور یہ بات یہاں تک سچ ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو غلط ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا۔ جب میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے پہلے تصدیق کی ہے تو اب میں آپ پر کیوں جھوٹ تراشوں۔ فی الحقیقت اگر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو کیوں منبر حضور پر کھڑا ہونے دیتا میں ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا ایک بھی نہ ہوا ہوتا یہ سب کو معلوم ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ قتل نہیں ہوئے اور نہ اچانک انتقال ہوا بلکہ آپ مرض الموت میں چند دنوں تک زندہ رہے جس وقت آپ کی بیماری نے طول کھینچا اور مؤذن نے آپ کو نماز کے لیے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا انہوں نے نماز پڑھائی اور حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ پڑے دیکھتے رہے۔ جب دوسری نماز کا وقت ہوا اور موذن نے آپ کو بلایا تو آپ نے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا اور آپ نے نماز پڑھائی اور حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ سے دیکھتے رہے۔ اس درمیان میں ایک بار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس ارادہ سے روکنا چاہا مگر حضور نبی کریم ﷺ کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا: تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہو ابوبکر ہی کو کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو ہم نے اپنے معاملات میں غور کیا اور اس شخص کو اپنی دنیا کے لیے اختیار کیا جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے دین کے لیے انتخاب فرمایا تھا کیونکہ نماز دین کی اصل اور جڑ ہے اور آپ دین اور دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے۔ لہٰذا ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی اس کے اہل تھے اور اسی لیے ان کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی آپ کی خلافت سے بیزار ہوا۔ میں نے بھی اس بنا پر آپ کا حق ادا کیا اور اطاعت کی اور آپ کے لشکر میں شامل ہو کر کفار سے جنگ کی جو کچھ آپ نے دیا میں نے لے لیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے لڑنے کا حکم دیا میں دل کھول کر لڑا ان کے حکم سے حد شرع لگائی۔ جب آپ کا وصال ہو گیا تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا گئے ہم نے ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا جب آپ کا انتقال ہونے لگا تو میں نے اپنے دل میں غور کیا اور اپنی قرابت حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ اور اسلام میں اپنی سبقت اور اعمال اور دیگر فضیلتوں کو دیکھا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اب میری خلافت میں اعتراض نہ فرمائیں گے مگر انہیں خوف پیدا ہوا کہ کہیں میں ایسے خلیفہ کو منتخب نہ کر جاؤں کہ جس کا انجام اچھا نہ ہو یہ سوچ کر آپ نے اپنے نفس اور اپنی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

اولاد کو بھی خلافت سے محروم کر دیا اگر آپ بخشش میں اصول کو ہاتھ سے نہ دیتے تو آپ کے بیٹے سے بڑھ کر کون مستحق خلافت ہو سکتا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں رائے:

آپ کے انتقال کے بعد انتخاب اب قریش کے چھ آدمیوں کے ہاتھ میں آیا جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب یہ چھ آدمیوں کی جماعت انتخاب کے لیے بیٹھی تو میں نے پھر دل میں خیال کیا کہ یہ مجھ سے دریغ نہ کریں گے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہم تمام آدمیوں سے عہد لیا کہ ہم سے جو خلیفہ منتخب ہو جائے ہم اس کی اطاعت کریں گے پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ان سے بیعت کر لی تب میں نے سوچا کہ میری بیعت میری اطاعت پر غالب آ گئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا وہ دوسرے کی اطاعت کے لیے لیا گیا تھا چنانچہ ہم سب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو چکی تو میں نے سوچا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جن کی خلافت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نماز پڑھوا کر ہم سے عہد لیا تھا گذر گئے اور جن کے لیے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی چل بسے یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی۔ چنانچہ مجھ سے اہل حرمین شریفین اور ان دو شہروں (بصرہ اور کوفہ) کے رہنے والوں نے بیعت کر لی اس معاملہ خلافت میں اب میرا ایک ایسا شخص (حضرت معاویہ) مقابل بنا ہے کہ جو نہ میرے مثل قرابت میں نہ علم میں نہ سبقت اسلام میں کسی میں بھی نہیں اور میں ہر حالت میں اس سے زیادہ مستحق خلافت ہوں۔

توکل علی اللہ:

ابونعیم نے دلائل میں جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک مقدمہ پیش ہوا اور آپ اس کے سننے کے لیے ایک دیوار کے نیچے بیٹھے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ دیوار گرا چاہتی ہے کہ آپ نے فرمایا: تم اپنا کام کرو۔ میری حفاظت کرنے والا میرا خدا ہے۔ جس وقت آپ مقدمہ کا فیصلہ دیکر وہاں سے اٹھے تب دیوار گر پڑی۔

خلفاء راشدین کون تھے:

طیوریات میں جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ اکثر خطبہ میں فرماتے ہیں: مولیٰ کریم! ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما جیسی اپنے خلفاء راشدین کو ہدایت عطا کی تھی وہ خلفاء راشدین کون تھے آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا: میرے دوست حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تھے اور وہ دونوں امام الہدیٰ اور شیخ الاسلام تھے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کے بعد قریش کے مقتدیٰ تھے۔ جس شخص نے ان کی اقتدا رکی نجات پائی اور جس نے ان کا اتباع کیا ہدایت پائی جو لوگ ان کے راستہ پر چلے وہ اللہ کے لشکر میں داخل ہیں۔

عبدالرزاق نے حجر المدری سے روایت کی ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا اگر کوئی شخص تجھے یہ حکم دے کہ مجھ پر لعنت کر تو تو کیا کریگا۔ میں نے پوچھا کیا ایسا بھی ہونے والا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں ایسا بھی ہوگا۔ میں نے عرض کیا تو پھر میں ایسی صورت میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا: تو لعنت بھیجو۔ (یعنی اس کام پر لعنت بھیجنا جیسے کہ اگلی عبارت سے مستفید ہوتا ہے۔ مترجم) اور مجھ سے جدا نہ ہو جانا۔ چند ہی سال گذرے تھے کہ محمد بن یوسف برادر حجاج بن یوسف امیر یمن نے حکم دیا کہ علی (رضی اللہ عنہ) پر لعنت بھیجی جائے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ امیر یمن حکم دیتا ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کریں لہٰذا تم اس پر لعنت بھیجو کہ خدا اس پر لعنت کرے میری اس بات کو سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہ سمجھا۔

ایک شخص اندھا ہوگیا:

طبرانی اوسط میں اور ابو نعیم نے دلائل میں زاذان سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ فرمایا اور ایک شخص نے آپ کو جھٹلا دیا آپ نے فرمایا: اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے لیے بددعا کر دوں۔ اس نے کہا کر دیجئے آپ نے اس کے لیے بددعا کر دی چنانچہ یہ شخص ابھی اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہوگیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے:

زر بن جیش کہتے ہیں کہ دو آدمی سفر میں کھانا کھانے کے لیے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین تھیں اتنے میں ایک تیسرا شخص آگیا اور ان دونوں نے اس کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا ان تینوں نے آٹھوں روٹیاں کھالیں۔ جب وہ تیسرا شخص جانے لگا تو اس نے آٹھ درہم ان کو دے کر کہا کہ جو کچھ میں نے کھایا ہے یہ اس کا عوض ہے۔ ان دونوں میں ان درہموں کی تقسیم کی وجہ سے جھگڑا ہوگیا پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا اور تجھے حصہ رسد تین دوں گا اور تین روٹی والے نے کہا کہ برابر حصہ لوں گا یہ قضیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ تو وہی لے لے جو یہ دوسرا شخص دیتا ہے کیونکہ اس کی روٹیاں زیادہ تھیں اور تیری کم تھیں اس نے کہا کہ واللہ میں کبھی راضی نہیں ہوں گا حتیٰ کہ میرا حق مجھے پورا نہ دلوا دیا جائے آپ نے فرمایا، اگر پوچھتا ہے تو تیرا محض ایک درہم ہی بنتا ہے اور دوسرے کے سات بنتے ہیں اس نے کہا "سبحان اللہ" یہ کس طرح ذرا مجھے بھی سمجھا دیجئے تاکہ میں اس وجہ کو قبول کرلوں آپ نے فرمایا: کل آٹھ روٹیاں تھیں اور آدمی تم

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تین تھے چونکہ یہ مساوی طور پر حصہ تقسیم نہیں ہوتا اس لیے آٹھ کو تین سے ضرب دے دو جس سے ان روٹیوں کے چوبیں ٹکڑے ہوئے اور چونکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ کس نے کم روٹیاں کھائیں اور کس نے زیادہ اس لیے لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ برابر کھائیں اس لحاظ سے تو نے آٹھ ٹکڑے کھائے اور ایک ٹکڑا باقی بچا اور پانچ روٹیوں والے نے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ کھائے اور سات بچے۔ اب اس شخص درہم دینے والے نے تیرا ایک ٹکڑا کھایا اور اس کے سات ٹکڑے کھائے لہٰذا ظاہر ہے کہ تجھے ایک درہم ملنا چاہیے اور تیرے ساتھی کو سات درہم اس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہوگیا۔

جھوٹے کو سخت سزا:

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عطا سے روایت کی ہے کہ ایک شخص پر دو آدمیوں نے چوری کی گواہی دی آپ اس کی تفتیش حال لگے اور فرمایا کہ میں جھوٹے گواہوں کو سخت سزائیں دوں گا اور جب کبھی میرے پاس جھوٹے گواہ آئے ہیں تو میں نے سزائیں دی ہیں۔ پھر آپ نے ان دونوں گواہوں کو طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی بھاگ چکے ہیں لہٰذا چور کو چھوڑ دیا۔

عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اس نے خواب میں میری ماں سے جماع کیا ہے آپ نے فرمایا: اس کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو درے لگائے جائیں۔

ابن عساکر، جعفر بن محمد کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔ "نعم القادر اللہ" اور حضرت عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی مہر یہ تھی "الملك للہ"

بیت المال میں جھاڑو دے کر نماز پڑھنا:

مداینی کہتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں تشریف لائے تو حکمائے عرب میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین واللہ آپ نے منصب خلافت کو بلند کر دیا حالانکہ منصب خلافت نے آپ کے رتبہ میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ یہ منصب خلافت آپ ہی جیسوں کا محتاج تھا۔

مدائنی، مجمع سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بیت المال میں جھاڑو دیکر نماز پڑھتے تھے تاکہ بیت المال بھی خدا کے ہاں گواہی دے کہ انہوں نے مسلمانوں کے مال کو بند کر کے نہیں رکھا۔

قواعد عربی:

ابو القاسم زجاجی امالیہ میں روایت کرتے ہیں کہ ابو اسود کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو نیچی گردن اور متفکر دیکھ کر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عرض کیا کہ آج آپ متفکر کیوں بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغات کے اندر تبدیلی شروع ہوگئی ہے اس لیے میں نے ارادہ کیا ہے کہ عربی کے اصول کے اندر کچھ قواعد منضبط کر دوں تا کہ زبان اپنی حیثیت سے نہ گرے میں نے عرض کیا اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم پر بڑا احسان ہوگا اور آپ ہم کو دائمی زندگی عطا فرمائیں گے کیونکہ آپ کے بعد وہ اصول ہمیشہ باقی رہیں گے تین روز کے بعد جو میں پھر حاضر ہوا تو آپ نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے ڈال دیا اس میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے بعد لکھا تھا کہ کلام کی تین قسم ہیں۔ اسم، فعل، حرف، اسم وہ ہے جو اپنے مسمیٰ کی خبر دے اور فعل وہ ہے جو اپنے مسمیٰ کی حرکت کی خبر دے اور حرف وہ ہے جس میں یہ دونوں خاصیت نہ پائی جائیں۔ جب میں یہ دیکھ چکا تو آپ نے فرمایا: اگر تمہارے ذہن میں بھی کچھ ہو تو اس میں زیادہ کر دو۔ پھر آپ نے فرمایا: اشیا تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر، مضمر اور ایک ظاہر نہ پوشیدہ اس تیسری ہی قسم میں علماء کو آپس میں فضیلت ہوتی ہے۔

ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں پھر چلا آیا اور میں نے بھی کچھ جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کیا منجملہ ان کے حروف ناصبہ بھی میں نے لکھے تھے۔ جو یہ تھے "ان، ان، لیت، لعل، کان" آپ نے فرمایا: "لکن" بھی تو حرف ناصبہ ہے اس کو کیوں نہیں ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اسے حرف ناصبہ نہیں سمجھتا آپ نے فرمایا: نہیں وہ بھی حرف ناصبہ ہے۔ ان میں زیادہ کر دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال:

ابن عساکر، ربیعہ بن ناجد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! تم شہد کی مکھی کی طرح ہو جاؤ اگر چہ پرندوں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور دوسرے پرندے اس کو ایک بے حقیقت شے تصور کرتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اس کے اندر کیا کیا برکات ہیں لوگو! تم اور لوگوں سے اپنی زبان اور جسم کے ساتھ خلا ملا رکھو اور اپنے اعمال اور دلوں کے ساتھ جدائی پیدا کرو کیونکہ قیامت میں انسان کو اسی چیز کا بدلہ ملے گا جو اس نے کیا ہے اور وہ قیامت کے دن اسی شخص کے ساتھ ہوگا جس سے اسے دنیا میں محبت تھی۔

آپ فرماتے ہیں کہ قبول عمل میں زیادہ کوشش کرو۔ کوئی عمل بغیر تقویٰ کے قبول نہیں ہوتا اور واقعی خلوص کے بغیر کس طرح قبول ہو سکتا ہے۔

یحییٰ بن جعدہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حاملان قرآن، قرآن مجید پر عمل بھی کرو اس لیے کہ عالم وہی شخص ہے جو پڑھ کر اس پر عمل بھی کرے اور اپنے عمل کو علم کے موافق بنائے۔ عنقریب ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو علم حاصل کریں گے مگر ان کا علم ان کے حلق

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سے نیچے نہیں اترے گا ان کا باطن ان کے ظاہر کے مخالف ہوگا ان کا عمل ان کے علم کے بالکل متضاد ہوگا وہ حلقہ باندھ باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر ومباہات کریں گے حتیٰ کہ ایک آدمی اپنے پاس بیٹھے ہوئے پر غصہ ہوگا کہ وہ میرے برابر سے اٹھ کر دوسری جگہ کیوں بیٹھے اور اسی بنا پر چھوڑ دے گا ان لوگوں کے اعمال ان کی مجلسوں سے خدا کی طرف نہیں پہنچیں گے۔

آپ نے فرمایا: بھلے کام پر توفیق بہتر کشش ہے اور اچھی عادت اچھا دوست ہے اور عقل عمدہ ساتھی ہے اور ادب اچھی میراث ہے اور وحشت، عجب وغرور سے بھی بدتر چیز ہے۔

حارث کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مسئلہ تقدیر کو مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک اندھیرا راستہ ہے اس میں مت چل۔ اس نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا: یہ ایک بہت گہرا سمندر ہے اس میں مت غوطہ لگا۔ اس نے پھر پوچھا آپ نے فرمایا: یہ اللہ کا ایک بھید ہے جو تجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اس کی تفتیش مت کر مگر اس نے پھر اصرار کیا آپ نے فرمایا: اے سائل اچھا یہ بتلا کہ خالق آسمان وزمین نے تجھے اپنی مرضی کے موافق پیدا کیا ہے یا تیرے کہنے کے مطابق۔ اس نے کہا کہ جس طرح اللہ نے چاہا پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا: تو جس طرح وہ چاہے گا اسی طرح تیرا استعمال بھی کرے گا۔

آپ نے فرمایا: ہر رنج اور مصیبت کے لیے انتہا ہوتی ہے اور جب کسی پر مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنے منتہا تک ضرور پہنچ کر رہتی ہے لہٰذا عاقل کو لازم ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو اس کے دفعیہ کی کوشش نہ کرے حتیٰ کہ اس کی مدت گذر جائے کیونکہ اس کے دفع کی تدابیر میں اس کی مدت کے ختم سے پہلے اور بھی زیادہ زحمت ہے۔

کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ سخاوت کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا: جو بغیر مانگے دیتا ہے وہ سخاوت ہے اور جو سوال کے بعد میں دے تو بخشش اور داد و دہش ہے۔

آپ کے پاس ایک شخص نے آکر آپ کی بہت زیادہ مبالغہ کے ساتھ تعریف کی اور وہ ایک دفعہ آپ کی مذمت کہیں کر چکا تھا جس کی خبر آپ کو پہنچ چکی تھی آپ نے فرمایا: میں ایسا تو نہیں ہوں جیسا تم کہہ رہے ہو البتہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس سے زیادہ برا ہوں آپ نے فرمایا: معصیت کی سزا عبادت میں سستی اور معیشت میں تنگی اور لذت میں کمی ہے اور حلال کی خواہش اس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو حرام کمائی چھوڑ دینے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اس وقت آپ غصہ کی حالت میں بیٹھے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہوئے تھے اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خدا آپ کو بہت ثابت رکھے حالانکہ آپ سے عداوت رکھتا تھا۔آپ نے فرمایا: تیری چھاتی پر۔(یعنی یہ تیری آرزو اب پوری نہیں ہوگی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شاعری:

شعبی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اشعار کہا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شاعر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شعروشاعری کرتے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تینوں سے زیادہ بڑھ کر شاعر تھے چنانچہ نبیط الاشجعی سے آپ کے مندرجہ ذیل اشعار مروی ہیں۔

اذا شتمب علی الیاس القلوب　　و ضاق مابه الصدر الرجیب
و او طنت المکاره و الھمانت　　وارست فی اما کنھا الکروب
اتاك علی قنوط منك غوث　　یمن فیه اللطیف المستجیب

(ترجمہ)"جس وقت دلوں پر مایوسی چھا جائے اور باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو جائیں اور زمانہ کے مکروہات اقامت پذیر ہو جائیں اور اس کے اماکن میں حوادثات ٹھہر جائیں اور کوئی صورت اس سے چھٹکارے کی کسی عاقل کو نہ ملے تو ایسی ناامیدی میں خودبخود تیرے پاس فریادرس اور مستجیب آئے گا کیونکہ تمام حوادثات جس وقت منتہی ہوتے ہیں کہ اس کے بعد وسعت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔"

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص کا آپ کو اپنے پاس بٹھلانا ناگوار تھا اس وقت آپ نے یہ اشعار فرمائے:

ترجمہ اشعار:"تو جاہلوں سے ہم صحبت مت ہو اور ان سے دور رہ اور ان کو دور رکھ۔کیونکہ بہت جاہلوں نے عقلمندوں کو ہلاک کر دیا جب ان سے بھائی چارہ کیا آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ قیاس کیا جاتا ہے جب اس کے ہمراہ ہو کیونکہ ہر چیز کے دوسری چیز کے ساتھ اندازے اور مشابہتیں ہیں۔ایک جوتا دوسرے جوتے کے ساتھ جب ہی اندازہ کیا جاتا ہے جب ان کو مقابل کیا جائے اور دل کو دل سے جب ہی راہ ہوتی ہے جب وہ ملاقات کریں۔"

مبرد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار پر آپ کے یہ اشعار کندہ تھے۔

ترجمہ اشعار:"آدمی کے لیے دنیا کی حرص اسراف کے ساتھ ہے حالانکہ اس کی صفائی تیرے لیے کدورت سے ملی ہوئی ہے۔دنیا سے بہت جھگڑنے والے ہیں جن کی دنیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

موافقت نہیں کرتی اور بہت سے ایسے عاجز ہیں کہ دنیا ان کو بغیر کوتاہی کے پہنچتی ہے۔ رزق عقل کے سبب نہیں ملتا جب تک رزق نہ دیئے جائیں لیکن وہ لوگ بمقدار مقدر روزی دیئے جاتے ہیں۔ اگر روزی بزور بازو یا غلبہ کے ہوتی تو باز چڑیوں کے رزق بھی لے اڑتے۔"

نیز یہ بھی آپ کے اشعار ہیں:

ترجمہ اشعار: "اپنا بھید سوائے اپنے کسی پر نہ ظاہر کر۔ کیونکہ ہر نیک خواہ کے لیے نیک خواہ ہے میں نے بہت سے گمراہ آدمیوں کو دیکھا ہے کہ کسی کھال کو درست نہیں چھوڑتے۔"

امام حسن رضی اللہ عنہ کو آٹھ باتوں کی وصیت:

عقبہ بن ابی صہباء روایت کرتے ہیں کہ جب ابن ملجم نے آپ کو تلوار ماری تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا: بیٹا! آٹھ باتیں ہمیشہ یاد رکھنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا: (۱) سب سے بڑی تونگری عقل ہے اور (۲) سب سے زیادہ مفلسی حماقت ہے اور (۳) سب سے سخت وحشت غرور ہے اور (۴) سب سے بڑی عزت اچھی عادت ہے امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور چار دوسری باتیں کیا ہیں آپ نے فرمایا: (۵) احمق کی صحبت سے بچو کیونکہ ارادہ تو وہ تمہیں نفع پہنچانے کا کرتا ہے لیکن ضرر پہنچا دیتا ہے۔ (۶) جھوٹے سے پرہیز کرو کیونکہ دور کو قریب اور قریب کو دور کر دیتا ہے۔ (۷) بخیل سے بھی گریز کرو کیونکہ وہ تم سے ایسے وقت منہ پھیرے گا جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی۔ (۸) بدکار سے بھی علیحدہ رہو کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ دے گا۔

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارا رب کب سے ہے یہ سن کر آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا: وہ ایسی ذات نہیں ہے کہ نہیں تھا اور پھر ہوگیا وہ ہمیشہ سے ہے اور بلا کینونہ اور بلا کیف ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا تمام انتہائیں اس سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہیں وہ ہر انتہا کی انتہا ہے۔ یہ سن کر یہودی فوراً مسلمان ہوگیا۔

زرہ کا گم ہونا اور یہودی کا مسلمان ہونا:

قاضی شریح سے روایت ہے کہ جب حضرت علی جنگ صفین میں جانے لگے تو آپ کی زرہ گم ہوگئی۔ جب جنگ ختم ہوگئی اور آپ کوفہ واپس تشریف لائے تو آپ نے ایک یہودی کے پاس اس زرہ کو دیکھا آپ نے اس یہودی سے فرمایا: یہ زرہ میری ہے نہ میں نے بیچی نہ ہبہ کی پھر تیرے پاس کیسی،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس نے کہا کہ میری زرہ ہے اور میرے ہی قبضہ میں ہے آپ نے فرمایا: میں قاضی کے یہاں دعویٰ کرتا ہوں چنانچہ آپ قاضی شریح کے پاس گئے اور ان کے قریب جا بیٹھے اور فرمایا: اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر ہی عدالت میں کھڑا ہوتا۔ لیکن میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے: جب اللہ تعالیٰ نے یہود کو حقیر سمجھا ہے تو تم بھی حقیر سمجھو۔ قاضی شریح نے کہا کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے آپ نے فرمایا: یہ میری زرہ ہے نہ میں نے اس کو فروخت کی نہ ہبہ کی۔

قاضی شریح نے یہودی سے کہا کہ تمہارا کیا جواب ہے اس نے کہا کہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ قاضی شریح نے کہا یا امیر المومنین آپ کا کوئی گواہ ہے آپ نے اپنے ایک غلام قنبر اور اپنے بیٹے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ قاضی شریح نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں ناجائز ہے۔ آپ نے فرمایا: اہل جنت کی گواہی ناجائز ہے حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ تو جوانان جنت کے سردار ہیں اتنے میں یہودی چلا اٹھا کہ یا امیر المومنین، حالانکہ آپ امیر المومنین ہیں مگر آپ مجھے قاضی کے پاس لائے اور وہ قاضی آپ سے عام آدمیوں کی طرح جرح و قدح کر رہا ہے۔ اور یہی آپ کے دین کی صداقت ہے بیشک یہ زرہ آپ کی ہے میں مسلمان ہوتا ہوں۔ "اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ"

تفسیر قرآن مجید: تفسیر قرآن میں آپ کا بہت زیادہ کلام ہے جس کو ہم نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے چند ایک بطور نمونہ کے درج کرتے ہیں۔

ابن سعد نے روایت کی ہے آپ نے فرمایا: واللہ مجھے ہر ایک آیت کا شان نزول کہ کہاں نازل ہوا اور کس کے حق میں نازل ہوئی سب کچھ معلوم ہے کیونکہ میرے رب نے مجھے دل عقلمند اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔

ابن سعد وغیرہ نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جس کسی کو قرآن مجید کے متعلق پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے کیونکہ کوئی آیت ایسی نہیں جو مجھے معلوم نہ ہو کہ یہ دن میں نازل ہوئی یا رات کو میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

ابن ابی داؤد، محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ وفات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے میں دیر کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے ملے اور آپ نے کہا کیا تم کو میری بیعت میں کچھ تامل ہے آپ نے کہا کہ نہیں مگر میں نے اس بات کی قسم کھائی کہ جب تک اپنی چادر سوائے نماز کے نہیں اوڑھوں گا جب تک میں قرآن مجید کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جمع نہ کرلوں چنانچہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ نے قرآن مجید اسی ترتیب سے جمع کیا تھا جس طرح سے نازل ہوا تھا۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر وہ قرآن مجید ہمارے پاس تک پہنچتا تو علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوتا۔

حکمت آموز اقوال:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زیادہ ہوشیاری برا گمان ہے۔(ابوالشیخ ابن حبان)

محبت اپنے سے بعید النسب شخص کو قریب کر دیتی ہے اور عداوت قریب النسب آدمی کو بعید کر دیتی ہے۔ دیکھو ہاتھ جسم میں سب سے زیادہ قریب ہے مگر جب ہاتھ خراب ہو جاتا ہے تو کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر جلسایا جاتا ہے۔(ابونعیم)

آپ نے فرمایا: میری پانچ باتیں یاد رکھو (۱) کسی شخص کو سوائے گناہ کے اور کسی سے نہ ڈرنا چاہیے (۲) اور سوائے اپنے رب کے کسی سے امید نہ رکھنی چاہیے (۳) جو چیز آدمی نہ جانتا ہو اس کے سیکھنے میں کبھی شرم نہ کرنی چاہیے۔(۴) اور عالم کو اس وقت شرم نہ کرنی چاہیے جبکہ وہ کوئی مسئلہ نہ جانتا ہو اور اگر کوئی اس سے اس مسئلہ کو دریافت کرے تو یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔(۵) صبر اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سر اور جسم کی جب صبر جاتا رہا تو سمجھو کہ ایمان جاتا رہا کیونکہ جب سر ہی جاتا رہا تو جسم کہاں بچ گیا۔(ابن منصور)

آپ نے فرمایا: فقیہہ کامل وہ عالم ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے ناامید نہ کرے اور لوگوں کو گناہوں کی رخصت نہ دے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ کرے اور قرآن مجید کی طرف سے لوگوں کو اعراض نہ کرائے جس عبادت کی آدمی کو خبر نہ ہو اس میں خیر کبھی نہیں ہو سکتی جو آدمی علم کو اچھی طرح نہ سمجھے وہ علم نہیں کہلاتا جس میں غور و فکر نہ ہو وہ پڑھنا نہیں کہلاتا۔

مجھے سب سے زیادہ عزیز وہ ہے کہ جب تجھ سے وہ بات دریافت کی جائے جس کا تجھے علم نہیں تو صاف کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔(ابن عساکر)

جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ جو بات اپنے لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرے۔(ابن عساکر)

آپ نے فرمایا: سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔(۱) بہت زیادہ غصب (۲) زیادہ چھینک (۳) جلدی جلدی جمائی کا آنا۔(۴) قے۔(۵) نکسیر۔(۶) پیشاب و پاخانہ اور (۷) یاد الٰہی کے وقت نیند کا آنا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انار کو اس کی جھلی کے ساتھ جو دانوں پر لپٹی رہتی ہے کھانا چاہیے کیونکہ وہ مقوی معدہ ہے۔

(عبد اللہ بن احمد)

آپ نے فرمایا: تیرا عالم کو سنانا یا عالم کا تجھے سنانا دونوں برابر ہیں۔ (حاکم فی التاریخ)

آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن آدمی ایک ادنیٰ غلام سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ (سعد بن منصور)

آپ کی وفات پر جو ابو الاسود نے مرثیہ لکھا ہے اس کو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

(ترجمہ مرثیہ ابو الاسود) خبر دار اے آنکھ تیرے اوپر افسوس ہے کہ تو میری موافقت کیوں نہیں کرتی اور حضرت امیر المومنین پر کیوں نہیں روتی۔ ان کے اوپر کلثوم روتی ہیں اور ان پر آنسو بہاتی ہیں انہوں نے یقین کو دیکھ لیا۔ خوارج جہاں کہیں ہوں ان سے کہہ دو کہ ہمارے حاسدوں کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ کیا رمضان المبارک کے ہی مہینے میں ہمیں غم دینا تھا۔ ایسے آدمی کی جدائی کی وجہ سے جو سرتاپا خیر تھا تم نے اس آدمی کو قتل کر دیا جو تیز اونٹنی پر سوار ہونے والوں اور اس کو ذلیل کرنے والوں اور کشتی پر سوار ہونے والوں اور جو جوتے پہننے اور چھوٹی بڑی سورتیں پڑھنے والوں سے بہتر تھا تمام مناقب اس میں موجود تھے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ اس سے محبت رکھتے تھے قریش جہاں کہیں ہوں وہ یاد رکھیں کہ وہ دین و نسب میں ان کے بہترین آدمی تھے۔ جس وقت ابو الحسن کا چہرہ سامنے آجاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ بدر (چاند) نکل آیا۔ ہم ان کی شہادت سے پہلے سمجھتے تھے کہ ہم اپنے اندر حضور نبی کریم ﷺ کے دوست کو دیکھ رہے ہیں۔ حق قائم رکھنے میں کوتاہی نہ کرتے تھے اور دوست و دشمن کے ساتھ برابر عدل کرتے تھے۔ وہ علم کو چھپانے والے نہیں تھے اور نہ وہ متکبر پیدا ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھو کر لوگ ایسے ہو گئے تھے جیسے شتر مرغ قحط سالی میں مارا مارا پھرتا ہے۔ حضرت معاویہ بن صخر ہرگز خوش نہ ہو کیونکہ خلفاء کا بقیہ اب بھی ہم میں موجود ہے۔

آپ کے زمانہ خلافت میں فوت ہونیوالے اسلاف:

حضرت حذیفہ بن الیمان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت طلحہ، حضرت زید بن صوحان، حضرت سلمان فارسی، حضرت ہند بن ابی ہالہ، حضرت اویس قرنی، حضرت خباب بن الارت، حضرت عمار بن یاسر، حضرت سہل بن حنیف، حضرت تمیم داری، حضرت خوات بن جبیر، حضرت شرحبیل بن السمط، حضرت ابو میسرہ البدری، حضرت صفوان بن عسال، عمرو بن عبسہ، حضرت ہشام بن حکیم، ابو رافع مولیٰ حضور نبی کریم ﷺ وغیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ

حسن بن علی ابو طالب رضی اللہ عنہ، ابو محمد، سبط رسول ﷺ آپ کے پھول، آپ نص یعنی حدیث حضور نبی کریم ﷺ کے موافق آخری خلیفہ ہیں۔

ابن سعد نے عمران بن سلمان سے روایت کی ہے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں نام اہل جنت کے ہیں۔ یہ نام ایام جاہلیت میں کسی شخص نے نہیں رکھے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نصف رمضان المبارک ۳ھ میں پیدا ہوئے آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے بہت احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر تابعین مثلاً آپ کے صاحبزادہ اور ابوالحوراء، ربیعہ بن شیبان، شعبی، ابو الوائل نے روایت کی ہے آپ صورت میں حضور نبی کریم ﷺ کے بہت زیادہ مشابہ تھے آپ کا نام حضور نبی کریم ﷺ نے ہی حسن رضی اللہ عنہ رکھا تھا۔ ساتویں روز آپ کا عقیقہ کر کے بال اتروائے تھے اور یہ حکم فرمایا تھا کہ بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے صدقہ کر دی جائے۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ کی کملی کے پانچویں شخص ہیں۔

عسکری کہتے ہیں کہ یہ نام جاہلیت میں نہیں پایا جاتا۔

فضائل ومناقب:

مفضل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین (رضی اللہ عنہما) ناموں کو پوشیدہ رکھا حتی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں فرزندوں کا نام رکھا۔ امام بخاریؒ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کی صورت حضور نبی کریم ﷺ سے نہیں ملتی تھی۔

بخاری اور مسلم نے حضرت برائی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ اپنے کاندھے پر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو لیے ہوئے فرماتے تھے: مولیٰ کریم! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ منبر پر رونق افروز تھے اور آپ کے پہلو میں حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے جاتے تھے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-I-ILOOMI ISLAMIA ACADEMY

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں اسکے سبب سے صلح کریگا۔

بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) میرے دنیا کے پھول ہیں۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔

ترمذی، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سیدنا حسن اور حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ عنہما) کو گود میں لیے ہوئے فرمارہے تھے: مولیٰ کریم! یہ دونوں میرے بیٹے اور نواسے ہیں میں انہیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ اور نیز ان سے جو محبت رکھے اس کو بھی تو محبوب رکھ۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کو اہل بیت میں سب سے زیادہ کون محبوب ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما)''

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک روز حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر سوار کیے تشریف لیجارہے تھے راستہ میں ایک شخص نے کہا اے لڑکے تو نے کیا اچھی سواری پائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اہل بیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہہ تھے اور آپ ان کو سب سے زیادہ عزیز بھی رکھتے تھے میں نے دیکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ میں ہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھیلتے ہوئے آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گردن یا کمر پر چڑھ بیٹھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو اس وقت تک نہ اتارتے تھے جب تک کہ وہ خود نہ اتر جائیں اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ رکوع میں تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کے پیروں کے بیچ میں سے نکل گئے۔

ناز و انداز:

ابن سعد نے حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی زبان نکالتے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ زبان کی سرخی کو دیکھ کر بہت ہنستے اور خوش ہوا کرتے تھے۔

حاکم نے زہیر بن ارقم سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ایک آدمی قبیلہ از دشنوہ کا کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں لیے ہوئے فرما رہے تھے کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھے وہ حسن رضی اللہ عنہ سے بھی محبت رکھے جو لوگ حاضر ہیں وہ سن لیں اور غائب تک اس کو پہنچا دیں۔ اگر مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی عزت مقصود نہ ہوتی تو میں کبھی یہ بات بیان نہ کرتا۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں المختصر یہ کہ آپ نہایت بردبار صاحب وقار اور سکینہ صاحب حشمت اور اعلیٰ درجہ کے سخی تھے۔ فتنوں اور لڑائیوں کو نہایت برا سمجھتے تھے۔ شادیاں آپ زیادہ کرتے تھے آپ کی سخاوت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ آپ ایک ایک شخص کو لاکھ لاکھ درہم عطا فرماتے تھے۔

فحش گوئی سے محفوظ: ابن سعد، عمیر بن اسحق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایسی شیرینی کسی کے کلام میں نہیں پائی جیسی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے کلام میں تھی۔ جب آپ بات کرتے تھے تو یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کلام ختم نہ کریں میں نے آپ کی زبان سے کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سنا مگر ایک مرتبہ آپ کی اور عمرو بن عثمان کی کچھ زمین کے متعلق ان بن ہو گئی۔ آپ نے عمرو بن عثمان کو کچھ فیصلہ کن بات فرمائی مگر عمرو بن عثمان نے نہ قبول کی۔ اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اگر اس کو نہیں مانتے تو ہمارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ان کی ناک خاک آلود کی جائے بس یہی ایک سخت کلمہ آپ کی زبان سے سننے میں آیا ہے۔

تحمل مزاجی: ابن سعد نے عمیر بن اسحق سے روایت کی ہے کہ جب مروان ہم پر حاکم تھا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے سنا کرتے تھے اور کبھی جواب نہیں دیتے تھے۔ ایک دن اس کمبخت نے آپ سے کہلا کر بھیجا کہ علی ایسا، علی ویسا، علی کی ایسی تیسی اور تو ایسا تو ویسا تیری ایسی تیسی میرے نزدیک تیری مثال (معاذ اللہ خاکش بدہن) خچر جیسی ہے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تیرا باپ کون تھا تو کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس قاصد سے کہا کہ تو اس سے کہہ دے کہ واللہ میں تجھ کو گالیاں دیکر تیرے گناہ کم نہ کروں گا۔ لیکن ایک روز ہم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی حاضر ہونا ہے اگر تو نے سچ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے سچ بولنے کی جزاء خیر دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو وہ قادر مطلق سب سے زیادہ انتقام لینے والا ہے۔

حق گوئی: ابن سعد نے رزیق بن سوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کیا مگر آپ بالکل خاموش رہے مگر اتفاق

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

وقت مروان نے داہنے ہاتھ سے ناک صاف کی اس پر آپ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر کہ تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ داہنا ہاتھ منہ کے لیے اور بایاں ناپاکی کے لیے اف ہے تجھ پر یہ سن کر مروان خاموش ہو گیا۔

ابن سعد نے اشعث بن سوار سے اور اس نے ایک اور شخص سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آ کر بیٹھا، آپ نے فرمایا: تم میرے پاس ایسے وقت میں بیٹھے جبکہ میرے اٹھنے کا وقت ہے اگر اجازت دو تو میں چلا جاؤں۔

تمام مال راہ خدا میں تقسیم:

ابن سعد، علی بن زید بن جدعان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اپنے تمام مال کو راہ خدا میں دیا اور تین مرتبہ آدھا آدھا خیرات کیا حتی کہ ایک جوتا دے دیا اور ایک رکھ لیا اور ایک موزہ دے دیا اور ایک رکھ لیا۔

کثرت نکاح:

ابن سعد نے حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بہت طلاق دیتے تھے آپ نے نوے عورتوں سے نکاح کیا۔

ابن سعد نے جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نکاح کرتے اور طلاق دے دیتے تھے حتی کہ یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں قبائل میں عداوت نہ پیدا ہو جائے اور اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہنا پڑا کہ اے کوفہ والو! تم میرے بیٹے امام حسن کو نکاح میں لڑکیاں مت دو کیونکہ وہ طلاق بہت دیتا ہے۔ ہمدان کے قبیلہ کے ایک شخص نے کہا کہ ہم ضرور ان کو لڑکیاں دیں گے چاہے وہ رکھیں یا طلاق دے دیں۔

ابن سعد نے عبداللہ بن حسن سے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بہت نکاح کرتے تھے اور جو عورت آپ سے نکاح کر لیتی تھی آپ پر عاشق ہو جاتی تھی۔

مروان نے آپ کے تحمل کا اعتراف کیا:

ابن عساکر نے جویریا بن اسماء سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو مروان آپ کے جنازہ پر آ کر رویا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب تو روتا ہے اور آپ کی زندگی میں تو نے کیا کچھ نہیں کیا اور کیا کچھ نہیں کہا: مروان نے کہا کہ آپ جانتے بھی ہیں کہ میں اس شخص کے ساتھ ایسا کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ بردبار تھے۔

توکل علی اللہ:

ابن عساکر نے مبرد سے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مفلسی کو تونگری سے اور بیماری کو تندرستی سے بہتر سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے میں تو یہی کہتا ہوں کہ میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اپنے آپ کو بالکل اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں کسی ایسی بات کی تمنا ہی نہیں کرتا جو اس حالت کے غیر ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار کر رکھا ہے اور یہ آپ کا قول رضا بالقضا کو پوری طرح ظاہر کرتا ہے۔

بیعت خلافت اور خلافت سے دستبرداری:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد چھ ماہ خلافت کے منصب پر فائز رہے چونکہ آپ سے اہل کوفہ نے بیعت کر لی تھی اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس لڑنے آئے چونکہ معلوم نہیں کہ فتح کس کی ہوگی، اس لیے ناحق لوگوں کا خون کیوں کیا جائے آپ نے ان شرائط کے ساتھ خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی کہ تمہارے بعد خلافت مجھے پہنچے گی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا اہل مدینہ اور حجاز اور عراق سے کچھ نہیں لیں گے اور یہ کہ آپ کا قرضہ حضرت معاویہ ادا کریں گے۔

حضرت معاویہ نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور اسی پر صلح ہوگئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشینگوئی کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا پوری ہوگئی۔ بلقینی نے اسی سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جب خلافت جو بہت بڑا مرتبہ ہے اس کا چھوڑ دینا جائز ہے تو وظائف کا ترک کرنا بھی جائز ہے۔

آپ نے ربیع الاول اور بعض کے نزدیک ربیع الثانی ۴۱ھ میں خلع خلافت فرمایا آپ کے دوست آپ کو عار المومنین کہہ کر پکارتے تو آپ فرماتے کہ عار (شرم) نار (دوزخ) سے بہتر ہے ایک آدمی نے آ کر کہا السلام علیکم یا مذل المومنین (اے مسلمانوں کے ذلیل کرنے والے تجھ پر سلام) آپ نے فرمایا: میں مسلمانوں کا ذلیل کرنے والا نہیں ہوں لیکن میں نے اس کو مکروہ سمجھا کہ میں ملک کے لیے تم کو لڑاؤں اور قتل کراؤں پھر آپ کوفہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے اور وہیں اقامت فرمائی۔

حاکم نے جبیر بن نصیر سے نقل کیا ہے میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ لوگوں کے اندر افواہ ہے کہ آپ پھر خلافت چاہتے ہیں آپ نے فرمایا: جس وقت عرب کے لوگوں کے سر میرے ہاتھ میں تھے جس سے چاہتا انہیں لڑا دیتا اور جس کو چاہتا بچا دیتا اس وقت ہی جب میں نے اس کو محض رضائے الٰہی کی وجہ سے ترک کر دیا تھا اور لوگوں کے خون بہاؤ سے علیحدہ ہو گیا تھا تو کیا اب پھر اس کو صرف اہل حجاز کی غمگینی کی وجہ سے قبول کر لوں گا۔

آپ کو زہر دیا گیا:

آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کو مدینہ شریف میں یزید نے خفیہ یہ پیغام بھیجا کہ اگر تو امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دی گی تو میں تجھ سے نکاح کر

لوں گا اس مکروفریب میں آ کر اس کمبخت نے آپ کو زہر دے دیا۔ (واللہ اعلم)

آپ کی شہادت ۴۹ھ اور بقول بعض ۵ ربیع الاول ۵۰ھ میں اسی زہر کی وجہ سے واقع ہوئی جب آپ کی شہادت ہو چکی تو اس نے یزید کو ایفاء وعدہ کے لیے کہا جس پر یزید نے کہلا کر بھیج دیا کہ جب میں تجھے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہی نکاح میں نہ دیکھ سکا تو تجھے اپنے لیے کس طرح پسند کر سکتا ہوں آپ کے انتقال کے وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہر چند چاہا کہ آپ یہ بتلا دیں کہ آپ کو زہر کس نے دیا ہے مگر آپ نے فرمایا: اگر قاتل واقعی وہی شخص ہے جس پر میرا شبہ ہے تو اللہ تعالیٰ انتقام لینے والا ہے اور اگر وہ نہیں تو خواہ مخواہ میں کسی کو کیوں قتل کراؤں۔

عجیب خواب: ابن سعد نے عمران بن عبداللہ بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان "قل ھو اللہ احد" لکھی ہوئی ہے آپ نے جس وقت یہ خواب بیان کیا تو اہل بیت بہت خوش ہوئے مگر جس وقت حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے تو آپ کی زندگی کے بہت کم روز باقی رہ گئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد آپ بہت کم زندہ رہے۔

بیہقی اور ابن عساکر نے ہشام کے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ کو ایک لاکھ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا انہوں نے ایک سال اسے روک لیا اس وجہ سے آپ کا ہاتھ بہت تنگ ہو گیا آپ نے حضرت معاویہ کی یاد دہانی کے لیے ایک رقعہ لکھنا چاہا اور دوات منگائی پھر آپ کچھ سوچ کر رک گئے اسی رات آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں حسن (رضی اللہ عنہ) کیا حال ہے آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اچھا ہوں اور ساتھ تنگدستی کی شکایت بھی کی، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو نے دوات اس غرض سے منگائی تھی کہ اپنے جیسی ایک مخلوق کی طرف عرضداشت لکھے آپ نے عرض کیا: ہاں ایسا ہی ارادہ تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو:

"اللھم اقذف فی قلبی رجاء ك واقطع رجائی عمن سواك حتی لا ارجوا احدا غیرك اللھم و ما ضعفت عنه قوتی و قصر عنه عملی ولم تنته الیه رغبی ولم تبلغه مسألتی ولم یجر علی لسانی مما اعطیت احدا من الاولین و الاخرین من الیقین فخصنی به یارب العلمین۔"

ہشام کے والد ماجد کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس دعا کو پڑھنا شروع کیا ابھی پورا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

ایک ہفتہ بھی نہیں گذرنے پایا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس پانچ لاکھ بھیج دیئے اس پر آپ نے فرمایا: اس خدا کا شکر ہے جو اپنے یاد کرنے والے کو کبھی نہیں بھولتا اور اپنے سے مانگنے والے کو کبھی نا امید نہیں کرتا آپ نے پھر اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حسن (رضی اللہ عنہ) کیسے ہو آپ نے عرض کیا اچھا ہوں اور معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے پانچ لاکھ بھیج دیئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹا! خالق سے مانگنے اور مخلوق سے التجا نہ کرنے کا یہی اثر ہوتا ہے۔

بوقت وصال گھبراہٹ:

طیوریات میں سلیم بن عیسیٰ قاری کوفی سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی وفات کے وقت گھبرانے لگے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی صاحب آپ کیوں گھبراتے ہیں آپ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے ہیں اور وہ دونوں آپ کے والد ہیں۔ نیز اپنی نانی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا اور اپنے ماموں حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور اپنے چچا حضرت حمزہ اور حضرت جعفر (رضی اللہ عنہم) کے پاس جا رہے ہو پھر گھبراہٹ کیسی آپ نے فرمایا بھائی حسین رضی اللہ عنہ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جہاں کبھی پہلے نہیں گیا اور میں ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں جسے کبھی پہلے نہیں دیکھا۔

ابن عباد چند راویوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بھائی تمہارے باپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمہارے والد نے خلافت کا ارادہ کیا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ملی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اس کے بعد یقین تھا کہ مشورہ والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہرگز نہ چھوڑیں گے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے ان کے قتل کے بعد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو میان سے تلواریں نکل آئیں یہ معاملہ طے نہ ہوا واللہ! میں یہ پوری طرح سمجھ رہا ہوں کہ اب ہمارے خاندان میں خلافت اور نبوت جمع نہیں ہوسکتی اب ایسا نہ ہو کہ کوفہ کے بیوقوف لوگ تمہیں ذلیل کر کے نکلوا دیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی تھی کہ وہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دفن ہونے کے لیے جگہ دے دیں اس وقت انہوں نے وعدہ فرمایا تھا جس وقت میرا انتقال ہو جائے تم انہیں وعدہ یاد دلانا مگر مجھے خیال ہے کہ جب تم دریافت کرو گے تو لوگ مانع ہوں گے اگر وہ مانع ہوں تو تم اصرار نہ کرنا چنانچہ حضرت امام حسین نے آپ کے انتقال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا اور آپ نے اجازت دے دی مگر مروان مانع آیا اس پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے تلوار کھینچ لی مگر

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وصیت یاد دلا کر منع کر دیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؓ کے پہلو میں دفن کر دیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ

معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی ابوعبدالرحمٰن (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) یہ خود اور آپ کے والد ماجد ابوسفیان فتح مکہ کے روز ایمان لائے اور جنگ حنین میں شامل ہوئے آپ اول اول مؤلفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں پکے اور سچے مسلمان ہو گئے آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتبین میں سے ہیں ایک سو تریسٹھ احادیث آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں اور آپ سے بہت سے صحابہ مثلاً حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابن زبیر، حضرت ابوالدرداء، حضرت جریر البجلی، حضرت نعمان بن بشیر وغیرہم اور تابعی مثلاً حضرت ابن المسیب، حضرت حمید بن عبدالرحمٰن وغیرہ تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کی ہے۔ آپ ہوشیاری اور علم و دانائی اور بردباری میں بہت زیادہ مشہور زمانہ تھے آپ کی فضیلت میں بہت احادیث وارد ہیں مگر ان میں سے پایہ اعتبار کو بہت کم احادیث پہنچتی ہیں۔

فضائل ومناقب: چنانچہ ترمذی سے ایک حدیث جس کو وہ حسن کہتے ہیں عبدالرحمٰن بن ابوعمیر صحابی سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا ہے کہ مولیٰ کریم معاویہ کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت پانے والا بنا دے۔

احمد نے اپنی مسند میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مولیٰ کریم! معاویہ کو حساب و کتاب سکھلا اور اسکو عذاب سے بچا۔

ابی شیبہ مصنف میں اور طبرانی کبیر میں عبدالملک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خلافت کی اس وقت سے امید تھی جس وقت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: معاویہ جب تو بادشاہ ہو جائے تو لوگوں سے اچھی طرح پیش آنا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لمبے قد خوبصورت اور وجیہہ آدمی تھے آپ کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: معاویہ کو برا نہ سمجھو جس وقت تمہارے اندر سے اٹھ جائیں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سرتن سے جدا کیے جائیں گے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

مقبری کہتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کسریٰ اور ہرقل کا ذکر کرتے ہیں مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھول جاتے ہیں۔

آپ کا حلم ضرب المثل تھا چنانچہ ابن ابی الدنیا اور ابوبکر بن ابی عاصم نے تو آپ کے حلم پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔

ابن عوف کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ تم سیدھے ہو جاؤ ورنہ ہم خود تمہیں سیدھا کر دیں گے آپ نے فرمایا: مجھے کس چیز سے سیدھا کرو گے اس نے کہا لکڑیوں سے مار مار کر، آپ نے فرمایا: اچھا اس وقت سیدھا ہو جاؤں گا۔

قبیصہ بن جابر کہتے ہیں کہ میں آپ کی صحبت میں بہت زیادہ رہا ہوں میں نے آپ سے زیادہ کسی کو علمدار، بردبار اور عقلمند نہیں دیکھا۔

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ فرمایا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے بھائی یزید بن ابوسفیان کے ہمراہ ملک شام چلے گئے جب یزید بن ابوسفیان کا انتقال ہو گیا تو ان کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کا تقرر کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو قائم رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ تمام ملک شام پر حاکم مقرر ہو گئے۔ اس حساب سے آپ بیس سال امیر اور بیس سال خلیفہ رہے۔

کعب احبار کہتے ہیں کہ اس امت میں جتنی مدت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ رہیں گے اتنا کوئی نہ ہو گا مگر ذہبی فرماتے ہیں کہ کعب احبار کا انتقال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے ہو چکا تھا اور اس قول کی وہ اس طرح تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے بیس برس تک اس طرح سے خلافت کی کہ کسی امیر یا عامل نے کسی جگہ سر نہیں اٹھایا بخلاف دیگر خلفاء کے جو آپ کے بعد ہوئے کہ ان کی مخالفتیں کی گئیں اور ان کے قبضہ سے اکثر ممالک جاتے رہے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

خلافت: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کیا اور اپنا نام خلیفہ رکھا اور اسی طرح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور اسی وجہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے علیحدگی اختیار کی تو اس اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ربیع الآخر یا جمادی الاول ۴۱ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور چونکہ اس سال ایک خلیفہ پر اجتماع امت ہوا تو اس سال کا نام سال جماعت رکھا گیا۔

مروان حاکم مدینہ مقرر: اور اسی سال جماعت یعنی ۴۱ھ میں آپ نے مروان بن حکم کو مدینہ (طیبہ) کا حاکم مقرر کیا ۴۳ھ میں رخج وغیرہ بلاد سجستان سے اور ودان

برقہ سے اور کوذی بلاد سوڈان سے فتح ہوئے اور اسی سال انہوں نے اپنے بھائی زیاد بن ابوسفیان کو اپنا خلیفہ بنایا اور یہ سب سے پہلا قضیہ ہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم میں تغیر پیدا ہوا

۴۵ھ میں قیقان فتح ہوا اور ۵۰ھ میں قوہستان لڑائی سے فتح ہوا۔

یزید کیلئے بیعت: اسی سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے اس کے ولی عہد ہونے پر اہل شام سے بیعت لی اس اعتبار سے آپ ہی اسلام میں سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کے لیے بیعت کرائی پھر آپ نے مروان کو حکم دیا کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کی بیعت لے چنانچہ خطبہ میں مروان نے کہا کہ مجھے خلیفہ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں ان کے بیٹے یزید کے لیے آپ لوگوں سے سنت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) پر بیعت لوں۔ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق نے فوراً کھڑے ہو کر کہا کہ نہیں نہیں بلکہ سنت کسریٰ اور قیصر پر کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کبھی اپنی اولاد یا اپنی اہل بیت کے لیے کسی سے بیعت نہیں لی۔

۵۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ اے ابن عمر رضی اللہ عنہ تم کہتے تھے کہ جس دن مجھ پر کوئی امیر نہیں ہوگا تو مجھے چین نہیں آئے گا۔ اب تم مجھے معاملہ خلافت میں لوگوں کے اندر خلل ڈالتے معلوم ہوتے ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حمد و نعت کے بعد فرمایا آپ سے پہلے بھی خلفاء گذرے ہیں اور ان کے بھی پسری اولاد تھی اور ان کے لڑکوں سے آپ کا لڑکا کسی طرح بہتر بھی نہیں ہے مگر ان خلفاء نے باوجود اس کے اپنی اولاد کو کبھی ولیعہد نہیں بنایا عامہ مسلمین کے انتخاب پر اس امر کو چھوڑ دیا اسی طرح اب بھی اگر وہ کسی پر اجماع کر لیں گے تو میں بھی انہیں میں کا ایک فرد ہوں۔ آپ مجھے اس سے ڈراتے ہیں کہ تو مسلمانوں کے اندر خلل ڈالے گا حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں یہ کہہ کر آپ اٹھ کر چلے آئے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جس وقت وہ تشریف لائے اور ان سے بھی انہوں نے وہی کہنا شروع کیا تو حضرت ابن ابوبکر نے بات کاٹ کر کہا کیا آپ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم نے آپ کو اس معاملہ میں اپنا وکیل بنا لیا ہے واللہ ہم نے تم کو اپنا وکیل نہیں بنایا خدا کی قسم ہم چاہتے ہیں کہ اس معاملہ میں تمام مسلمان مجتمع ہو کر شوریٰ کریں ورنہ ہم دھوکے سے اس کام کو خراب کریں گے یہ کہہ کر آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اول تو دعا کی۔ مولیٰ کریم اس شخص کی شرارت سے جس طرح تو چاہے مجھ کو بچا لینا۔ پھر کہا کہ تم سختی اور درشتی کو کام میں نہ لاؤ ذرا نرمی کرو۔ اہل شام تک اس بات کو نہ پہنچا دینا کیونکہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تمہارے ساتھ مجھ سے پہلے کچھ نہ کر بیٹھیں میں تو چاہتا ہوں کہ انہیں شام تک اس بات کی اطلاع دیدوں کہ تم نے یزید کے لیے بیعت کر لی ہے اس کے بعد جو کچھ تم سے ہو سکے کر گذرنا۔

اس کے بعد حضرت معاویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ! تو ایک تیز لومڑی کی مثل ہے کہ ایک بھٹ سے نکلی فوراً دوسرے میں جا گھسی۔ تو نے ہی ان دونوں (ابن عمر، ابن ابوبکر رضی اللہ عنہما) کو ان کے کانوں میں پھونک کر بہکا رکھا ہے اور کسی دوسرے کی بیعت پر آمادہ کر رکھا ہے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ خلافت سے ملول اور بیزار ہو گئے ہیں تو اس تخت خلافت کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے تاکہ ہم آپ کے بیٹے ہی سے بیعت کر لیں آپ بتلایئے کہ باوجود آپ کی اور اس کی بیعت کے ہم کس کی سنیں اور کس کی اطاعت کریں کیونکہ ایک زمانہ میں دو بادشاہوں کی بیعت کسی طرح جمع نہیں ہو سکتی۔ یہ کہہ کر آپ تشریف لے آئے۔

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ منبر پر چڑھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا: میں نے کجرو لوگوں کی باتوں کو سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر اور ابن ابوبکر اور حضرت ابن زبیر (رضی اللہ عنہم) کبھی بھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے حالانکہ انہوں نے یزید کی بیعت اور اطاعت سب کچھ کر لی اس پر اہل شام نے کہا کہ واللہ جب تک وہ ہمارے سامنے روبرو بیعت نہ کریں گے ہم کبھی نہ مانیں گے اور اگر ہمارے سامنے ایسا نہ کیا تو ہم تینوں کا سر اڑا دیں گے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سبحان اللہ! قریش کی شان میں ایسی گستاخی واللہ آج کے بعد کبھی تمہارے منہ سے ایسی گفتگو نہ سنوں پھر آپ منبر سے نیچے اتر آئے۔

اس کے بعد لوگوں میں افواہ مشہور ہو گئی کہ ابن عمر اور ابن ابوبکر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم نے یزید سے بیعت کر لی حالانکہ یہ حضرات اس سے برابر انکار کرتے رہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے بعد شام کو واپس چلے گئے۔

ابن منکدر کہتے ہیں کہ جب یزید کی بیعت کی گئی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ شخص اگر اچھا نکلا تو ہم اس سے راضی رہیں گے ورنہ بلا پر صبر کریں گے۔

آپ کی والدہ کا عجیب وغریب خواب:

خرائطی نے ہواتف میں حمید بن وہب سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ کی والدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ فاکہ ابن مغیرہ قریشی کے نکاح میں تھی۔ فاکہ نے ایک مردانہ بیٹھک بنوا رکھی تھی جس میں مرد بلا اجازت آیا جایا کرتے تھے اتفاقاً اس میں ایک روز فاکہ اور اس کی بیوی ہند موجود تھے۔ تھوڑی دیر میں فاکہ کہیں کسی ضرورت سے چلا گیا اور ہند اکیلی رہ گئی اچانک اس میں ایک شخص آیا اور ایک عورت کو اکیلی دیکھ کر پچھلے پیر لوٹ گیا اس کے لوٹتے وقت فاکہ آ گیا اور اس نے اپنی بیوی کو ٹھوکریں مار کر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دریافت کیا کہ یہ تیرے پاس کون آیا تھا اس نے کہا میں نے کسی کو دیکھا بھی نہیں تمہارے کہنے سے مجھے خیال ہوا کہ کوئی آیا تھا۔ اس نے کہا کہ تو میرے گھر سے نکل جا اور اپنے والدین کے پاس چلی جا اس بات کا لوگوں میں چرچا ہوا ہند کے باپ نے ایک روز اس سے کہا کہ لوگ تمہیں بہت مطعون کرتے ہیں رات دن لوگوں میں یہی ذکر رہتا ہے تو مجھے سچی بات بتلا دے۔ اگر تیرا خاوند سچا ہے تو میں کسی آدمی کو اس پر پوشیدہ مقرر کر دوں تاکہ وہ اسے قتل کر ڈالے اور لوگ اس طعنہ زنی سے باز آئیں اور اگر وہ جھوٹا ہے تو یہ معاملہ یمن کے کسی کاہن کے روبرو پیش کریں یہ سن کر ہند نے اپنی بریت کے لیے وہی قسمیں جو جاہلیت میں کھائی جاتی تھیں کھانا شروع کیں جب عتبہ کو یقین آ گیا کہ یہ سچی ہے تو اس نے فاکہ کو مجبور کیا کہ چونکہ اس نے میری بیٹی پر تہمت لگائی ہے اس لیے یہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کو لے کر یمن کے کسی کاہن کے پاس چلے۔ چنانچہ فاکہ بنو مخزوم کو اور عقبہ بنو عبد مناف کو لے کر یمن چلے گئے اور ہند کے ساتھ اس کی کئی ایک سہیلیوں کو بھی لیا جب قافلہ یمن کے قریب پہنچا تو ہند کا چہرہ متغیر ہو گیا یہ دیکھ کر اس کے باپ عتبہ نے کہا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تو گنہگار ہے۔ ہند نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ تم مجھے ایک ایسے شخص کے پاس لیجا رہے ہو کہ جس کی بات سچی بھی ہوتی ہے اور جھوٹی بھی۔ اگر اس نے بلاوجہ مجھے متہم بتلا دیا تو میں تمام عرب میں منہ دکھلانے کے قابل نہ رہوں گی۔ عتبہ نے کہا کہ میں تیری بات پیش کرنے سے پہلے اس کا امتحان لی لوں گا اگر وہ اس امتحان میں پورا اترا آیا تو میں تیرا معاملہ پیش کروں گا ورنہ نہیں۔ چنانچہ عتبہ نے مرغیوں کی سی آواز یا سیٹی گھوڑے کے کان میں ماری جس سے گھوڑا اسر ہو گیا اور عتبہ نے اس کے عضو مخصوص میں ایک گیہوں کا دانہ داخل کر کے اس کے سوراخ کو بند کر دیا جب کاہن کے پاس پہنچے تو اس نے ان کے لئے جانور ذبح کیا اور نہایت عزت سے پیش آیا کھانے سے فارغ ہو کر عتبہ نے اس کاہن سے کہا کہ میں ایک کام کے لیے تمہارے پاس آیا ہوں اور میں نے تمہارے امتحان کے لیے کچھ پوشیدہ بھی کیا ہے اول اسے بتلا دیجئے کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ زنل میں تم نے ایک گیہوں کا دانہ رکھا ہے۔ عتبہ نے کہا کہ ذرا واضح بیان کیجئے اس نے کہا کہ تم نے گھوڑے کے عضو مخصوص میں دانہ رکھا ہے۔ عتبہ نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ ان عورتوں کے معاملہ میں غور کیجئے۔ وہ ایک عورت کے پاس آیا اور اس کے مونڈھے پر مار کر کہا کہ کھڑی ہو جا پھر دوسری پھر تیسری حتیٰ کہ ہند کے پاس آیا اور اس کے مونڈھے پر مار کر کہا کہ تو پاک و صاف ہے تو نے زنا وغیرہ کچھ نہیں کیا تو ایک بادشاہ جنے گی جس کا نام معاویہ ہو گا یہ کہہ کر اس کے خاوند نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا مگر ہند نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کہ دور ہو اگر میرے پیٹ سے کوئی واقعی

بادشاہ پیدا ہونے والا ہے تو میں کوشش کروں گی کہ وہ تیرے نطفہ سے نہ ہو۔ اس کے بعد اس سے ابوسفیان نے شادی کرلی اور حضرت امیر معاویہ پیدا ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ کا وصال:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجب ۶۰ھ میں انتقال فرمایا اور باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان مدفون ہوئے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ستتر (۷۷) سال تھی اور آپ کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور ناخن تھے آپ نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ ان بال اور ناخنوں کو میرے منہ اور آنکھوں میں رکھ دینا اور مجھے میرے اور ارحم الراحمین کے درمیان چھوڑ دینا۔

حضرت معاویہ خلیفہ نہیں بادشاہ ہیں:

ابن شیبہ نے مصنف میں سعید بن جمہان سے روایت کی ہے کہ میں نے سفینہ سے کہا کہ بنو امیہ کہتے ہیں کہ خلافت ہمارے خاندان میں ہے تو سفینہ نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں بلکہ وہ بادشاہ اور سخت ترین بادشاہ ہیں اور سب سے پہلا بادشاہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔

بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ابراہیم بن سوید الارمنی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا کہ خلفاء کون کون ہیں آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ میں نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ؟ آپ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ مستحق خلافت نہیں تھا۔

سلفی نے طیوریات میں کہا ہے کہ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ نے اپنے والد ماجد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ کی نسبت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اصل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بہت لوگ دشمن تھے جو آپ کے اندر ہمیشہ عیب جوئی کرتے رہتے تھے جب آپ کے اندر کوئی عیب نہ پایا تو ایسے شخص کے پاس آئے۔ جس نے آپ (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے جنگ کی اور ان لوگوں نے آپ (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کی تعریفیں کیں اور آپ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کو بڑا چالاک پایا۔

ابن عساکر نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کی ہے کہ ایک روز جاریہ بن قدامہ سعدی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا کہ میں جاریہ بن قدامہ ہوں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کیا بننا چاہتے ہو تمہاری مثال بے عقل شہد کی مکھی جیسی ہے جاریہ نے کہا کہ تم ایک مثال دے بیٹھے مگر یہ نہ سمجھے کہ اس کا ڈنک بڑا سخت ہوتا ہے اور اس کا تھوک میٹھا ہوتا ہے۔ واللہ معاویہ کے معنی تو کتے کے ہیں جو دوسروں پر بھونکتا ہے۔ امیہ بھی کوئی چیز ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بلکہ امیہ امہ (لونڈی باندی) کی تصغیر ہے۔

فضل بن سوید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جاریہ بن قدامہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے آپ نے فرمایا: تم (حضرت علی) کی طرف کوشش کرتے پھرتے ہو اور اس سے ایک ایسی آگ بھڑکا رہے ہو کہ جس سے عرب کے گاؤں جل جائیں اور خون کی ندیاں بہہ جائیں۔ جاریہ نے کہا اے معاویہ! تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پیچھا چھوڑ و ہم نے جس وقت سے ان سے محبت کی ہے کبھی ناخوش نہیں کیا اور جب سے ہم نے انہیں نصیحت اور خیر خواہی کی ہے کبھی دھوکا یا فریب نہیں کیا۔ حضرت معاویہ نے کہا جاریہ تجھ پر سخت افسوس ہے تو شاید اپنے خاندان پر بھی بھاری تھا جو تیرا نام انہوں نے جاریہ (لونڈی باندی) رکھ دیا۔ جاریہ نے کہا کہ اے معاویہ تو ہی اپنے خاندان پر بھاری ہوگا کہ تیرا نام انہوں نے معاویہ (بھونکنے والا) رکھ دیا۔ کہا کیا تجھے تیری ماں نے جنا ہے۔ جاریہ نے کہا کہ ایسا جنا ہے کہ تجھے وہ ہماری تلواروں کی باڑیں یاد نہیں رہیں جو ہم نے تجھے جنگ صفین میں دکھلائیں تھیں معاویہ نے کہا کہ تو مجھے دھکاتا ہے جاریہ نے کہا کہ تو نے ہمیں بزور شمشیر زیر نہیں کیا تھا اور ہم کو لڑائی سے فتح کیا تھا لیکن عہد و میثاق کے ساتھ البتہ تجھے ملک سپرد کر دیا تھا اگر تو وفائے عہد کرے گا تو ہم بھی تیرے ساتھ وفا کریں گے اور اگر تو بدعہدی کرے گا تو ہم بھی خلاف ورزی کریں گے ہمارے ساتھ ہمارے بہت سے مددگار ہیں جن کی زرہیں نہایت مضبوط اور جن کی باتیں لوہے سے زیادہ پکی ہیں اگر تم نے ہماری طرف غداری سے ہاتھ بڑھایا تو پھر ہم بھی بغاوت کر کے تجھے مزہ چکھا دیں گے حضرت معاویہ نے کہا کہ خدا تجھ جیسوں کو زیادہ پیدا نہ کرے۔

ابوالطفیل عامر بن واثلہ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو حضرت معاویہ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم بھی قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں ہو، میں نے کہا کہ نہیں البتہ میں اس وقت موجود تھا مگر میں نے مدد بھی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: مدد کرنے کو کس نے روک دیا تھا میں نے کہا کہ مہاجرین اور انصار میں سے کسی نے بھی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: لوگوں پر ان کا حق واجب تھا کہ وہ مدد کرتے میں نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ کو ان کی مدد سے کس نے روک دیا تھا حالانکہ آپ کے ساتھ اہل شام بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: میں نے ان کے خون کا مطالبہ کر کے ان کی مدد کی اس پر میں ہنس پڑا اور میں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے یہ شاعر کہتا ہے:

(ترجمہ شعر) ''ایسا نہ ہو کہ تو موت کے بعد میرا نوحہ کرے اور زندگی میں میرا توشہ جو تجھ پر

واجب تھا وہ بھی کبھی نہیں دیا۔"

اولیات امیر معاویہ:

شعبی کہتے ہیں کہ اول وہ شخص آپ ہی ہیں جنہوں نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا کیونکہ آپ بہت موٹے ہو گئے تھے اور پیٹ زیادہ تھا۔(ابن ابی شیبہ)

زہری کہتے ہیں کہ اول آپ نے ہی عید میں خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا جاری کیا۔(عبدالرزاق)

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ عید میں اذان دینا بھی آپ ہی کی ایجاد بدعت ہے۔(ابن ابی شیبہ)

نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ اول جس شخص نے نماز کی تکبیروں کو کم کیا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

عسکری، اوائل میں لکھتے ہیں کہ اول ڈاک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی رکھی اور سب سے پہلے اپنی خدمت کے لیے خواجہ سراؤں کو رکھا اور آپ سے ہی سب سے اول رعایا نے گستاخی کی اور سب سے پہلے آپ ہی کو اس طریقہ پر سلام کی گیا کہ "السلام علیك یا امیر المومنین و رحمته الله وبرکاۃ الصلوۃ یرحمك الله" دفتر میں اول آپ ہی نے مہر ایجاد کی اور اس خدمت پر عبداللہ بن اوس غسانی کو مامور کیا اور اس مہر کے نگینہ پر "لکل عمل ثواب" کندہ تھا یہ طریقہ مہر کا تمام خلفاء عباسین میں آخر وقت تک رائج رہا۔ اس مہر کے بنانے اور ایجاد کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ نے کسی شخص کیلئے ایک لاکھ دینے کے لیے لکھا مگر اس شخص نے اس حکمنامہ کو راستہ میں کھول کر دو لاکھ بنا لیا جب امیر معاویہ کے سامنے حساب پیش ہوا تو انہوں نے دو لاکھ لکھنے اور دلانے سے انکار کیا اور اسی روز سے مہر جاری کر دی اول آپ نے ہی جامع مسجد میں محراب بنوایا اور آپ ہی نے اول غلافت کعبہ کے اتارنے کا حکم فرمایا کیونکہ اس سے پہلے غلاف پر غلاف چڑھائے جاتے تھے۔

زبیر بن بکار موفقیات میں زہری کے برادر زادہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے زہری سے دریافت کیا کہ وہ کون شخص ہے جس نے بیعت کے وقت قسم لینے کا طریقہ ایجاد کیا آپ نے فرمایا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ انہوں نے خلافت پر اللہ کی قسم لی تھی۔ جب عبدالملک بن مروان ہوئے تو انہوں نے طلاق اور عتاق (غلام کو آزاد کرنا) کی بھی قسم لینا شروع کر دیا۔

امیر معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ میں نوک جھونک:

عسکری نے اوائل میں سلیمان بن عبداللہ بن معمر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی مسجد میں گئے تو وہاں حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

آ کر بیٹھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ حضرت معاویہ نے کہا اس منہ پھیرنے والے اور اس کے چچا کے بیٹے سے تو میں زیادہ خلافت کا مستحق ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں کیا تقدم اسلام کی وجہ سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے پہلے ساتھ دینے کے سبب سے یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کے باعث آخر کونسی وجہ ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں بلکہ آپ کے چچا کے بیٹے کے مقتول ہونے کی وجہ سے آپ نے فرمایا: اس لحاظ سے تو ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ زیادہ مستحق ہیں حضرت معاویہ نے کہا کہ ان کے والد تو خود اپنی موت سے مرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ زیادہ مستحق ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ان کے باپ کو ایک کافر نے شہید کیا آپ نے فرمایا: تو اس طریقہ سے تو تمہاری دلیل بالکل ہی باطل ہوگئی کہ تمہارے چچا کے بیٹے پر تو خود مسلمانوں نے چڑھائی کی اور خود مسلمان نے ہی شہید کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ ایک روز مدینہ شریف میں میں حضرت معاویہ کے پاس گیا اتنے میں حضرت ابوقتادہ انصاری بھی تشریف لے آئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھ سے تمام لوگ ملنے کے لیے آئے مگر انصار میں سے کوئی شخص نہیں آیا آپ نے جواب دیا کہ ہم انصار کے پاس کوئی سواری نہیں ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے اونٹ کیا ہوئے آپ نے جواب دیا کہ بدر کی لڑائی میں تمہارے تعاقب اور تمہارے باپ کے تعاقب میں سب مار ڈالے پھر آپ نے کہا کہ ہم سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تھا کہ میرے بعد ہی تم لوگ دیکھو گے کہ غیر حقدار کو حقدار پر ترجیح دیں گے امیر معاویہ نے کہا کہ پھر تمہیں ایسے زمانہ کے متعلق کیا حکم فرمایا تھا آپ نے کہا کہ صبر کے متعلق فرمایا تھا کہ تم صبر کرنا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر صبر کرو اس گفتگو کی خبر عبدالرحمن بن حسان کو ہوئی تو آپ نے یہ اشعار پڑھے:

(ترجمہ اشعار) ''خبردار معاویہ بن حرب امیر المومنین کو ہمارا کلام پہنچا دو۔ ہم صبر کرتے ہیں اور تم کو مہلت دیتے ہیں یوم قیامت اور انصاف کے دن تک کی۔''

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے جبلہ بن سحیم سے روایت کی ہے کہ جس زمانہ میں حضرت معاویہ تخت خلافت پر رونق افروز تھے میں ان کے پاس گیا آپ کی گردن میں ایک رسی تھی اور ایک چھوٹا سا بچہ اسے کھینچ رہا تھا میں نے کہا یا امیر المومنین یہ بچہ کیا کرتا ہے۔ آپ نے کہا کہ مردک خاموش رہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کے کوئی بچہ ہو تو اس بچے کی دلداری کے لیے خود بھی بچہ بن جائے۔ (ابن عساکر کے نزدیک یہ حدیث غریب ہے)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابن ابی شیبہ مصنف میں شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جوان قریشی النسل حضرت معاویہ کے پاس گیا اور بہت سخت سست سنائی آپ نے فرمایا: بھتیجے! ان باتوں سے سے باز آؤ بادشاہوں کا غصہ بچوں کا سا غصہ ہوتا ہے اور ان کی پکڑ اور حملہ شیروں کا سا ہوتا ہے۔

شعبی کہتے ہیں کہ مجھ سے زیاد نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک آدمی کو خراج وصول کرنے پر متعین کیا اور حساب کے وقت اس کا غبن ثابت ہوا میرے خوف کی وجہ سے وہ حضرت امیر معاویہ کے پاس بھاگ گیا میں نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ اس شخص کا بھاگ جانا میری سوء ادبی ہے اس پر آپ نے مجھے لکھا کہ ہم دونوں کے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ ہم ایک ہی طریقہ پر سیاست کریں یا دونوں نرمی ہی کریں۔ اگر ہم دونوں نرمی ہی کریں تو لوگ شتر بے مہار کی طرح گناہوں میں جا گھسیں گے اور اگر ہم دونوں سختی ہی سے پیش آئیں گے تو لوگ بربادیوں میں گرفتار ہو جائیں گے لہٰذا اگر تم کسی سے سختی اور بدخوئی سے پیش آؤ تو مجھے چاہیے کہ میں اس سے نرمی اور اخلاق کے ساتھ پیش آؤں۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کو فرماتے سنا ہے کہ جس قوم اور امت میں تفرقہ پڑا اس میں اہل باطل اہل حق پر غالب ہو گئے مگر اس امت میں ایسا نہیں ہوگا۔

طیوریات میں سلیمان المخزومی سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امیر معاویہ نے لوگوں کو اجازت عام دیکر ایک مجلس مقرر کی جب تمام آدمی جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: کوئی شخص مجھے کسی عربی شاعر کے تین اشعار سنائے جو ہر شعر قائم بامعنی خود ہو یہ سن کر تمام لوگ خاموش ہو گئے اتنے میں ابو خبیب یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے آپ نے انہیں دیکھ کر کہا کہ یہ شخص تمام عرب میں سب سے زیادہ بولنے والا اور بڑا عالم ہے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا۔ آپ نے کہا تین اشعار ایسے ایسے سننا چاہتا ہوں ابو خبیب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین اشعار تین لاکھ کے عوض میں سناتا ہوں۔ حضرت معاویہ نے کہا برابر تین لاکھ ہی لو گے، انہوں نے جواب دیا آپ کے پاس تو کچھ کمی نہیں ہے ایسے آپ کو اختیار ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا پڑھئے آپ نے ایک شعر پڑھا:

ترجمہ اشعار: "میں نے یکے بعد دیگرے لوگوں کی آزمائش کی ہے میں نے تو سوائے مکار اور دشمنی کرنے والے کے کسی کو دیکھا نہیں۔"

آپ نے فرمایا: سچ کہا۔ دوسرا پڑھئے، ابو خبیب نے دوسرا شعر پڑھا:

ترجمہ: "میں نے تو زمانہ کی مصیبتوں اور تکلیفوں میں لوگوں کی دشمنی سے زیادہ مشکل کچھ نہیں دیکھا۔"

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

آپ نے فرمایا: سچ ہے۔ ابوخبیب نے تیسرا شعر پڑھا:

ترجمہ اشعار: "میں نے ہر چیز کی تلخی کو چکھا ہے، مگر سوال کرنے کی تلخی سے زیادہ کسی چیز کی تلخی نہیں دیکھی۔"

آپ نے فرمایا: بالکل سچ ہے، پھر آپ نے تین لاکھ دینے کا حکم فرمایا:

مروان اور ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نوک جھونک:

بخاری، نسائی اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مروان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھا۔ اس نے خطبہ میں ایک روز بیان کیا کہ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے اپنے بیٹے کے خلیفہ بنانے میں بالکل صحیح ہے، کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی یہ سنت ہے۔ اس پر حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں نہیں بلکہ یہ سنت ہرقل اور کسریٰ کی ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) نے واللہ نہ کسی اپنی اولاد کیلئے اور نہ کسی اہل بیت کیلئے کبھی ایسا کیا اور معاویہ محض شفقت پدری کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں۔ مروان نے کہا کہ تو وہی شخص نہیں کہ جس کے سبب قرآن پاک میں نازل ہوا ہے کہ تم اپنے والدین کو اف تک نہ کہو، کیونکہ تم نے ہی اپنے والدین کا مقابلہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو ابن اللعین نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے باپ کو لعنت کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مروان جھوٹا ہے۔ یہ آیت فلاں شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی، البتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروان کے باپ پر ضرور لعنت کی تھی۔ اس وقت یہ اپنے باپ کی پیٹھ میں ہی موجود تھا۔ اس لحاظ سے مروان بھی لعنت الٰہی میں پیدا ہوا۔

ابن شیبہ نے مصنف میں عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انسان کے اندر بغیر تجربہ کے بردباری پیدا نہیں ہوتی۔

عرب میں چار عقلمند:

ابن عساکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عرب میں چار شخص عقلمند، ہوشیار اور تجربہ کار پیدا ہوئے ہیں: (۱) معاویہ، (۲) عمرو بن عاص، (۳) مغیرہ بن شعبہ، (۴) زیاد، حضرت معاویہ حلم، تحمل اور عقلمندی میں۔ عمرو بن عاص مشکلات پیش آمدہ کے سلجھانے میں، مغیرہ اوسان خطا نہ ہونے میں، زیاد ہر چھوٹی بڑی بات میں۔ یہ روایت ہے کہ قاضی بھی چار ہیں: (۱) حضرت عمر، (۲) حضرت علی، (۳) حضرت ابن مسعود اور (۴) حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA-ACADEMY

قبیصہ بن جابر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں۔ میں نے آپ سے زیادہ قرآن پاک اور فقہ کا عالم نہیں دیکھا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی رہا ہوں۔ ان سے بڑھ کر بغیر سوال کے دینے والا کسی کو سخی نہیں دیکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحبت بھی اٹھائی ہے، ان سے زیادہ کسی کو بردبار اور عقلمند عالم نہیں پایا اور حضرت عمرو بن عاص کا لطف صحبت بھی اٹھایا ہے، آپ سے بڑھ کر کسی کو ہم جلیس اور خالص دوست نہیں پایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ بھی رہا ہوں، ان کا تو یہ حال ہے کہ اگر کسی شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور ایک دروازہ میں سے بھی کوئی شخص بغیر مکر کے نہ نکل سکتا ہو، تو یہ آٹھوں دروازوں میں سے بڑی آسانی سے گزر سکتے ہیں۔

ابن عساکر، حمید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے ایک روز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں فقیر محتاج ہو گیا ہوں، مجھے کچھ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: صبر کیجئے، جب اور مسلمانوں کے ساتھ میری تنخواہ ملے گی تو تمہیں بھی دوں گا۔ حضرت عقیل نے منت سماجت کی، آپ نے ایک شخص سے فرمایا: ان کا ہاتھ پکڑ کر بازار میں کھڑا کر کے ان سے کہو کہ وہ دوکانوں کے قفل توڑ دیں اور جو کچھ انہیں ضرورت ہو لے لیں۔ حضرت عقیل نے کہا تو کیا مجھے آپ چوری میں پکڑوانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے چور بنانا چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا مال تجھے دیدوں، انہوں نے کہا تو میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: شوق سے۔ چنانچہ حضرت عقیل حضرت امیر معاویہ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا کہ ان کو ایک لاکھ دیدیا جائے اور یہ کہا کہ منبر پر چڑھ کر کہو تمہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کیا دیا ہے، اور جو میں نے دیا ہے اس کا دونوں کا اعلان کر دو، حضرت عقیل منبر پر چڑھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا: لوگو! میں تمہیں ایک بات کی خبر دیتا ہوں کہ میں نے اول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی چیز مانگی جو ان کے دین کو نقصان پہنچاتی تھی، انہوں نے اپنے دین کو عزیز رکھا پھر میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے وہی چیز طلب کی انہوں نے اپنے دین پر مجھے مقدم سمجھا اور وہ چیز عطا کر دی۔

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ میں نوک جھونک:

ابن عساکر، ابن جعفر بن محمد کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عقیل رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کے پاس تشریف لے گئے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ یہ عقیل ہیں۔ جن کے چچا ابولہب تھے۔ آپ نے فرمایا: جی ہاں! یہ معاویہ ہیں۔ جن کی پھوپھی حمالۃ الحطب تھی۔ (یہ ابولہب کی بیوی تھی۔ مترجم)

www.waseemziyai.com
MARKAZUL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابن عساکر، اوزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ حزیم بن فاتک حضرت معاویہ کے پاس آئے اور چونکہ ان کی پنڈلیاں نہایت خوبصورت تھیں اور اتفاق سے اس وقت پائینچے چڑھائے ہوئے تھے۔ حضرت معاویہ نے رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: کاش! یہ پنڈلیاں کسی عورت کی ہوتیں؟ حزیم نے کہا: یاامیر المومنین! آپ کی بیوی کی ہوتیں۔

آپ کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف:

آپ کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل اسلاف نے انتقال فرمایا:

''صفوان بن امیہ، حضرت حفصہ ام جیبہ، حضرت صفیہ، حضرت میمونہ، حضرت سودہ، حضرت جویریہ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت لبید شاعر، حضرت عثمان بن طلحہ الحجی، حضرت عمرو بن عاص، حضرت عبداللہ بن سلام الحبر، حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت زید بن ثابت، ابوبکر کعب بن مالک، مغیرہ بن شعبہ، حضرت جریر البجلی، حضرت ابوایوب الانصاری، حضرت عمران بن حصین، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوقتادہ الانصاری، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ثوبان عمرو بن حزم، حضرت حسان بن ثابت، حضرت حکیم بن حزام، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوالیسر، حضرت قثیم بن العباس اور ان کے بھائی حضرت عبیداللہ، حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہم اجمعین)''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ انسٹھ (۵۹) ہجری میں وفات پائی۔ آپ دعا کیا کرتے تھے۔ مولیٰ کریم! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ۶۰ ہجری اور لونڈوں کی سلطنت سے محفوظ رکھنا، چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوگئی اور ان کے علاوہ بہت لوگ فوت ہوئے۔

یزید بن معاویہ

یزید بن معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ، یزید کی کنیت ابوخالد تھی۔ یزید ۲۵ ہجری یا ۲۶ ہجری میں پیدا ہوا۔ بہت موٹا تازہ شخص تھا اور اس کے بدن پر بہت زیادہ بال تھے، اس کی ماں کا نام میسون بنت بحدل کلبیہ تھا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یزید کو ان کے والد نے اپنی زندگی میں ولی عہد مقرر کیا تھا اور لوگوں کو مجبور کر کے بیعت لی تھی۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے اندر دو شخصوں نے فساد بویا، (۱) عمرو بن عاص نے کہ انہوں نے جنگ صفین میں حضرت معاویہ کو اشارہ کر کے قرآن پاک اٹھوایا۔ (ابن قراء کہتے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

ہیں کہ انہوں نے خوارج کو حاکم بنایا جس کا وبال قیامت تک باقی رہے گا۔) (۲) مغیرہ بن شعبہ نے کہ یہ حضرت معاویہ کی طرف سے حاکم کوفہ تھے، ان کو معاویہ نے لکھا کہ جس وقت تم یہ خط پڑھو، اپنے کو علیحدہ سمجھو اور فوراً میرے پاس پہنچو مگر مغیرہ بن شعبہ نے اس حکم کی پرواہ نہ کر کے عرصہ بعد حضرت معاویہ کے پاس گئے، انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں ایک کام کی تیاری کر رہا تھا جس کی وجہ سے تعمیل حکم میں تاخیر ہوگئی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا؛ وہ کیا کام تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں یزید کیلئے آپ کے انتقال کے بعد بیعت لے رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کیا اس کام کو پورا کر دیا کہا ہاں پورا کر چکا۔ حضرت امیر معاویہ یہ سن کر انہیں بحال کر دیا، جب مغیرہ بن شعبہ وہاں سے لوٹے تو ان کے دوست احباب نے کہا کہ کیا گزری؟ مغیرہ نے جواب دیا کہ میں معاویہ کو ایک ایسی دلدل میں پھنسا آیا ہوں کہ قیامت تک وہاں سے نہیں نکل سکتے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے باپ کی زندگی میں بیٹا ولی عہد ہونے لگا، ورنہ قیامت تک مسلمانوں میں مشورہ قائم رہتا۔

حضرت ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ عمرو بن حزم نے حضرت معاویہ کے پاس جا کر کہا کہ میں آپ کو خدا کا خوف دلاتا ہوں۔ امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کس شخص کو خلیفہ بنائے جا رہے ہیں۔ حضرت معاویہ نے کہا: تم نے مجھے نصیحت کی اور اپنی رائے کا اظہار کیا اس کا میں مشکور ہوں چونکہ اس وقت لڑکے ہی لڑکے موجود رہ گئے ہیں اور ان سب لڑکوں میں میرا بیٹا خلافت کا زیادہ مستحق ہے، لہٰذا اسی کو ولی عہد بناتا ہوں۔

یزید کے بارے میں حضرت امیر معاویہ کی دعا:

عطیہ بن قیس کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاویہ نے خطبہ میں فرمایا:

مولیٰ کریم! اگر میں یزید کو اس کی لیاقت اور فضل کی وجہ سے ولی عہد کرتا ہوں، تو تو اس کام کو پورا کر دے اور اس کی مدد فرما اور اگر میں محض شفقت پدری کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں اور وہ قابل خلافت نہیں تو اس کے تخت نشین ہونے سے پہلے اسکی روح قبض کر لے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد اہل شام نے یزید سے بیعت کر لی پھر یزید نے اہل مدینہ سے بیعت کیلئے کہلا کر بھیجا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی بیعت سے انکار:

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کر دیا اور اسی رات دونوں صاحب مکہ معظمہ تشریف لے آئے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نہ یزید کی بیعت کی اور نہ اپنی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بیعت کے خواہش مند ہوئے، مگر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہی بلا رہے تھے اور ان سے بیعت کیلئے تیار تھے مگر آپ ہمیشہ انکار کرتے رہا کرتے تھے، لیکن جب یزید نے بیعت لی تو اول آپ کا اپنی موجودہ حالت پر رہنے کا ارادہ ہوا پھر آپ نے کوفہ جانے کا ارادہ کرلیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو یہی رائے دی مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو منع کیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی نہ نکلنے کی ہی رائے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے اختیار کرنے میں مختار کیا تھا مگر آپ نے آخرت کو ترجیح دی اور آپ بھی چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں، اس لیے آپ بھی آخرت کو ہی اختیار کریں اور دنیا آپ کو نہیں ملے گی۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو نہ سنا اور بالآخر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے گلے لگا کر رخصت کیا۔

صحابہ کرام کا کوفہ جانے سے منع کرنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہماری ایک نہ سنی اور نکل چلے حالانکہ ان کو اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کوفہ والوں کا تجربہ ہو چکا تھا۔ اسی طرح آپ کو حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید اور ابوواقد اللیثی (رضی اللہ عنہم) نے سمجھایا مگر ان میں سے آپ نے کسی کی نہیں سنی اور عراق تشریف لے جانے کا مصمم ارادہ کرلیا آپ کے تشریف لے جانے کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ عنقریب ہی اپنے حرم محترم اور بچوں کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح شہید کر دیئے جائیں گے جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ بھی سنی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روئے اور فرمایا: اب تو ابن زبیر (رضی اللہ عنہ) کی آنکھوں میں ٹھنڈک پڑ گئی پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: تم جو کچھ چاہتے تھے وہ ہو گیا لو یہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جا رہے ہیں اور تمہیں اور حجاز کو چھوڑے جاتے ہیں پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ شعر: ”اے قنبیرہ جانور اب میدان خالی ہے جس جگہ چاہے دانہ چر اور جہاں چاہے انڈے دے اور آواز کر۔“

اہل عراق کے خطوط کی روانگی اور شہادت:

آخر اہل عراق کے بہت سے قاصدوں اور خطوں کی وجہ سے آپ دس ذی الحجہ کو مع اہلِ بیت جس میں مرد اور عورتیں اور بچے شامل تھے مکہ معظمہ سے عراق کی طرف چل دیئے۔ ادھر یزید

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نے والیِ عراق عبید اللہ بن زیاد کو آپ سے لڑنے کو لکھا اور اس نے چار ہزار کا لشکر عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی سرکردگی میں آپ کی طرف روانہ کیا، اہل کوفہ اپنی عادت قدیمہ کے موافق جو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھ کیا تھا، آپ کو اکیلا چھوڑ کر چل دیئے، جب آپ پر لشکر مخالف غالب آ گیا تو آپ نے صلح اور واپسی اور یزید کے پاس چلا جانا پیش کیا مگر انہوں نے ان تینوں باتوں سے انکار کر کے آپ کو شہید کر دیا اور آپ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے پیش کیا۔ اللہ عزوجل آپ کے قاتل اور ابن زیاد اور یزید تینوں پر لعنت کرے۔

بعد شہادت حالات: آپ کی شہادت یوم عاشورہ واقع کربلا میں ہوئی۔ آپ کی شہادت کا قصہ بہت طول طویل ہے، کوئی قلب اس کے سننے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت میں سے سولہ شخص شہید ہوئے، جب آپ کی شہادت واقع ہوئی تو سات دن تک دنیا سیاہ رہی دیواروں پر دھوپ کا رنگ زعفرانی رہا اور ستارے ایک دوسرے پر ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے رہے، اسی روز سورج کو گرہن لگ گیا۔ چھ مہینہ تک برابر آسمان کے کنارے سرخ رہے پھر وہ سرخی تو جاتی رہی مگر افق کی سرخی اب تک برابر موجود ہے جو اس واقعہ سے پہلے کبھی نہیں دکھلائی دی تھی۔

یہ بھی روایت ہے کہ بیت المقدس کا پتھر جو اس روز اٹھایا جاتا تھا، اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا۔ لشکر مخالف میں جتنا کسم (کسنبہ) تھا وہ راکھ ہو گیا، انہوں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹ ذبح کیا۔ اس کا گوشت آگ کی طرح چمک رہا تھا، جس وقت اسے پکایا گیا تو وہ مثل کوئلہ کے سیاہ ہو گیا اور اس میں درخت علقم کی سی تلخی پیدا ہو گئی۔

گستاخ کا برا انجام: ایک شخص نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی کلمہ گستاخانہ کہا تو آسمان سے اللہ تعالیٰ نے اس کے اوپر ستارہ گرا دیا جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔

قصر امارات کوفہ: ثعالبی، عبد الملک بن عمیر اللیثی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس محل (محل حکومت کوفہ) میں حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا سر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے ایک ڈھال پر رکھا ہوا دیکھا پھر کچھ دنوں کے بعد اسی محل میں عبید اللہ بن زیاد کا سر مختار بن ابی عبید کے سامنے رکھا ہوا دیکھا پھر تھوڑے دن گزرنے کے بعد مختار بن ابی عبید کا سر مصعب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بن زبیر کے سامنے اس محل میں رکھا ہوا دیکھا پھر کچھ دنوں بعد مصعب بن زبیر کا سر عبدالملک کے سامنے رکھا ہوا پایا، جب میں نے یہ قصہ عبدالملک سے بیان کیا تو انہوں نے اس محل کو منحوس سمجھ کر چھوڑ دیا۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صدمہ:

ترمذی، سلمٰی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو آپ کو روتے ہوئے دیکھا میں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو آپ کا سر مبارک غبار اور ریش مبارک گرد آلود تھی، میں نے عرض کیا: حضور! میں کیا حال دیکھ رہی ہوں؟ آپ نے فرمایا: میں شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ ابھی دیکھ کر آرہا ہوں۔

بیہقی "دلائل" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا کہ آپ غبار آلود تشریف لیے جارہے ہیں اور آپ کے دست مبارک میں ایک شیشی ہے، جس میں خون بھرا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ حسین (رضی اللہ عنہ) اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے کہ میں آج تمام دن اسے جمع کرتا رہا ہوں، ہم نے وہ دن شمار کیا تو عین شہادت کا دن وہی تھا۔

جنات کا نوحہ کرنا:

ابونعیم "دلائل" میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر جنوں کو روتے اور نوحہ کرتے سنا ہے۔

ثعلب نے اپنی امالی میں بیان کیا ہے کہ جناب کلبی کہتے ہیں کہ میں ایک روز کربلا میں گیا تو میں نے عرب کے ایک معزز شخص سے کہا کہ آپ مجھے یہ بتادیجئے کہ کیا آپ نے جنوں کو نوحہ کرتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: تم چاہے جس سے پوچھ لو، سب کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے۔ میں نے کہا: نہیں۔ جو آپ نے سنا ہے وہ ہمیں بھی سنادیجئے۔ انہوں نے کہا میں نے یہ اشعار سنے ہیں:

مسع الرسول جبینه فله بریق فی الخلود

ابواه من علیا قریش و جده خیر الجلود

ترجمہ اشعار: "ان کی پیشانی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پھیرا ہے، ان کے رخساروں پر نہایت چمک تھی، ان کے والدین قریش کے اعلیٰ خاندان میں تھے اور ان کے دادا سب کے دادوں سے اچھے تھے۔"

جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مع اپنے ساتھیوں کے شہید ہوگئے تو ابن زیاد نے ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ یزید اول تو ان کے قتل سے بہت خوش ہوا جب مسلمان اس سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ناراض ہوئے اور لوگوں نے اس کے اس فعل کو برا سمجھا تو اس کو سخت ندامت ہوئی اور حق یہ ہے کہ مسلمان بجا ناراض ہوئے۔

ابو یعلی نے اپنی مسند میں بسند ضعیف ابوعبیدہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہے گی حتی کہ بنی امیہ میں ایک شخص یزید نامی ہوگا وہ عدل میں رخنہ ڈالے گا۔

رویانی نے اپنی مسند میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ اول وہ شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ میں سے ہوگا اور اس کو یزید کے نام سے پکارا جایا کرے گا۔

یزید کو امیر المومنین کہنے پر دروں کی سزا:

نوفل بن ابوالفرات کہتے ہیں کہ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک روز بیٹھا ہوا تھا کچھ یزید کا ذکر آگیا اور ایک شخص نے یزید کا امیر المومنین یزید بن معاویہ کہہ کر نام لیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: تو اسے امیر المومنین کہتا ہے یہ کہہ کر آپ نے حکم دیا کہ اس جرم میں اس کو بیس درے لگائے جائیں۔

مدینہ پر یزید کا حملہ اور قتل و غارت:

۶۳ ہجری میں یزید کو خبر پہنچی کہ اہل مدینہ اس پر بغاوت کیا چاہتے ہیں اور اس کی بیعت سے انکار کرتے ہیں۔ یہ سن کر اس نے ایک بہت بڑا لشکر ان کی طرف روانہ کیا اور مدینہ والوں سے اعلان جنگ کر دیا پھر مکہ معظمہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر لشکر کشی کا حکم دیا چنانچہ یہ لشکر یہاں پہنچا اور وہ واقعہ حرہ باب طیبہ پر واقع ہوا اور واقعہ حرہ جانتے ہو؟ حضرت حسن بصری اس کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہا تھا جو اس لشکر سے پناہ میں رہا ہو، ایک ہزار ہا صحابہ شہید ہوئے۔ مدینہ منورہ لوٹ لیا گیا ہزار کنواری لڑکیوں سے کم بخت لشکریوں نے زنا کیا۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس کے اوپر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہوگی۔ (مسلم)

اہل مدینہ کے بیعت چھوڑنے کا یہ سبب ہوا کہ یزید گناہوں میں بہت زیادہ پھنس گیا تھا، چنانچہ واقدی نے عبداللہ بن حنظلہ الغسیل سے روایت کی ہے کہ واللہ! ہم نے یزید پر جب تک بغاوت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نہیں کی جب تک ہمیں یہ یقین نہیں ہوا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برس جائیں گے. کیونکہ فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ ماؤں اور بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کریں اور کھلم کھلا شراب پئیں اور نماز چھوڑ دیں۔

مکہ پر یزید کا حملہ اور بیت اللہ کی بے حرمتی:

ذہبی کہتے ہیں کہ جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ یہ معاملہ کیا اور شراب اور دیگر برائیاں پہلے ہی سے کرتا تھا تو تمام شخص اس سے برافروختہ ہوگئے اور چاروں طرف سے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہیں رکھی تھی، چنانچہ اس نے اپنا لشکر مکہ والوں سے بھی جنگ کیلئے بھیج دیا تاکہ وہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرے۔ راستہ میں لشکر کا سپہ سالار مرگیا تو اس کے بجائے دوسرا سپہ سالار مقرر کیا گیا جب یہ لشکر مکہ معظمہ میں آیا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرلیا۔ ابن زبیر نے بھی ان سے مقابلہ کیا چونکہ آپ محاصرہ میں تھے، اس لیے آپ پر منجنیق سے آگ اور پتھر برسائے گئے جن کے شراروں سے کعبہ شریف کا بردہ اور اس کی چھت اور اس دنبہ کے سینگ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ کیلئے بھیجا گیا تھا اور اس کے سینگ اب تک خانہ کعبہ کی چھت میں لٹکے ہوئے تھے، سب جل گئے اور یہ واقعہ صفر ۶۴ ہجری میں واقع ہوا۔ آخر نصف ربیع الاول ۶۴ ہجری میں ملک الموت نے یزید کو آدبوچا اور یہ دنیا ہمیشہ کیلئے یزید کے وجود سے پاک ہوگئی۔ یہ خبر عین حالت جنگ میں مکہ معظمہ میں پہنچی اور حضرت عبداللہ ابن زبیر نے پکار کر کہا: اے شام کے لوگو! تمہارا گمراہ کرنے والا مرچکا یہ سنتے ہی لشکر بھاگ کھڑا ہوا، اور نہایت ذلت اٹھائی۔ لوگوں نے ان کا تعاقب کیا۔

اس کے بعد ابن زبیر نے لوگوں سے بیعت لی اور خلیفہ کے نام سے موسوم ہوئے۔ ادھر اہل شام نے معاویہ بن یزید سے بیعت کرلی مگر معاویہ بن یزید کا زمانہ خلافت بہت ہی کم ہوا۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ یزید کو شاعری سے بھی شوق تھا اور اس کے اکثر اشعار لوگوں کی زبانوں پر عام طریقے سے جاری تھے۔

ابن عساکر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق کا نام تو تم نے ٹھیک رکھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مثل لوہے کے سینگ کے تھے ان کا نام بھی ٹھیک رکھا۔ حضرت عثمان ابن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوگنا حصہ پائیں گے۔ معاویہ اور ان کا بیٹا زمین مقدس کے بادشاہ ہوئے اور پھر سفاح اور سلام اور منصور، جابر، مہدی ہیں۔ امیر الغضب کل کے کل اولاد کعب بن لوی تمام صالح بادشاہ ہوں گے اور ان کی مثال نہ ملے گی۔ (ذہبی کہتے ہیں کہ اس کے ابن عمر سے کئی طریق ہیں مگر کسی نے اس کو مرفوع نہیں کہا۔)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

یزید کے زمانہ میں فوت ہونے والے اسلاف:

واقدی نے ابوجعفر الباقر سے روایت کی ہے کہ اول شخص جس نے کعبہ شریف پر دیباج کا پردہ ڈالا، وہ یزید بن معاویہ ہے۔ یزید کے زمانہ خلافت میں سوائے شہدائے کربلا اور واقعہ حرہ کے حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا، خالد بن عرفطہ، جرہد الاسلمی، جابر بن عقیک، بریدہ بن الحصیب مسلمہ ابن مخلد، علقمہ بن قیس نخعی القعبیہ، مسروق، مسور بن مخرمہ وغیرہ اور واقعہ حرہ یعنی واقعہ مدینہ میں تین سو چھ قریش و مہاجرین و انصار شہید ہوئے۔

معاویہ بن یزید

معاویہ بن یزید بن معاویہ، ابوعبدالرحمن اور ابویزید و ابولیلیٰ یہ بھی اپنے باپ کی زندگی میں ولی عہد ہو چکا تھا۔ ربیع الاول ۶۴ ہجری میں اپنے باپ یزید کے مرنے پر تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ شخص نہایت جوان صالح تھا، حالت بیماری میں تخت خلافت پر متمکن ہوا اور اسی بیماری میں انتقال کر گیا، اس نے کسی کی طرف فوج کشی نہیں کی نہ امور سلطنت میں کوئی کام کیا نہ لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کی مدت خلافت کل چالیس روز ہیں اور بعض کے قول کے مطابق دو مہینے اور بقول بعض تین ماہ ہیں، جس وقت اس کا انتقال ہوا۔ اس کی عمر اکیس سال کی تھی بلکہ بعض بیس ہی سال بتلاتے ہیں، جب اس پر حالت نزع طاری ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ آپ کسی خلیفہ کو مقرر کر جائیں۔ اس نے کہا کہ جب میں نے خلافت کا مزہ نہیں چکھا تو اس کی تلخی میں کیوں پھنسوں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی الاسدی۔ آپ کی کنیت ابوبکر اور ابوخبیب ہے اور خود صحابی اور صحابی کے صاحبزادے تھے، آپ کے والد ماجد عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، آپ کی دادی حضرت صفیہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

پیدائش: آپ مدینہ منورہ میں بیس ماہ کے بعد ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ سنہ ہجرت کے پہلے ہی سال پیدا ہوئے۔ آپ ہجرت کے بعد سب سے پہلے مہاجرین کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اولاد میں۔آپ کی ولادت سے تمام مسلمانوں میں نہایت خوشی ہوئی تھی کیونکہ یہودیوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے کہ ان کی اولاد نہ ہوگی۔جس وقت آپ پیدا ہوئے تو آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے ایک کھجور اپنے دہن مبارک میں چبا کر ان کو چٹا دی اور ان کی کنیت اور نام آپ کے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کنیت اور نام مقرر فرمایا۔

فضائل ومناقب: آپ بہت زیادہ روزہ رکھنے والے اور بڑی لمبی قرأت کی نمازیں پڑھتے تھے،صلہ رحمی بہت زیادہ کرتے تھے،نہایت بہادر اور دلیر تھے،آپ نے راتوں کو اس طرح تقسیم کیا تھا کہ ایک دن تمام رات صبح تک کھڑے ہی پڑھتے تھے اور ایک دن تمام رات صبح تک رکوع میں رہتے تھے اور ایک رات سجدہ میں گزارتے تھے۔آپ سے تینتیس احادیث مروی ہیں۔آپ سے آپ کے بھائی عروہ اور ابن ابی ملیکہ،عباس بن سہل،ثابت البنانی،عطا اور عبیدۃ السلمانی اور بہت سے اشخاص روایت کرتے ہیں۔

بیعت خلافت: آپ ان لوگوں سے ہیں جنہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور مکہ معظمہ میں چلے آئے،نہ خود کسی سے بیعت کی نہ اپنے لیے دوسروں سے چاہی۔یزید بن معاویہ ان سے سخت ناراض ہو گیا تھا جس وقت یزید کا انتقال ہو گیا تو ان سے بیعت کی گئی اور اہل حجاز اور اہل یمن،اہل عراق اور اہل خراسان نے آپ سے بیعت کر لی۔

کعبہ کی توسیع: آپ نے کعبہ شریف کی عمارت کی تجدید کی اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں تھا،اسی طرح آپ نے دو دروازے بنا دیئے اور اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے موافق کہ حضور نبی کریم ﷺ کی چھ گز زمین اور داخل کرنے کی خواہش تھی،آپ نے چھ گز زمین داخل کر دی۔اہل مصر اور شام نے آپ سے بیعت نہیں کی تھی مگر معاویہ بن یزید کے انتقال کے بعد انہوں نے بھی آپ سے بیعت کر لی۔

مروان کی بغاوت: مروان بن حکم نے بغاوت کی اور شام اور مصر کو دبا لیا اور ۶۵ ہجری یعنی اپنے مرتے وقت تک قابض رہا اور اپنا ولی عہد اپنے بیٹے عبدالملک کو کر گیا۔ذہبی سچ کہتے ہیں کہ مروان کو خلیفہ شمار نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی تھی بلکہ وہ اس لحاظ سے باغی ہے اور نہ اس کا اپنے بیٹے کو ولی عہد مقرر کرنا صحیح ہے،البتہ اس کے بیٹے عبدالملک کی خلافت حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحیح ہوتی ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں برابر خلیفہ رہے حتیٰ کہ عبدالملک بن مروان نے غلبہ پایا تو حجاج کو چالیس ہزار فوج دے کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کیلئے روانہ کیا۔اس نے آ کر مکہ معظمہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ رکھا اور منجنیق لگا دی اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بہت تنگ کیا،آپ کے ساتھی بھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر خفیہ مخالف لشکر میں جا ملے۔اس وجہ سے آپ کو شکست اٹھانا پڑی اور حجاج کو فتح ہوگئی،سہ شنبہ سترہ جمادی الاول ۷۳ ہجری میں آپ کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔

آسمانی شعلہ:

محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جب حجاج نے منجنیق لگائی تو میں ابو قبیس پہاڑ پر تھا،میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا شعلہ آسمانی بجلی کا ایک سرخ گدھے کی طرح چکر لگاتا ہوا اترا،آخر اس نے پچاس آدمیوں کے قریب منجنیق والوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خاندان قریش میں ایک اعلیٰ درجہ کے شہسوار مشہور تھے،آپ کے بہت سے واقعات زبان زد عوام ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت:

ابویعلی اپنی مسند میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور پچھنوں کا خون مجھے دے کر فرمایا کہ تم اسے ایسی جگہ پھینک آؤ جہاں کسی کی نظر نہ پڑے چنانچہ آپ خون باہر لے گئے اور باہر جا کر وہ خون چھپانے کی بجائے خود پی لیا اور پھر واپس آ گیا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: تو نے اس خون کو کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے اپنے نزدیک ایسا چھپایا ہے کہ اس کو وہاں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔آپ نے فرمایا: شاید تو نے اسے پی لیا،میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وجہ سے لوگ تمہارا دبدبہ مانیں گے اور لوگوں پر تم کو غلبہ اور برتری حاصل رہے گی۔کہتے ہیں کہ یہ قوت و بازو اسی خون کی وجہ سے تھے۔نوف بکالی کہتے ہیں کہ آسمانی کتابوں میں موجود ہے کہ ابن زبیر تمام خلفاء میں شہسوار ہوں گے۔

عبادت و شجاعت:

عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے برابر کسی شخص کو ایسا نمازی نہیں دیکھا،آپ ارکان نہایت خوبی سے ادا کرتے تھے،آپ پر منجنیق لگی ہوئی تھی اور حرم شریف میں نماز ادا فرما رہے تھے،آپ کے کپڑوں میں آگ لگ جاتی تھی مگر آپ بالکل پرواہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ آپ عبادت میں ایسے تھے کہ اگر آپ کے بجائے کوئی اور ہوتا تو عاجز

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ہو کر رہ جاتا۔ ایک مرتبہ کعبہ شریف میں بے انتہا پانی بھر آیا مگر آپ نے تیر تیر کر طواف فرمایا۔

عثمان بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ تین باتوں میں کوئی نہیں کر سکتا۔ (۱) شجاعت اور دلیری، (۲) عبادت اور (۳) بلاغت و فصاحت میں۔ آپ ایسے بلند آواز شخص تھے کہ جب آپ خطبہ فرماتے تو آپ کی آواز پہاڑوں سے ٹکراتی تھی۔

عروہ کہتے ہیں کہ نابغہ جعدی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شان میں مندرجہ ذیل شعر کہے:

ترجمہ اشعار: ''آپ نے حاکم ہو کر حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) کی طرح مفلسوں کو راحت پہنچائی ہے۔ تمام لوگوں کو حق میں برابر کر کے سخت اندھیری میں روشنی کر دی۔''

غلاف کعبہ: ہشام بن عروہ اور خبیب کہتے ہیں کہ اول خانہ کعبہ پر دیباج کا پردہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ڈالا۔ آپ سے پہلے ٹاٹ اور چمڑے کے چڑھائے جایا کرتے تھے۔

عروہ بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس سو غلام تھے اور ہر ایک کی زبان جدا جدا تھی۔ آپ ہر غلام سے اس کی زبان میں باتیں کیا کرتے تھے، جب آپ کو کوئی دنیاوی کام میں مشغول دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ یہ شخص ذرا دیر کیلئے بھی دنیا سے علیحدہ نہ ہوتا ہوگا اور جب میں آپ کو آخرت کے کام میں منہمک پاتا تو خیال کرتا تھا کہ یہ کبھی بھی دنیا کی طرف مشغول نہ ہوتا ہوگا۔

لفظ سیف بولنا: ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ ہمارے چچا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بچپن میں سب سے پہلے لفظ سیف (تلوار) بولا تھا پھر یہی ورد زبان ہوگیا، تو ان کے والد صاحب نے سن کر فرمایا: تجھے تلوار سے بہت واسطہ رہے گا۔

ابوعبیدہ سے روایت ہے کہ ایک روز عبداللہ بن زبیر الاسدی، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: یا امیر المومنین! میرے اور آپ کے فلاں تعلق سے رشتہ داری ہے، آپ نے فرمایا: ہاں! یہ صحیح ہے لیکن اگر تم سوچو اور غور کرو گے تو تمام آدمیوں کو ایک ماں باپ سے پاؤ گے۔ عبداللہ بن زبیر الاسدی نے کہا کہ میرا خرچہ ختم ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہارے گھر پہنچنے تک خرچہ کا ضامن نہیں ہوا تھا بس بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ اس نے کہا: امیر المومنین! میرے اونٹ بسبب سردی اور بھوک کے مرے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں کسی مرغزار اور کشادہ جنگل میں چرنے کیلئے بھیج دو اور ان پر نمدہ کس دو، عبداللہ بن زبیر اسدی نے کہا کہ میں تو آپ سے کچھ لینے کی غرض سے آیا تھا، نہ کہ علاج اور رائے پوچھنے کیلئے۔ لعنت ہے اس اونٹنی پر جس نے مجھے آپ تک پہنچایا۔ آپ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

نے فرمایا: اس کے سوار پر بھی۔

مدعی نبوت سے مقابلہ: عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں زہری سے روایت کی ہے کہ کبھی حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کسی دشمن کا سر پیش نہیں ہوا۔ البتہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص کا سر پیش ہوا مگر آپ نے اس کو سخت مکروہ سمجھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دربار میں سر کاٹ کر پیش کیے گئے۔ آپ کے زمانہ میں مختار کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور خود عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بغاوت کر دی۔ آپ نے لڑائی کیلئے ۶۷ ہجری میں لشکر تیار کر کے اس کو شکست دیدی اور ملعون کو قتل کر ڈالا۔

آپ کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف: آپ کے زمانہ خلافت میں ان علماء نے وفات پائی:

"اسید بن ظہیر، عبداللہ بن عمرو بن عاص، نعمان بن بشیر، سلیمان بن صر، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت زید بن ارقم، حضرت عدی بن حاتم، حضرت ابن عباس، ابو واقد اللیثی، حضرت زید بن خالد الجہنی، ابو الاسود دئلی وغیرہم۔"

عبدالملک بن مروان

عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔

ابو الولید ۲۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور اپنے باپ کی حیات میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ولی عہد مقرر ہوا۔ اس وجہ سے اس کی خلافت صحیح نہیں ہوتی۔ یہ مصر اور شام پر ظلم سے اول قابض رہا پھر عراق وغیرہ بھی اس کے قبضہ میں آگیا مگر شہادت حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ یعنی ۷۳ ہجری تک اس پر متصرف نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت یعنی ۷۳ ہجری سے اس کی خلافت صحیح ہوتی ہے اور اسی سال حجاج نے کعبہ کو منہدم کرا کر از سر نو اس صورت میں بنایا جس صورت میں کہ اب موجود ہے۔ حجاج کے اشارے سے ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک زہر میں بجھے ہوئے نیزہ سے زخم پہنچایا جس سے آپ مریض ہو کر جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

صحابہ کرام پر ظلم وستم: ۷۴ ہجری میں حجاج مدینہ منورہ میں پہنچا اور وہاں اہل مدینہ کو تنگ کرنا شروع کیا۔ صحابہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ باقی رہ گئے تھے ان پر نہایت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سختیاں کیں اور بہت ذلیل کیا۔ چنانچہ حضرت انس اور حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت سہل بن ساعدی (رضی اللہ عنہم) وغیرہ کی گردنوں اور ہاتھوں میں مہریں لگوائیں، ان کو نہایت ذلیل کیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

۷۵ ہجری میں لوگوں کے ساتھ عبدالملک نے حج کیا اور حجاج عراق کا حاکم مقرر ہوا۔ ۷۷ ہجری میں روما کا مشہور شہر ہرقلہ فتح ہوا، اور جامع مسجد کو عبدالعزیز بن مروان نے منہدم کرا کر چاروں طرف سے اسے وسیع کر لیا۔ ۷۶ ہجری میں قلعہ سنان فتح ہوا اور ارمینیہ اور صنہاجہ کی جنگ ہوئی۔ ۸۳ ہجری میں حجاج نے شہر واسطہ کی بنیاد ڈالی۔ ۸۴ ہجری میں مصیصہ اور مغرب کی وادیاں مسلمانوں کے ہاتھ آ گئیں۔ ۸۵ ہجری میں عبدالعزیز بن ابی حاتم بن النعمان الباہلی نے شہر دبیل اور بروعہ کو بسانا شروع کیا۔ ۸۶ ہجری میں قلعہ تولق اور احزم فتح ہوئے اور ان دنوں طاعون پھیلا ہوا تھا جس میں اکثر عورتیں مرتی تھیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام طاعون انعتیات رکھا گیا۔ اسی سال شوال میں عبدالملک بن مروان نے انتقال کیا اور سترہ لڑکے چھوڑے۔

سیرت عبدالملک:

احمد بن عبداللہ العجلی کہتے ہیں کہ عبدالملک کو گندہ ذہنی کا مرض تھا اور وہ اپنی ماں کے پیٹ میں کل چھ مہینہ رہا تھا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے امیر المومنین! میں نے سنا ہے کہ تم اب عبادت گزار ہونے کے بعد شراب پینے لگے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں شراب پینے کے ساتھ خونخوار بھی ہو گیا ہوں۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں عبدالملک بن مروان سے زیادہ کوئی جوان چست و چالاک عابد اور فقیہ اور قرآن و احادیث کا جاننے والا نہیں دیکھا۔

ابوالزناد کہتے ہیں کہ مدینہ کے فقہاء یہ حضرات ہیں: حضرت سعید بن مسیب، حضرت عبدالملک مروان عروہ بن زبیر، قبیصہ بن وذیب۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کے تو بیٹے پیدا ہوا کرتے تھے مگر مروان کا باپ پیدا ہوا۔ عبادہ بن لبنی کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ حضرات قریش بوڑھے ہو گئے ہیں۔ ہم آپ کے بعد کن سے مسائل دریافت کریں۔ آپ نے فرمایا: مروان کا بیٹا فقیہ ہے، اس سے دریافت کرنا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فضل وکمال: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام سحیم کہتے ہیں کہ جب عبدالملک جوان تھا تو ایک روز یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا:

یہ ایک دن عرب کا بادشاہ ہو جائے گا۔ عبیدہ بن رباح الغسانی کہتے ہیں کہ جب عبدالملک خلیفہ ہو گئے تو حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ میں نے جب سے تجھے دیکھا تھا، اس وقت ہی جان گئی تھی کہ تو بادشاہ ہو جائے گا۔ انہوں نے پوچھا: یہ کس طرح؟ انہوں نے فرمایا: تجھ سے بہتر نہ میں نے کوئی بات کرنے والا دیکھا نہ بات سننے والا۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں جس شخص کے ہم صحبت رہا ہوں وہی میرے علم وفضل کا قائل ہو گیا، مگر عبدالملک بن مروان کے علم وفضل کا میں خود قائل ہو گیا کیونکہ میں نے جب اس کے سامنے کوئی حدیث بیان کی تو اس میں انہوں نے ضرور کچھ زیادہ بتلایا اور جب کبھی میں نے ان کے سامنے کسی مضمون کا شعر پڑھا تو انہوں نے اس مضمون کے میرے سامنے کئی اشعار پڑھ دیئے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے ان حضرات سے حدیث سنی، حضرت عثمان، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید، حضرت ام سلمہ، حضرت بریرہ، حضرت ابن عمر اور حضرت معاویہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور ان سے ان حضرات نے روایت کی۔ عروہ، خالد بن معدان، رجاء بن حیوہ، زہری، یونس بن میسرہ، ربیعہ بن یزید، اسماعیل بن عبیداللہ، جریر بن عثمان و دیگر حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بکر بن عبداللہ مزنی کہتے ہیں کہ یوسف نامی ایک یہودی مسلمان ہو گیا اور تلاوت قرآن پاک بے حد شائق ہوا۔ ایک روز مروان کے مکان کے قریب سے گزرا اور بآواز بلند یہ کہا کہ اس مکان کے مالک سے امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سخت تکلیف اٹھائے گی۔ یہ سن کر میں نے اس سے دریافت کیا۔ آخر کب تک اس نے کہا کہ جب تک خراسان سے سیاہ جھنڈے والے نہ آئیں۔ یہ شخص عبدالملک کا دوست تھا۔ ایک روز عبدالملک کے مونڈھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ جب تو بادشاہ ہو جائے تو اللہ سے ڈر کر کام کیا کرنا۔ عبدالملک نے کہا کہ میں ایسے کام ہرگز نہیں کر سکتا، جو خلاف شریعت ہوں۔

یزید کے فعل سے نفرت: کہتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ نے مکہ معظمہ پر لشکر کشی کی تو عبدالملک بن مروان نے کہا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں یہ شخص حرم محترم کی طرف لشکر بھیج رہا ہے یوسف نے کہا: جلدی مت کرو، تمہارا لشکر اس سے بھی بہت بڑا ہو گا۔

یحییٰ غسانی کہتے ہیں کہ جب مسلم بن عقبہ مدینہ میں داخل ہوا تو میں مسجد نبوی میں گیا اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

عبدالملک بن مروان کے برابر جا بیٹھا۔ عبدالملک نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم بھی اس لشکر میں شریک ہو۔ میں نے کہا: ہاں! عبدالملک نے کہا کہ بدبخت تو اتنا نہیں جانتا کہ تو ایسے شخص کے مقابلہ کیلئے آیا ہے جو اسلام میں سب سے پہلا پیدا ہونے والا فرزند ہے اور جو حضور نبی کریم ﷺ کے حواری اور ذات النطاقین کی اولاد سے ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے گھٹی دی۔ واللہ! جب کبھی تو دن میں ان کے پاس جائے تو روزے دار اور رات کو جائے گا تو تہجد پڑھتے پائے گا۔ یاد رکھو! اگر تمام زمین والے ان کے قتل کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالے گا جب خود عبدالملک کی خلافت ہوئی تو اس نے حجاج کو انہیں پر لشکر دے کر روانہ کر دیا اور ان کو قتل کر ڈالا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب خلافت عبدالملک کو پہنچ گئی تو قرآن پاک اس کی گود میں تھا یہ کہہ کر فوراً بند کر دیا کہ یہ تم سے آخری ملاقات ہے۔

عبادت، گناہوں سے بچنے کا نام ہے:

امام مالک ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان عبدالملک بن مروان اور دو اور نوجوان مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے اور عصر تک برابر پڑھتے رہتے تھے۔ سعید بن مسیب سے کسی نے دریافت کیا کہ جیسے یہ تینوں نماز پڑھتے ہیں اگر ہم بھی نماز پڑھا کریں تو کچھ حرج تو نہیں، انہوں نے فرمایا: عبادت زیادہ نماز پڑھنے اور اکثر روزہ رکھنے کا نام نہیں بلکہ عبادت ذات الٰہی کے متعلق غور کرنے اور گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔

اولیات عبدالملک:

مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اول جس شخص کا نام اسلام میں عبدالملک رکھا گیا۔ وہ عبدالملک بن مروان ہے۔ یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالک ؒ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے: سب سے پہلے عبدالملک نے ہی دینار پر سکہ لگایا اور ان پر آیات کلام اللہ نقش کرائیں۔ مصعب کہتے ہیں کہ عبدالملک نے دیناروں پر "قل ھو اللہ احد" لکھوائی اور دوسری طرف ان پر "لا الہ الا اللہ" کندہ کرایا۔ اس کے گرداگرد چاندی کا حلقہ ہوتا تھا اور اس حلقہ پر ٹکسال کے شہر کا نام اور حلقہ سے خارج "محمد الرسول اللہ ارسلہ بالھدیٰ و دین الحق" لکھا ہوتا تھا۔

اوائل عسکری میں ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے خطوں کی پیشانی پر "قل ھو اللہ احد" اور ذکر نبی ﷺ مع تاریخ لکھوایا کرتا تھا اور دینار اپنے خود کے رائج نہ تھے بلکہ عیسائیوں کے دینار ہی اس سلطنت میں رائج تھے۔ ایک مرتبہ بادشاہ روم نے آپ کو لکھا کہ آپ نے جو خطوں کی پیشانی پر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

اپنے نبی کا ذکر وغیرہ لکھنا جاری کیا ہے. اسے چھوڑ دیجئے. ورنہ ہم دیناروں پر ایسی چیز لکھنا شروع کریں گے کہ جس سے آپ کی دل آزاری ہوگی کیونکہ آپ کے اس فعل سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے ۔آپ نے خالد بن یزید بن معاویہ کو مشورہ کیلئے بلایا۔ خالد بن یزید بن معاویہ نے کہا کہ آپ ان کے دینار اپنی سلطنت میں آنے بند کر دیجئے اور خود اپنے دینار جن پر ذکر اللہ اور ذکر رسول ہو سکہ کرا لیجئے اور آپ اپنے خطوں پر ان کے مکروہ سمجھنے سے کوئی اثر نہ آنے دیجئے بلکہ ان کی پیشانی بدستور رہنے دیجئے۔ آپ نے اسی پر عمل کیا اور ۷۵ ہجری میں اپنے دینار تیار کرا لیے۔

عسکری کہتے ہیں کہ اول جس خلیفہ نے بخل کیا عبدالملک بن مروان ہے ۔اسی وجہ سے اس کا نام رشح الحجارہ (پتھروں کو دینے والا) اور منہ کی بدبو کی وجہ سے کنیت ابوالذبان مشہور ہوگئی جس خلیفہ نے بدعہدی کی، جس خلیفہ کے سامنے کلام کرنا منع ہوا جس کے زمانہ میں بھلی بات بتانے سے روکا گیا وہ عبدالملک بن مروان ہے چنانچہ عسکری کلبی سے روایت کرتے ہیں کہ مروان بن حکم نے اپنے بیٹے کے بعد عمرو بن سعید بن عاص کو ولی عہد بنایا تھا مگر ان کو عبدالملک نے قتل کر ڈالا اور یہ قتل اسلام میں سب سے پہلا غدر ہے، اسی کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے:

ترجمہ اشعار:''اے قوم کے افرادو! اپنی روان پر مت چلو کیونکہ تم نے مروان کے بیٹوں کے غدر کا تجربہ کر لیا۔ عمرو کو قتل کر کے کچھ اچھا نہیں کیا، یہ لوگ اللہ کے عہد چالاکی سے توڑنے والے کہے جاتے ہیں، جو انان صاحب تجربہ کو قتل کر ڈالا تاکہ ان کی اولاد لوگوں پر حکومت کر سکے، وہ قرآن پاک سے کھیلا کرتے ہیں اور خواہشات کو گناہوں میں خدا کا تقرب سمجھتے ہیں۔''

ابن جریج اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد ۷۵ ہجری میں عبدالملک نے مدینہ منورہ میں ایک تقریر کی ۔حمد وصلوٰۃ کے بعد بیان کیا کہ میں خلیفہ ضعیف یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہیں ہوں اور نہ میں خلیفہ سست یعنی معاویہ ہوں اور نہ میں خلیفہ ضعیف الرائے یعنی یزید ہوں یاد رکھو جو مجھ سے پہلے خلفاء تھے ۔اسی مال سے کھاتے کھلاتے رہتے ۔خبر دار! میں اس کی دوسوائے تلوار کے کچھ نہیں جانتا، تمہیں چاہیے کہ تم اپنے نیزے میری مدد کیلئے کھڑے کرو، ہمیں مہاجرین کے اعمال پر تکلف مجبور کرتے ہیں اور خود وہ اعمال نہیں کرتے ۔جان لو کہ میں تمہیں نہایت عذاب سے ہلاک کروں گا حتی کہ ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے ۔عمرو بن سعید کی قرابت اور رشتہ داری اور چیز ہے اور حکومت اور عہدہ داری دوسری چیز ہے ۔اس نے ذرا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

سر اٹھایا تو ہم نے تلوار سے یوں کر دیا۔ یاد رکھو میں تمہاری تمام باتیں برداشت کروں گا مگر کسی امیر پر بغاوت کرنا یا اس سے لڑنا کبھی نہیں دیکھ سکتا۔ جامع فیصلہ وہی ہے جو عمرو بن سعید کا ہوا۔ اب جو بھی سر اٹھائے گا میں اس کا یہی علاج کروں گا۔ اور اسکے بعد اگر کوئی مجھے خوف خدا بھی یاد دلائے گا تو اسکی گردن میں اڑا دوں گا، یہ کہہ کر منبر سے اتر آیا۔ (اس کا راوی اول یعنی کریمی کذاب ہے۔)

عسکری کہتے ہیں کہ عبدالملک نے ہی سب سے پہلے دفتر کو زبان فارسی سے عربی میں منتقل کیا اور منبر پر سب سے پہلے ہاتھ بلند کیے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ عبدالملک کے دس اولیات ہوئے جن میں پانچ مذموم اور پانچ احسن ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں اذان دلوائی وہ اولاد مروان ہے۔ خواہ عبدالملک ہو یا کوئی دوسرا لڑکا۔

عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ مجھے کئی لوگوں سے یہ خبر پہنچی ہے کہ اول جس شخص نے کعبہ شریف پر دیباج کا کپڑا چڑھایا۔ وہ عبدالملک بن مروان ہے اور فقہاء میں سے جس کو اسباب کی خبر ہوتی گئی وہ کہتا رہا کہ فی الواقع کعبہ شریف کیلئے یہی کپڑا زیادہ موزوں اور مناسب تھا۔

یوسف بن ماجشون کہتے ہیں کہ عبدالملک جب انصاف کیلئے بیٹھتا تو اس کے سر پر تلواروں کا سایہ کیا جاتا تھا۔ اصمعی کہتے ہیں کہ عبدالملک سے کسی نے دریافت کیا کہ یا امیر المومنین! آپ پر بوڑھاپا بہت جلد آگیا۔ عبدالملک نے کہا کہ کس طرح نہ آتا، میں ہر جمعہ میں اپنی تمام عقل لوگوں پر خرچ کرتا ہوں۔ محمد بن حرب الزیادی کہتے ہیں کہ عبدالملک سے کسی نے دریافت کیا کہ لوگوں میں سب سے بہتر کون شخص ہے؟ جواب دیا: جو بلند مرتبہ ہو کر تواضع اور انکساری کرے، اور بحالت قدرت زہد اختیار کرے اور بحالت قوت عدل کرے۔

ابن عائشہ کہتے ہیں کہ عبدالملک کے پاس جب کوئی شخص کسی شہر یا گاؤں سے آتا تو عبدالملک اس سے کہتا دیکھو! مجھے چار باتوں سے معاف رکھنا اور ان چار کے بعد جو کچھ کہنا ہو کہنا۔ (۱) میرے سامنے جھوٹ نہ بولنا کیونکہ میرے یہاں جھوٹے کی کوئی قدر نہیں۔ (۲) جو کچھ میں پوچھوں محض اسی کا جواب دینا کیونکہ میری توجہ اسی میں لگی ہوئی ہوگی۔ (۳) میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا کیونکہ اپنا حال میں خود ہی جانتا ہوں۔ (۴) مجھے میری رعیت پر برانگیختہ نہ کرنا کیونکہ انہیں میری عنایات کی زیادہ ضرورت ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وصال: مدائنی کہتے ہیں کہ جب عبدالملک کو اپنے مرنے کا کامل یقین ہوگیا تو اس نے کہا: واللہ! جس وقت سے مجھے میری ماں نے جنا ہے اس وقت سے میری خواہش تھی کہ میں بوجھ اٹھانے والا ہوتا۔ اس کے بعد اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ ہمیشہ اللہ سے ڈرنا اور اختلاف، افتراق سے کوسوں دور بھاگنا اور بنی ام بر برو۔ بن جانا اور لڑائی میں نہایت سرگرمی دکھلانا اور احرار بن جانا اور نیکیوں میں ضرب المثل بن جانا کیونکہ لڑائی وقت سے پہلے موت کو نہیں بلاتی اور نیکیوں کا اجر اور ذکر باقی رہتا ہے۔ تلخی میں میٹھے ہو جاؤ اور سختی میں نرم بن جاؤ اور جیسا کہ ابن عبدالاعلیٰ الشیبانی کہتا ہے ایسے ہو جاؤ:

(ترجمہ اشعار ابن عبدالاعلیٰ) "بہت سے تیر جب اکٹھے کر لیے جائیں تو پھر ان کو کوئی سخت گرفت کرنے والا بھی نہیں توڑ سکتا اور ایک تیر کو ہر ایک کوئی توڑ سکتا ہے۔"

اور اے ولید خلافت کے معاملات میں خدا سے ڈر کر کام کرنا اور حجاج کا زیادہ خیال رکھنا اور اس کی ہمیشہ تعظیم کرنا کیونکہ اس نے تجھے خلافت تک پہنچایا ہے۔ اے ولید! وہ تیرا بازو اور تیری تلوار ہے اس کے متعلق کسی کی شکایت نہ سننا دیکھ تجھے اس کی زیادہ ضرورت ہے اور اسے تیری پرواہ بہت کم ہے جب میں انتقال کر جاؤں تو لوگوں سے اپنی بیعت کر لینا اگر کوئی انکار کرے تو اس کی گردن مار دینا۔ اس کے علاوہ اور بہت وصیتیں کیں۔"

جب عبدالملک پر نزع کا وقت ہوا تو ولید دیکھنے آیا۔ فوراً عبدالملک نے یہ شعر پڑھا:

کم عائدہ رجلا و لیس یعودہ الالیعلم هل هراہ یموت

ترجمہ: "بہت سے عیادت کرنے والے آتے ہیں عیادت نہیں بلکہ یہ دیکھنے آتے ہیں کہ مرتا ہے یا نہیں۔"

یہ سن کر ولید رونے لگا تو عبدالملک نے کہا: لڑکیوں کی طرح رونے سے کیا فائدہ، جب میرا انتقال ہو جائے تو اپنے پیروں کے بل کھڑا ہو جانا اور جرأت کو کام میں لانا اور شیر جیسا لباس پہن کر اور اپنی تلوار کندھے پر رکھ جو شخص سرکش ہو، اس کا سر کاٹ لے اور جو خاموش ہو اسے چھوڑ دے وہ اپنی بیماری سے آپ مر جائے گا۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ عبدالملک کی تمام برائیوں کے علاوہ اگر حجاج کو مسلمانوں اور صحابہ پر حاکم مقرر کرنا ہی ہوتا کیونکہ اس کم بخت نے ان کے قتل اور مارنے ذلت و دشنام دہی اور قید کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور اکابر صحابہ اور تابعین کو لاتعداد میں شہید کرا دیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کی مشکیں بندھوا دیں اور انہیں بہت ذلیل کیا یقیناً اللہ تعالیٰ اسے عذاب سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

معاف نہیں فرمائے گا۔

عبدالملک کی شاعری: عبدالملک کو بھی شاعری کا شوق تھا اس کے چند اشعار یہ ہیں:

بعمری لقد عمرت فی الدھر برھته و دانت فی الدنیا یوقع ابواتر
باصحنی الذی قدکان مما یسرنی کلمح معنی فی المزمنات الغوابر
فلیتنی لم امن فی الملك ساعة و الم اله فی الذات عیش واضر
و کنت کذی طمرین عاش ببلغة من الدھر حتی زار ارصیفك اتھابر

ترجمہ اشعار: "قسم ہے مجھے اپنی عمر کی کہ میں دنیا میں بہت جیا اور میری تمام عمر کارزار میں گزری۔ بس جو چیز مجھے خوش معلوم ہوئی وہ زمانہ سابق میں مثل لمحہ کے گزری۔ افسوس فروتنی نہ کی میں نے ایک گھڑی اور ملک بازی نہ کرتا میں لذات میں اور کاش تازہ رویوں کے ساتھ زندگی بسر نہ کرتا اور اے کاش! اپنی زندگی کو عیش و عشرت میں نہ کھوتا اور اس غریب کی طرح ہوتا جو پھٹے کپڑے پہنے ہوئے خچر کو مرتے دم تک لیے پھرتا ہے۔"

استقلال اور حوصلہ: ابن عساکر "تاریخ" میں ابراہیم بن عدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا کہ اسے ایک رات میں چار مشکلیں پیش آئیں، مگر اس کے چہرہ پر ذرا شکن نہیں پڑی۔ عبیداللہ بن زیاد کا قتل، جیش بن دلجہ کا حجاز میں قتل اور بادشاہ روم سے کشیدگی اور دمشق کی طرف عمرو بن سعید کا نکلنا۔

اصمعی کہتے ہیں کہ چار آدمیوں نے ہنسی وغیرہ باتوں میں کبھی غلطی نہیں کی، شعبی، عبدالملک بن مروان، حجاج بن یوسف، ابن القریہ۔

طیوریات سلفی میں ہے کہ عبدالملک بن مروان ایک روز باہر نکلا تو ایک عورت کھڑی ہوئی ملی۔ اس نے کہا کہ امیر المومنین! انہوں نے جواب دیا: کیا ہے؟ اس نے کہا: میرے بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے چھ سو دینار چھوڑے۔ اس کی میراث میں سے مجھے ایک دینار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرا حق اتنا ہی ہے۔ یہ مسئلہ عبدالملک کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے شعبی کو بلا کر دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ متوفی نے دو بیٹیاں چھوڑیں، دو تہائی یعنی چار سو تو ان کے ہوئے اور ماں کو چھٹا یعنی سو دینار پہنچے اور بیوی کو آٹھواں یعنی پچھتر دینار اور بارہ بھائیوں کو چوبیس دینار پہنچے، اس حساب اس کے حصہ

میں ایک ہی آیا۔

ابن ابی شیبہ مصنف میں خالد بن محمد قرشی سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کا قول ہے کہ جو شخص لذت اور خواہش نفس کیلئے باندی خریدے تو بربری خریدے اور اگر اولاد کیلئے چاہے تو فارسی اور اگر خدمت کیلئے چاہے تو رومی خریدے۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ جس وقت عبدالملک کے سامنے اخطل شاعر نے یہ شعر پڑھا:

شمس العداوة حتى يستفا دلهم
و اعظم الناس اخلاما اذا قدروا

ترجمہ: ''ایک عداوت کا آفتاب ہے حتیٰ کہ اس سے فائدہ اٹھایا گیا اور جب اسے قدرت حاصل ہوگئی تو لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم بن گیا۔''

یہ سن کر عبدالملک نے اپنے غلام سے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو خزانہ میں لے جا اور جتنا مال اس سے اٹھ سکے، اس کو دیدے۔ پھر کہا: ہر قوم میں شاعر ہوتا ہے اور بنی امیہ کا شاعر اخطل ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ ایک روز اخطل عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے اس سے کہا کہ آج نشہ کا کچھ وصف بیان کرو۔ اخطل نے کہا کہ اس کی ابتدا میں لذت ہوتی ہے اور انتہا میں دردسر اور درمیانی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ عبدالملک نے کہا آخر کچھ تو کہو۔ اس نے کہا: امیر المومنین اس وقت آپ کا تمام ملک میرے جوتے کے تلے سے بھی ذلیل ہوتا ہے پھر اس نے یہ دو شعر پڑھے:

اذا ما نديمي علني ثم علني   ثلث زجا جات لهن هرير
خرجت اجر الذيل تيها كانني   عليك امير المومنين امير

ترجمہ: ''جس وقت مجھے میرے ہم نشین نے جام پر جام دیا، پھر تین جام ایسے دیئے کہ ان کی آواز مثل کبوتر کی آواز کے تھی۔ پس تفاخر و مباہات سے میں آپے سے باہر ہوگیا اور اس طرح کپڑے سمیٹنے لگا گویا میں امیر المومنین کا بھی امیر ہوں۔''

ثعالبی کہتے ہیں کہ عبدالملک کہا کرتا تھا کہ میں رمضان المبارک میں پیدا ہوا اور رمضان المبارک ہی میں ماں کا دودھ چھوڑا۔ اور رمضان المبارک میں قرآن پاک ختم کیا اور رمضان المبارک میں ہی بالغ ہوا۔ رمضان المبارک میں ولی عہد بنا، رمضان المبارک میں ہی خلیفہ بنا، اب مجھے خوف ہے کہ میں رمضان المبارک میں ہی مروں گا، جب رمضان المبارک ختم ہوگیا تو عبدالملک مطمئن ہوگیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مگر شوال میں مر گیا۔

عبدالملک کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف:

ان اصحاب کی فہرست جو عبدالملک کے زمانہ میں انتقال کر گئے:

''حضرت ابن عمر، حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق، حضرت ابوسعید بن معلی، حضرت ابوسعید خدری، حضرت رافع بن خدیج، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت عرباض بن ساریہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب، حضرت سائب بن یزید، حضرت اسلم مولی عمر، حضرت ابوادریس الخولانی، حضرت شریح قاضی، حضرت ابان بن عثمان بن عفان، اعشی شاعر، حضرت ایوب بن قریہ جو فصاحت میں ضرب المثل تھے، خالد بن یزید بن معاویہ، حضرت زر بن جیش، سنان بن سلمہ بن محبق، سوید بن غفلہ، ابووائل طارق بن شہاب، حضرت محمد بن حنیفہ، عبداللہ بن شداد بن ہاد، حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود بن حریث عمرو بن سلمہ جرمی و دیگر حضرات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین''۔

ولید بن عبدالملک

ولید بن عبدالملک بن مروان، ولید کی کنیت ابوالعباس تھی۔

شعبی کہتے ہیں کہ چونکہ ولید کو اس کے والدین نے نہایت نازو نعمت سے پالا تھا اس لیے وہ ان پڑھ رہ گیا روح بن زنباع کہتے ہیں کہ میں ایک روز عبدالملک کے پاس گیا تو اسے غمگین اور اداس پایا میں نے کہا کہ مغموم ہونے کی آج کیا وجہ ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ یہ سوچ رہا ہوں کہ کس کو ولیعہد بناؤں مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ ولید کو آخر کیا ہوا عبدالملک نے کہا کہ اسے نحو نہیں آتی یہ ہماری گفتگو ولید نے بھی سن لی اور اسی وقت نحویوں کو جمع کر کے ان سے چھ مہینے علم حاصل کرتا رہا اور جیسا جاہل تھا پھر بھی ویسا ہی جاہل رہا عبدالملک نے کہا کہ یہ بیچارہ معذور ہے۔

ابوالزناد کہتے ہیں کہ ولید اعراب میں بہت غلطیاں کرتا تھا چنانچہ اس نے ایک مرتبہ مسجد نبوی میں برسر منبر کہا "یا اھل المدینة" ابوعکرمہ الضبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ولید نے منبر پر اس طرح آیت پڑھی "یَالَیۡتُھَا کَانَتِ الۡقَاضِیَہ" اور منبر کے پاس حضرت عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان بن عبدالملک بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ سلیمان نے کہا واللہ خوب پڑھا۔ ولید سخت جبار اور ظالم تھا۔

ظالم حکمران:

چنانچہ ابونعیم نے حلیہ میں ابن شوذب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ ولید شام میں۔ حجاج عراق میں۔ عثمان بن جبارہ حجاز میں۔ قرہ بن

شریک مصر میں واللہ تمام روئے زمین ظلم سے بھر گئی۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں ابراہیم بن زرعہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید نے مجھ سے (ابراہیم بن زرعہ سے) کہا کہ کیا خلیفہ سے بھی حساب لیا جائے گا میں نے کہا کہ آپ ہی فرمائیں کہ آپ افضل ہیں یا حضرت داؤد علیہ السلام کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اندر اللہ تعالیٰ نے خلافت اور نبوت دونوں کو جمع کر دیا تھا اور قرآن شریف میں فرمایا ہے "یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً" پھر انہیں ڈرایا۔ باوجود ان خرابیوں کے ولید نے جہاد بھی کیا تھا اور بھی اپنی خلافت میں بہت سی فتوحات کیں اور اسی نے ساٹھ یتیم لڑکوں کے ختنہ کرائے اور ان کے لیے معلموں کا انتظام کیا۔ اندھوں اپاہجوں کے لیے خدمتگار مہیا کرتا اور اندھوں کے لیے بھی ان کے لیجانے کے لیے آدمی کا انتظام کرتا مسجد نبوی کو تعمیر کرایا اور اسے وسعت دی فقہا اور ضعفاء اور فقراء کے روز ینے مقرر کر دیے کہ ان پر سوال کرنا حرام ہو گیا تمام امور کے قواعد اور ضابطے مقرر کر دیئے۔

ابن ابی عیلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ولید پر رحم فرمائے۔ اب کہاں ولید جیسے بادشاہ پیدا ہوتے ہیں اس کے زمانہ میں ہندوستان (یعنی صوبہ سندھ پاکستان) اور اندلس فتح ہوئے۔ مسجد دمشق بنوائی۔ بیت المقدس کی مسجد کے فقراء کو چاندی کے پیالے دیا کرتا تھا۔

ولید کو عبدالملک نے اپنی زندگی میں شوال ۸۶ھ میں ولیعہد مقرر کیا تھا۔

فتوحات:

۸۷ھ میں ولید نے جامع مسجد دمشق کی بناڈالی اور اسی سال مسجد نبوی کی توسیع اور تعمیر کے احکام جاری کیے اور اسی سال بیکند، بخارا، سروانیہ، مطمورہ، قمیم، بحیرۃ الفرسان لڑائی سے فتح ہوئے اسی سال حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جو اس وقت مدینہ کے حاکم تھے حج کیا اور قربانی کے دن غلطی سے عرفہ میں وقوف کیا جس کا آپ کو بہت سخت رنج ہوا۔

۸۸ھ میں جرثومہ۔ طوانہ فتح ہوئے۔

۸۹ھ میں جزیرہ متورقہ ومیورقہ ہاتھ آئے۔

۹۱ھ میں نسف وکش، شعرہان، مدائن، بحر آزربائیجان کے قلعے قبضہ میں آئے۔

۹۲ھ میں ملک اندلس تمام، شہر ارمابیل، قتربون فتح ہوئے۔

۹۳ھ میں دیبل وغیرہ پھر کرخ (کیرخ) برہم، باجہ، بیضاء، خوارزم، سمرقند، سعد، فتح ہوئے۔

۹۴ھ میں کابل، فرغانہ، شاش، سندرہ، وغیرہ فتح ہوئے۔

۹۵ھ میں موقان اور مدینۃ الباب ہاتھ آئے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وصال: ۹۶ھ میں طوس (طوبس) وغیرہ فتح ہوئے اور اسی سال نصف جمادی الآخر بعمر اکیاون سال ولید بن عبدالملک نے انتقال کیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ولید کے زمانہ میں برابر جہاد جاری رہا اور اس کے زمانہ میں فتوحات بڑی بڑی جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی تھیں ایسی ہی ہوئیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ولید کو اس کی قبر میں اتارا تو اچانک میں نے دیکھا کہ ولید اپنے کفن میں زمین پر بار بار پاؤں مارتا ہے۔

ولید کے اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں قوم لوط کا ذکر نہ کرتا تو مجھے کبھی خیال تک بھی نہ آتا کہ لوگ ایسے برے افعال کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔

ولید کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف: ولید کے زمانہ میں مشہور علماء میں سے حسب ذیل نے انتقال فرمایا: عتبہ بن عبدالسلمی مقدام بن معدیکرب، عبد بن بشر المازنی، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، ابوالعالیہ، حضرت جابر بن زید، حضرت انس بن مالک، حضرت سہل بن سعد، حضرت سائب بن یزید، حضرت سائب ابن خلاد، حضرت خبیب بن عبداللہ بن زبیر، حضرت بلال بن ابی الدرداء، حضرت سعید بن میب، حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن، حضرت سعید بن جبیر جن کو حجاج علیہ اللعنۃ نے شہید کیا ابراہیم نخعی، مطرف، حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف، عجاج شاعر و دیگر حضرات۔

سلیمان بن عبدالملک

سلیمان بن عبدالملک ابوایوب۔ یہ شخص بنوامیہ میں سب سے بہتر بادشاہ سمجھا جاتا ہے اس کو اس کے باپ عبدالملک نے ہی ولید کے بعد ولی عہد بنایا تھا۔ یہ جمادی الآخر ۹۶ھ میں بعد اپنے بھائی کے تخت خلافت پر بیٹھا اس نے اپنے باپ عبدالملک اور عبدالرحمٰن بن ہیرہ سے حدیث روایت کی اور اس سے اس کے بیٹے عبدالواحد اور زہری نے روایت کی ہے۔

یہ شخص نہایت فصیح البیان اور عدل کا پسند کرنے والا اور جہاد کا شوقین تھا اور ۶۰ھ میں پیدا ہوا تھا اس کی نیکیوں میں یہی بہت ہے کہ اس کا وزیر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا آدمی تھا جو ہمیشہ اس کو خیر کی مثالیں سناتا اور نیکی کی طرف مائل کرتا رہتا تھا چنانچہ انہوں نے حجاج بن یوسف کے تمام حاکموں کو یک قلم برطرف کر دیا اور عراق کے قید خانوں میں جو مقید تھے ان کو رہا کر دیا۔ سلاطین بنوامیہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہمیشہ تاخیر سے نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اول وقت پڑھانا شروع کیا۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ سلیمان پر ارحم الراحمین رحم فرمائے کہ اس نے اپنی خلافت کا افتتاح نماز کے اول وقت پڑھنے سے کیا اور اس کا خاتمہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو خلیفہ مقرر کرنے میں کیا۔

سلیمان بن عبد الملک راگ گانے کو منع کیا کرتا تھا کھانے والا بڑا پورا تھا ایک دفعہ ایک مجلس میں ستر انار ایک چھ مہینہ کا بکرا، چھ مرغ اور ایک مکوکہ بھرا ہوا کشمش کا کھا گیا۔ (مکوکہ ایک پیمانہ ہوتا ہے جس میں تقریباً ۴ سیر وزن آتا ہے۔ مترجم)

یحییٰ غسانی کہتے ہیں کہ ایک روز سلیمان بن عبد الملک نے آئینہ میں اپنی صورت جو دیکھی تو اپنی جوانی اور خوبصورتی پر متعجب اور متحیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ نبی تھے اور حضرت ابو بکر، صدیق تھے اور حضرت عمر، فاروق تھے اور حضرت عثمان باحیا تھے اور حضرت معاویہ بردبار تھے (رضی اللہ عنہم) اور یزید بہت صابر تھا اور عبد الملک سیاسی آدمی تھا اور ولید ظالم تھا اور میں ایک نوجوان بادشاہ ہوں اس تقریر کو ایک مہینہ بھی گذرنے نہیں پایا تھا کہ سلیمان کا انتقال ہو گیا اور اس نے بروز جمعہ دس صفر ۹۹ھ میں وفات پائی۔

فتوحات: سلیمان کے زمانہ میں جرجان، قلعہ حدید، سروا، شفا، طبرستان، شہر سقالیہ فتح ہوئے اور حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ قیس بن ابی حازم، محمود بن لبید، حسن حسین بن علی، کریب مولیٰ ابن عباس، عبد الرحمن بن الاسود، نخعی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

وصیت اور وصال: عبد الرحمٰن بن حسان کنانی فرماتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک جنگ میں وابق کے مقام پر فوت ہوا جب مرض نے غلبہ کیا تو رجاء بن حیوۃ سے دریافت کیا کہ میرے بعد تخت خلافت پر کس کو بیٹھنا چاہیے کیا میں اپنے بیٹے کو ولیعہد کر جاؤں۔ رجاء نے کہا کہ آپ کا بیٹا یہاں نہیں ہے۔ سلیمان نے کہا کہ دوسرے بیٹے کو کر دوں۔ رجاء نے کہا کہ وہ بہت چھوٹی عمر کا ہے۔ سلیمان نے کہا کہ پھر تمہارے نزدیک کون بہتر ہے رجاء نے کہا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص نہیں، انہیں خلیفہ کر بنا دیں، اس پر سلیمان نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میرے بھائی خلافت حضرت عمر بن عبد العزیز پر کبھی راضی نہ ہوں گے رجاء نے کہا اس کی ترکیب یہ ہے کہ عمر بن عبد العزیز اپنے بعد یزید بن عبد الملک کو ولیعہد کر دیں آپ وصیت نامہ میں لکھ دیجئے کہ عمر بن عبد العزیز کے بعد یزید بن عبد الملک ولیعہد ہے اور اس وصیت نامہ پر مہر کر دیجئے اور لوگوں کو بلا کر ان سے کہیے کہ تم اس سے بیعت کرو جس کا نام اس وصیت نامہ میں ہے سلیمان نے اس رائے کو پسند کر

کے فوراً کاغذ قلم دوات منگا کر ایک وصیت نامہ لکھ کر رجاء کے حوالے کیا اور کہا کہ فوراً باہر جا کر اس شخص کی جس کا نام اس میں درج ہے لوگوں سے بیعت لے لو۔ رجاء باہر آیا اور اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ میں اس شخص کی بیعت لوں جس کا نام اس میں لکھا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ اس شخص کا کیا نام ہے۔ رجاء نے جواب دیا کہ اس پر مہر لگی ہوئی ہے اس شخص کا نام خلیفہ کے انتقال کے بعد معلوم ہو گا لوگوں نے کہا کہ ہم اس طرح بیعت نہیں کرتے رجاء نے سلیمان سے جا کر اس کی اطلاع دی۔ سلیمان نے کہا کہ ابھی تو کوتوال اور چوکیداروں کو لے کر لوگوں کو جمع کر کے ان سے بیعت لو اور جو شخص انکار کرے اس کی گردن اڑا دو چنانچہ اسی طرح بیعت لی گئی۔ رجاء کہتے ہیں کہ میں جس وقت بیعت سے فارغ ہو کر آ رہا تھا تو اچانک مجھے ہشام مل گیا اور کہنے لگا کہ رجاء امیر المومنین نے میرے لیے بھی کچھ کیا ہے یا نہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں محروم نہ کر دیا گیا ہوں اگر واقعی میں محروم ہو گیا ہوں تو مجھے بتلا دے تاکہ میں اپنا انتظام کروں میں نے کہا سبحان اللہ امیر المومنین چھپانا چاہتے ہیں میں تمہیں اطلاع کروں امیر المومنین نے تو اس کام کو بہت ہی پوشیدہ رکھا ہے۔

پھر راستہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مل گئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ رجاء مجھے سلیمان سے ڈر معلوم ہوتا ہے اور میرے دل میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں اس نے مجھے خلیفہ نہ کر دیا ہو اور مجھ میں اس کی اہلیت نہیں ہے لہٰذا اگر تمہیں خبر ہو تو بتلا دو تاکہ میں کسی تدبیر سے کوشش کر کے اس بلا کو سر سے ٹال دوں میں نے ان سے بھی وہی کہا کہ امیر المومنین چھپانا چاہتے ہیں اور انہیں اس طرح ٹال دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا خلیفہ منتخب ہونا:

جس وقت سلیمان کا انتقال ہو گیا اور وصیت نامہ کھولا گیا تو اس میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا نام لکھا ہوا تھا یہ دیکھ کر عبدالملک کی اولاد کا منہ فق ہو گیا اور چہرہ پر اداسی چھا گئی مگر جب آگے اس میں یزید بن عبدالملک کا نام سنا تو کچھ مطمئن سے ہوئے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آ کر خلافت انہیں سپرد کر دی حضرت عمر بن عبدالعزیز ششدر اور حیران ہو کر وہیں کے وہیں بیٹھے رہ گئے اٹھنے کی طاقت نہ رہی حتیٰ کہ لوگوں نے ان کے بازو پکڑ کر ان کو منبر پر چڑھا دیا منبر پر بھی بہت دیر تک خاموش بیٹھے رہے رجاء نے لوگوں سے کہا کہ تم کیوں کھڑے ہو کر امیر المومنین سے بیعت نہیں کرتے یہ سن کر لوگوں نے بیعت کی اور رجاء نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں کی طرف کر دیا اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! میں اس امر کو فیصلہ کرنے والا نہیں ہوں بلکہ جاری کرنے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

والا ہوں میں کسی چیز کا ایجاد کرنے والا نہیں ہوں بلکہ پہلوں کی تابعداری کرنے والا ہوں دوسرے شہر اور ملک والوں نے بھی اگر تمہاری طرح میری اطاعت کر لی تو میں تمہارا خلیفہ ہوں اور اگر انہوں نے انکار کر دیا تو میں خلیفہ نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نیچے اتر آئے۔ داروغہ اصطبل خاص کا گھوڑا لایا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے کہا کہ خلیفہ کی سواری کا گھوڑا ہے آپ نے فرمایا: مجھے اس کی حاجت نہیں ہے میرا ہی گھوڑا لاؤ چنانچہ آپ کا گھوڑا پیش کیا گیا اور اسی پر سوار ہو کر اپنے گھر پر تشریف لے گئے پھر آپ نے دوات منگائی اور اپنے ہاتھ سے تمام حکام کے نام فرمان لکھے۔ رجاء کہتے ہیں کہ مجھے خیال تھا کہ کہیں آپ اپنا ضعف نہ لکھ دیں مگر جب آپ لکھ چکے تو میں نے دیکھا تو ان سے ان کی قوت کا اظہار ہوتا تھا۔

روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مروان بن عبدالملک اور سلیمان بن عبدالملک میں خلافت کے معاملات پر کچھ رنجش ہو گئی اور کلام نے طول پکڑ لیا سلیمان نے مروان کو کچھ سخت لفظ (یا ابن اللخنا) کہہ دیا مروان نے چاہا ہی تھا کہ میں اس کا جواب دوں مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر بند کر دیا اور کہا بھلے مانس وہ خلیفہ ہے اور تیرا بھائی ہے اور تجھ سے بڑا ہے خاموش رہ مروان خاموش تو ہو گیا مگر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہنے لگا کہ واللہ تم نے مجھے قتل کر دیا میرے تن بدن میں آگ لگ رہی ہے اور زیادہ ہی زیادہ ہوتی جاتی ہے چنانچہ اسی رات مروان مر گیا۔

ابن ابی الدنیا، زیاد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ جب سلیمان کا بیٹا ایوب مر گیا تو میں سلیمان کے پاس گیا اور کہا کہ امیر المومنین عبدالرحمن بن ابی بکر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہے کہ میرا نام قیامت تک باقی رہے تو اسے چاہیے کہ مصائب پر صبر کرے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

عمر بن عبدالعزیز بن مروان خلیفہ صالح ابو حفص خلفاء راشدین کے پانچویں خلیفہ ہیں۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین پانچ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضوان اللہ علیہم اجمعین)۔

(ابوداؤد)

حضرت عمر بن العزیزؒ ۶۱ھ یا ۶۳ھ میں مقام حلوان مضافات مصر میں پیدا ہوئے ان دنوں آپ کے والد مصر کے حاکم تھے آپ کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھیں۔ آپ کو زمانہ بچپن میں گھوڑے نے منہ پر لات ماردی تھی جس کی وجہ سے چہرہ پر چوٹ کا داغ آ گیا تھا اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIC ISLAMIA ACADEMY

وقت آپ کے والد آپ کے چہرہ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ تو اگر بنو امیہ کا داغدار ہے تو سعادت مند ہے۔(ابن عساکر)

پیشین گوئیاں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری اولاد میں سے ایک ایسا شخص ہوگا کہ جس کے چہرہ پر داغ ہوگا وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔(ترمذی)

آپ کا یہ فرمانا بالکل سچ ہوا۔ نیز آپ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اپنے داغدار بیٹے کا زمانہ پاتا جو دنیا کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ اس وقت دنیا ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔(ابن سعد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ قیامت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے آپ ہی کے مثل نہ خلیفہ پیدا ہو جائے۔

بلال بن عبداللہ بن عمر کے چہرہ پر بھی ایک داغ تھا لوگ خیال کیا کرتے تھے کہ شاید یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پیشینگوئی کا مصداق ہوں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو بھیج دیا۔

جن حضرات سے احادیث روایت کیں ان کے نام: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے والد حضرت انس اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، ابن قارض، یوسف بن عبداللہ بن سلام، عامر بن سعد، سعید بن میب، عروہ بن زبیر، ابی بکر بن عبدالرحمن، ربیع بن سمرہ اور بہت سے علماء سے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے زہری محمد بن منکدر، یحییٰ بن سعید انصاری، مسلمہ بن عبدالملک، رجاء بن حیوۃ اور بہت سے حضرات نے کی ہے۔

جب قرآن مجید حفظ کیا تو آپ کا بچپن تھا آپ کے والد عبدالعزیز نے آپ کو تحصیل علم کیلئے مدینہ منورہ میں حضرت عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پاس بھیج دیا اور ایک عرصہ تک آپ ان سے علم حاصل کرتے رہے جس وقت آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو عبدالملک نے اپنے پاس دمشق میں بلا لیا اور آپ کا نکاح اپنی بیٹی فاطمہ سے کر دیا۔ آپ خلافت سے قبل ہی نہایت صالح تھے مگر آپ اچھا کھانے پہننے میں بہت زیادہ مبالغہ کیا کرتے تھے چنانچہ آپ کے عیب جویاں آپ پر ہمیشہ یہ الزام لگایا کرتے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز کی چال بہت مغرورانہ اور متکبرانہ ہے اور کھانے پہننے میں بہت زیادہ ہے۔

حاکم مدینہ منورہ: جب ولید خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت عمر عبدالعزیز کو مدینہ کا حاکم مقرر کر دیا اور آپ ۸۶ھ سے تا ۹۳ھ وہاں حاکم رہے پھر آپ کو علیحدہ کر دیا گیا اور آپ شام

تشریف لے گئے۔ جس وقت ولید نے چاہا کہ میں اپنے بھائی سلیمان کو ولیعہدی سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ اپنے بیٹے کو ولیعہد کروں تو اس کو بہت سے معززین عرب نے خوشی ناخوشی منظور کر لیا مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انکار کیا اور کہا کہ سلیمان کی بیعت ہماری گردنوں میں ہے اس پر مضبوط رہے۔ اس پر اور چغلیاں کی گئیں تو ولید نے آپ کو قید کر دیا تین سال آپ مقید رہے اس کے بعد کسی سفارش سے ولید نے آپ کو رہا کر دیا اور تین سال کے بعد بھی قید سے وہی ارادہ لے کر نکلے جو لیکر گئے تھے سلیمان نے آپ کے اس احسان اور وفاداری کو یاد رکھا اور اپنے بعد آپ کو ولیعہد مقرر کر دیا۔

فضائل ومناقب: زید بن اسلم، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی شخص کے پیچھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے مشابہ نماز سوائے عمر بن عبدالعزیز کے نہیں پڑھی آپ اس وقت چونکہ مدینہ کے حاکم تھے آپ مدینہ طیبہ میں نماز پڑھاتے تھے زید بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رکوع اور سجود میں تو دیر لگاتے تھے مگر قیام اور قعود میں تخفیف کرتے تھے۔ (بیہقی)

بنوامیہ کے نجیب: محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے متعلق دریافت کیا، آپ نے فرمایا: وہ بنوامیہ کے نجیب ہیں اور قیامت میں امت واحدہ کی شکل میں اٹھیں گے۔ میمون بن مہران کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہمراہ بہت سے علماء دین بطور شاگردوں کے رہا کرتے تھے۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات: ابونعیم نے بسند صحیح رباح بن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نماز کے لیے تشریف لے جا رہے تھے اور ایک بوڑھا شخص آپ کے ہاتھ کا سہارا لیے آپ کے ساتھ جا رہا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بوڑھا شخص بڑا ستم کنندہ ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ آپ کو خدا نیکی دے آپ کے ساتھ یہ بوڑھا شخص جو آپ کے ہاتھ کا سہارا لیے جا رہا تھا کون تھا حضرت عمر بن العزیزؒ نے فرمایا: تم نے انہیں دیکھا ہے میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا: تم بھی ایک صالح آدمی ہو وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جو مجھے امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حاکم ہونے کی خبر دینے اور مجھے عدل وانصاف کی تلقین کرنے تشریف لائے تھے۔

خواب میں انصاف کرنے کا حکم: ابوہاشم کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس آیا اور اس نے اپنا خواب بیان کیا کہ حضور نبی کریم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ﷺ تشریف فرما ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں تشریف رکھتے ہیں اور آپ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہیں کہ دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے حضور نبی کریم ﷺ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا: جس وقت تم خلیفہ ہو جاؤ تو ان دو شخصوں (یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کے قدم بقدم چلنا یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس خواب والے کو قسم دے کر پوچھا کہ اس نے یہی دیکھا ہے۔ جب راوی نے اپنے اس خواب پر قسم کھائی تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بہت روئے۔

سنہرا دور: جیسا ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلیمان نے اپنی زندگی میں لوگوں سے آپ کی بیعت صفر ۹۹ھ میں لی تھی آپ کی مدت خلافت مثل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کل دو سال پانچ مہینہ رہی، اسی اثناء میں آپ نے زمین کو عدل سے بھر دیا اور ظالموں کو یک قلم برطرف کر دیا اور بہت سے اچھے طریقے جاری فرمائے جب سلیمان کا وصیت نامہ کھولا گیا اور اس میں آپ کا نام نکلا تو آپ حیران رہ گئے پھر آپ نے فرمایا واللہ میں نے کبھی اللہ تعالیٰ سے اس کی درخواست نہیں کی تھی جب داروغہ اصطبل خاص خلیفہ کی سواری کا گھوڑا لایا تو آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور یہ فرمایا: میرا ہی خچر لے آؤ وہی میرے لیے کافی ہے۔

حکم بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس ایک مرتبہ داروغہ اصطبل گھوڑوں کی گھاس دانہ کے لیے خرچ لینے آیا آپ نے کہا کہ ان تمام گھوڑوں کو ملک شام میں بھیج دو اور جس قیمت پر وہاں بک سکیں فروخت دو اور ان کی قیمت بیت المال میں دے دو مجھے میرا سفید خچر ہی کافی ہے۔

خلیفہ منتخب ہونے پر افسوس: عمر بن ذر کہتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ سلیمان عبدالملک کے جنازے سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو آپ کے غلام نے عرض کیا کہ حضور! آج آپ رنجیدہ کیوں ہیں آپ نے فرمایا: اس دنیا میں اگر آج کوئی رنجیدہ اور فکر مند ہو سکتا ہے تو وہ میں ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ کوئی حقدار مجھ سے اپنا حق طلب کرے میں اس کا حق اس کو پہنچا دوں۔

پہلا خطبہ: عروہ بن مہاجر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے کھڑے ہو کر حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: لوگو! قرآن مجید کے بعد کتاب اور حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میں قاضی (قاضی جو لوگوں پر حکومت کرے اور لوگوں پر اس کا حکم ماننا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

واجب ہو۔) ہوں میں موجد نہیں ہوں بلکہ دوسروں کا تابعدار ہوں میں تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن میرا بوجھ البتہ زیادہ ہے جو لوگ ظالم امام سے بھاگ جائیں وہ ظالم نہیں ہیں۔ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

صدقات کے بارے میں صلاح مشورہ:

زہری سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا طریقہ صدقات کے متعلق لکھ کر پوچھا آپ نے جواب میں ان کے سوال کا جواب لکھ کر آخر میں یہ لکھا کہ اگر تم لوگوں سے وہی عمل اور برتاؤ کرو گے جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ مرتبہ پاؤ گے، کیونکہ اس زمانہ کے لوگ صحابہ نہیں ہیں۔

حضرت حماد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو آپ روئے اور فرمایا: اے حماد! مجھے بڑا خوف معلوم ہوتا ہے میں نے کہا کہ آپ کو درہم کی کتنی محبت ہے۔ آپ نے فرمایا: بالکل نہیں، میں نے کہا کہ پھر آپ کو کیا ڈر، آپ بالکل خوف نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا۔

باغ فدک:

مغیرہ سے روایت ہے کہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اپنے بھائیوں کو جمع کیا اور فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باغ فدک تھا جس کی آمدنی سے آپ بنی ہاشم کے صغیر سن بچوں کی پرورش فرمایا کرتے تھے اور ان کی بیوؤں کا نکاح ثانی بھی اسی خرچ سے کر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس باغ کو لینا چاہا مگر آپ نے انکار کر دیا اسی طرح یہ باغ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رہا مگر آخر میں آ کر اس کو ہمارے باپ مروان نے قبضہ میں لیا، اب وہ ترکہ میں مجھے پہنچا ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جو چیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو نہیں دی تھی، وہ مجھ پر کیسے حلال ہو سکتی ہے؟ لہٰذا میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں اسی کو اسی حالت میں چھوڑتا ہوں، جس میں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا۔

اہل وعیال اور رشتہ داروں کا مال ضبط کر دیا:

لیث کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے اول اپنی اہل بیت اور رشتہ داروں کا جائزہ لیا اور جو کچھ مال ان کے پاس نکلا آپ نے ضبط کر لیا اور اس کو مال ظلم قرار دیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اسماء ابن عبید کہتے ہیں کہ آپ کے پاس عبسہ بن سعید بن عاص نے آ کر شکایت کی کہ یا امیر المومنین! جو آپ سے پہلے خلفاء تھے، وہ ہمیں عطایا کرتے تھے مگر آپ نے انہیں بند کر دیا ہے حالانکہ عیالدار ہوں، میرے پاس کچھ جاگیر ہے، اگر آپ حکم دیں تو میں اس میں سے اتنا لے لیا کروں کہ میرے اہل وعیال کو کافی ہو۔ آپ نے فرمایا: ہمارا سب سے پیارا وہ ہے جو اپنی محنت سے ہمیں محفوظ رکھے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم موت کو زیادہ یاد کیا کرو اگر تم تنگی میں ہو تو وسعت ہوگی اور اگر تم وسعت اور فراخدستی میں ہو تو تنگی معلوم ہوگی۔

بیوی کا تمام زیور بیت المال میں جمع کروا دیا:

فرات بن سائب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بیوی فاطمہ بن عبدالملک کے پاس ایک بیش قیمت گوہر تھا جو ان کو ان کے والد عبدالملک نے دیا تھا۔ ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنا تمام زیور یا تو بیت المال میں دیدو اور یا مجھے ناپسند کرو، میں تمہیں علیحدہ کر دوں کیونکہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ میں اور تم اور تمہارا زیور ایک گھر میں ہوں۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا کہ میں آپ کو ترجیح دیتی ہوں، آپ میرا زیور بیت المال میں داخل کر دیجئے۔ آپ نے اس کو بیت المال میں داخل کر دیا جب آپ کا انتقال ہو گیا اور یزید بن عبدالملک تخت پر بیٹھا تو اس نے آپ کی حرم محترم سے کہا کہ اگر تم چاہو تو وہ زیور بیت المال سے واپس لے لو مگر انہوں نے جواب دیا کہ جو چیز میں بطیب خاطر ان کی زندگی میں دے چکی ہوں، وہ ان کے انتقال کے بعد کبھی واپس نہیں لے سکتی۔

کہتے ہیں کہ بعض حکام نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس خط لکھے کہ ہمارے شہر خراب ہو گئے ہیں اگر امیر المومنین حکم فرمائیں تو ہم کچھ مال علیحدہ کر کے ان کی تعمیر کرا دیں، آپ نے جواب میں لکھا کہ جس وقت تم میرا یہ خط پڑھو تو ان شہروں کے قلعے عدل سے بنا دو اور اس کے راستے ظلم سے صاف کر دو، بس یہی ان کی مرمت ہے۔ والسلام

ابراہیم سکونی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: جس وقت سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ ایک عیب ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

قیس بن جبیر کہتے ہیں کہ بنو امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مثال ایسی ہے جیسے خاندان فرعون میں مومن کی۔

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کیلئے دوسرے نبی سے عہد لیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ہے۔اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کیلئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے عہد لیا ہے۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ اگر اس امت میں کوئی مہدی ہے تو وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہے۔

محمد بن فضالہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ایک جزیرہ میں کسی راہب کے پاس سے گزرے۔راہب نے آپ کی طرف دیکھا اور آپ کے پاس آیا حالانکہ کبھی وہ کسی کے پاس نہیں آیا کرتا تھا۔اس نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا: مجھے خبر نہیں۔اس نے کہا کہ محض اس لیے کہ آپ ایک امام عادل کے صاحبزادہ ہیں۔ہم نے کتابوں میں ان کا مرتبہ ایسا پڑھا ہے کہ آپ عادل اماموں میں سے ایسے ہیں جیسے اشہر حرام میں رجب المرجب۔

ایوب بن سوید اس کی تفسیر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ تین ماہ پے در پے اشہر حرام کے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم) ہیں اور، رجب جو اشہر حرام میں اکیلا ہے تو وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہے۔

شیروں کا بکریوں کے ساتھ ایک جگہ پانی پینا:

حسن قصاب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت میں، میں نے بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ چرتا ہوا دیکھا ہے۔میں نے کہا: سبحان اللہ، بھیڑیا اور بکریوں کے پاس اور پھر نقصان نہ ہو۔یہ سن کر چرواہے نے کہا کہ جب سر اصلاح پر ہوتا ہے تو پھر بدن پر کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

حضرت مالک بن دینارؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو چرواہے نہایت تعجب سے کہنے لگے کہ لوگوں پر کون خلیفہ مقرر ہوا ہے؟ جو ہماری بکریوں کو بھیڑیئے کچھ نہیں کہتے۔

موسیٰ بن اعین کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کے زمانہ میں کرمان کی بکریاں چرایا کرتا تھا، بکریاں اور بھیڑیئے ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے مگر بھیڑیا کبھی بکری کو نہیں چھیڑتا تھا، اچانک ایک روز ایک بھیڑیا بکری کو لے کر چل دیا۔میں نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ آج وہ مرد صالح دنیا سے کوچ کر گیا چنانچہ تحقیق کیا گیا تو واقعی اسی روز انتقال ہوا تھا۔

غیبی اعلان:

ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک شخص خراسان میں تھا۔اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ جب بنوامیہ کا ایک داغدار خلیفہ ہو تو اس کی فوراً جا کر بیعت کر لینا کیونکہ وہ ایک عادل امام ہوگا۔وہ ہر خلیفہ کا حلیہ دریافت کرتا رہا، آخر جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تو اس نے متواتر تین روز خواب دیکھا کہ وہی شخص اس کو بیعت کیلئے کہتا ہے اس پر اس نے فوراً خراسان سے آکر آپ سے بیعت کر لی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

خلفاء تین ہیں: حبیب بن ہند الاسلمی کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سعید بن میبؒ نے ایک روز یہ کہا کہ خلفاء تین ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہم) میں نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہم) کو تو ہم جانتے ہیں مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم ان کی خلافت تک زندہ رہے تو معلوم کر لو گے اور اگر مر گئے تو بعد میں ہوں گے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ سعید بن میب کا انتقال آپ کی خلافت سے قبل ہی ہو چکا تھا اس لیے یہ قول ان کا نہیں ہو سکتا۔

مہدی امت میں کون: ابن عوف کہتے ہیں کہ ابن سیرین سے جب طلاء (ایک قسم کی شراب) کے متعلق مسئلہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: امام مہدی یعنی عمر بن عبدالعزیز اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔

حسن کہتے ہیں کہ اگر کوئی مہدی ہے تو وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں ورنہ سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کے کوئی مہدی نہیں۔

حضرت مالک بن دینارؒ کہتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے مالک زاہد ہے، زاہد تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تھے کہ ان کے پاس دنیا آئی اور انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔

یونس بن ابو شبیب کہتے ہیں کہ میں نے جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلافت سے پہلے دیکھا تھا تو ان کے پاجامہ کا نیفہ ان کے موٹاپے کی وجہ سے ان کے پیٹ کی شکن میں گھسا ہوا تھا مگر جب زمانہ خلافت میں دیکھا تو آپ کا یہ حال تھا کہ آپ کی ہر ہر پسلی کی ہڈی بغیر ہاتھ لگائے گنی جا سکتی تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ ابو جعفر منصور نے مجھ سے سوال کیا کہ جب تمہارے والد خلیفہ ہوئے تو کیا آمدنی تھی؟ میں نے کہا: چالیس ہزار دینار۔ انہوں نے کہا جب ان کا انتقال ہوا تو اس وقت کیا آمدنی تھی؟ میں نے کہا کہ چار سو دینار اگر آپ اور زندہ رہتے تو اس میں سے بھی کم ہو جاتی۔

مسلمہ بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی عیادت کیلئے گیا تو آپ کا کرتا نہایت میلا دیکھا۔ میں نے آپ کی حرم محترم فاطمہ بنت عبدالملک سے کہا کہ تم سے یہ کرتا دھویا تک نہیں جاتا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پاس بدلنے کو دوسرا کرتا نہیں ہے جو اسے نکال کر دوسرا پہن لیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ابوامیہ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے غلام کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز اپنے آقا کی حرم محترم سے شکایت کی کہ مجھ سے ہر روز مسور کی دال نہیں کھائی جاتی۔ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹا تمہارے آقا امیرالمومنین کی خوراک بھی یہی مسور کی دال ہے۔

ابوامیہ کا بیان ہے کہ امیرالمومنین نے وصال سے کچھ پہلے مجھے ایک دینار دیا اور کہا کہ اس کو لے جاؤ اور گاؤں کے لوگوں سے میری قبر کی زمین اس دینار سے خرید لو اور اگر انکار کریں تو واپس آ جانا، چنانچہ میں لوگوں کے پاس گیا اور زمین خریدنا چاہی تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی خاطر سے قیمت منظور کیے لیتے ہیں، تاکہ آپ دوسری جگہ نہ جائیں۔ (ورنہ ہم قیمت نہ لیتے تمام گاؤں آپ ہی کا ہے)

عون بن معمر کہتے ہیں کہ ایک روز آپ اپنی بیوی سے فرمانے لگے کہ فاطمہ! تمہارے پاس ایک درہم ہے تو دیدو؟ آج انگور کھانے کو دل کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کہاں سے آیا آپ تو امیرالمومنین ہیں اور ایک درہم کی بھی حیثیت نہیں رکھتے کہ انگور ہی خرید لیں۔ آپ نے فرمایا کہ انگور نہ کھانے پر مجھ پر زیادہ آسان ہیں بہ نسبت اس کے کہ کل جہنم میں زنجیریں پہنوں، آپ کی حرم محترم فاطمہ کہتی ہیں کہ جس وقت سے آپ خلیفہ ہوئے اور جب تک آپ نے انتقال فرمایا۔ میں نے اس درمیان میں کبھی آپ کو غسل جنابت یا احتلام کی وجہ سے نہاتے نہیں دیکھا۔

سہل بن صدقہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ خلیفہ ہوئے تو آپ کے گھر میں سے رونے کی آواز سنائی دی تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی باندیوں کو اختیار دیدیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ میرے اوپر بہت بوجھ آپڑا ہے کہ جس کی وجہ سے میں تم سے بے پروا ہو گیا ہوں، لہٰذا جو تم میں سے آزاد ہونا چاہے وہ آزاد ہے اور جو رہنا چاہے وہ اس شرط سے رہے کہ مجھے اس سے کچھ سروکار نہ ہوگا۔ یہ سن کر تمام باندیاں مایوس ہو کر رو رہی ہیں۔

تمام رات عبادت خداوندی:

آپ کی حرم محترم فاطمہ فرماتی ہیں کہ جب گھر میں تشریف لاتے تو سجدہ میں اپنے سر کو ڈال دیتے اور برابر روتے رہتے اور مناجات کرتے اور اسی طرح آنکھ لگ جاتی، پھر جس وقت آپ جاگتے تو اسی طرح تمام رات کرتے۔

ولید بن ابی سائب کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سے زیادہ خوف خدا والا نہیں پایا۔

امیرالمومنین کا لباس:

سعید بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ ایک دفعہ جمعتہ المبارک کی نماز پڑھانے کیلئے تشریف لائے تو آپ کے کرتے میں آگے اور پیچھے کی طرف چند پیوند لگے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یاامیرالمومنین! آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کچھ دے رکھا ہے پھر آپ کپڑے کیوں نہیں بنواتے؟ آپ نے بہت دیر تک گردن جھکائے رکھی اور پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ تونگری میں میانہ روی اور قدرت وقوت کے وقت قصور معاف کردینا زیادہ افضل ہے۔

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں تم میں پچاس سال بھی خلیفہ رہوں تو میں عدل کے مراتب کو تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا۔ میں تمہارے دلوں سے طمع دنیاوی کا نکال ڈالنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر مجھے خوف ہے کہ تمہارے دل متحمل نہ ہوسکیں گے۔

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مہدی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: فقط مہدی ہی نہیں بلکہ عادل کامل بھی ہیں۔

عمر بن اسد کہتے ہیں کہ لوگ آپ کے پاس بہت سا مال لاتے مگر آپ فرماتے: لے جاؤ، جہاں چاہو خرچ کرو۔ لوگوں کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے غنی کردیا ہے۔

فاطمہ بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تعریف کرنا:

جویریہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت فاطمہ بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بہت تعریف کی اور فرمایا: اگر وہ زندہ ہوتے تو ہمیں پھر کسی شخص کی احتیاج نہ رہتی۔

عطا بن ابی رباحؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے آپ کی حرم محترم فاطمہ بنت عبدالملک نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلافت سپرد ہوئی تو آپ گھر میں آکر مصلے پر بیٹھ کر رونے لگے حتی کہ آپ کی تمام ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ میں نے عرض کیا: یاامیرالمومنین! آپ روتے کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ! میری گردن میں امت محمدیہ (ﷺ) کا تمام بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ میں بھوکے فقیر اور ضائع ہونے والے مریض اور ننگے اور مظلوم قیدی مسافر بوڑھے اور بچے عیالدار غرض تمام دنیا کے مصیبت زدہ کی خبرگیری کے متعلق غور کرتا ہوں کہ کہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نہ باز پرس کر بیٹھے اور مجھ سے جواب نہ بن جائے، اسی فکر میں رو رہا ہوں۔

معززین بنوامیہ سے خطاب:

اوزاعی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ایک روز اعیان اور معززین بنوامیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک کو ایک لشکر کا سردار مقرر کردوں۔ ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ ہم سے وہ بات نہیں کہتے جو آپ کر نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس میرے فرش جس پر تم بیٹھے ہو نہیں دیکھتے؟ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ فرش گل جانے اور فنا ہونے میں ضرور گرفتار ہونے والا ہے لیکن باوجود اس کے میں یہ نہیں چاہتا کہ اس کو میرے پیروں سے ناپاک کرو، پھر میں یہ کس طرح

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

گوارا کر سکتا ہوں کہ تمہیں اپنے اور مسلمانوں کے اغراض کا مالک کر دوں. ہر گز ہر گز نہیں۔ میں تمہیں کہتا ہوں کہ تمہاری حالت بہت ابتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہمیں آپ کے قرابتدار ہونے کی وجہ سے حق نہیں پہنچتا۔ آپ نے فرمایا: اس معاملہ میں میرے نزدیک تم اور ایک بہت ادنیٰ مسلمان دونوں برابر ہیں، ہاں! ان لوگوں کا حق زیادہ ہے جو لمبے سفر کی وجہ سے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے۔

حمید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حسن نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس میری معرفت ایک خط لکھا اس میں اپنی حاجت اور کثرت عیال کی شکایت لکھی تھی۔ آپ نے انہیں کچھ عطا کرنے کا حکم فرمادیا۔

جنت کا شوقین دل:

جویریہ بن اسماء کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا ہے کہ میرا دل بڑا شوقین ہے۔ میں نے جب اس کو خواہش کے مطابق کچھ دیا تو اس نے اس سے افضل چیز کی خواہش کی اور جب میں نے اس کو وہ چیز بھی دیدی تو اس نے اس سے بھی برتر شے یعنی جنت کی آرزو کی۔

عمرو بن مہاجر کہتے ہیں کہ بیت المال سے آپ کی تنخواہ دو درہم روزانہ مقرر تھی۔

یوسف بن یعقوب کابلی کہتے ہیں کہ آپ رات چمڑا اوڑھا کرتے تھے اور آپ کا چراغدان تین لکڑیوں کا بنا ہوا تھا اور اس کی وہ جگہ جہاں چراغ رکھتے ہیں مٹی کی تھی۔

عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے غلام کو پانی گرم کرنے کا فرمایا وہ شاہی مطبخ خانہ سے گرم کرلایا، جب آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے مطبخ خانہ میں ایک درہم کی اس کی عوض لکڑیاں بھجوادیں۔

سرکاری ضرورت کے وقت چراغ جلانا:

عمرو بن مہاجر کہتے ہیں کہ آپ کی عادت تھی کہ آپ جب تک خلافت کے کام میں منہمک رہتے تو بیت المال سے چراغ جلاتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو اسے فوراً گل کر کے اپنا چراغ روشن کر لیتے۔

حکم بن عمر کہتے ہیں کہ یہ طریقہ ہمیشہ سے چلا آتا تھا کہ خلفاء بنوامیہ کے اردلی میں تین سو چوکیدار اور تین سو پولس والے رہا کرتے تھے مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے پاس قضا وقدر جیسا نگہبان اور موت جیسا چوکیدار موجود ہے اور اگر باوجود اس کے تم میں سے کوئی میرے پاس رہنا چاہے تو اس کو دس دینار تنخواہ ملے گی اور اگر کوئی نہ رہنا چاہے تو وہ اپنے گھر چلا جائے۔

ہمارے لیے ہدیہ رشوت ہے:

عمر بن مہاجر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی طبیعت سیب کھانے کو چاہی اور ایک شخص نے آپ کے اہل بیت میں سے ہدیہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کے طور پر سیب بھیج دیا۔آپ نے اس کی بہت تعریف کی کہ اس کی خوشبو کیا ہی اچھی اور اس کی رنگت کیا ہی خوب ہے، پھر آپ نے اپنے غلام سے کہا کہ جس شخص نے یہ سیب بھیجا ہے اس سے میرا اسلام کہنا اور یہ کہنا کہ تمہارا ہدیہ ہمارے سر اور آنکھوں پر ہے کیونکہ تم ہمارے عزیز ہو اور سیب واپس کر دیا۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین! ہدیہ بھیجنے والا آپ کے چچا کا بیٹا اور آپ کے اہل بیت سے ہے اور حضور نبی کریم ﷺ بھی ہدیہ قبول فرمالیا کرتے تھے۔آپ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے ہدیہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ہی ہدیہ تھا ہمارے لیے رشوت ہے۔

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی خلافت میں سوائے ایک شخص کے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے تھے کسی کے درے نہیں لگوائے۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے اہل وعیال کے خرچہ میں کمی کی تو انہوں نے اس کی آپ سے شکایت کی۔آپ نے فرمایا: اب میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ تمہیں کچھ اس سے زیادہ دوں، باقی رہا بیت المال تو اس میں تمہارا حق ایسا ہی ہے جیسے نہایت دور رہنے والے مسلمانوں کا۔

ابوعمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے حکام کو حجاج بن یوسف کے حکم کے خلاف فرمان لکھے۔

یحییٰ غسانی کہتے ہیں کہ جب مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے موصل کا حاکم بنایا تو وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ وہاں چوری کی وارداتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ میں نے اس حال کی آپ کو رپورٹ کر دی اور دریافت کیا کہ میں ان مقدمات میں اپنے گمان اور لوگوں کی تہمت پر سزا دوں یا شہادت ثبوت پر فیصلہ کروں اور ایسے مقدمات کبھی پہلے خلفاء میں موجود تھے۔آپ نے لکھا کہ شہادت پر فیصلے کرو، اگر حق نے ان کی اصلاح نہ کی تو اللہ تعالیٰ کبھی ان کی اصلاح نہ فرمائے گا۔یحییٰ کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی تو موصل اس کی برکت سے تمام بلاد محروسہ سے زیادہ اصلاح پذیر ہو گیا اور بہت ہی شاذ و نادر چوری کی وارداتیں رہ گئیں۔

خود اٹھ کر چراغ جلانا:

رجاء بن حیوۃ کہتے ہیں کہ ایک رات کچھ باتیں کرتا ہوا میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس رہ گیا اتنے میں چراغ گل ہو گیا اور آپ کا خادم آپ کے برابر میں سو رہا تھا۔ میں نے کہا کہ میں اسے جگا دوں۔آپ نے کہا کہ کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا: اچھا میں جلا دوں۔آپ نے فرمایا: مہمان سے کام لینا مروت کے خلاف ہے، چنانچہ آپ خود

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اٹھے اور چراغ میں تیل ڈال کراس کو روشن کر دیا۔ پھر آپ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ میں خود اٹھا اور چراغ جلالیا اور وہی عمر بن عبدالعزیز باقی رہا جو پہلے تھا اور ہم جانتے ہیں کہ تم عمر کے منشی ہو، میں فخر سے بچنے کی وجہ سے زیادہ نہیں بولتا ہوں۔

مکحول کہتے ہیں کہ اگر میں قسم کھا کر بیان کروں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بہت بڑے زاہد اور دل میں خوف خدا رکھنے والے تھے تو واللہ! میرا حلف بالکل سچا ہے۔

سعید بن ابی عروبہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب موت کا ذکر کیا کرتے تھے تو آپ کے بدن کے جوڑ رونے کی وجہ ہل جاتے تھے۔

عطاء کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ روزانہ رات کو فقہا کو جمع کر کے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے تھے پھر اتنا روتے تھے کہ گویا آپ کے سامنے جنازہ رکھا ہوا ہے۔

عبیداللہ بن عیزار کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شام میں ایک مٹی کے منبر پر آپ نے خطبہ فرمایا: لوگو! اپنے باطن کی اصلاح کرو ظاہر کی خود ہو جائے گی آخرت کے لیے کماؤ دنیا خود کمائی جائے گی یاد رکھو کہ تمہارے ماں باپ کو موت کھا چکی والسلام علیکم۔

وہیب بن ورد کہتے ہیں کہ ایک دن بنو مروان آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے اور انہوں نے آپ کے صاحبزادہ عبدالملک سے کہا کہ اپنے والد ماجد سے جا کر کہو کہ جتنے خلفاء گذرے ہیں وہ تمام ہمارے لیے کچھ عطایا دیا کرتے تھے مگر آپ نے تمام بند کر دیا ہے اس نے آپ سے آ کر کہا آپ نے فرمایا: ان سے یہ کہہ دو کہ میرے والد کہتے ہیں کہ ”انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم“ اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں گا تو قیامت کو عذاب ہوگا۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: کہ اپنے اسلاف کے سچے لوگوں کی پیروی کرو اور ان کی رائے کے موافق عمل کرو اور ان کا خلاف مت کرو کیونکہ وہ تم سے زیادہ عالم اور دیندار تھے۔

ایک دفعہ جریر (شاعر) آئے اور بہت دیر تک آپ کے دروازہ پر بیٹھے رہے مگر آپ نے ان کی طرف بالکل التفات نہ فرمایا آخر جریر نے عون بن عبداللہ کو جو آپ کے خاص مصاحب تھے یہ اشعار لکھے۔

(ترجمہ اشعار) ”اے قاری نیچے عمامہ لٹکانے والے یہ تمہارا زمانہ ہے اور میرا زمانہ ختم ہو چکا اگر تم خلیفہ سے ملاقات کرو تو یہ کہہ دینا کہ میں تمہارے دروازہ پر ایسا آیا ہوں جیسا قیدی بندھا ہوا۔“

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

خلافت کی زینت: جویریہ بن اسماء کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو آپ کے پاس بلال بن ابی بردہ آئے اور آپ کو مبارکباد دی اور یہ کہا کہ خلافت دوسرے خلفاء کو عزت دیتی تھی مگر آپ نے خود اس کو عزت دی۔ یہ دوسرے خلفاء کو زینت دیتی تھی مگر آپ نے خود خلافت کو زینت دی پھر یہ شعر پڑھا

(ترجمہ اشعار) ''تو نے خوشبو کو بڑھا دیا کیونکہ تیرے مثل کوئی نہیں ہے اگرچہ گوہر سے زینت حسن ہوتا ہے مگر آپ نے گوہر کو زینت بخشی۔''

قابل تعریف بیٹا ولی عہد ہونے کے لائق نہ تھا: جعونہ کہتے ہیں کہ جب آپ کے صاحبزادہ عبدالملک کا انتقال ہو گیا تو آپ ان کی تعریف فرمانے لگے۔

مسلمہ نے کہا یا امیر المومنین اگر یہ زندہ رہتے تو کیا آپ ان کو ولیعہد کر دیتے آپ نے فرمایا: ہر گز نہیں مسلمہ نے کہا کہ کیوں حالانکہ ان کی تو آپ تعریف کرتے ہیں آپ نے فرمایا: دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ مرحوم میری ہی نظروں میں قابل تعریف تھا یا دوسرے بھی اسے قابل تعریف سمجھتے ہیں کیونکہ باپ کی نظروں میں قدرتاً بیٹا قابل تعریف ہوتا ہے۔

غسان کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا بس میں تجھے یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا کر اور اسی کو ہر بات سے مقدم سمجھ اللہ تعالیٰ بھی تیری سختی کو دور کر دے گا۔

صحابی کی بیٹی کی تعظیم: ابو عمر کہتے ہیں کہ آپ کے پاس حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی آئیں آپ نے تعظیماً ان کا استقبال کیا اور ان کو اپنے خاص بستر پر بٹھایا اور خود ان کے سامنے بیٹھے اور جو کچھ انہوں نے طلب کیا آپ نے ان کو عطا فرمایا۔

حجاج بن عنبسہ کہتے ہیں کہ بنو مروان نے مجتمع ہو کر آپس میں کہا کہ اب ہم امیر المومنین کو مذاق کے ذریعہ متوجہ کریں گے چنانچہ چند آدمی جمع ہو کر آپ کے پاس آئے اور ایک نے کچھ مذاقیہ بات کہی اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کی طرف دیکھا کہ دوسرے نے بھی اس کی تائید میں کچھ مذاقیہ گفتگو کی آپ نے فرمایا: تم ایک ذلیل بات پر مجتمع ہوئے جو دلوں میں کینہ پیدا کر دیتی ہے (یعنی مذاق کینہ پیدا کرتا ہے اور اس سے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے اس لیے مذاق سے احتراز واجب ہے جو آجکل ہمارا معاشرہ میں مفقود ہے۔ مترجم)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بہتر یہ ہے کہ تم قرآن مجید مجتمع ہو کر پڑھو اور جب اس سے فارغ ہو تو احادیث شریف سیکھو اور جب اس میں دسترس پیدا ہو جائے تو احادیث کے معنی پر غور کرو۔

ایاس بن معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بہت بڑے ہوشیار کاریگر کی کہ جس کے پاس مشین نہ ہو اور بغیر مشین ہی کے اپنی کاریگری دکھلا دے۔

عمرو بن حفص کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: جب تو کسی مسلمان کی زبان سے کوئی کلمہ سنے تو جب تک اس میں ایک شمہ بھی خیر کا معلوم ہوتا ہو اس کو شر پر نہ محمول کر۔

تحمل مزاجی اور بہتر مشورہ:

یحییٰ غسانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے سلیمان بن عبدالملک کو خارجی کے قتل سے روکا اور یہ رائے دی کہ جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے تب تک اس کو قید میں رکھا جائے سلیمان کے پاس خارجی لایا گیا تو سلیمان نے کہا کہو کیا کہتے ہو اس نے جواب میں کہا کہ اے فاسق ابن فاسق کیا پوچھتا ہے یہ سن کر سلیمان نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اب آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں اب تو آپ نے اس کی گفتگو سن لی، خارجی نے پھر مکرر یہی کہا یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے سلیمان نے کہا کہ میں نے آپ ہی پر منحصر رکھا اب فرمائیے کیا کروں آپ نے فرمایا: میری رائے میں جس طرح اس نے آپ کو گالی دی آپ بھی اس کو دے لیجئے سلیمان نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں اور اس کے قتل کا حکم دیدیا عمر بن عبدالعزیز وہاں سے نکلے تو راستہ میں خالد کوتوال آپ سے ملا اور اس نے آپ سے کہا کہ آپ نے خلیفہ کو یہ کیا رائے دی تھی کہ آپ بھی اسے گالی دے لیجئے مجھے تو یہ ڈر ہو گیا تھا کہ کہیں خلیفہ آپ کے قتل کا نہ مجھے حکم دے دیں آپ نے فرمایا: اگر خلیفہ تجھے میرے قتل کا حکم دے دیتے تو کیا تو مجھے قتل کر دیتا اس نے کہا واللہ فوراً میں قتل کر ڈالتا جب آپ خلیفہ ہوئے تو حسب معمول خالد کوتوال اپنی جگہ آ کر کھڑا ہوا آپ نے فرمایا خالد تلوار یہاں رکھ دو اور اس کو برطرف کر دیا اور دعا کی: الٰہی! خالد سے محض تیری خوشنودی کیلئے میں نے تلوار، رکھوا دی ہے اب کبھی اس کے ہاتھ میں تلوار نہ دینا پھر پولس پر نظر ڈالی اور عمرو بن مہاجر انصاری کو بلا کر ان سے کہا کہ اے عمرو اللہ تم جانتے ہو کہ میرے اور تمہارے سوائے اسلام کے کوئی قرابت نہیں ہے مگر میں نے سنا ہے کہ تم تلاوت قرآن بہت زیادہ کرتے ہو اور میں نے خود تمہیں ایسی جگہ نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ جہاں یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ یہاں کوئی شخص ہو گا اور نماز بھی نہایت اچھی پڑھتے دیکھا ہے نیز تم انصاری ہو لہٰذا یہ تلوار لو اور میں تمہیں آج سے کوتوال مقرر کرتا ہوں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لوگوں میں بدعت کوٹ کر بھر دی گئی ہے:

شعیب کہتے ہیں کہ عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز آپ کے صاحبزادے آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ اپنے رب کے قائل اور ماننے والے ہیں اگر کل کو اس نے آپ سے سوال کیا کہ تم نے بدعت کرتے لوگوں کو دیکھا اس کو مٹانے کی کوشش اور سنت کو زندہ کرنے کی جدوجہد کیوں نہیں کی تو آپ کیا جواب دیں گے آپ اس سوال سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور اجر نیک دے، بیٹا! بات اصل یہ ہے کہ قوم میں بدعت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور لوگ خلاف سنت عمل کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اس کام کی انہوں نے گرہ در گرہ دے رکھی ہے اب ایسی صورت میں اگر میں ان سے بدعت ترک کرانے میں مقابلہ کروں تو پوری خونریزی کا اندیشہ ہے اور واللہ میں ایک چلو خون بھی بہانا اپنے لیے درست نہیں سمجھتا ورنہ خدا نہ کرے کہ تیرے باپ پر کوئی ایسا دن آئے کہ اس کی خواہش بدعت کی بیخ کنی اور سنت کو زندہ کرنے کی نہ ہو۔

معمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا جو شخص لڑائی جھگڑے اور غصہ اور طمع سے علیحدہ رہا وہ فلاح کو پہنچ گیا۔ ارطاۃ بن منذر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کسی نے کہا کہ اگر آپ اپنی حفاظت کے لیے کوئی کوتوال رکھ لیں اور اپنے کھانے پینے میں احتیاط برتیں تو بہت مناسب ہے آپ نے فرمایا: مولیٰ کریم تو بہتر جانتا ہے، اور خوب جانتا ہے اگر میں سوائے قیامت کے کسی چیز سے ڈرتا ہوں تو مجھے اس خوف سے امن میں نہ رکھنا۔

عدی بن فضل کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خطبہ فرماتے سنا ہے کہ لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں حلال طریقے اختیار کرو۔ اگر تمہاری قسمت میں رزق مقسوم ہے تو اگر وہ پہاڑ کی چوٹی یا زمین کی تہہ میں بھی ہوگا تو تمہارے پاس ضرور آئے گا۔ ازہر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو ایک روز خطبہ فرماتے دیکھا کہ آپ کے کرتے پر پیوند لگے ہوئے تھے۔

خطبہ جمعتہ المبارک:

عبداللہ بن علاء کہتے ہیں کہ آپ اکثر جمعہ میں ان الفاظ سے پہلا خطبہ شروع فرمایا کرتے تھے:

"الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ان محمد عبدہ و رسولہ من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد و من یعص اللہ۔

پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تلقین اور دیگر نصائح فرماتے اور خطبہ آخرہ اس آیت پر ختم کرتے:

یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الخ۔

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کا طریقہ ہی دین ہے:

حاجب بن خلیفہ برجمی کہتے ہیں کہ ایک بار میں آپ کے ایک خطبہ میں شریک ہوا آپ نے اس میں فرمایا کہ جو طریقہ حضور نبی کریم ﷺ اور دونوں ساتھیوں نے جاری فرمایا وہ عین دین ہے اسی پر ہم کو چلنا چاہیے اور جو ان کے خلاف ہو اس کو ترک کر دینا چاہیے۔

(ابونعیم فی الحلیہ)

ابن عساکر نے ابراہیم بن ابی عیلہ سے روایت کی ہے کہ عید کے روز لوگ آپ کے پاس آتے تھے اور سلام کر کے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے اور ہم سے قبول فرمائے۔ آپ انہیں الفاظ کو دوہرا دیتے تھے اور کچھ انکار نہ فرماتے تھے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ عید سال ماہ کے لیے اس سے بہتر تہنیت یا مبارک باد نہیں ہوسکتی۔

عدل وانصاف کے ذریعہ اصلاح کی ہدایت:

جعونہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عمرو بن قیس سکونی کو لشکر کا حاکم بنا کر روانہ کیا تو آپ نے بطور نصیحت ان سے فرمایا وہاں کے نیک لوگوں کی بات سننا اور بد معاشوں سے احتراز کرنا اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرنا ایسا نہ ہو کہ اول یہ لشکر میں نہ رہنا کہ فوراً مار دیئے جاؤ اور آخر میں بھی نہ رہنا کہ رنجیدہ رہو اور تمہاری آواز پہنچے بلکہ درمیان میں رہنا تا کہ وہ تمہارا مرتبہ معلوم کریں اور تمہاری بات پر کان دھریں۔

سائب بن محمد کہتے ہیں کہ جراح بن عبداللہ نے آپ کو رپورٹ دی کہ اہل خراسان نہایت بگڑے ہوئے ہیں ان کی اصلاح بغیر تلوار اور دروں کے نہیں ہوسکتی امیر المومنین مجھے اپنی رائے سے مطلع فرمائیں آپ نے جواب میں لکھا امابعد تم نے جھوٹ لکھا ہے کہ اہل خراسان بغیر تلوار کے درست نہیں ہوسکتے عدل اور حق ایسی چیزیں ہیں کہ وہ خود درست ہو جائیں گے لہٰذا ان میں عدل وانصاف اور حق رسانی کی اشاعت کی جائے۔ والسلام۔

امیہ بن زید قرشی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب کوئی خط مجھ سے لکھواتے تو آپ یہ دعا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کیا کرتے تھے مولیٰ کریم! میں اپنی زبان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

صالح بن جبیر کہتے ہیں کہ بسا اوقات کسی بات میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مجھ پر غصہ ہو جاتے میں عرض کرتا کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ نوجوان بادشاہوں کے غصہ سے ڈرنا چاہیے اور جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو ان کے پاس حاضر ہو کر معافی مانگنی چاہیے۔ آپ نے فرمایا: اے صالح میں تمہیں اجازت دیتا ہوں تم اس کے بعد مجھے ضرور یاد دلا دیا کرو۔

اپنی جیب سے دینار عطا کرنا:

عبدالحکیم بن محمد مخزومی کہتے ہیں کہ ایک روز جریر بن خطفی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس آیا اس نے چاہا کہ میں کچھ بات کروں مگر آپ نے انکار کر دیا اس نے کہا کہ میں تو حضور نبی کریم ﷺ کی بات کرنے آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا کہو اس نے یہ اشعار پڑھے:

ان الذی نبعث النبی محمدا — جعل الخلافة بالا میر العادل
زدا لظالم حقها یبقینها — من بواها و اقام میل المائل
انی لادر جو نیك خیر اعاجلا — و النفس مغرمة بحب العاجل

(ترجمہ اشعار) ”وہ ذات جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور خلافت امیر عادل کے سپرد کی جس نے یقیناً مظالم کو روکا اور حق و انصاف لوگوں میں پھیلایا۔ میں تجھ سے مال جلدی ملنے کا طلبگار ہوں کیونکہ طبیعت جلدی والی چیز پر عاشق ہے۔“

آپ نے فرمایا: میں قرآن مجید میں تمہارا کوئی حق بیت المال کے اندر نہیں دیکھتا اس نے عرض کیا کہ نہیں امیر المومنین قرآن مجید میں حق موجود ہے کیونکہ میں مسافر ہوں اور مسافر کا حق موجود ہے آپ نے اس کو اپنی جیب خاص سے پچاس دینار عطا فرمائے۔

طیوریات میں ہے کہ حریر بن عثمان رجی اپنے باپ کے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس آئے آپ نے ان سے ان کے بیٹے کا حال دریافت کیا اور پھر فرمایا تم اس کو فقہ اکبر کی تعلیم دو انہوں نے دریافت کیا کہ فقہ اکبر کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا: قناعت اور مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچانا۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں محمد بن قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بلا کر فرمایا: عدل کی تعریف کرو میں نے کہا: سبحان اللہ! آپ نے بہت بڑی چیز کی تعریف دریافت کی چھوٹوں سے باپ کی طرح اور بڑوں سے بیٹے کی طرح اور اپنے برابری سے بھائی کی طرح عورتوں سے سلوک کرنا اور لوگوں کو ان کے جرائم اور جسم کے موافق سزائیں دینا اور اپنے غصہ کی وجہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سے کسی کو نہ ستانا بس یہی عدل ہے اور ان سے تجاوز کرنا ظلم ہے۔

عبدالرزاق مصنف میں زہری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اگر آگ کی پکی ہوئی چیز کھالیتے حتیٰ کہ شکر بھی تو وضو فرمایا کرتے تھے۔ (یعنی ہاتھ منہ دھولیتے)

وہیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا قول ہے کہ جو شخص کلام کو عمل میں شمار کرے گا وہ کم بولے گا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ آپ کے زمانہ خلافت میں غیلان نے قدر کا عقیدہ (یعنی تقدیر سے انکار کیا) ظاہر کیا آپ نے اس کو توبہ کرنے کا حکم دیا، اس نے کہا کہ میں گمراہ تھا آپ نے مجھ کو ہدایت کردی۔ آپ نے دعا کی مولیٰ کریم اگر یہ سچا ہے تو خیر ورنہ اس کے ہاتھ پیر کٹوا کر سولی پر چڑھوا دیجئے۔ یہ دعا کر کے اس کو چھوڑ دیا اور اس نے اپنے عقائد کی خوب اشاعت کی مگر جس وقت ہشام بن عبدالملک تخت پر بیٹھا تو انہوں نے اس کو پکڑا اور اس کے چاروں ہاتھ پیر کاٹ کر دار پر چڑھا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم موقوف:

خلفاء بنو امیہ کا قاعدہ تھا کہ وہ خطبوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہا کرتے تھے آپ نے اپنی خلافت میں اس کی سختی سے ممانعت کی اور اپنے حکام کو لکھا کہ ایسا نہ کیا جائے اور بجائے ان الفاظ کے "ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان الخ" پڑھنے کی ترویج کی چنانچہ یہ آیت خطبوں میں اب تک پڑھی جاتی ہے۔ آپ قبل خلافت اشعار بھی کہا کرتے تھے اور بہت سے آپ کے اشعار متضمن بہ پند و نصائح مشہور ہیں۔

ثعالبی لطائف المعارف میں کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان غنی، حضرت علی شیر خدا (رضی اللہ عنہم) اور مروان بن حکم، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سروں پر بال نہ تھے اس کے بعد خلفاء میں یہ بات نہ رہی۔ (چونکہ اس زمانہ میں سر پر خود لگاتے تھے اس کی وجہ سے سر کے بال اڑ جاتے تھے اور اسی وجہ سے اس شخص کو جس کے بال اڑ جاتے تھے عرب میں اصلع یعنی بہادر اور شجاع کہتے تھے۔

زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ ایک شاعر نے فاطمہ بنت عبدالملک آپ کی زوجہ کی شان میں یہ شعر کہا ہے:

بنت الخليفة و الخليفة جدها   اخت الخلائف و خليفة زوجها

ترجمہ: "خلیفہ کی بیٹی اور خلیفہ کی پوتی۔ خلفاء کی بہن اور خلیفہ کی بیوی ہیں۔"

زبیر کہتے ہیں کہ آج تک کوئی عورت سوائے آپ کی بیوی کے ایسی نہیں گذری جس پر یہ شعر صادق آسکے۔ میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ تک بھی ایسی نہیں ہوتی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کا مرض اور وصال:

ایوب کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے عرض کیا کہ اگر آپ مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوتے اور آپ کا وہاں انتقال ہوتا تو آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کے مزار مبارک کے پاس جو چوتھی جگہ پڑی ہے دفن کیا جاتا آپ نے فرمایا: واللہ! اگر اللہ تعالیٰ جہنم کے علاوہ ہر سزا دیدے، میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں خود کو اس جگہ کا حقدار سمجھوں۔

ولید بن ہشام کہتے ہیں کہ کسی نے آپ سے مرض کی حالت میں عرض کیا کہ آپ دوا کیوں نہیں کرتے آپ نے فرمایا: جس وقت مجھے زہر دیا گیا مجھے معلوم ہے اگر مجھ سے اس وقت کہا جاتا کہ تم اپنے کان کی لو کو ہاتھ لگاؤ یا فلاں خوشبو سونگھو اس میں تمہاری شفاء ہے تو میں ایسا کبھی نہ کرتا (کیونکہ اگر میں مر گیا تو زہر کی وجہ سے شہید ہوں یا یہ کہ دوا کرنا منافی توکل ہے آپ کو بنوامیہ کے اشارے سے آپ کے غلام نے زہر دیا تھا۔ مترجم)

عبید بن حسان کہتے ہیں کہ جب آپ کا وقت آخر آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اکیلا چھوڑ دو اور چلے جاؤ چنانچہ سب چلے گئے اور مسلمہ اور فاطمہ دروازہ پر بیٹھ گئیں انہوں نے سنا آپ فرماتے تھے۔ مرحبا بسم اللہ تشریف لایئے یہ صورت نہ آدمیوں کی ہے نہ جنوں کی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: "تلك الدار الاخرة" پھر چونکہ کوئی آواز نہ آئی اس لیے یہ اندر گئیں تو دیکھا کہ آپ کی روح پرواز کر چکی ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

وصال پر حضرت حسن بصریؒ کا فرمان:

ہشام کہتے ہیں کہ جب آپ کے وصال کی خبر حضرت حسنؒ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: دنیا کا سب سے بہتر آدمی چل بسا۔

خالد ربعی کہتے ہیں کہ مجھے تورات میں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پر زمین و آسمان چالیس روز تک روئیں گے۔

جہنم سے نجات کا پروانہ:

یوسف بن مالک کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے تو اچانک ہمارے پاس آسمان سے ایک کاغذ گرا جس میں لکھا ہوا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمر بن عبدالعزیزؒ کو دوزخ سے امان ہے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ولیعہد خلافت یعنی یزید بن عبدالملک کو ایک خط لکھا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ خط عبداللہ (یعنی اللہ کے بندے) عمر کی طرف سے یزید بن عبدالملک کی طرف ہے

السلام علیکم!

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ اس کے بغیر کوئی خدا نہیں ہے اما بعد میں تمہیں یہ خط اپنے کرب اور اضطراب کی حالت میں لکھ رہا ہوں میں جانتا ہوں کہ مجھ سے میری خلافت کے زمانہ کے متعلق مالک دنیا اور آخرت سوال کرے گا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ میں کوئی بھی کام اس سے چھپا سکوں اگر وہ مجھ سے راضی ہو گیا تو میں فلاح پا گیا اور ذلت و رسوائی سے نجات مل گئی اور اگر مجھ پر ناراض ہوا تو میں کہیں کا نہ رہوں گا اور تباہ ہو جاؤں گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی رحمت کی وجہ سے عذاب دوزخ سے بچائے اور مجھ سے خوش ہو کر اور احسان عظیم کر کے مجھے جنت عطا کرے، تم خدا سے ڈرنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور رعیت کی رعایت کرو میرے بعد تم بھی بہت کم دن دنیا میں رہو گے۔ والسلام!" (ابونعیم فی الحلیہ)

تاریخ اور مقام وصال:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مقام دیر سمعان (بکسر السین) مضافات حمص میں بتاریخ بیس یا پچیس رجب المرجب ۱۰۱ھ میں بعمر ساڑھے انتالیس سال انتقال فرمایا آپ کو بنو امیہ نے زہر دلوا دیا تھا کیونکہ آپ نے ان پر سختی کی تھی اور جو مال و دولت انہوں نے غصب سے جمع کیا تھا تمام ضبط کر لیا تھا اور چونکہ آپ نے اپنی حفاظت کرنی چھوڑ دی تھی اس لیے بنو امیہ کو آسانی بھی ہو گئی تھی۔

زہر دینے والے قاتل سے حسن سلوک:

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مجھے علالت کے زمانہ میں فرمایا: میرے متعلق لوگ کیا گمان کرتے ہیں میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ غلط ہے کہ مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے بلکہ مجھے زہر دیا گیا ہے اور جس وقت دیا گیا تھا مجھے اسی وقت معلوم ہو گیا تھا پھر آپ نے اس غلام کو بلایا جس نے آپ کو زہر دیا تھا اور فرمایا: تجھ پر افسوس ہے تجھے اس کام پر کس نے برانگیختہ کیا تھا کہ مجھے زہر پلا دے اس نے کہا کہ مجھے اس کی عوض میں ہزار دینار دئے گئے ہیں اور مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ میں آزاد کر دیا جاؤں گا آپ نے فرمایا ان دیناروں کو میرے پاس لا چنانچہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وہ لایا آپ نے ان کو بیت المال میں داخل کر دیا اور اس سے کہا کہ تو یہاں سے اس طرح بھاگ کہ پھر تجھے یہاں کوئی نہ دیکھے۔

آپ کے زمانہ میں فوت ہونے والے اسلاف:

آپ کی خلافت میں ان حضرات علماء کا انتقال ہوا: حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف۔ حضرت خارجہ بن زید بن ثابت، حضرت سالم بن ابی الجعد، بسر بن سعید، ابو عثمان نہدی، ابو الضحیٰ۔

یزید بن عبد الملک بن مروان

یزید بن عبد الملک بن مروان بن حکم ابو خالد اموی دمشقی ۷۱ ھ میں پیدا ہوا اور جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اپنے بھائی سلیمان بن عبد الملک کی وصیت کے مطابق حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ جس وقت یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے طریقہ پر کار بند رہو چنانچہ چند روز وہی طریقہ عمل رہا مگر بعد میں چالیس بوڑھوں نے آ کر شہادت دی کہ خلفاء پر نہ عذاب ہے نہ حساب وہ جو کچھ چاہیں کریں۔

ابن ماجشون کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا انتقال ہو گیا تو یزید بن عبد الملک نے کہا کہ واللہ جتنے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے ان سے زیادہ میں ہوں اور ان کے قدم بقدم چالیس روز رہا مگر پھر اس طریق سے روگرداں ہو گیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا آپ کیلئے وصیت نامہ:

سلیم بن بشیر کہتے ہیں کہ یزید بن عبد الملک کو حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے یہ وصیت نامہ لکھا تھا کہ

السلام علیکم

اما بعد!

میں خود ہی جانتا ہوں جو میری حالت ہے امت محمد (ﷺ) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ تو دنیا ایسے شخص کے لیے چھوڑنے والا ہے جو تیری تعریف نہیں کرے گا اور ایسے شخص کے سپرد کرنیوالا ہے جو تیرا عذر نہیں سنے گا۔ والسلام!

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یزید بن مہلب کا خروج اور قتل:

۱۰۲ھ میں یزید بن مہلب نے خلافت پر خروج کیا مسلمہ بن عبدالملک بن مروان اس کے مقابلہ کے لیے متعین ہوا حتیٰ کہ یزید بن کو شکست دی اور کربلا کے قریب مقام عقیر میں اس کو قتل کر دیا گیا۔

کلبی کہتے ہیں کہ لوگوں کے زبان زد عام تھا کہ بنو امیہ نے کربلا میں دین اور عقیر میں کرم و (سخاوت بن مہلت) کو ذبح کر ڈالا۔

یزید بن عبدالملک، شعبان ۱۰۵ھ میں انتقال کر گیا اور اس کے عہد میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

ضحاک بن مزاحم، عدی بن ارطاۃ، ابو المتوکل ناجی، عطاء بن یسار مجاہد، یحییٰ بن وثاب معلم الکوفہ، خالد بن معدان، شعبی عالم عراق، عبدالرحمن بن حسان بن ثابت، ابو قلابۃ الجرمی، ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری و دیگر علماء۔

ہشام بن عبدالملک

ہشام بن عبدالملک ابوالولید کچھ اوپر ۷۰ھ میں پیدا ہوا اور اپنے بھائی یزید بن عبدالملک کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

مصعب زبیری کہتے ہیں کہ عبدالملک نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں نے چار دفعہ محراب مسجد میں پیشاب کیا ہے۔ جب اس کی تعبیر حضرت سعید بن مسیبؓ سے دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا: تیری صلبی بیٹوں میں سے چار بیٹے بادشاہ ہوں گے چنانچہ یہ ہشام آخری بادشاہ تھا۔

ہشام بن عبدالملک نہایت ہوشیار اور عقلمند شخص تھا بیت المال میں مال اس وقت تک داخل نہیں ہونے دیتا تھا جب تک چالیس آدمی یہ نہ گواہی دیں کہ باقاعدہ حلال طریقہ سے لیا ہے اور جتنے حق والے تھے ان کا حق پہنچا دیا گیا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے ہشام کو ہمکلام ہوتے ہوئے سنا ہشام اس شخص سے کہہ رہا تھا کہ تجھے یہ لائق نہیں ہے کہ اپنے خلیفہ کو ایسی باتیں سنائے۔ نیز ایک مرتبہ ایک شخص پر غصہ ہوا تو اس سے کہا واللہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تجھے کوڑے ماروں۔

سحبل بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے خلفائے بنو امیہ میں ہشام سے زیادہ خونریزی کو مکروہ سمجھنے والا نہیں دیکھا۔ ہشام کا مقولہ ہے کہ مجھے دنیا کی تمام لذتیں میسر ہیں مگر ایک ایسا بھائی نہیں کہ میرے اس

کے درمیان میں جو حفاظت کا پردہ ہوتا ہے وہ حائل نہ ہوتا۔

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ جب موضع رصافہ مضافات قنسر میں ہشام نے مکان بنوایا تو اس نے چاہا کہ میں اس مکان میں ایک دن اس طرح بسر کروں کہ اس میں مجھے کسی طرح کا غم و فکر نہ ہو۔ چنانچہ جب یہ وہاں گیا تو دوپہر بھی ہونے نہ پائی تھی کہ سرحد سے ایک تشویشناک خبر پہنچی۔ یہ سن کر کہنے لگا کہ ایک دن بھی ایسا نہ ملا جو فکر و غم سے خالی ہو، کہتے ہیں کہ یہ شعر ہشام کا ہے اور اس شعر کے سوا اس کا کوئی کلام محفوظ نہیں

(ترجمہ شعر) ''جب تو خواہشات نفسانی کی نافرمانی نہیں کرے گا تو تجھے خواہشات ایسی طرف کھینچ کر لے جائیں گے کہ جہاں تجھ پر حرف آجائے گا۔''

ہشام کا وصال: ہشام بن عبدالملک ربیع الآخر ۱۲۵ھ میں انتقال کر گیا۔

فتوحات: اس کے تخت خلافت کے ساتویں برس قیصریہ روم تلوار سے فتح ہوا اور آٹھویں سال حنجرہ بطال مشہور بہادر کے ہاتھ سے فتح ہوا اور بارھویں سال حرشنہ ہاتھ آیا جو ملطیہ کے اطراف میں آباد ہے۔

ہشام کے زمانہ فوت ہونے والے اسلاف: اس کے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا:

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، طاؤس، سلیمان بن یسار عکرمہ غلام حضرت ابن عباس، حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کثیر عزۃ الشاعر، محمد بن کعب القرظی، حضرت حسن بصریؒ، حضرت محمد بن سیرین، حضرت ابوالطفیل، حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ صحابی (ان کی موت نے صحابہ کا خاتمہ کر دیا) جریر، فرزدق عطیہ العوفی، معاویہ بن قرہ، مکحول، عطا بن ابی رباح، حضرت ابوجعفر الباقر، حضرت وھب ابن منبہ رضی اللہ عنہ حضرت سکینہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ اعرج، قتادہ، نافع غلام ابن عمر، ابن عامر خواندہ معلم شام، ابن کثیر خواندہ معلم مکہ، حضرت ثابت البنانی، حضرت مالک بن دینارؒ، ابن محیص المقری، ابن شہاب زہری و دیگر علماء رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

زمانہ ہشام کے اہم واقعات: ابن عساکر، ابراہیم بن ابی غیلہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک نے یہ ارادہ کیا کہ مجھے خراج مصر کی وصولیابی پر مقرر کرے مگر میں نے انکار کر دیا اس پر ہشام اتنا غصہ ہوا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور چونکہ اس کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

دونوں آنکھوں میں کسی قدر بھینگا پن تھا۔ مجھے تیز تیز دیکھنے لگا اور کہنے لگا کہ تجھے خوشی و ناخوشی یہ عہدہ منظور کرنا ہوگا۔ میں دیکھ کر خاموش ہوگیا مگر جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو میں نے عرض کیا: امیر المومنین! اگر اجازت دیں تو کچھ عرض کروں۔ ہشام نے اجازت دیدی۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ ہم نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں کو اپنی امانت دینا چاہی مگر انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ اس کو لینا اچھا نہ سمجھا جب ان کے انکار پر اللہ تعالیٰ ان سے ناراض نہیں ہوا اور انہیں مجبور نہیں کیا تو آپ اس انکار پر مجھ سے کیوں ناخوش ہوتے ہیں۔ یہ سن کر وہ ہنس پڑا اور مجھے معافی دیدی۔

ایک بادشاہ کا فقیری اختیار کرنا:

خالد بن صفوان کہتے ہیں کہ میں ایک روز ہشام بن عبدالملک کے یہاں مہمان ہوا۔ ہشام نے مجھ سے کہا کہ کوئی قصہ سناؤ میں میں نے کہا کہ ایک بادشاہ ذی علم صاحب اقبال ایوان خورنق کی طرف سیر کیلئے نکلا۔ اس نے راستہ میں اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ محل کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بادشاہ کا پھر کہنے لگا کہ اچھا بتلاؤ جس قدر مال و متاع میرے پاس ہے اتنا کبھی کسی بادشاہ کے پاس تھا۔ ایک پرانے زمانے کا بوڑھا عالم دین بھی اتفاق سے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ جو بات آپ نے دریافت کی ہے بہتر ہے کہ اس کا جواب اگر آپ خود فرمادیں یا میں دوں۔ بادشاہ نے کہا بہتر ہے فرمایئے اس نے کہا کہ یہ بتایئے کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے اس میں آیا کمی نہ آئے گی۔ یا یہ مال و متاع آپ کے پاس بطور میراث کے نہیں پہنچا اور کیا آپ کے جانشین کو بطور میراث کے نہیں پہنچے گا۔ بادشاہ نے کہا تینوں باتیں ہوں گی۔ اس نے کہا کہ تو سخت تعجب ہے کہ آپ کو ایسی چیز نے دھوکہ میں ڈال دیا جو کم ہونے والی ہے اور جس کا زیادہ حصہ آپ کے پاس سے دوسرے کے پاس منتقل ہونے والا ہے اور جو کچھ آپ نے خرچ کرلیا ہے اس کا حساب ہونے والا ہے۔ بادشاہ یہ سن کر کانپ اٹھا اور کہا کہ کہاں چلا جاؤں اور کہاں مطلب کی بات پاؤں۔ بوڑھے عالم نے کہا کہ اگر بادشاہی کرنا چاہتا ہے تو اپنے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ اطاعت اور فرمانبرداری کر، ورنہ اپنا تخت چھوڑ اور تاج رکھ اور گدڑی پہن اور اپنے رب کی عبادت کر۔ بادشاہ نے کہا کہ میں اس کے متعلق رات کو غور و فکر کروں گا اور صبح کو جو کچھ رائے ہوگی بتلاؤں گا چنانچہ جب صبح ہوئی تو اس نے کہا کہ میں بادشاہت چھوڑ کر پہاڑ اور چٹیل میدان اختیار کرتا ہوں اور بجائے پوشاک کے گدڑی پہنتا ہوں، اگر تو میرے ساتھ رہے تو یہ سب سے ہی بہتر ہے چنانچہ ان دونوں نے ایک پہاڑ کو اپنا مسکن بنالیا اور مرتے دم تک وہیں رہے۔

یہ قصہ سن کر ہشام بن عبدالملک اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور اپنے دونوں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بیٹوں کے کام سپرد کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور محل سے باہر نہیں آیا۔ یہ دیکھ کر اراکین سلطنت خالد بن صفوان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تو نے امیر المومنین پر کیا کر دیا کہ ان کا آرام اور لذت بھی جاتی رہی۔

خالد بن صفوان نے کہا کہ میں معذور ہوں میں نے اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کیا ہے کہ جب میں کسی بادشاہ کے پاس جاؤں گا تو اس کو اللہ تعالیٰ سے ضرور ڈراؤں گا۔

ولید بن یزید بن عبدالملک

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بن حکم خلیفہ فاسق ابو العباس نوے (۹۰) ہجری میں پیدا ہوا چونکہ اپنے باپ یزید بن عبدالملک کے مرتے وقت بہت کمسن تھا اس لیے خلیفہ نہ ہوسکا اور ہشام خلیفہ ہوا مگر چونکہ یزید بن عبدالملک نے اسے ہشام کے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا۔ اس لیے ہشام کے انتقال کے بعد ربیع الآخر ۱۲۵ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔

شراب نوشی دیگر خرافات اور قتل:

ولید بن یزید نہایت بدکار فاسق شرابی اور حرامکاریوں کا مرتکب تھا۔ اس نے حج کا ارادہ کیا تھا کہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب نوشی کروں۔ لوگ اس کے فسق و بدکاری سے چونکہ تنگ آگئے تھے، اس لیے اس پر بغاوت کر کے جمادی الآخر ۱۲۶ ہجری میں قتل کر ڈالا۔ جس وقت اس پر محاصرہ کیا گیا تو اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے تمہارے عطیات میں اضافہ نہیں کیا، تم پر سے سختیاں نہیں اٹھائیں۔ کیا میں نے غریبوں کی خبر گیری نہیں کی۔ آخر مجھ پر یہ ظلم کیوں کیا جا رہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اگرچہ تو نے سب کچھ کیا مگر ہم تجھے اس وجہ سے قتل کرتے ہیں کہ تو نے شراب نوشی کی۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کی اس کو تو نے حلال کیا۔ سوتیلی ماؤں سے نکاح کر لیا، اللہ تعالیٰ کے احکام کی حقارت کی۔ جس وقت یہ قتل کر دیا گیا تو اسکا سر یزید ناقص کے پاس بھیج دیا گیا اور اس کو نیزہ پر لٹکایا گیا جب اس سر کو اس کے بھائی سلیمان بن یزید نے دیکھا تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص بہت بڑا شرابی سخت بے شرم اور نہایت فاسق تھا بلکہ مجھ سے بھی اغلام بازی کرنا چاہتا تھا۔

معافی جریری کہتے ہیں کہ میں نے کچھ ولید کے حالات اور اسکے اشعار جمع کیے تھے جو تمام فسق و فجور اور کفر و الحاد کا بے سروپا مجموعہ تھا۔

امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ ولید کا کفر اور زندقہ تو صحیح ثابت نہیں ہوتا البتہ وہ شراب پینے اور لواطت میں ضرور مشہور تھا اس لیے لوگوں نے اس پر بغاوت کر کے قتل کر دیا۔ ولید کا کسی نے ایک مرتبہ مہدی

کے سامنے ذکر کیا اور گفتگو کے دوران اس کو بے دین کہہ دیا۔ مہدی نے کہا کہ چپ رہو، یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ خلافت مقدسہ کو کسی بے دین کے سپرد کر دے۔

مروان بن ابی حفصہ کہتے ہیں کہ ولید نہایت حسین اور سب سے زیادہ شاعر تھا۔

ابوالزناد کہتے ہیں کہ زہری ہشام کے سامنے ہمیشہ ولید کی عیب جوئی اور نکتہ چینی کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ولید کو ولیعہد نہ کرنا چاہیے بلکہ اس کو علیحدہ کر دینا چاہیے مگر ہشام اس کو علیحدہ نہ کر سکا اور زہری کا انتقال بھی ولید کی خلافت سے پہلے ہو چکا۔ ورنہ ولید اس پر بہت ظلم کرتا اور قتل کرا دیتا۔

ضحاک بن عثمان کہتے ہیں کہ ہشام نے ولید کی ولی عہدی کو علیحدہ کرنے اور اپنے بیٹے کو ولی عہد کرنے کا جب ارادہ کیا تو ولید نے یہ اشعار ہشام کے پاس لکھ کر بھیج دیئے:

ترجمہ اشعار: ''تو نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر نہ کیا، اگر تو ان کا شکر کرتا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے تجھے اس کی جزا دیتا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو میری تولیت کو قطع کرنا چاہتا ہے اگر تو صاحب احتیاط ہوتا تو جو چیزیں میں نے بنائی ہے اس کے خراب کرنے میں کوشش نہ کرتا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو کینہ کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے۔

افسوس ہے کہ تو ان لوگوں میں داخل ہے جو میری کینہ کشی سے انتقال کریں گے۔''

حماد ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز ولید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دو نجومی آئے اور انہوں نے آ کر عرض کیا کہ جس چیز کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا تھا ہم نے اس کے متعلق آپ کا زائچہ دیکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف سات سال اور زندہ رہیں گے۔

حماد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر ولید دھوکے میں رہے تو بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ یہ دو نجومی جھوٹ بولتے ہیں، ان سے زیادہ میں علم نجوم کا ماہر ہوں۔ میں نے بھی زائچہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی چالیس سال آپ اور زندہ رہیں گے۔ یہ سن کر ولید نے سر نیچا کیا پھر کہا کہ نہ مجھے ان کے کہنے سے کچھ رنج ہوا اور نہ تمہارے بتانے سے خوشی ہوئی۔ واللہ! جس شخص کو ہمیشہ زندگی کی خواہش ہو، میں اس کی طرح مال جمع کرنا چاہتا ہوں اور جس شخص کو یہ خبر ہو کہ میں کل مر جاؤں گا اس طرح اس کو خرچ کرنا چاہتا ہوں۔

مسند امام احمد میں ایک حدیث موجود ہے کہ اس امت میں ولید نامی ایک شخص ہو گا جو اس امت پر فرعون سے بھی زیادہ سخت ہو گا، ولید نہایت ہی برا شخص تھا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ولید کا فسق و فجور: کتاب مسالک میں ابن فضل اللہ کہتے ہیں کہ ولید بن یزید ظالم. سرکش بے راہ. جھوٹے وعدے کرنے والا اپنے زمانہ کا فرعون. زمانہ بھر کا عیب دار. قیامت میں اپنی قوم کو جہنم میں لے جانے والا اپنی قوم کیلئے باعث عار ہلاک ہونے والا قرآن پاک کو تیروں سے چھیدنے والا فاسق و فاجر تھا۔

سعید بن سلیم کہتے ہیں کہ ابن میادہ نے ولید بن یزید کے سامنے اپنا یہ شعر پڑھا:

فضلتم قریشا غیر آلِ محمد ﷺ   و غیر بنی مروان اهل الفضائل

ترجمہ شعر: "تم نے فضیلت دی قریش کو سوائے آل محمد (ﷺ) اور سوائے بنی مران کے اہل فضائل کی۔"

یہ سن کر ولید نے کہا کہ تو نے ہم پر آل محمد (ﷺ) کو مقدم کر دیا۔ ابن میادہ نے کہا کہ میں اسے ہی جائز سمجھتا ہوں اور ابن میادہ ولید کے متعلق کہتا ہے:

ترجمہ: "میں ایک سچی بات کہنا چاہتا ہوں، دشمنوں کے منع کرنے کے باوجود ضرور کہوں گا۔" میں نے ولید بن یزید کو مبارک پہلوان دیکھا ہے مگر سلطنت کے کاموں میں نہایت سست ہے۔

یزید الناقص ابو خالد بن ولید

یزید الناقص ابو خالد بن ولید بن عبدالملک چونکہ اس شخص نے لشکر کی تنخواہوں میں سے کمی کی تھی۔ اس لیے اس کا لقب ناقص پڑ گیا۔ اپنے چچا کے بیٹے ولید کو قتل کر کے خود تخت خلافت پر بیٹھا، اس کی ماں بنام شاہ فرند بنت فیروز بن یزدجرد تھی اور فیروز کی ماں شیرویہ بن کسریٰ کی بیٹی تھی اور شیرویہ کی ماں خاقان بادشاہ ترکستان کی بیٹی تھی اور فیروز کی نانی قیصر روم کی لڑکی تھی۔ اسی وجہ سے ایک جگہ یزید ناقص نے فخریہ یہ شعر کہا تھا:

انا ابن کسریٰ و ابی مروان   و قیصر جدی و جدی خاقان

ترجمہ: "میں کسریٰ کا نواسا اور مروان کا بیٹا ہوں میرا نانا قیصر روم اور خاقان ہے۔"

ثعالبی کہتے ہیں کہ یزید ناقص دادھیال اور ننھیال دونوں طرف سے شہزادہ تھا۔

ولید کے قتل کے بعد یزید نے خطبہ پڑھا:

اما بعد!

واللہ! میں مغرور اور متکبر ہو کر نہیں آیا ہوں۔ مجھے دنیا کی حرص اور نہ ملک کی رغبت ہے اگر اللہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIE ISLAMIA ACADEMY

تعالیٰ مجھ پر اپنا رحم نہ فرمائے تو میں سخت گنہگار اور اپنے نفس پر ظالم ہوں بلکہ میں نے خلافت کا قصد اور ارادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کیلئے غصہ ہو کر کیا ہے اور میں تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ دیکھ کر بلاتا ہوں کہ ہدایت کے نشان پرانے ہو گئے اور اہل تقویٰ کے انوار بجھ گئے جب حرام کو حلال کرنے والے اور بدعت کے حامی پیدا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر مجھے تم پر خوف آیا کہ تمہیں دل کی سختی اور طبیعت کی اندھیری سے نکال دوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں راہِ مستقیم کی طرف لاؤں۔ میں نے اس امر میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے۔ میں نے اپنے اہل اور دوستوں کو اپنی طرف بلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی زمینوں اور بندوں کو برائیوں سے محفوظ کر دیا۔ بس اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں قدرت وقوت نہیں ہے۔ لوگو! میں تمہارے اوپر اس لیے حاکم مقرر کیا گیا ہوں کہ تمہاری ایک اینٹ اور ایک پتھر بھی ضائع اور بیکار نہ ہونے دوں۔ میں کسی شہر اور کسی جگہ سے اس وقت تک مال نہ لوں گا جب تک سرحد کی پورے طور پر ناکہ بندی نہ کروں اور مصالح امور کو سوچ کر سرحد کو مضبوط نہ کر دوں اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا تو جتنا کچھ کسی شہر سے وصول کروں گا وہ اسی کی فلاح و بہبود میں خرچ کر دوں گا تاکہ تم سب مساوی ہو جاؤ اگر اس شرط پر تم نے میری بیعت کر لی تو میں تمہارا ہوں اور مجھ پر تمہارے ساتھ احسان کرنا فرض ہو جائے گا اور اگر میں اس شرط سے ہٹ جاؤں تو پھر میری کوئی بیعت نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اگر مجھ سے بہتر اور قوی کسی شخص کو دیکھو تو اس سے بیعت کر لو۔ میں تم سب سے پہلے اس شخص سے بیعت کر لوں گا اور اس کی اطاعت میں سرمو فرق نہ کروں گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے اور اپنے لیے مغفرت چاہتا ہوں۔

عثمان ابن ابی العاتکہ کہتے ہیں کہ اول وہ خلیفہ جو عیدین میں ہتھیار لگا کر نکلا یزید ناقص ہے۔ اس روز قلعہ کے دروازہ سے عیدگاہ تک دونوں طرف راستہ کے ہتھیار بند سوار کھڑے ہو جاتے تھے۔

ابی عثمان لیثی سے روایت ہے کہ یزید ناقص نے بنو امیہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ تم غناء سے پرہیز کرو کیونکہ غنا یعنی گانا بجانا شرم کو کم کرتا ہے اور خواہشات نفسانیہ کو بڑھاتا ہے اور مروت کو زائل کرتا ہے، شراب نوشی کی رغبت دلاتا ہے اور بدمستوں اور نشہ بازوں کے سے کام کراتا ہے اگر تم گانا بجانا کرو گے تو زنا کے ضرور مرتکب ہو گے کیونکہ گانا زنا کا پیش خیمہ ہے کم از کم عورتوں کو گانے سے دور رکھو۔

وصال: ابن عبدالحکم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعیؒ سے سنا ہے کہ جب یزید ناقص خلیفہ ہوا تو اس نے لوگوں کو عقیدہ قدریہ کی طرف دعوت دی اور ان کو اس پر آمادہ کر دیا۔ یزید ناقص زیادہ خلافت کرنے نہیں پایا بلکہ سال خلافت میں ہی ۷ ذی الحجہ کو انتقال کر گیا۔ اس کی کل مدت خلافت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

چھ ماہ ہوئی۔ اسکی عمر پینتیس سال اور بقول بعض چھیالیس سال کی تھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی موت مرض طاعون سے ہوئی۔

ابراہیم بن ولید بن عبدالملک

ابراہیم بن ولید بن عبدالملک ابواسحاق اپنے بھائی یزید ناقص کے مرنے کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس کے ولی عہد ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ولی عہد ہوا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں۔

برد بن سنان کہتے ہیں کہ میں نزع کی حالت میں یزید ناقص کے پاس گیا، اتنے میں قطعن بھی آگئے اور کہا کہ یہ سمجھو کہ میں تمہارے دروازہ پر جو لوگ کھڑے ہیں ان سب کا ایلچی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنے بھائی ابراہیم کو کیوں نہ ولی عہد مقرر کر دیا۔ یہ سن کر یزید کو غصہ آیا کہ میں ابراہیم کو ولی عہد بناؤں گا؟ پھر کہا: اے ابوالعلماء! آپ ہی فرمایئے کہ کسے ولی عہد بناؤں؟ انہوں نے کہا کہ میں تو آپ کو اس میں داخل ہونے سے ہی منع کیا تھا۔ اسکے آخر میں اشارہ بھی نہ کروں گا۔ قطعن یہی کہنے پائے تھا کہ خلیفہ بے ہوش ہو گیا۔ میں سمجھا کہ خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔ قطعن وہیں بیٹھ گئے اور انہوں نے یزید کی طرف سے ایک زبانی تحریر ولی عہد کے متعلق لکھ دی اور اس پر لوگوں کو بلا کر شہادتیں کرالیں مگر واللہ! اصل حقیقت اس کیخلاف ہے۔ خلیفہ یزید نے کسی کو ولی عہد نہیں بنایا۔

ابراہیم محض ستر روز تخت خلافت پر رہا۔ اس پر مروان بن محمد نے حملہ کر دیا اور لوگوں سے اپنی بیعت لے لی اور ابراہیم وہاں سے بھاگ گیا، کچھ دنوں کے بعد آ کر بیعت سے علیحدہ ہو گیا اور تمام سلطنت کا کاروبار مروان بن محمد کے سپرد کر دیا اور خود بھی مروان سے بخوشی بیعت کر لی۔

ابراہیم اس قصہ کے بعد ۱۳۲ ہجری تک زندہ رہا اور واقعہ سفاح میں بنی امیہ کے ساتھ سلطنت گردی کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔

تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ ابراہیم نے زہری سے حدیث سنی اور اپنے چچا ہشام سے حکایت کی اور اس سے اس کے بیٹے یعقوب نے روایت کی ہے۔ اس کی ماں ام ولد تھی اور یہ مروان بن محمد یعقوب بہ حمار کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ اس نے دوشنبہ کے دن ۲۴ صفر ۱۲۷ ہجری میں بیعت کو چھوڑا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ابراہیم کا عجیب قصہ ہے کہ بعض اسے خلیفہ کہہ کر سلام کرتے تھے کیونکہ وہ ولی عہد ہوا تھا اور بعض امیر کہہ کر کیونکہ ولی عہد نہیں ہوا تھا اور بعض بالکل ہی انکار کرتے تھے۔ ایک شاعر

www.waseemziyai.com
MAKTABA ZIA-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نے اس کی نسبت یہ شعر کہا تھا:

تبایع ابراھیم فی کل جمعة　　　الا ان امرا انت و الیه ضائع

ترجمہ: "ہم ابراہیم سے ہر جمعہ میں بیعت کرتے ہیں مگر جسے تم امیر بنا رہے ہو وہ ضائع ہونے والا ہے۔"

کہتے ہیں کہ ابراہیم کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا: "یَثِیْقُ بِاللہِ"

مروان الحمار (بنو امیہ کا آخری بادشاہ)

ابو عبدالملک بن محمد بن مروان بن حکم۔ یہ بنی امیہ کا آخر بادشاہ ہے چونکہ یہ شخص جعد بن درہم کا شاگرد تھا، اس لیے جعدی بھی اس کا لقب ہے۔

حمار (گدھا) کی وجہ تسمیہ: حمار کے لقب کی دو وجہ ہیں: (۱) یہ کہ اس کے گھوڑے کا یعنی نمدہ زین دشمنوں کے مقابلہ میں کبھی خشک نہیں ہوا اور مدتوں پے درپے مقابلہ کیلئے سفر کرتا رہا اور لڑائی کی تکلیفوں سے کبھی نہیں گھبرایا بلکہ ان پر صبر کرتا رہا اور عرب کا محاورہ اور مثل مشہور ہے کہ فلاں شخص لڑائی میں گدھے سے بھی زیادہ حملے والا ہے۔ اس لیے اس کا یہ لقب ہی مشہور ہو گیا۔

(۲) یہ کہ عرب میں دستور تھا کہ ہر سو سال کے بادشاہ کو حمار کہا کرتے تھے اور چونکہ بنی امیہ کی خلافت کو سو سال کے قریب ہو چکا تھا اس لیے عرب نے اس کا نام حمار رکھ دیا۔

مروان بن محمد، جزیرہ میں جہاں اس کا باپ امیر تھا۔ بہتر (۷۲) ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام ولد تھی اور خلافت سے پہلے بڑے بڑے ملکوں کا متولی یا امیر رہ چکا تھا۔ ایک سو پانچ (۱۰۵) ہجری میں قونیہ فتح کیا۔ یہ شخص حملہ کرنے شہسواری مردانگی اور سختی اٹھانے اور ہوشیاری میں مشہور تھا۔ جب ولید قتل ہوا تو یہ شخص آرمینیہ میں تھا جب اس کو آرمینیہ میں یہ خبر پہنچی جو مسلمان اس سے راضی ہوئے ان سے بیعت لے لی جس وقت اس کو یزید ناقص کی موت کی اطلاع ہوئی تو بے حد خزانہ خرچ کر ڈالا اور ابراہیم پر بغاوت کر کے اس کو شکست دے کر اپنی بیعت کرا لی اور خود نصف صفر ۱۲۷ ہجری میں بادشاہ ہو گیا اور اپنے لیے خلافت کو مستحکم کر لیا۔

ولید کی قبر کھود کر نعش کو سولی پر لٹکا دیا: خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلے اس نے یزید ناقص کی قبر کھدوا کر نعش نکلوائی اور اس جرم میں کہ اس نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ولید کو قتل کرایا تھا اس نعش کو سولی چڑھوا دیا۔

اس کے بعد اس کو تخت خلافت پر ایک گھڑی کو چین نہیں آیا چونکہ ہر چہار طرف سے اس پر دشمنوں نے حملہ کر دیا تھا اور ۱۳۲ ہجری تک یہی رہا، پھر بنو عباس نے حملہ کیا اور عبداللہ بن علی سفاح کے چچا نے اس پر فوج کشی کر دی۔ موصل کے قریب دونوں لشکروں میں نبرد آزمائی ہوئی اور آخر کار عبداللہ نے اس کو شکست دیدی۔ مروان شام کی طرف لوٹا تو عبداللہ نے اس کا تعاقب کیا۔ مروان مصر کی طرف بھاگا تو وہاں صالح، عبداللہ کے بھائی نے قصبہ بوصیر کے قریب مقابلہ کر کے مروان کو ذی الحجہ ۱۳۲ ہجری میں قتل کر ڈالا۔

علماء حسب ذیل نے اس کے زمانہ میں انتقال فرمایا۔

"سدی الکبیر، حضرت مالک بن دینار الزاہدؒ، عاصم بن ابی النجود المقری، یزید بن ابی حبیب، شعبہ بن نصاح المقری، محمد بن منکدرؒ، ابو جعفر بن یزید بن قعقاع المقری المدینہؒ، ابو ایوب سختیانیؒ، ابو الزنادؒ، حضرت ہمام بن منبہؒ، واصل بن عطاء معتزلی"

مروان کا عبرتناک انجام: صولی محمد ابن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ جب مروان الحمار قتل ہوا تو اس کا سر کاٹ کر عبداللہ بن علی کے سامنے پیش کیا گیا۔ عبداللہ نے اسے دیکھ کر ایک جگہ رکھ دینے کا حکم دیا جب وہ رکھ دیا گیا تو ایک بلی نے آ کر اس کی زبان نکالی اور چبا کر کھا گئی۔ عبداللہ بن علی نے کہا کہ زمانہ کے تمام عبرتناک اور عجائب واقعات میں مروان کی زبان کو بلی کا کھا جانا زیادہ عبرتناک ہے اور ہمیں ایک ہی عبرت کافی ہے۔

ابو العباس سفاح (اول خلیفہ بنی عباس رضی اللہ عنہ)

خلفاء بنی عباس کا تذکرہ: عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہم۔

ابو العباس سفاح بنو عباس کا سب سے پہلا تاجدار ہے۔ یہ ۱۰۸ ہجری اور بقول بعض ۱۰۴ ہجری میں مقام حمیمہ مضافات بلقاء میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس سے کوفہ میں بیعت ہوئی۔ اس کی ماں کا نام رائطۃ الحارثیہ تھا۔ اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن محمد سے حدیث سنی اور اس سے اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے روایت کی ہے یہ عمر میں اپنے بھائی منصور سے چھوٹا تھا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سفاح کے بارے رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی:

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جب فتنوں کا زمانہ اور ایک دور ختم ہوگا تو میرے اہل بیعت میں سے ایک شخص جس کا نام سفاح ہوگا ظاہر ہو کر مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں کو عطا کرے گا۔

عبید اللہ عیشی کہتے ہیں کہ میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ جب خلافت بنی عباس میں پہنچی تو اس زمانہ کے مشائخ کہتے تھے کہ واللہ! ان آل بنی عباس سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی قاری قرآن ہے اور نہ کوئی افضل عابد وزاہد۔

بنی عباس میں حکومت کی پیشین گوئی:

ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ جس وقت سے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ خلافت آپ کی اولاد میں منتقل ہوگی۔ اسی وقت سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد خلافت کی امیدوار چلی آتی تھی۔

رشید بن کریب سے روایت ہے کہ ابوہاشم حضرت عبداللہ بن محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ جب شام کی طرف نکلے تھے تو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تھی اور اثنائے ملاقات میں کہا تھا کہ اے چچیرے بھائی! مجھے ایک بات معلوم ہے اسے میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں تم اس کو کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ وہ یہ ہے کہ خلافت آخر کار آپ لوگوں میں منتقل ہوگی۔ یہ سن کر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم ہے لیکن یہ بات آپ بھی سوائے میرے کسی پر ظاہر نہ کریں۔

مدائنی کہتے ہیں کہ میں نے ایک کثیر جماعت سے سنا ہے کہ امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ہم سے تین دفعہ یعنی یزید بن معاویہ کی موت کے وقت اور پہلی صدی کے شروع میں اور افریقہ کی بدنظمی کے دوران میں یہ کہا کہ ہمیں امید ہے کہ ہمیں لوگ بلانے آئیں گے اور ہمارے مددگار مشرق سے ہماری مدد کیلئے آئیں گے حتی کہ ان کے گھوڑے مغرب تک ہماری مدد کو پہنچیں گے۔

دعوت عباسیہ کی ابتداء:

جب یزید بن ابومسلم افریقہ میں شہید کر دیئے گئے اور بربریوں نے بغاوت کر دی تو حضرت امام محمد نے ایک شخص کو خراسان کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ آل محمد ﷺ کی طرف لوگوں کو متوجہ کرے اور کسی کا نام خلافت کیلئے خاص طور پر نہ لے، پھر ابومسلم خراسانی کو اس طرف روانہ کیا اور ان کو ایک خط بھی دیا۔ لوگ ان کی تعمیل کرنے کو تیار تھے کہ اچانک امام محمد نے انتقال فرمایا۔ لوگوں نے ان کے صاحبزادے ابراہیم سے بیعت کر لی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OVAIS ISLAMIA ACADEMY

جب اس کی خبر مروان کو پہنچی تو ابراہیم نے مروان کو قید کرا کر قتل کرا دیا۔

سفاح کاانتخاب اور خطبہ جمعۃ المبارک:

اس کے بعد لوگوں نے ابراہیم کے بھائی سفاح سے رجوع کیا اور لوگ جماعت در جماعت سفاح کے پاس پہنچے اور آخر ۳ ربیع الاول ۱۳۲ ہجری کو کوفہ میں لوگوں نے ان سے بیعت کر لی۔ سفاح نے لوگوں کو جمعہ پڑھایا اور اپنے خطبہ میں اس طرح رطب اللسان ہوئے کہ سب تعریفیں اس رب کریم کیلئے ہیں جس نے اسلام کو اپنا دین منتخب فرمایا اور اس کو کرامت، شرافت اور عظمت بخشی اور ہمیں اس دین کیلئے اختیار کیا اور ہمارے ساتھ اس کی تقویت کی اور ہمیں اس کا اہل بنایا اور قلعہ قرار دیا اور ہمیں اس سے خرابیوں کو علیحدہ پھینکنے کی طاقت عطا فرمادی، پھر قرآن پاک کی آیات سے اپنی قرابت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اپنے پاس بلایا تو تمام امور اسلام صحابہ کے سپرد کیے مگر ان کے بعد بنو حرب اور مروان اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ظلم شروع کر دیا اور برائیوں پر کمر باندھ لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ ڈھیل دی، تب بھی انہوں نے وہ کام کیے جس سے وہ غضبناک ہو گیا اور ہمارے ہاتھوں انتقام لیا اور جو ہمارا حق تھا ہم کو دلا دیا تاکہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں جو ان کے زمانہ میں ضعیف اور کمزور ہو گئے تھے اور جس چیز کو ہمارے خاندان کے ساتھ شروع کیا تھا، اس کو ہمارے ہی خاندان کے ساتھ ختم کر دیا۔ ہمیں اور ہمارے اہل بیعت کو کسی طرح کی توفیق نہیں مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرمادے۔ اے کوفہ والو! تم ہماری محبت کے محل اور دوستی کی منزل ہو، تم ہماری محبت سے کبھی سست نہیں ہوتے اور ظالموں کے ظلم نے بھی تم کو اس سے نہ ہٹایا، کیونکہ تم سب لوگوں میں ہمارے ساتھ اور ان سے ہمارے نزدیک زیادہ عزت دار ہو۔ میں نے تمہارے عطیات میں سو سو کا اضافہ کر دیا ہے۔ اب بالکل مستعد ہو جاؤ، میں سفاح ہوں جو تمہارے لیے نیکیوں کا مباح کرنے والا ہوں۔

جب عیسیٰ بن علی (عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس ہاشمی حجازی ثم البغدادی) نے حمیمہ سے کوفہ کا ارادہ کیا تو کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ چودہ شخص جو نہایت باہمت اور دلیر تھے، ان کی حمایت کو ان کے ساتھ ہو لیے جس وقت یہ خبر یعنی سفاح کی بیعت کی مروان کو پہنچی تو مقابلہ کیلئے وہ بھی نکل کھڑا ہوا۔ اور جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اسے شکست ہوئی اور آخر کار قتل ہو گیا اور اس کے ساتھ بنو امیہ کے بے شمار سپاہی اور بہت سا لشکر بھی مارا گیا اور سفاح انتہائے مغرب تک پوری طرح قابض ہو گیا۔

امام ذہبی کہتے ہیں کہ سفاح کے وقت میں چونکہ مسلمانوں کے اندر تفرقہ پڑ گیا تھا۔ اس لیے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس کے قبضہ سے ظاہرہ اور طنبہ سے لے کر سوڈان تک اور تمام اندلس نکل گیا تھا۔ اور دیگر شہر بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے اور پھر اس کے قبضہ میں نہیں آئے۔

سفاح کا وصال:

سفاح نے مرض چیچک میں ذی الحجہ ۱۳۶ ہجری میں انتقال کیا اور اپنے بھائی ابوجعفر کو ولی عہد قائم کیا۔ سفاح نے ۱۳۴ ہجری میں اپنا دارالخلافہ سے انبار میں منتقل کر لیا تھا۔

صولی کہتے ہیں کہ سفاح کا قول ہے کہ جب قدرت بڑھ جاتی ہے تو خواہش کم ہو جاتی ہے، اور پرہیزگاری کم ہونے سے حق ضائع کیے جاتے ہیں اور دنیا میں کمینے وہ لوگ ہیں جو بخل کو احتیاط اور بربادی کو ذلت شمار کرتے ہیں اگر حلم اور بردباری مفسدہ ہیں تو معاف کرنا گویا معجزہ ہوتا ہے صبر بہت اچھی چیز ہے مگر جب تک دین میں کوئی خلل نہ واقع ہو اور بادشاہ کو سست نہ کر دے، ٹھہر کر اور سوچ سمجھ کر کام کرنا فرصت ہی کے وقت اچھا ہوتا ہے۔

صولی کہتے ہیں کہ سفاح لوگوں میں نہایت سخی شخص تھا جب کسی سے وعدہ کر لیتا تھا تو جب تک اس کو پورا نہ کرے اپنی جگہ سے نہیں ہلتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ عبداللہ بن حسن نے اس سے کہا کہ میں نے دس لاکھ درہم کا نام ہی نام سنا ہے دیکھے کبھی نہیں۔ سفاح نے اسی وقت دس لاکھ درہم منگوا کر حکم دیا کہ ان کے گھر پہنچا آؤ۔ اس کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا:

الله ثقة عبد الله و به يؤمن

سفاح کے شعر بہت کم منقول ہیں۔

سعید بن مسلم باہلی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن حسن، سفاح کے پاس آئے اور اس وقت سفاح کے پاس مجلس بنی ہاشم اور معززین سے پُر تھی اور سفاح کے ہاتھ میں قرآن پاک تھا۔ عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! جو کچھ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا حق مقرر کیا ہے، وہ ہمیں عطا کیجئے۔ سفاح نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ کے جدامجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس امت میں مجھ سے لاکھ درجہ اچھے تھے اور ان جیسا عادل خلیفہ بہت کم ہوا ہے۔ انہوں نے آپ کے دادا حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کو جو آپ سے ہزار درجہ بہتر تھے، بہت ہی کچھ قلیل عطا فرمایا تھا۔ اس لیے مجھ پر بھی یہی واجب ہے کہ میں بھی تم کو اتنا ہی دوں، جتنا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کو عطا فرمایا تھا، بس اگر میں اتنا ہی دوں تو انصاف ہے اور اگر زیادہ دوں تو آپ زیادہ کے مستحق نہیں ہیں۔ عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کچھ جواب نہیں دیا مگر لوگ سفاح کی اس حاضر جوابی سے دنگ رہ گئے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مورخین کہتے ہیں کہ دولت بنی عباس میں عرب والوں کا نام دفتروں سے کٹ گیا اور ان کی جگہ دفتروں میں ترک داخل ہو گئے حتی کہ پہلے دیلم غالب ہوئے پھر ترکوں کا قبضہ ہو گیا اور ان کی دولت عظیمہ قائم ہو گئی، ممالک بہت حصوں پر تقسیم ہو گئے اور ان کا ایک ایک حاکم مقرر ہو گیا۔ لوگوں پر سختی اور غلبہ سے حکومت کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ سفاح خونریزی میں بہت جلدی کرتا تھا اور اس کے حکام نے مشرق و مغرب میں اس کا اتباع کر کے یہی حالت کر رکھی تھی مگر باوجود اس کے سخاوت بہت زیادہ کرتا تھا۔

سفاح کے زمانہ میں فوت ہونے والے اسلاف:

اس کے عہد خلافت میں ان علماء نے انتقال کیا:

"حضرت زید بن اسلم، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، حضرت ربیعۃ الرائے فقیہہ مدینہ، عبدالملک بن عمیر، یحییٰ بن ابی اسحٰق حضرمی، عبدالحمید کاتب مشہور جو بوصیر میں مروان کے ساتھ قتل ہوا۔ منصور بن معتمر، ہمام بن منبہ۔"

منصور ابو جعفر عبداللہ

المنصور ابو جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس کی ماں سلامۃ بربریہ ام ولد تھی۔ منصور ۹۵ ہجری میں پیدا ہوا، اس نے اپنے دادا کو دیکھا ہے مگر ان سے روایت نہیں کی بلکہ اس نے اپنے باپ اور حضرت عطاء بن یسار سے روایت کی ہے۔

اس کے بیٹے مہدی نے، اس سے اسکے بھائی کی خلافت میں ولی عہدی پر لوگوں نے بیعت کی۔ یہ شخص بنی عباس میں سب سے زیادہ ہیبت دار اور بہادر اور مستقل مزاج اور جبروت و استقلال میں سب سے بہتر تھا۔ مال جمع کرنے کا نہایت شائق کھیل کود وغیرہ کا تارک کامل العقل ادب و فقہ کا پورا ماہر تھا۔ اس نے ایک کثیر مخلوق کو قتل کر کے اپنا تسلط جمایا تھا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ پر ظلم وستم:

اسی نے حضرت امام الاعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضا نہ قبول کرنے پر درے لگائے اور قید کر دیا تھا، جنہوں نے قید خانہ میں ہی انتقال فرمایا۔ بعض کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اس پر بغاوت کا فتویٰ دیدیا تھا اس لیے اس نے آپ کو زہر دلوا کر شہید کرادیا تھا۔

منصور نہایت فصیح و بلیغ اور چرب زبان تھا، گویا امارت کیلئے ہی پیدا ہوا ہے۔ غایت درجہ کا بخیل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

اور حریص تھا حتی کہ اس کا لقب ابوالدوانیق (دمڑی والا) پڑ گیا تھا کیونکہ یہ شخص اپنے حکام اور کاریگروں سے دمڑی دمڑی اور کوڑی کوڑی کا حساب لیتا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ اس نے دمڑی کی مثل ایک سکہ جاری کیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا لقب ابوالدوانیق ہوگیا تھا۔ خطیب نے ضحاک اور اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ ہم میں سفاح ہوگا ہم میں منصور ہوگا ہم میں مہدی ہوگا۔ (ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر منقطع ہے۔)

خطیب، ابن عساکر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم میں سفاح ہوگا، ہم میں منصور ہوگا، ہم میں مہدی ہوگا۔ (ذہبی کہتے ہیں کہ اس کی سند درست ہے۔)

ابن عساکر، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے ہم میں سے قائم اور منصور اور سفاح اور مہدی ہوں گے۔ قائم اس طرح خلافت کرے گا کہ ایک چلو خون بھی زمین پر نہ گرے گا۔ منصور کی رائے کبھی رد نہ ہوگی، سفاح نہایت سخی اور خونریز ہوگا۔ مہدی زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔

خلیفہ منصور کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حرم شریف میں ہوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف میں ہیں اور کعبہ شریف کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ایک منادی نے آواز دی کہ عبداللہ کہاں ہے؟ میرا بھائی ابوالعباس (سفاح) کھڑا ہوا، اور زینہ طے کرکے اندر پہنچا۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک نیزہ تھا کہ جس پر ایک سیاہ جھنڈا بقدر چار ہاتھ کے آویزاں تھا۔ پھر آواز آئی کہ عبداللہ کہاں ہے؟ میں اوپر گیا تو وہاں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق، اور حضرت عمر فاروق اور حضرت بلال (رضی اللہ عنہم) تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے وعدہ لیا اور اپنی امت کیلئے وصیت فرمائی اور میرے سر پر ایک عمامہ باندھا جس کے پیچ میرے سر پر تیئیس آئے اور پھر فرمایا: اے قیامت تک کیلئے ابوالخلفا (خلفاء کے باپ) اس کو لے جا۔

منصور کی تخت نشینی:

منصور شروع ۱۳۷ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ اور اس نے خلیفہ ہوتے ہی اول ابومسلم خراسانی کو جس نے بنی عباس کی طرف لوگوں کو مائل کیا تھا اور اصل بانی مبانی ان کی مملکت اور خلافت کا تھا قتل کر دیا۔

۱۳۸ ہجری میں عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اموی اندلس پر قابض

ہو کر وہاں کا بادشاہ ہو گیا اور اس کی اولاد میں نسلاً بعد نسل چار سو برس اندلس کی سلطنت رہی۔ یہ عبدالرحمن صاحب علم اور اہل عدل تھا۔ اس کی ماں بربریہ تھی۔ اس لیے لوگ بقول ابوالمظفر ابیوردی کہا کرتے تھے کہ دنیائے اسلام دو بربریوں کے بیٹوں منصور و عبدالرحمن بن معاویہ پر تقسیم ہو گئی۔

۱۴۰ ہجری میں منصور نے شہر بغداد کی بناڈالی۔ ۱۴۱ ہجری میں ریوندیہ فرقہ جو تناسخ کا قائل تھا، پیدا ہو گیا جس کو منصور نے قلع قمع کروادیا اور اسی سال طبرستان فتح ہوا۔

حدیث، تفسیر اور فقہ کی ترتیب و تدوین کا کام: ذہبی کہتے ہیں کہ ۱۴۳ ہجری میں علماء اہل زمانہ نے حدیث فقیہہ تفسیر جمع کرنے کی طرف توجہ فرمائی چنانچہ احادیث کی کتابیں ابن جریج نے مکہ معظمہ میں اور حضرت امام مالکؒ نے اپنی موطا مدینہ طیبہ میں اور امام اوزاعیؒ نے شام میں اور حضرت ابن ابی عروبہ اور حضرت حماد بن سلمہ نے بصرہ میں اور حضرت معمر نے یمن میں اور حضرت سفیان ثوریؒ نے کوفہ میں تصنیف فرمائیں اور ابن اسحٰق نے مغازی کی تصنیف کی اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فقہ اور قیاس (جو مستنبط من القرآن والحدیث ہے) پر تصانیف فرمائیں، پھر کچھ دنوں کے بعد ہشیم، لیث، ابن لہیعہ نے پھر ابن مبارک، امام ابو یوسف، ابن وہب نے تصانیف کیں پھر مختلف مضامین پر مختلف کتابیں لکھی گئیں اور تدوین علم کی کثرت ہو گئی اور کتب عربیہ لغت، تاریخ، رجا، سیر پر کتابیں لکھی گئیں، اس سے قبل ائمہ اور علماء اپنے حافظہ سے حفظ درس دیا کرتے تھے۔ بعض لوگوں کے پاس مختلف اور غیر مرتب نسخے تھے جن سے تعلیم دیا کرتے تھے۔

سادات کا قتل: ۱۴۵ ہجری میں محمد اور ابراہیم فرزندان عبداللہ بن حسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے منصور پر بغاوت کی مگر منصور نے دونوں بھائیوں کو شکست دے کر دونوں کو قتل کروا دیا اور ان کے ساتھ بہت سے اہل بیت یعنی سادات کو بھی شہید کرا دیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"

یہ پہلا فتنہ ہے جو عباسیوں اور علویوں کے درمیان واقع ہوا۔ اور اس سے پہلے یہ دونوں ایک ہی تھے۔

علماء کا قتل: منصور نے ان علماء کو بھی سخت اذیت دینا شروع کی جنہوں نے محمد اور ابراہیم کا ساتھ دیا تھا یا ساتھ دینے پر فتویٰ دیا تھا چنانچہ کسی کو قتل کرا دیا اور کسی کو مارنے کی تکلیف دی اور انہیں علماء میں حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ اور عبدالحمید بن جعفر اور ابن عجلان رحمہم اللہ بھی شامل تھے، جنہیں منصور پر محمد کے ساتھ کا فتویٰ دیا تھا، ان میں حضرت امام مالک بن انسؒ بھی شامل تھے، ان

www.waseemziyai.com
MAKTABA-AZIZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

سے کہا گیا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت ہے مگر حضرت امام مالکؒ نے جواب دیا کہ تم نے بخوشی بیعت نہیں کی بلکہ دباؤ سے بیعت کی ہے۔ اس لیے تمہاری قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔

فتوحات: ۱۴۶ ہجری میں غزوہ قبرس واقع ہوا۔ ۱۴۷ ہجری میں منصور نے اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ کو جس کو سفاح نے منصور کے بعد ولی عہد قرار دیا تھا۔ ولی عہد سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے مہدی کو ولی عہد بنایا حالانکہ عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور کی طرف سے ابراہیم کا مقابلہ کر کے فتح پائی تھی۔ جس کا اس بیچارہ کو یہ معاوضہ دیا۔

۱۴۸ ہجری میں تمام ممالک منصور کے قبضہ اور تصرف میں آ گئے اور اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں جا گزیں ہو گئی اور تمام ممالک اس سے ڈرنے اور کانپنے لگے اور کوئی ملک سوائے اندلس کے ایسا نہ رہا جہاں اس کا قبضہ نہ ہو۔ اندلس بھی قبضہ سے اس لیے علیحدہ رہا کہ وہاں عبدالرحمن بن معاویہ اموی مروانی نے سلطنت قائم کر لی تھی اگرچہ اس نے امیرالمومنین کا لقب اختیار نہیں کیا تھا۔ بلکہ محض امیر پر اکتفا کیا تھا اور اسی طرح عبدالرحمن کے لڑکوں نے بھی اسی پر اکتفا کیا۔

بغاوت اور اس کا سدباب: ۱۴۹ ہجری میں بغداد کی تعمیر سے فارغ ہوا تو ۱۵۰ ہجری میں خراسانی فوج باغی ہو کر امیر استاد سیس کی سرکردگی میں آمادۂ پیکار ہو گئی اور خراسان کے اکثر حصہ پر قابض ہو گئی اور ایک بہت بڑی اور زبردست خرابی پھیل گئی۔ منصور کو اس کا بہت بڑا فکر ہو گیا اور اس نے اس کی سرکوبی کیلئے تین ہزار پیدل اور سوار لشکر روانہ کیا۔ دونوں لشکروں کا مقابلہ ہو گیا۔ منصور کا افسر فوج اجثم نامی دل کھول کر لڑا، مگر آخر قتل ہو گیا اور لشکر سراسیمہ ہو کر مارا گیا، جب اس کی منصور کو خبر پہنچی تو اس نے ایک لاتعداد لشکر تیار کر کے حازم بن خزیمہ کو سپہ سالار بنا کر روانہ کیا۔ ایک وسیع میدان میں پھر لڑائی شروع ہوئی اور فریقین نے جان توڑ کوشش کی اور یہ جنگ چونکہ اس میں ستر ہزار جانیں ضائع ہوئی تھیں، بہت مشہور ہو گئی۔ آخر استاد سیس کو شکست ہوئی اور اس نے مع لشکر کے ایک پہاڑ پر پناہ لی مگر حازم نے تعاقب کر کے چودہ ہزار لشکر گرفتار کر کے قید کیے اور آئندہ سال تمام قتل کر ڈالے اور استاد سیس ایک مدت تک قلعہ بند رہا، آخر محاصرہ سے مجبور ہو کر اس نے خود مع تیس ہزار لشکر کے اپنے آپ کو منصور کے سپرد کر دیا۔ سپہ سالار نے اس کو قید کر کے تمام لشکر کو آزاد کر دیا۔

۱۵۱ ہجری میں شہر رضا کو بنایا اور اس کی دیواروں میں مضبوطی کیلئے چونہ گچ وغیرہ لگایا۔

۱۵۳ ہجری میں منصور نے اپنی رعایا کیلئے احکام جاری کیے کہ تمام رعایا لمبی لمبی ٹوپیاں جو بانس اور پتوں سے بنی جاتی تھیں اور جن کو حبش اوڑھا کرتے تھے اوڑھیں اس پر ابودلامہ شاعر نے یہ اشعار کہے:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ترجمہ: ''ہم امام سے ترقی کی امید رکھتے تھے۔ سو پسندیدہ امام نے ٹوپیوں میں ترقی کر دی یہ سر پر رکھی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہے گویا یہودیوں کے کمر پر جھول پہنا دی گئی ہے۔''

ابوجعفر منصور کی وفات:

۱۵۸ ہجری میں منصور نے نائب مکہ کو حکم بھیجا کہ حضرت سفیان ثوریؒ اور حضرت عباد بن کثیرؒ کو قید کر دے، چنانچہ اس نے ان دونوں حضرات دونوں حضرات کو قید کر دیا۔ لوگوں کو نہایت تشویش ہوئی کہ کہیں ان دونوں کو قتل نہ کر دے۔ اس اثناء میں حج کے ایام آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے منصور کو مکہ معظمہ میں صحیح و سالم نہ پہنچایا بلکہ مریض ہو کر پہنچا اور وہیں مر گیا اور اس کے شر سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بچا لیا۔ اس کا انتقال ماہ ذی الحجہ میں بمقام بطن واقع ہوا۔ اور حجون اور بیر میمون کے درمیان دفن کر دیا گیا۔

سلم الخاسر شاعر کہتا ہے:

ترجمہ اشعار: ''حجاج واپس آ گئے اور ابن محمد کو چھوڑ آئے، قبر کی لحد میں اور اس کو مکہ میں رہن رکھ دیا اور لوگ حاضر ہوئے اور مناسک حج ادا کیے اور ان کا امام پتھر کی سلوں کے نیچے حالت احرام میں ہی چھپا ہوا ہے۔''

ابن عساکر سے روایت ہے کہ جب ابوجعفر منصور خلافت سے پہلے طلب علم میں سفر کرتا تھا تو ایک منزل میں اس کو ایک چوکیدار نے کہا کہ جب تک تم دو درہم نہ ادا کرو۔ یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ منصور نے کہا کہ مجھے معاف کر، میں تو بنی ہاشم ہوں۔ اس نے کہا دو درہم دو، پھر ٹھہر سکتے ہو۔ منصور نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تو حضور نبی کریم ﷺ کے چچا کی اولاد ہوں، مگر چوکیدار نہ مانا۔ منصور نے کہا کہ میں قرآن پاک کا قاری ہوں، چوکیدار نے پھر بھی نہ سنا اور اصرار کیا۔ منصور نے کہا کہ میں فقیہ اور فرائض کا عالم ہوں مگر چوکیدار نے پھر بھی مطالبہ کیا۔ آخر منصور تھک گیا اور اس نے دو درہم نکال کر حوالے کیے جب یہ وہاں سے لوٹا تو اس نے مال جمع کرنے اور اس کی کوشش کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس نے مال جمع کرنے میں اتنا مبالغہ کیا کہ اس کا لقب ابوالدوانیق (دمڑیوں والا) پڑ گیا۔

خلفاء اور بادشاہ چار ہیں:

ربیع بن یونس حاجب کہتے ہیں کہ منصور کا قول ہے کہ خلفاء چار ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق، (۲) حضرت عمر فاروق، (۳) حضرت عثمان غنی ذوالنورین، (۴) حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم)

اور بادشاہ بھی چار ہیں:

(۱) حضرت معاویہ، (۲) عبدالملک، (۳) ہشام اور (۴) میں (یعنی منصور)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OQAIS ISLAMIA ACADEMY

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل شخص:

حضرت امام مالک بن انس فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھ سے منصور نے پوچھا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون شخص ہے؟ میں نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) منصور نے کہا سچ کہتے ہو۔ میری بھی یہی رائے ہے۔

اسماعیل خیری کہتے ہیں کہ منصور نے عرفہ کے دن منبر پر یہ خطبہ پڑھا۔ حاضرین! میں زمین پر بادشاہ اور نائب خدا اس لیے بنایا گیا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی ہدایت سے رعایا پروری کروں اور مجھے اپنے خزانہ کا امانتدار اور محافظ اس لیے بنایا ہے کہ میں ان کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور حکم سے تقسیم کروں، مجھے اللہ تعالیٰ نے خزانہ کا قفل بنایا ہے جب کبھی مجھے اللہ تعالیٰ کھولے گا تو تمہارے عطیات کیلئے اور جب تک چاہے گا بند رکھے گا۔ لوگو! تمہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاؤ اور اس شریف اور مبارک عرفہ کے دن اس اللہ تعالیٰ سے کہ جس نے اپنے فضل سے اس مبارک دن میں اپنی کتاب مجید میں تم کو سکھایا ہے کہ:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

منصور نے کہا تم یہ دعا کرو کہ وہ مجھے ٹھیک اور ہدایت کا راستہ بتا دے اور تمہارے ساتھ مجھے نرمی اور احسان کرنا سکھا دے اور عدل کے ساتھ تمہیں مجھ سے عطیات اور وظائف دلوا دے کیونکہ وہ سمیع اور مجیب ہے۔

صولی کہتے ہیں کہ اس خطبہ کا سبب یہ تھا کہ لوگ اس کو بخیل کہتے تھے چنانچہ اس خطبہ کے آخر میں یہ بھی کہا تھا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین مال نہ خرچ کرنے کی وجہ سے یہ بتاتے ہیں کہ اللہ کا حکم نہیں ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ منصور ایک روز خطبہ کیلئے منبر پر چڑھا اور اس نے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَاُوْمِنُ بِہٖ وَاَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وہ یہیں تک کہنے پایا تھا کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: امیر المومنین! ذرا یہ بھی ذکر کر دیجئے کہ آپ کون ہیں؟ منصور نے یہیں سے روک کر فوراً کہا مرحبا! شاباش تو نے بہت بڑا ذکر چھیڑ دیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں کہ جس وقت ان سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو وہ اور بھی زیادہ گناہ کی طرف جھک جاتے ہیں۔ وعظ و نصیحت ہمارے ہی گھر سے شروع ہوئی ہے اور ہم میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

سے ہی نکلی ہے اور اے معترض! اللہ تعالیٰ کی قسم! اس بولنے سے تیرا اچھا ارادہ نہیں ہے تو چاہتا ہے کہ مشہور ہو جائے کہ خوب بولا اور پھر سزا پر بھی بہت ہی صبر کیا۔ میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ لوگو! اس سے اور اس جیسے لوگوں سے کنارہ کش رہو۔ اس تقریر کے بعد پھر وہی خطبہ جہاں سے چھوڑا تھا فوراً شروع کر دیا: "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ" کہ گویا اس کو کاغذ پر لکھ کر پڑھ رہا تھا اور یہ درمیان میں ایک علیحدہ جملہ معترضہ آ گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو نصیحتیں کیں کہ اے ابو عبداللہ! خلیفہ کو صرف پرہیزگاری درست کر سکتی ہے اور بادشاہ کو صرف فرمانبرداری ٹھیک رکھ سکتی ہے۔ اور کوئی رعایا بغیر انصاف کے فرمانبرداری نہیں کر سکتی، سب سے بہتر اولیٰ وہ شخص ہے جو باوجود قدرت کے معاف کرے اور سب سے بیوقوف وہ ہے جو کمزور پر ظلم کرے، کسی کام میں بلا غور و فکر پکا ارادہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ غور و فکر آدمی کیلئے بمنزلہ آئینہ کے ہے، اس میں اپنا اچھا برا معلوم ہو جاتا ہے۔ بیٹا! ہمیشگی نعمت کی شکر سے ہوتی ہے قدرت معافی سے رہتی ہے اور فرمانبرداری دلوں میں محبت پیدا کرنے سے ہوتی ہے یاد رکھو! فتح یابی کے بعد ہمیشہ عاجزی اور مہربانی اختیار کرنا۔

مبارک بن فضالہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں منصور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ میں نے کہا: یا امیر المومنین! میں نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا کہ جن لوگوں کا اجر اللہ تعالیٰ کے اوپر ہو وہ کھڑا ہو جائے، تو کوئی کھڑا نہیں ہوگا۔ مگر وہ شخص جس نے کسی کو معاف کیا ہو یہ سن کر منصور نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔

اصمعی کہتے ہیں کہ منصور نے ایک مجرم کو سزا دینے کیلئے بلایا، اس نے آ کر عرض کیا: امیر المومنین! بدلہ لینا انصاف ہے اور معاف کرنا افضل ہے ہم اللہ تعالیٰ سے امیر المومنین کیلئے دعا کرتے ہیں کہ مجیب الدعوات ان کو کسی ادنیٰ درجہ میں نہ کرے، بلکہ ان کے مرتبہ میں اعلیٰ ترقی عطا کرے۔ یہ سن کر منصور نے اس کو معافی نامہ دیدیا۔

اصمعی کہتے ہیں کہ منصور نے ایک مرتبہ شام میں ایک گنوار سے کہا کہ مقام شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر سے طاعون محض اس وجہ سے اٹھا لیا کہ تم ہمارے زیر حکومت ہو۔ گنوار نے جواب دیا کہ تیری حکومت اور طاعون دونوں برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دونوں کو اکٹھا ہمارے اوپر مسلط نہیں کیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

منصور کو بزرگ کا نصیحت کرنا:

محمد بن منصور بغدادی کہتے ہیں کہ ایک بزرگ منصور کے پاس آئے اور نصیحت کی کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا کی ہیں، کچھ اپنی آسائش کیلئے حصہ آخرت بھی خرید لے اور اس رات کو بھی یاد کر لیا کرو کہ جس رات کو تو سب سے پہلے قبر میں سوئے گا اور اس دن کو بھی یاد کر لیا کرو، جس کے بعد پھر رات نہ آئے گی۔ یہ نصائح سن کر منصور نے حکم دیا کہ ان کو مال دیدیا جائے اور خاموش ہو گیا۔ اس بزرگ نے کہا کہ اگر ہمیں تیرے مال کی ضرورت ہوتی تو ہم تجھے نصیحت کرنے کی جرأت نہ کرتے۔

عبدالسلام بن حرب کہتے ہیں کہ ایک روز منصور نے حضرت عمرو بن عبیدؒ کو بلا بھیجا جب وہ تشریف لائے تو ان کے سامنے کچھ مال پیش کیا۔ انہوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور نے کہا: واللہ! آپ کو قبول کرنا ہوگا۔ حضرت عمر بن عبیدؒ نے بھی فرمایا: واللہ! میں ہرگز قبول نہ کروں گا۔ مہدی نے آپ سے کہا کہ امیر المومنین نے قسم کھائی ہے۔ آپ نے فرمایا: امیر المومنین! کو بہ نسبت میرے کفارہ ادا کرنا زیادہ آسان ہے۔ منصور نے کہا: اچھا اگر آپ کی کوئی اپنی ضرورت ہو تو بیان کرو۔ آپ نے فرمایا: مجھے اتنی ضرورت ہے کہ جب تک میں خود نہ آؤں مجھے نہ بلوایا جائے اور جب تک کہ خود نہ طلب کروں مجھے نہ دیا جائے۔ منصور نے کہا: آیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے مہدی کو ولی عہد کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب تمہیں موت آئے گی تو ان باتوں کے سوچنے کا موقع ہی نہیں ملے گا اور تمہیں یہ خیال بھی نہیں آئے گا۔ اس وقت یہ حاکم ہوگا اور تم دوسری باتوں میں مشغول ہو گے۔

حاکم وقت کے حکم کے خلاف فیصلہ:

عبداللہ بن صالح کہتے ہیں کہ منصور نے سوار بن عبداللہ قاضی بصرہ کو لکھا کہ جو مقدمہ تمہارے یہاں زمین کے متعلق داروغہ اور سوداگر کا پیش ہے اس کو اصطبل کے حق میں فیصلہ دینا۔ سوار بن عبداللہ نے جواب لکھا کہ میرے یہاں گواہ جو گزرے ہیں وہ تاجر کی تائید میں ہیں اور میں ثبوت کے خلاف کس طرح فیصلہ کر سکتا ہوں۔ اس پر منصور نے لکھا: واللہ! تمہیں فیصلہ داروغہ اصطبل کے حق میں کرنا ہوگا۔ اس کے جواب میں قاضی نے لکھا واللہ! میں فیصلہ سوداگر کے حق میں دوں گا، جب یہ آخری جواب منصور کے پاس آیا تو منصور نے کہا: واللہ! میں نے زمین کو انصاف سے بھر دیا خود میرے ہی قاضی مجھ سے عدالت میں مخالفت کرتے ہیں اور حق کی طرف لوٹاتے ہیں۔

بے خوف وخطر قاضی:

کہتے ہیں کہ کسی نے منصور سے قاضی سوار کی شکایت کر دی اور منصور نے انہیں بلا بھیجا۔ یہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ منصور کو چھینک آئی اور قاضی صاحب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نے اس کے جواب میں "یرحمك الله" نہ کہا۔ منصور نے کہا کہ آپ نے "یرحمك الله" کیوں نہیں کہا؟ آپ نے کہا چونکہ آپ نے "الحمد لله" نہیں کہا۔ منصور نے کہا کہ میں نے دل میں کہہ لیا تھا۔ قاضی نے کہا کہ میں نے بھی اپنے دل میں کہہ لیا تھا۔ منصور نے کہا: آپ اپنے عہدہ پر واپس جایئے، جب آپ نے میری ہی رعایت نہیں کی تو پھر کسی کی نہیں کی ہو گی۔

نمیر مدنی کہتے ہیں کہ منصور جب مدینہ منورہ میں آیا تو اس وقت وہاں کے محمد بن عمران طلحی قاضی تھے اور میں ان کا کاتب تھا، چند شتربانوں نے کسی معاملہ میں منصور پر نالش کر دی۔ قاضی صاحب نے مجھے سمن جاری کرنے کا حکم فرمایا: میں نے عذر کیا تو قاضی صاحب نے مجھے تاکیداً کہا آخر میں نے باضابطہ لکھ کر اس پر مہر کر دی۔ محمد بن عمران نے کہا کہ اس کو لے کر بھی خود جاؤ۔ میں اس کو ربیع وزیر کے پاس لے کر گیا اور ربیع نے منصور کے پاس جا کر امر واقعہ کی اطلاع دی، جب ربیع خلیفہ کے پاس آیا تو ربیع نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: امیر المومنین! فرماتے ہیں کہ میں عدالت میں طلب کیا گیا ہوں، میرے ساتھ کوئی شخص نہ جانے پائے چنانچہ منصور اور ربیع دونوں عدالت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کی تعظیم کو ہم میں سے کوئی کھڑا نہیں ہوا بلکہ قاضی صاحب اپنی چادر گھٹنوں سے لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ مدعی لوگ بلائے گئے آخر مقدمہ کی سماعت ہونے پر منصور کے خلاف مقدمہ فیصل کر دیا گیا، جب مقدمہ سے فارغ ہو گئے تو منصور نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے جزائے خیر دے، میں تجھے اس انصاف کی عوض میں دس ہزار دینار دیتا ہوں۔

شاعر کا انعام: محمد بن حفص العجلی کہتے ہیں کہ ابو دلامہ کے ہاں لڑکا ہوا تو اس نے منصور کو اس کی اطلاع دی اور یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ اشعار: "اگر کوئی شخص کرامت اور بزرگی کی وجہ سے آفتاب پر بیٹھ سکتا ہے تو وہ
اے آل عباس تمہیں ہو پھر سورج کی شعاع سے بھی ترقی کرو اور آسمان پر بیٹھ جاؤ
کیونکہ تم سب لوگوں سے زیادہ عزت دار ہو۔"

یہ پڑھ کر ابو دلامہ نے ایک تھیلی نکال کر منصور کے سامنے رکھ دی۔ منصور نے کہا: یہ کیا ہے؟ ابو دلامہ نے کہا: جو کچھ آپ کو دینا ہے، مجھے اس میں دیدیجئے۔ منصور نے حکم دیا کہ اس تھیلی کو درہموں سے بھر دیا جائے چنانچہ اس میں دو ہزار درہم آئے۔

علم حدیث سے شغف: محمد بن سلام جمحی کہتے ہیں کہ کسی شخص نے منصور سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی کوئی تمنا باقی رہ گئی ہے۔ منصور نے کہا کہ یہ تمنا باقی ہے کہ میں ایک

چبوترے پر بیٹھوں اور اصحاب حدیث میرے ارد گرد ہوں لکھنے والا کہے. آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔آپ نے کس کا ذکر کیا۔ دوسرے دن جب وزراء اور اہلکاروں کے لڑکے قلمدان اور کاپیاں لے کر اس کے پاس آئے تو اسی شخص نے کہا: لیجئے یہ مراد بھی آپ کی پوری ہوگئی۔ منصور نے کہا کہ یہ لوگ وہ نہیں ہیں ان کے تو کپڑے میلے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں ان کے پیر ننگے سر کے بال بڑھے ہوئے خود مسافر اور ان کا کام نقل حدیث ہوتا ہے۔

عبدالصمد بن علی نے منصور سے کہا کہ آپ نے سزا دینے پر ایسی کمر باندھی ہے. گویا معافی کا نام بھی کبھی نہیں سنا۔ منصور نے کہا کہ. بنی مروان کا اب تک خون نہیں سوکھا اور آل ابی طالب کی تلواریں ابھی تک میان میں نہیں آئیں۔ ہم ابھی تک ایسی قوم میں ہیں کہ انہوں نے ہمیں کل تو بازاری دیکھا اور آج خلیفہ بنا ہوا پایا۔ اب ہماری ہیبت لوگوں کے دلوں میں ہوسکتی اور تاوقتیکہ لوگ عفو کو نہ بھول جائیں اور سزا کیلئے ہر وقت آمادہ نہ رہیں ایسا ہی رہے گا۔

یونس بن حبیب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ زیاد بن عبداللہ حارثی نے منصور کو لکھا کہ میرے عطیات اور وظائف میں ترقی کی جائے اور اپنی اس عرضی میں تمام بلاغت ختم کر دی۔ منصور نے جواب میں لکھا تو انگری اور بلاغت جب کسی میں مجتمع ہو جاتی ہے تو اس شخص میں غرور اور دکھاوا ہو جاتا ہے، لہٰذا امیر المومنین تمہاری طرف سے بھی یہی اندیشہ کرتے ہیں، اس بلاغت کو ختم کرو۔

خلیفہ منصور کا پھٹا لباس:

محمد بن سلام کہتے ہیں کہ ایک روز منصور کو ایک لونڈی نے دیکھا کہ وہ پیوندوں کا کرتا پہنے ہوئے ہے۔ لونڈی نے کہا کہ یہ خلیفہ ہیں کہ جن کا کرتہ تک ثابت نہیں۔ منصور نے کہا: افسوس! کیا تو نے ابن ہرمہ کا یہ شعر نہیں سنا:

ترجمہ شعر: ''کبھی ایک شخص کو عزت بھی مل جاتی ہے حالانکہ اس کی چادر پرانی اور کرتہ کا گریبان پیوند لگا ہوتا ہے۔''

منصور کے بخل کی مثال:

عسکری اوائل میں کہتے ہیں کہ منصور بنی عباس میں ایسا ہی بخیل تھا جیسا کہ بنوامیہ میں عبدالملک۔ ایک شخص نے اس کا کرتہ پھٹا ہوا، اور پیوند زدہ دیکھ کر کہا اللہ کی قدرت ہے کہ اس نے منصور کو باوجود بادشاہت کے مفلسی میں مبتلا کر رکھا ہے۔

مسلم الحادی نے اس مضمون کو گانے میں ادا کیا۔ منصور نے بھی سن پایا اور اتنا محفوظ ہوا کہ قریب تھا کہ گھوڑے سے گر پڑے اور آدھا درہم انعام کیا۔ مسلم الحادی نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ ہشام کے سامنے گایا تھا، اس نے خوش ہو کر مجھے دس ہزار انعام دیئے تھے۔ منصور نے کہا کہ اس کو بیت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

المال سے دینا جائز نہ تھا اور اگر اب بھی اس سے لینے کی ہوس ہے تو کسی کو مقرر کر دے ان انعام والوں نے اصرار کیا اور جب تک پیچھا نہ چھوڑا جب تک وہ بغیر کچھ لیے گانے پر راضی نہ ہوا۔

عسکری کی اوائل میں ہے کہ ابن ہرمہ بہت بڑا شرابی تھا ایک دفعہ منصور کے پاس آ کر اس نے یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ اشعار: ''ان کی نظریں تخت کے اردگرد پھرتی ہیں ان میں سزا اور عطا دونوں ہیں جس شخص کو امن دیتے ہیں اس کی ماں ہلاکت سے امن میں ہوتی ہے اور جس شخص کو ہلاک کرتے ہیں اس کی ماں روتی پھرتی ہے۔''

یہ سن کر منصور بہت خوش ہوا، اور کہا کہ کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حدود میں دخل انداز نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کہ تو پھر کوئی حیلہ ہی میرے لیے کر دیجئے۔ منصور نے حاکم مدینہ کو لکھا کہ جب کوئی شخص ابن ہرمہ کو نشہ کی حالت میں پکڑ کر لائے تو اس لانے والے کو سو درے اور ابن ہرمہ کو اسی درے لگا دینے چاہئیں۔ اس حکم کے بعد اگر حاکم مدینہ (عون) خود بھی اس کو نشہ کی حالت میں دیکھتا تو یہ کہہ کہ چھوڑ دیتے کہ کون اسی درے لگوانے کے بدلہ میں سو درے کھائے۔ کہتے ہیں کہ منصور نے یہ اشعار سن کر ابن ہرمہ کو دس ہزار درہم بھی عطا کیے تھے اور کہا تھا کہ اے ابراہیم! (ابن ہرمہ) ان کو احتیاط سے صرف کرنا تمہارے لیے میرے پاس اور نہیں ہیں۔ ابن ہرمہ نے کہا: میں اسے مضبوط مہر لگا کر رکھوں گا اور پل صراط پر لے کر ملوں گا۔

منصور کی شاعری:

منصور کے بہت کم اشعار ہیں چنانچہ یہ دو اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

اذا کنت ذاری فکن ذعزیمۃ　　فان فساد الرای ان تیرددا

ولا تھمل الاعداء یوما بقدرۃ　　وبادرھم ان یملکو مثلھا غدا

ترجمہ: ''جبکہ تو صاحب الرائے ہے تو ارادہ کا پختہ بھی ہو جا کیونکہ فساد رائے شخص کو تردد میں ڈال دیتی ہے جب تو دشمن پر قابو حاصل کر لے تو اسے اتنی مہلت بھی دے کہ بدلہ لینے کے قابل کل کو ہو جائے۔''

منصور کے سامنے حق گوئی:

عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی کہتے ہیں کہ میں اور منصور قبل از خلافت ایک ہی جگہ پڑھا کرتے تھے۔

ایک روز منصور مجھے اپنے حجرہ میں لے گیا اور میرے لیے کھانا لایا، جس میں گوشت نہیں تھا، خادمہ سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

منصور نے کہا کہ کچھ مٹھائی بھی ہے اس نے کہا کہ نہیں منصور نے کہا کہ کچھ کھجوریں بھی ہیں ۔اس نے ان سے بھی انکار کیا۔ یہ سن کر منصور لیٹ گیا اور یہ آیت پڑھی:

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ۔

ترجمہ: "بہت ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے۔"

جب منصور تخت خلافت پر بیٹھا تو میں اس کے پاس گیا، مجھ سے دریافت کرنے لگا کہ بنوامیہ کے مقابلہ میں ہماری بادشاہت کیسی ہے؟ میں نے کہا: اتنا ظلم کسی بادشاہ کے زمانہ میں نہیں ہوا، جتنا اب ہے ۔منصور نے کہا کہ مجھے مددگار نہیں ملتے ۔میں نے کہا: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا قول ہے کہ بادشاہ بمنزلہ بازار کے ہے جس چیز کی نکاسی زیادہ ہوتی ہے وہی بازار میں زیادہ آتی ہے اگر بادشاہ زاہد و عابد ہے تو اس کے پاس ایسے ہی لوگ آتے ہیں اور اگر فاسق و بدکار ہے تو ایسے ہی شخص ملتے جلتے ہیں۔ یہ سن کر منصور نے سر نیچا کر لیا۔

منصور کا قول ہے کہ ان تینوں باتوں کے علاوہ بادشاہ تمام باتیں برداشت کر لیتے ہیں۔(۱) افشاء راز، (۲) حرم میں دست اندازی، (۳) ملک میں بغاوت پھیلانا (صولی) اور اس کا قول ہے کہ جب دشمن تیری طرف ہاتھ بڑھائے تو اگر تجھ میں طاقت ہے تو تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈال ورنہ اسے چوم لے۔

صولی نے یعقوب بن جعفر سے روایت کی ہے کہ منصور کی ذکاوت کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں آیا اور ربیع سے کہا کہ مجھے ایک ایسا آدمی تلاش کر کے دو جو تمام مشہور مقامات کی مجھے سیر کرائے اور بتلائے چنانچہ ایک ایسا آدمی آیا اور اس نے تمام جگہ کی سیر کرائی اور مشہور مقامات بتلائے مگر از خود کچھ نہیں بتلاتا تھا جب تک کہ خود منصور نہ دریافت کرے جب وہ جدا ہونے لگا تو منصور نے ایک ہزار درہم اس کو انعام میں دیئے، اس نے ربیع سے ان ہزار درہم کا مطالبہ کیا تو ربیع نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ امیر المومنین نے ہمیں کوئی حکم نہیں دیا اب تم امیر المومنین کو دوبارہ جا کر یاد دلا دو تا کہ وہ ہمیں حکم دیں وہ عنقریب سوار ہوں گے یہ شخص گیا تو تمام جگہیں بتانے لگا مگر گفتگو کا موقعہ نہ ملا جب منصور علیحدہ ہونے لگا تو اب اس نے از خود کہا یا امیر المومنین یہ مکان عاتکہ کا ہے کہ جس میں اخرص نے یہ شعر کہا ہے

(ترجمہ شعر) "اے عاتکہ کے گھر تجھ سے میں بہ مجبوری جدا ہوتا ہوں مگر دل میرا تیرے ہی پاس رہے گا۔"

منصور نے اسے از خود پڑھنے سے پہلے تو برا سمجھا مگر جب منصور نے دل میں غور کیا تو اس قصیدہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

میں یہ شعر بھی تھا:

(ترجمہ شعر) "میں تجھے دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تو کہتا ہے وہی کرتا ہے"

بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کرتے نہیں یہ سوچ کر منصور فوراً ہنس پڑا اور کہا ربیع اسے ہزار درہم دے دو۔

اسحاق موصلی بیان کرتے ہیں کہ کھانا پینا اور گانا وغیرہ میں منصور اپنے ہم جلیسوں کے ساتھ نہیں بیٹھا تھا بلکہ اسکے اور ہمنشینوں کے درمیان میں ایک پردہ پڑا رہتا تھا اور یہ ہم جلیس پردہ سے بھی بیس گز کے فاصلہ پر بیٹھا کرتے تھے اور اسی طرح منصور بیس گز پردہ سے ہٹ کر بیٹھتا تھا اور ہم جلیسوں کے پاس بیٹھنے والا خلفاء بنی عباس میں سب سے پہلا بادشاہ مہدی ہے۔ (صولی)

صولی نے یعقوب بن جعفر سے روایت کی ہے کہ ایک روز منصور نے قثم بن عباس سے جو یمامہ اور بحرین کا حاکم تھا اور دریافت کیا کہ تمہیں اپنے نام قثم کے معنی اور جس سے یہ لفظ اخذ ہے اس کی بھی خبر ہے اس نے کہا مجھے معلوم نہیں منصور نے کہا کہ نام تیرا ہاشمیوں جیسا ہے اور جانتا خاک بھی نہیں واللہ تو تو جاہل ہے اس نے کہا امیر المومنین آپ بتلا دیجئے۔

منصور نے کہا کہ قثم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو کھانا کھانے کے بعد کچھ سخاوت کرے اور لوگوں کو ازخود عطیات دے۔

مکھی اس لیے پیدا ہوئی تا کہ ظالم کو پریشان و ذلیل کرے:

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ منصور کو مکھیوں نے بہت پریشان کیا۔ منصور نے مقاتل بن سلیمان کو بلا کر دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کو کیوں پیدا کیا ہے انہوں نے کہا تا کہ وہ ظالموں کو ذلیل کریں۔

اولیات منصور:

محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے خلیفہ منصور نے ہی نجومیوں کو مقرب بنایا اور نجوم کے احکام پر عمل کیا اور سب سے پہلے اسی کے لئے سریانی عجمی زبان سے عربی میں کتابیں ترجمہ ہوئیں جیسے کتاب کلیلہ دومنہ۔ اقلیدس سب سے پہلے منصور نے غیر ملکیوں کو اہل عرب پر حاکم مقرر کیا حتیٰ کہ ایک زمانہ میں عرب لوگ حاکم ہونا ہی بند ہو گئے اور ان کی حکومت جاتی رہی اول اسی کے زمانہ میں علویوں اور عباسیوں کے درمیان تفرقہ پڑا، ورنہ پہلے باہم شیر و شکر رہتے تھے۔

منصور سے مروی احادیث:

صولی کہتے ہیں کہ منصور اپنے زمانہ میں سب سے بڑا محدث اور علم الانساب کا ماہر تھا اور اس نے ان دو علوم کے حاصل کرنے میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بڑی کوشش کی تھی۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ خلیفہ منصور نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

صولی نے منصور سے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہے جو شخص اس میں سوار ہو گیا بچ گیا اور جو کھڑا رہ گیا ہلاک ہو گیا۔

منصور نے بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب ہم نے کسی کو امیر بنا کر اس کا وظیفہ مقرر کر دیا اس نے اگر تنخواہ سے زیادہ لیا تو وہ خائن ہے۔ (صولی)

یحییٰ بن حمزہ حضرمی کہتے ہیں کہ مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا کہ جب مجھے خلیفہ مہدی نے قضا سپرد کی تو مجھ سے کہا کہ احکام میں تشدد نہ کرنا کیونکہ مجھے اپنے والد منصور سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے ظالم سے دنیا اور آخرت دونوں میں بدلہ لوں گا اور اس سے بھی بدلہ لوں گا جس نے کسی مظلوم کو دیکھا اور باوجود طاقت کے اس کی امداد نہ کی۔ (صولی)

صولی نے محمد بن عباس بن فرت کے واسطہ سے روایت کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت کے روز تمام نسب سوائے میرے نسب کے منقطع ہو جائیں گے۔

صولی نے ابواسحاق کے واسطہ سے منصور سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: چاند کی تین آخری تاریخوں اور چاند برج عقرب میں ہو سفر مت کرو۔

منصور کے دور خلافت میں فوت ہونیوالے اسلاف:

منصور کے وقت میں حسب ذیل علماء نے رحلت فرمائی۔

ابن مقفع، سہیل بن ابی صالح، علاء بن عبدالرحمن، خالد بن یزید مصری فقیہہ، داؤد بن ابی ہند، ابو حازم سلمہ بن دینار الاعرج، عطا بن ابی مسلم خراسانی، یونس بن عبید سلیمان الاحول، موسیٰ بن عقبہ صاحب مغازی، عمرو بن عبید معتزلی، یحییٰ بن سعید انصاری کلبی، ابن اسحاق، جعفر بن محمد صادق، اعمش، شبل بن عباد مقری مکہ، محمد بن عجلان فقیہہ مدنی، محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، ابن جریج، حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ، حجاج بن ارطات، حماد الراوایہ، روبہ شاعر جریری، سلیمان تیمی، عاصم الاحول، ابن شبرمہ الضبی، مقاتل بن حبان، مقاتل بن سلیمان، ہشام بن عروہ، ابوعمرو بن علاء، اشعب الطماع، حمزہ بن حبیب

الزیات. امام اوزاعی و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

المہدی ابوعبداللہ محمد بن منصور

مہدی ابوعبداللہ محمد بن منصور، مقام ایدبج (اہواز سمرقند) میں ۱۲۷ھ اور بقول بعض ۱۲۶ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں کا نام ام موسیٰ بنت منصور الحمیریہ تھا۔ یہ شخص نہایت سخی اور رعایا کا محبوب اور ممدوح، نہایت خوبصورت صحیح الاعتقاد تھا۔ بداعتقادوں کی بیخ کنی میں ایسا پڑا کہ بہت کو دنیا سے ناپید کر کے چھوڑا۔ اس خلیفہ نے سب سے اول زندیقوں اور ملحدوں کی تردید میں کتابیں مناظرہ کی لکھوائیں اس نے اپنے باپ منصور اور حضرت مبارک بن فضالہ سے حدیث سنی اور اس سے یحییٰ بن حمزہ، جعفر بن سلیمان الضبعی محمد بن عبداللہ رقاشی، ابوسفیان، سعید بن یحییٰ الحمیر نے روایت کی ہے۔

امام ذہبی کہتے ہیں کہ مہدی کی روایت میں کسی شخص نے جرح وتعدیل نہیں کی۔

ابن عدی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہدی میرے چچا عباس کی اولاد سے ہوگا۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

ہاں ابوداؤد اور ترمذی میں صحیح حدیث یوں وارد ہے کہ مہدی میرے ہمنام اور اس کا باپ میرے باپ کے ہمنام ہوگا۔

جب مہدی جوانی کو پہنچ گیا تو اس کو منصور نے طبرستان کا حاکم مقرر کر دیا اس نے علم حاصل کیا اور علماء کی صحبت میں رہا اور اچھے برے کی تمیز حاصل کی پھر اپنا ولیعہد مقرر کر دیا جب منصور کے انتقال کی خبر بغداد میں پہنچی لوگوں نے یہاں مہدی سے بیعت کر لی اس نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کہ امیر المومنین بھی ایک خدا کا بندہ ہوتا ہے جب آپ اسے پکارتے ہیں تو قبول کرتا ہے اور جب اس کو کوئی حکم دیا جاتا ہے تو وہ اس کو پورا کرتا ہے وہ یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور ضبط نہ کر سکا اور کہنے لگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوستوں کے فراق میں روئے اور مجھ پر تو ایک باپ کا صدمہ اور دوسرا خلافت کا بوجھ پڑ گیا ہے امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ ہی کافی وافی ہے اور اسی لیے میں مسلمانوں کی خلافت پر اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔

حاضرین! جس طرح تم ہماری اطاعت کا ظاہری اعلان کرتے ہو اسی طرح دل میں بھی ہماری فرمانبرداری کرو تاکہ ہم تم کو مصیبتوں سے بچا سکیں اور تمہارے ہر کام کا نتیجہ اچھا ہو جو شخص تمہارے اندر عدل اور انصاف پھیلانا چاہے اس کی فرمانبرداری کرو جو تمہارے اوپر سختی اور گرانی ہو اس کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

دفع کرنے میں کوشش کرو۔ میں تمہارے اوپر ہمیشہ سلامتی کو فائض کرتا رہوں گا اور جتنی مجھ میں طاقت ہے حتی المقدور اپنی عمر کا حصہ تم کو سزا سے بچانے اور احسان کرنے میں صرف کر دوں گا۔

غرباء سے حسن سلوک: نغطویہ کہتے ہیں کہ جب مہدی کو خزانے حاصل ہو گئے تو ان کو ظالموں کی روک تھام میں خرچ کیا اور بہت سا ذخیرہ اسی کام میں خرچ کر ڈالا اور محتاجوں کی حاجت روائی کی اور حکاموں کو عطیات عطا کیے اور اپنے گھر والوں اور لونڈی غلاموں سے نیک سلوک کیا۔

کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے اول مہدی کو خلافت کی مبارکباد اور اس کے باپ کی تعزیت کی وہ ابو دلامہ ہیں چنانچہ یہ اشعار تہنیت اور تعزیت کے ابو دلامہ نے مہد کے سامنے پڑھے تھے۔

ترجمہ اشعار: ''میری آنکھیں عجب تماشہ دیکھ رہی ہیں ایک تو حال کے حاکم کی وجہ سے خوشی کرتی ہیں اور دوسری سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ باری باری ایک آنکھ روتی ہے اور ایک ہنستی ہے ایک صدمہ کو برا سمجھتی ہے دوسری خوشی کو مقدم رکھتی ہے ایک خلیفہ کی موت کو بحالت احرام صدمہ جانتی ہے دوسری مہربان خلیفہ کا تخت پر بیٹھنا مبارک اور خوشی سمجھتی ہے۔ ایک خلیفہ نے حضرت محمد (ﷺ) کے دین پر انتقال کیا اور تمہارے پاس اس کا نائب آیا اس کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے اور فضل خلافت عطا فرمائے اور دوسرے کیلئے جنات النعیم آراستہ کرے۔''

۱۵۹ھ میں مہدی نے اپنے دونوں بیٹوں موسیٰ ہادی کو پھر ہارون رشید کو ولیعہد بنانا۔

۱۶۰ھ میں ہندوستان میں سے شہر اربد (یعنی بھاربوٹ یا بھنبھور) لڑائی سے فتح ہوا اور مہدی نے اسی سال حج کیا اور اس خوف سے کہ کہیں پردوں کے بوجھ سے عمارت خانہ کعبہ منہدم نہ ہو جائے کعبہ پر زیادہ پردہ ڈالنے کو منع کر دیا اور تمام پردے سوائے ان پردوں کے جو مہدی نے مقرر کیے تھے اتروا ڈالے۔ مہدی کے لیے یہاں مکہ میں برف مہیا کی گئی۔ ذہبی کہتے ہیں کہ سوائے مہدی کے کسی خلیفہ کے لیے اس سے پہلے برف نہیں مہیا کی گئی تھی۔

مکۃ المکرمہ کی تعمیر: ۱۶۱ھ میں مہدی نے مکہ معظمہ کی سڑک اور اس پر سرائے اور حوض بنوائے اور جامع مسجدوں میں گہری محرابیں بنوانے کو متروک کیا اور ممبروں کو جتنا حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہوتے تھے اتنا ہی چھوٹا کرایا۔

۱۶۳ھ اور اس کے مابعد میں ملک روم کا اکثر حصہ فتح ہو گیا۔

۱۶۶ھ میں مہدی نے دارالسلام کو دارالسلطنت قرار دیا اور یہاں سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور یمن میں اونٹوں اور خچروں کی ڈاک مقرر کی۔

امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مہدی ہی نے حجاز سے عراق تک ڈاک قائم کی اسی سال سے مہدی بد دینوں کے پیچھے پڑ گیا اور بہت سی جگہ ان سے بحث و مباحثہ کیا کرایا اور کوئی نہ کوئی تہمت لگا کر ان کو جہاں پایا قتل کرا دیا۔

حرم شریف کی توسیع: ۱۶۷ھ میں توسیع مسجد حرام کے متعلق حکم دیا اور اس میں بہت سارقبہ مکانات کا شامل کر دیا۔

وصال: ۱۶۹ھ میں مہدی نے ایک مرتبہ شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑایا تو شکار ایک پرانے گھر میں جا گھسا گھوڑا بھی بے تحاشا دوڑتا ہوا مکان میں گھس گیا اور مہدی کی کمر میں دروازے کے اندر داخل ہوتے ہوئے ایسی چوٹ لگی کہ مہدی اسی وقت جان بحق تسلیم ہو گیا۔

اس وقت ۲۲ محرم الحرام ۱۶۹ھ تھا بعض کہتے ہیں کہ مہدی کی موت زہر سے واقع ہوئی۔ سلم الخاصر نے اس موت پر ایک دردناک مرثیہ لکھا ہے۔

صولی کہتے ہیں کہ ایک عورت مہدی کے پاس آئی اور کہا کہ اے حضور نبی کریم ﷺ کے رشتہ دار میری حاجت بھی پوری کر۔

مہدی نے کہا کہ میں نے یہ الفاظ آج تک کسی کی زبان سے نہیں سنے لہٰذا اس کو دس ہزار درہم انعام میں دے دو۔

قریش الختلی کہتے ہیں کہ صالح بن عبدالقدوس بصری بد دینی کے جرم میں مہدی کے سامنے حاضر کیا گیا۔ مہدی نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ میں اس عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں اور یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ اشعار: "نہیں پہنچتا دشمنوں کو بھی جاہل کی طرف سے جو پہنچتا ہے خود جاہل کو اپنے نفس سے اور بڑھاپے میں کوئی شخص اپنی عادت نہیں چھوڑ سکتا حتی کہ قبر میں نہ چھپا دیا جائے۔"

مہدی نے اس کا قصور معاف کر دیا مگر جب وہ جانے لگا تو اس نے صالح سے کہا کہ کیا تو نے یہ مصرعہ نہیں پڑھا کہ بوڑھاپے میں کوئی شخص اپنی عادات نہیں چھوڑ سکتا اس نے کہا کہ ہاں۔ مہدی نے کہا کہ پھر تو اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتا ہے پھر اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

زہیر کہتے ہیں کہ مہدی کے پاس دس محدث آئے جن میں خرج بن فضالہ اور غیاث بن ابراہیم بھی شامل تھے اور مہدی کو کبوتر بازی کا شوق تھا۔ غیاث بن ابراہیم سے کہا گیا کہ تم کوئی حدیث سناؤ اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

نے کہا فلاں شخص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ مقابلہ کرنا جائز نہیں ہے مگر گھوڑوں اور تیراندازی (اور مہدی کی وجہ سے اتنا اور حدیث میں بڑھا دیا کہ) اور پرندوں میں مہدی نے یہ سن کر دس ہزار درہم اسے عطا کیے۔ جب غیاث چلنے لگا تو (مہدی کو خیال آیا کہ حدیث میں پرندوں کا لفظ نہیں ہے اور اس نے میری خوشنودی کی وجہ سے یہ بڑھا دیا ہے) اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم بہت جھوٹے ہو اور تم نے جھوٹ کے ذریعہ مال حاصل کیا ہے اور (چونکہ یہ کبوتر ایک محدث کے جھوٹ کے باعث ہوئے تھے اس لیے) کبوتروں کے ذبح کا حکم دیا۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مہدی کے پاس حضرت شریک آئے۔ مہدی نے ان سے کہا کہ تمہیں ان تین باتوں میں سے ایک ضرور قبول کرنا ہوگی، (۱) یا تو عہدۂ قضاء کو قبول کیجئے، (۲) یا میرے لڑکوں کو تعلیم دیجئے، (۳) یا میرے ساتھ کھانا کھانا قبول فرمایئے۔ حضرت شریک نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا کہ کھانا کھانا سب سے آسان کام ہے۔ مہدی نے دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے اور مٹھائیاں لگانے کا حکم دیا جب کھا چکے تو شاہی باورچی نے کہا کہ اب آپ پھنس گئے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ انہوں نے تعلیم دینا بھی شروع کر دی اور عہدہ قضاء بھی قبول کر لیا۔

امام بغوی نے جعدیات میں حمدان اصفہانی سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز حضرت شریک ؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ مہدی کا لڑکا آیا اور تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے شریک سے ایک حدیث دریافت کی مگر شریک نے اس کی طرف توجہ نہ کی اس نے دوبارہ پوچھا پھر بھی شریک نے کوئی التفات نہ کیا۔

شاہزادہ نے کہا آپ خلفاء کی اولاد کی حقارت کرتے ہیں شریک نے کہا کہ اہل علم کے نزدیک شاہزادوں کی بہ نسبت علم کی زیادہ قدر ہے۔ یہ دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور پھر سوال کیا شریک نے کہا ہاں طلب علم کا یہ طریقہ ہے۔

مہدی کے بہت اشعار تحریر کیے ان میں سے کچھ نقل کرتے ہیں:

صولی محمد بن عمارہ سے نقل کرتے ہیں مہدی ایک لونڈی پر عاشق تھا اور وہ اس پر بھی مگر وہ اپنے آپ کو بچائے رکھی تھی۔ مہدی نے ایک شخص سے کہا کہ تو اپنے طور پر اس کا عندیہ دریافت کر کہ اس کا دل کس پر مائل ہے۔ کنیز نے اس شخص کو جواب دیا کہ مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے رنجیدہ کر دے گا اور مجھے چھوڑ دے گا جس کا انجام میری موت ہوگی اس کے متعلق مہدی کے یہ اشعار ہیں:

ترجمہ اشعار: ”میرے دل پر فتح پائی ایک ہلال سے زیادہ نازک معشوقہ نے جب اس

پر میری محبت صحیح ہوگئی تو وہ بیماری کا عذر کرنے لگی۔ نہ اسے میرا ہجر گوارا ہے نہ وصال سے علیحدگی جگہ میری محبت پر وہ بوجہ خوف ملال کے باقی رہے گی۔"

مہدی نے ایک اپنے مقرب خاص عمر بن بزیع کے حق میں یہ اشعار لکھے تھے:

ترجمہ اشعار: "الٰہی میری نعمتوں کو پورا کر و بطفیل میرے ندیم ابو حفص کے۔ میری زندگانی کا لطف منحصر ہے گانے و سخاوت میں اور عطر میں بسی ہوئی باندیوں پر اور سماع اور نعمتوں پر۔"

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مہدی کے اشعار اس کے باپ منصور اور اس کے دونوں بیٹوں سے زیادہ لطیف اور بہت زیادہ بحر قیصر کے ہوتے تھے جو شاعر کے لیے ایک اعلیٰ صفت ہے چنانچہ صولی، ابو کریمہ سے نقل کرتے ہیں کہ مہدی ایک کنیز کے کمرہ میں اچانک چلا گیا کنیز اتفاق سے اپنے کپڑے اتارے ہوئے دوسرے کپڑے پہننے کی تیاری کر رہی تھی اچانک مہدی کو آتا ہوا دیکھ کر اپنے ہاتھ سے ستر کو چھپایا، نازک ہاتھ کی وجہ سے پوری طرح ستر نہ چھپ سکا۔ مہدی نے ہنس کر فی البدیہہ شعر کہا:

ترجمہ شعر: "میری آنکھ نے میری ہلاکت کو میرا عیب دکھلایا۔ جب یہاں سے نکلا تو سامنے بشار شاعر دکھلائی دیا اس سے کہا کہ اس پر اور اشعار چسپاں کرو۔"

چنانچہ اس نے یہ اشعار لگائے:

ترجمہ شعر: "اس نے مجھے دیکھ کر اپنے ستر کو اپنے شکم کی سلوٹوں میں چھپالیا اس میں سے وہ زائد حصہ ظاہر ہوگیا جو دونوں ہاتھوں میں نہیں سما سکا۔"

اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ مہدی اوائل خلافت میں ایک سال تک پردہ کے پیچھے اپنے ندیموں سے پوشیدہ بیٹھا کرتا تھا پھر پردہ موقوف کر کے ان کے پاس بیٹھنے لگا کسی نے کہا آپ کیلئے پردہ ہی بہتر ہے۔ مہدی نے جواب دیا کہ جو لذت مشاہدہ میں ہے وہ مغایبت میں نہیں۔

حسن اخلاق:

مہدی بن سابق کہتے ہیں کہ مہدی ایک مرتبہ ایک دستہ سواروں کے درمیان جا رہا تھا کہ ایک آدمی نے چلا کر یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ اشعار: "خلیفہ سے کہہ دو کہ تیرا حاتم خائن ہے تو اللہ تعالیٰ سے ڈر اور ہم کو حاتم سے بچا لے اگر نیک بخت خائن کی مدد کرے تو وہ نیک بھی گناہوں میں شامل ہے۔"

یہ اشعار سن کر مہدی نے حکم دیا کہ ہماری قلمرو میں جو حاتم ہیں ان کو علیحدہ کر دیا جائے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابوعبید ہ کہتے ہیں کہ مہدی جب بصرہ میں آیا کرتا تھا تو پانچوں وقت نماز جامع مسجد بصرہ میں پڑھایا کرتا تھا ایک روز جو حسب عادت آیا اور نماز کے لیے لوگ تیار ہی تھے کہ ایک گنوار نے کہا کہ مجھے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے میں نے وضو نہیں کیا ہے مہدی نے کہا کہ اس شخص کا انتظار کرو اور خود اس کے انتظار میں مہدی محراب میں کھڑا ہو گیا اور جب تک لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ آگیا ہے اس وقت تک تکبیر نہیں کہی لوگوں کو اس کے وسیع اخلاق پر بڑا تعجب ہوا۔

فرمان رسول ﷺ سن کر مہدی کا تعظیم کرنا: ابراہیم بن نافع کہتے ہیں کہ اہل بصرہ کے درمیان ایک نہر کے متعلق جھگڑا ہو گیا مہدی نے کہا کہ یہ زمین تمام مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے عنایت کی ہے لہٰذا کسی ایک شخص کو اس کی ملکیت کا حق نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی فرد واحد اس کو فروخت کر سکتا ہے اور اگر کوئی اس کو فروخت کرے تو اس کا زر قیمت تمام مسلمانوں کو تقسیم ہونا چاہیے یا تمام مسلمانوں کی مصلحتوں میں خرچ ہونا چاہیے ان لوگوں کا مطالبہ تھا کہ یہ نہر ہمارے قبضہ میں ہونی چاہیے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص زمین مردہ کو زندہ کرے وہ اسی زمین والے کا حق ہوتی ہے اور چونکہ ہماری زمین مردہ ہے اس لیے محض ہمارا ہی حق ہے۔ مہدی نے آقائے نامدار مدنی تاجدار حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک سن کر اس قدر تعظیم سے جھکا کہ اس کا منہ زمین سے لگ گیا اور کہا کہ جو حدیث شریف تم نے بیان کی وہ ہم نے سنی اور مانتے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا زمین فی الواقع مردہ تھی یا نہیں میں اس کو تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ اس زمین کے گرد قدرتی طور پر پانی موجود ہے پھر یہ کس طرح مردہ ہو سکتی ہے ہاں اگر اس پر تم ثبوت قائم کر دو تو میں تسلیم کر لوں گا۔

خطبہ میں درود شریف پڑھنا: اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے خود مہدی سے بصرہ میں منبر پر ایک خطبہ سنا ہے کہ اس میں اس نے بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کام کے لیے حکم فرمایا ہے جو انہوں نے خود اپنی ذات اور فرشتوں کے لیے پسند فرمایا ہے یعنی قرآن مجید میں ارشاد کیا ہے:

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی۔ الخ

اس سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو تمام دیگر رسولوں میں فضیلت دی ہے اسی طرح تم کو تمام امتوں میں افضل بنایا ہے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ سب سے اول مہدی ہی نے اس آیت کو خطبہ میں بیان کیا تھا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اس کے بعد تمام خطیبوں نے اپنے خطبوں میں اس کو ضروری قرار دے لیا۔

مہدی سے مروی احادیث:

صولی نے احمد بن محمد اور انہوں نے عبدالرحمن بن مسلم مدائنی سے روایت کی ہے کہ مہدی نے اپنے خطبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اس خطبہ کا ذکر کیا جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وقت غروب آفتاب کے متعلق مروی ہے۔

صولی کہتے ہیں کہ ابویعقوب بن حفص خطابی نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے کہا کہ ایک وفد عجمیوں کا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جن کی ڈاڑھیاں کٹی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان لوگوں کے خلاف ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں اس قدر کٹواؤ کہ وہ ہونٹوں پر نہ گریں مہدی نے اپنا ہاتھ اپنے ہونٹ پر رکھ کر بتلایا تھا۔

یحییٰ بن حمزہ کہتے ہیں کہ مہدی نے جب ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی تو اس میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" بلند آواز سے پڑھی میں نے کہا کہ یاامیرالمومنین یہ کیا کیا۔ مہدی نے جواب دیا کہ مجھ سے میرے باپ اور میرے باپ سے میرے دادا اور میرے دادا سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا میں نے کہا تو پھر میں آپ کے اعتبار پر اس حدیث کی روایت کروں۔ مہدی نے کہا کہ ہاں۔

امام ذہبی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اسناد متصل ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ کسی نے مہدی اور اس کے باپ سے احکام میں دلیل اور حجت کی ہو اس روایت میں محمد بن ولید مولیٰ بنی ہاشم منفرد ہے۔

اس کے متعلق ابن عدی کہتے ہیں کہ وہ حدیث وضع کیا کرتا تھا مگر میں کہتا ہوں کہ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ میں نے اور لوگوں کو بھی اس کی متابعت میں دیکھا ہے۔

مہدی کے زمانہ خلافت میں فوت ہونیوالے اسلاف:

جن حضرات علماء کرام کا مہدی کے عہد حکومت میں انتقال ہوا وہ حسب ذیل ہیں:

شعبہ ابن ابی ذئب، حضرت سفیان ثوری، حضرت ابراہیم بن ادھم زاہد، حضرت داؤد طائی زاہد، بشار بن برد اول شعراء محدثین، حماد بن سلمہ، ابراہیم بن طہان، خلیل بن احمد صاحب عروض۔

ابومحمد موسیٰ ہادی بن المہدی

ہادی ابومحمد موسیٰ بن مہدی ابن منصور اس کی ماں کا نام خیزران تھا جو بربریہ اور ام ولد تھی۔ یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۱۴۷ھ میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

خطیب کہتے ہیں کہ جس عمر میں ہادی تخت پر بیٹھا کوئی خلیفہ نہیں بیٹھا۔ اس کی عمر نے زیادہ وفا نہیں کی یہ شخص صرف تخت خلاف پر ایک سال اور چند ماہ متمکن رہا اس کے باپ مہدی نے اس کو بد دینوں کے قتل کی وصیت کی تھی اس نے اپنے باپ کی وصیت کے متعلق بہت کوشش کی اور بہت بے دینوں کو تہ تیغ کیا۔

اس کا لقب موسیٰ اطبق تھا کیونکہ یہ اوپر کے ہونٹ کو اٹھائے رکھتا تھا جس سے اس کا منہ کھلا رہتا تھا اس وجہ سے بچپنے میں اس کے باپ نے ایک خادم مقرر کر دیا تھا کہ وہ جس وقت اس کا منہ کھلا ہوا دیکھتا تھا تو کہہ دیتا تھا کہ موسیٰ اطبق (یعنی موسیٰ منہ بند کر) جس کے سبب یہ فوراً منہ بند کر لیتا تھا۔ اور اسی سبب سے اس کا نام موسیٰ اطبق پڑ گیا تھا۔

امام ذہبی کہتے ہیں کہ ہادی شراب پیا کرتا تھا اور لہو ولعب میں مشغول رہتا تھا اور ایک نفیس گدھے پر سواری کرتا تھا۔ امر خلافت پر بہت بھول چوک کرتا تھا مگر باوجود اس کے نہایت فصیح و قادر الکلام اور اعلیٰ درجہ کا ادیب تھا ہیبت، رعب، سطوت و دبدبہ بہت زیادہ تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ ظالم تھا سب سے اول ہادی کے سامنے سوار ننگی تلواریں اور نیزے اور چلو نیر چڑھے ہوئے تیر لے کر چلتے تھے اور اس کی تابعداری میں اس کے حکام بھی ایسا ہی کرتے تھے اس کے زمانہ میں ہتھیاروں کی بہت زیادہ کثرت ہوگئی تھی۔

وصال: ربیع الآخر ۱۷۰ھ میں ہادی نے انتقال کیا۔ موت کے سبب میں راویوں کا اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ اس نے اپنے خاص درباری کو بانسوں کے جنگل میں دھکا دے دیا تھا اس نے گرتے ہوئے اس کا سہارا لینا چاہا اور اس کے پکڑنے میں یہ بھی گرا درباری کے پیٹ میں اور اس کی ناک میں بانس گھس گیا جس کی وجہ سے دونوں اسی وقت مر گئے۔

بعض کہتے ہیں کہ اس کے پیٹ میں زخم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ جب اس نے ولیعہد ہارون رشید کو قتل کر کے اپنے بیٹے کو ولیعہد کرنا چاہا تو خود اس کی ماں خیزران نے اس کو زہر دے دیا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ اس کی ماں خیزران امور سلطنت میں دخل رکھتی تھی اور اس کے دروازہ پر سواروں کا پہرہ رہا کرتا تھا یہ دیکھ کر ہادی نے اپنی والدہ کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور ناشائستہ گفتگو کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ساتھ کلام کیا اور کہا کہ آج سے اگر میں نے کسی امیر کو تمہارے دروازہ پر دیکھا تو میں اسے قتل کر دوں گا تمہارا کام چرخہ کاتنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور تسبیح و مصلی سے شغل رکھنا ہے نہ کہ امور سلطنت میں دخل دینا اس کی ماں سخت غصہ میں آ کر کھڑی ہوگئی اور واپس چلی گئی۔

کہتے ہیں کہ اسی روز ہادی نے اپنی ماں کے پاس زہر آلود کھانا بھیجا جس کو اس نے کتے کو ڈال دیا اور کتا مر گیا یہ دیکھ کر اس کی ماں نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا اور ایک روز ہادی کو سخت بخار ہوا اور وہ بخار کی تیزی میں منہ ڈھکے ہوئے لیٹا ہوا تھا کہ چند لوگوں نے اس کی ماں کے اشارے سے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ ہادی نے اپنی موت کے وقت سات بیٹے چھوڑے۔

ہادی کے اشعار جو اس نے اپنے بھائی ہارون کے متعلق کہے تھے یہ ہیں:

ترجمہ اشعار: ''میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اس نے رد کر دی۔ اور جو آدمی نصیحت کو قبول نہیں کرتا وہ شرمندگی اٹھاتا ہے میں نے اس کو نہ مانا۔ اور وہ اس کام میں ظالم ہے اگر میں اگلے دن تک انتظار نہ کرتا تو اس کو وہی کرنا ہوتا جو میں کہتا تھا اور وہ اس وقت ذلیل ہوتا۔''

خطیب، فضل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص پر ہادی کو بہت زیادہ غصہ آیا اور کسی نے سفارش کی تو اس سے خوش ہو گیا وہ معذرت کرنے لگا تو ہادی نے اس سے کہا کہ تو کیوں خواہ مخواہ معذرت کرتا ہے میری خوشنودی اب کافی ہے۔

عبداللہ بن مصعب کہتے ہیں کہ مروان ابن ابی حفصہ، ابو محمد ہادی کے پاس آیا اور اس کی شان میں ایک قصیدہ پڑھنے لگا جب وہ اس شعر پر پہنچا

ترجمہ شعر: ''ایک دن میں نے اس کی اور اس کی بخشش کی تشبیہ دی تو کسی نے مجھے یہ نہ بتلایا کہ کس کو ترجیح دی جائے۔''

ہادی نے اس سے کہا کہ (انعام کے اندر) کس چیز کو ترجیح دیتا ہے تیس ہزار درہم فوراً ابھی لیتا ہے یا ایک لاکھ کا حکم لکھوں، ان میں سے کس بات کو ترجیح دیتے ہو۔ مروان بن ابی حفصہ نے کہا کہ تیس ہزار فوری اور ایک لاکھ بعد میں۔ ہادی نے کہا اچھا تو سب ابھی لینا چاہتا ہے اور اسی وقت اس کو ایک لاکھ تیس ہزار درہم عطا کر دیئے۔

صولی کہتے ہیں کہ ان عورتوں کے بطن سے دو، دو خلیفہ ہوئے ہیں خیزران جو ہادی اور ہارون رشید کی ماں تھی اور وہ ولادہ بنت عباس العبسیہ زوجہ عبدالملک بن مروان جس کے بطن سے ولید اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

سلیمان خلیفہ پیدا ہوئے اور شاہین بنت فیروز بن یزدجرد بن کسریٰ زوجہ ولید جس کے شکم سے یزید ناقص اور ابراہیم وجود میں آئے اور تخت خلافت پر بیٹھے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ ان میں اور یہ نام بھی زیادہ کرنے چاہئیں۔ بائی خاتون متوکل اخیر کی کنیز جو عباس اور حمزہ کی ماں تھی اور یہ دونوں خلیفہ ہوئے نیز اسی خلیفہ یعنی متوکل اخیر کی دوسری کنیز جس کا نام کزل تھا جس کے بطن سے داؤد اور سلیمان پیدا ہوئے اور دونوں نے خلافت کی۔

اس کے بعد صولی کہتے ہیں کہ کسی خلیفہ نے سوائے ہادی کے جرجان سے بغداد تک ڈاک نہیں جاری کی اس کی مہر پر منقوش تھا۔ "الله ثقة موسی وبه يؤمن"

صولی کہتے ہیں کہ سلم الخاسر نے ہادی کی شان میں ایک قصیدہ جو نہایت لاجواب ہے بحر مستفعلن میں علیحدہ علیحدہ جز، جز کر کے لکھا ہے یہ بحر اسی شاعر کی ایجاد ہے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف سنکر شاعر کو پچاس ہزار درہم دیدیئے:

صولی، سعید بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ ہادی کے تمام گناہ ایک بات کی عوض میں جو میں نے اس سے سنی ہے بخش دے گا اور وہ یہ ہے کہ ابوالخطاب سعدی ایک مرتبہ اپنا قصیدہ اس کو سنا رہا تھا حتیٰ کہ جب وہ اس شعر پر پہنچا۔ (ترجمہ شعر) اے دنیا کے بہترین آدمی اور ان لوگوں کے بہترین جنہوں نے دنیا پر حکومت کی یہ سن کر ہادی نے کہا کہ چپ رہ کیا بکتا ہے میں نے کہا یا امیر المومنین اس سے اس زمانہ کے لوگ مراد ہیں شاعر نے ذرا سوچ کر کہا کہ دوسرا شعر سنئے خود معلوم ہو جائے گا چنانچہ دوسرا پڑھا:

الا النبی رسولَ الله ان له فضلا   و انت بذاك الفضل تفتخر

ترجمہ شعر: "مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ان کے لیے تمام دنیا کی فضیلتیں ہیں اور تو انہیں فضیلتوں کی وجہ سے فخر کرتا ہے۔ یہ سن کر ہادی نے کہا کہ تو نے اب ٹھیک کہا پھر اس کو پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔" (یہ ایسی نیکی ہے اور ایسی عظیم بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہادی کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔)

مدائنی کہتے ہیں کہ ہادی نے اس شخص کے بیٹے مرنے پر اس طرح تسکین دی۔ وہ فتنہ اور بلا ہو کر زندہ رہتا تو ہم خوش ہوتے اور اب وہ تمہارے لیے ثواب و رحمت ہے تو رنج کرتے ہو۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIE ISLAMIA ACADEMY

صولی کہتے ہیں کہ سلم الخاسر شاعر نے ہادی کی شان میں ایک قصیدہ جو متضمن بہ تہنیت و تعزیت ہے لکھا ہے اس کے دو اشعاروں کا ترجمہ حسب ذیل ہے

ترجمہ اشعار: ''خلافت و ہدایت موسیٰ کو پہنچ گئی۔ امیر المومنین محمد کا انتقال ہو گیا وہ شخص جو زمانہ کے غموں کو دور کرتا تھا مر گیا اور وہ شخص جو لطف و عنایت کے لیے اکیلا کافی ہے اس کے بجائے تخت نشین ہو گیا۔''

ایسا ہی ایک قصیدہ مروان بن ابی حفصہ نے بھی کہا ہے

ترجمہ اشعار: ''امیر المومنین کی قبر کی وجہ سے ہر شہر کے مقبرے فخر کرنے لگے اور اگر اس کے بیٹے ذریعہ تسکین نہ دی جاتی تو ہمیشہ ان پر روتے ہی رہتے۔ اگر موسیٰ اس کی بجائے نہ قائم ہوتا تو میں ایک آواز شوق مثل سچے دوستوں کی آواز کے لگاتا۔''

ہادی سے مروی احادیث:

صولی کہتے ہیں کہ مطلب بن عکاشہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے قریش کی توہین کی اور یہاں تک تجاوز کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں بھی گستاخانہ الفاظ کہے۔ میں اس معاملہ میں ہادی کے سامنے بطور گواہ کے پیش ہوا۔ ہادی نے اس مجلس میں فقہاء زمانہ اور نیز مدعا علیہ کو بلایا اور ہم نے اس کی گواہی دی۔ ہادی کا چہرہ ایک دم متغیر ہو گیا اور وہ سرنگوں کر کے خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ میں نے اپنے باپ مہدی اور اس نے اپنے باپ منصور اور اس نے اپنے باپ محمد اور اس نے اپنے باپ علی اور اس نے اپنے باپ حضرت عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے سنا ہے کہ جو شخص قریش کی توہین کا ارادہ کرے اللہ اسے ذلیل کرے گا اور پھر مدعا علیہ سے مخاطب ہو کر کہا اے خدا کے دشمن کیا تو قریش کی توہین سے راضی نہیں ہوا تھا جو حضور نبی کریم ﷺ تک کی توہین کی اور وہاں تک بات پہنچائی پھر اس کی گردن مار دینے کا حکم دیا۔ (خطیب)

یہ حدیث اسی طرح اس روایت میں موقوف ہے اور دوسرے طریقوں سے مرفوع بھی آئی ہے۔

ہادی کے زمانہ خلافت میں نافع قاری اہل مدینہ وغیرہ کا انتقال ہوا ہے۔

ہارون الرشید ابوجعفر

ابوجعفر ہارون رشید بن مہدی محمد بن منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) رشید کو اس کے باپ مہدی نے ہادی کے بعد ولیعہد مقرر کیا تھا اپنے بھائی کے انتقال کے بعد شب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یکشنبہ ۱۶ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔

عجیب اتفاق: صولی کہتے ہیں کہ اسی رات ہارون رشید کے ہاں اس کا بیٹا عبداللہ مامون پیدا ہوا اور ایسا اتفاق سوائے اس واقعہ کے کبھی نہیں ہوا کہ ایک ہی رات میں ایک خلیفہ کا انتقال ہوا ہو اور دوسرا اس کی جگہ قائم مقام ہوا ہو اور تیسرا عالم وجود میں آیا۔

پہلے اس کی کنیت ابوموسیٰ تھی مگر بعد میں ابوجعفر ہوگئی۔

اس نے اپنے باپ اور دادا اور مبارک بن فضالہ سے حدیث سنی ہے اور اس سے اس کے بیٹے مامون نے روایت کی ہے۔

ہارون رشید نہایت اولوالعزم خلیفہ اور دنیا کے بادشاہوں میں بہت بڑا جلیل القدر بادشاہ گذرا ہے اس نے بہت جہاد اور کثیر حج ادا کیے ہیں جیسا کہ ابوالعلاء کلابی اس کی شان میں کہتا ہے

ترجمہ اشعار: ''جو شخص تجھ سے ملاقات کرنا چاہے وہ تجھے حرمین شریفین یا انتہائے سرحد پر تلاش کرے تو دشمنوں کے ملک میں گھوڑے کی زین پر ارض مقدس میں اونٹ کے کوہان پر ملے گا۔''

یہ خلیفہ اپنے باپ کے عہد حکومت میں بمقام رے ۱۴۸ھ میں اپنی ماں خیزران کے پیٹ سے پیدا ہوا جس کے پیٹ سے ہادی پیدا ہوا تھا اس کے متعلق مروان بن ابی حفصہ نے یہ شعر کہا ہے

ترجمہ شعر: ''اے خیزران تجھے مبارک پھر تجھے مبارک، اور تیرے دونوں بیٹے دنیا کی سیاست داری کرتے ہیں۔''

ہارون الرشید گورا چٹا لمبا قد خوبصورت اور ملیح شخص تھا یہ فصاحت اور بلاغت کا ماہر اور علم و ادب کا پورا ماہر تھا اپنے زمانہ خلافت میں جب تک زندہ رہا سوائے بیماری کے روزانہ سو رکعت نماز نفل پڑھتا رہا اور ہمیشہ اپنے مال سے ایک ہزار درہم روزانہ صدقہ کرتا تھا۔ علم اور اہل علم کا دوست تھا۔ حرمات اسلام کی تعظیم و عزت کرتا اور دین میں رخنہ انداز لوگوں اور نص کے معارض کا سخت دشمن تھا۔

ہارون رشید کو بشر مریسی کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ خلق قرآن کا قائل ہے تو کہا کہ اگر میں اس پر فتحیاب ہو گیا تو اس کو قتل کردوں گا اپنے نفس کے اسراف اور اپنے گناہوں پر بیحد رویا کرتا تھا خصوصاً جب وعظ سنتا تھا تو اپنے گناہوں کو یاد کر کے اس کی بہت بری حالت ہوجاتی تھی اپنی تعریف کرنے والوں کو بہت انعام و اکرام دیا کرتا تھا اور خود شاعر بھی تھا۔

مشہور زمانہ واعظ حضرت مرہ بن سماک رحمۃ اللہ علیہ ایک روز ہارون کے پاس آئے اس نے ان کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بہت تعظیم و تکریم کی اور احترام کیا یہ دیکھ کر ابن سماک نے کہا کہ باوجود اس بادشاہت کے تمہاری تواضع تمہارے شرف سے بھی زیادہ ہے پھر ابن سماکؒ نے وعظ کہا اور ہارون رشید کو بہت رلایا۔ یہ خود حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کے مکان پر جایا کرتا تھا۔

چنانچہ عبدالرزاق کہتے ہیں کہ میں ایک دن مکہ معظمہ میں حضرت فضیل بن عیاضؒ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہارون رشید سامنے سے گذرا حضرت فضیل بن عیاضؒ نے اسے دیکھ کر کہا کہ لوگ ہارون کو اچھا نہیں سمجھتے حالانکہ میرے نزدیک زمین پر اس سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے جب یہ شخص مر جائے گا تب لوگوں پر سخت مصائب نازل ہوں گے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت ابو معاویہ ضریرؒ (نابینا عالم) کہتے ہیں کہ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک ہارون کے سامنے لیا جاتا تو وہ کہا کرتا تھا "صلی اللہ علی سیدی"۔ میں نے ایک مرتبہ اس کے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہو جاؤں اور پھر زندہ ہوں اور پھر قتل ہو جاؤں یہ سن کر ہارون رشید بے اختیار رو پڑا اور اس کی چیخ نکل گئی۔

ایک روز میں نے اس کو یہ حدیث سنائی کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بحث ہوئی ہارون رشید کے پاس اتفاق سے ایک معزز قریش بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے یہ سن کر کہا کہ ان دونوں پیغمبروں میں ملاقات کہاں ہوگئی تھی۔ ہارون رشید کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ فوراً حکم دیا کہ ایسے شخص کی سزا تلوار ہے بددین (معاذ اللہ منہ) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعنہ کرتا ہے۔ میں نے یہ کہہ کر کہ امیر المومنین اس سے نادانستگی میں ایسا ہوگیا ہارون کے غصہ کو بمشکل تمام ٹھنڈا کیا۔

اہل علم کا احترام:

یہی ابو معاویہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز ہارون رشید کے ساتھ کھانا کھانے کیلئے بیٹھا جب ہم کھانا کھا چکے تو (چونکہ ابو معاویہ نابینا تھے) معمول کے موافق ایک شخص نے میرے ہاتھ دھلائے جب میں ہاتھ دھو چکا تو ہارون رشید نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ کس نے دھلائے ہیں میں نے کہا مجھے خبر نہیں ہارون رشید نے کہا کہ محض تعظیم علم کے لیے میں نے خود آپ کے ہاتھ دھلائے ہیں۔

منصور بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے ان تین شخصوں سے زیادہ وعظ میں کسی کو روتے ہوئے نہیں دیکھا حضرت فضیل بن عیاضؒ، ہارون رشید اور ایک اور شخص۔

عبید اللہ القواریری کہتے ہیں کہ جب ہارون نے حضرت فضیل بن عیاضؒ سے ملاقات کی تو

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

حضرت فضیلؒ بن عیاضؒ نے فرمایا: اے خوبصورت شخص! تو قیامت کے دن اس امت کے متعلق پوچھا جائے گا اور آیت "وتقطعت بھم الاسباب" پڑھ کر حضرت فضیلؒ بن عیاضؒ نے کہا کہ قیامت کے دن وہ اسباب وسائل جو دنیا میں تھے منقطع ہو جائیں گے یہ سن کر ہارون رشید دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

اس کی اچھائیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس وقت اس کے پاس ابن مبارک کے انتقال کی خبر پہنچی تو اپنے آپ تعزیت میں بیٹھ گیا اور اعیان سلطنت کو بھی تعزیت میں بیٹھنے کے لیے حکم دیا۔

اہل علم کی خدمت:

لفطویہ کہتے ہیں کہ ہارون رشید اپنے دادا ابوجعفر منصور کے قدم بقدم چلتا تھا مگر فرق یہ تھا کہ منصور بخیل اور حریص تھا اور یہ نہیں تھا بلکہ شاید اس سے بڑھ کر سخاوت اور جود و عطا میں کوئی خلیفہ اس کا ہمعصر گذرا ہو حتیٰ کہ ایک مرتبہ اس نے حضرت سفیان بن عیینہؒ کو ایک لاکھ روپیہ عطا کر دیا تھا اور اسحاق موصلی کو ایک دفعہ دو لاکھ روپیہ دینے کا حکم دے دیا تھا اور مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ کے عوض میں پانچ ہزار دینار دیدیئے تھے اور اسی کے ساتھ خلعت اور اپنا خاص گھوڑا اور دس رومی غلام بھی عنایت کیے تھے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ ہارون رشید نے کہا کہ اے اصمعی آپ ہم پر کیوں جفا کرتے ہیں اور ہم سے کیوں غفلت کرتے ہیں میں نے کہا کہ واللہ امیر المومنین میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جلدی میں کسی شہر میں بھی نہیں ٹھہرا ہوں یہ سن کر ہارون رشید خاموش ہو گیا اور جب لوگ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ شعر: "تیری ایک ہتھیلی عطا کی وجہ سے درہموں سے بھری رہتی ہے اور دوسری میں تلوار اور خون رہتا ہے۔"

ہارون رشید نے یہ سن کر مجھے داد دی اور کہا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے آپ مجھے لوگوں کے سامنے کچھ نہ کہیں اور تخلیہ میں نصیحتیں کیا کریں پھر مجھے پانچ ہزار دینار انعام میں دیئے۔

المسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ ہارون رشید کا ارادہ تھا کہ بحر روم اور بحر قلزم کو (نہر کے ذریعہ) مقام خرما کے قریب ملا دے مگر اس کی یحییٰ بن خالد برمکی نے مخالفت کی کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو رومی مسلمانوں کو مسجد حرام سے جھپٹ لیجایا کریں گے اور رومیوں کے جہاز حجاز تک آ جایا کریں گے یہ سن کر اس نے ارادہ ملتوی کر دیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ہارون رشید اور مشاہیر عالم:

حافظ کہتے ہیں کہ جیسے لوگ ہارون رشید کو میسر آئے تھے کسی خلیفہ کو میسر نہیں آئے۔ برامکہ اس کے وزراء تھے امام ابویوسفؒ اس کے قاضی تھے۔ مروان بن ابی حفصہ اس کا شاعر تھا۔ عباس بن محمد اس کے باپ کا چچا اس کا ندیم تھا۔ فضل بن ربیع جیسا نام آور عظیم الشان اس کا حاجب (وزیر دربار) تھا ابراہیم موصلی (مشہور عالم دین) اس کے دربار کا مغنی تھا اور زبیدہ اس کی بیوی۔ غرضیکہ ہارون رشید کا زمانہ ایک قابل رشک زمانہ تھا جو بمنزل ایک دلہن کے سمجھنا چاہیے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ہارون رشید کے حالات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی شرح بہت طویل ہے اور اس کے محاسن بھی بہت زیادہ ہیں اور اسی کے ساتھ لہو ولعب اور لذات ممنوعہ اور گانا سننا بھی کچھ کم نہیں اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔ اس کے عہد میں حسب ذیل علماء کرام نے انتقال فرمایا:

ہارون کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف:

"مالک بن انس، لیث بن سعد، قاضی ابویوسف امام ابویوسف امام ابوحنیفہؒ کے خاص شاگرد رشید قاسم بن معن، مسلم بن خالد الزنجی، نوح الجامع، حافظ ابوعوانہ یشکری، ابراہیم بن سعد زہری، ابواسحاق فرازی، ابراہیم بن ابی یحییٰ۔ (استاد امام شافعیؒ)

اسد الکوفی امام ابوحنیفہ کے بہت بڑے شاگرد، حمزہ سیبویہ امام العربیہ ضیغم الزاہد، عبداللہ عمری زاہدی، عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن ادریس کوفی، عبدالعزیز بن ابی حازم دراوردی، کسائی قاریوں اور نحویوں کے استاد، محمد بن حسن امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ان دونوں نے ایک ہی دن انتقال کیا۔ علی بن مسہر، غنجار، عیسیٰ بن یونس سبیعی، فضیل بن عیاض، ابن سماک واعظ مروان بن ابی حفصہ شاعر، معافی عمران موصلی، معتمر بن سلیمان، مفضل بن فضالہ قاضی مصر، حضرت امام موسیٰ کاظم، موسیٰ، ربیعہ ابوالحکم مصری (اپنے زمانہ کے ولی) نعمان بن عبدالسلام الاصفہانی، ہشیم یحییٰ بن ابی زائدہ، یزید بن زریع، یونس بن حبیب نحوی، یعقوب بن عبدالرحمن قاری مدینہ معصعہ بن سلام عالم اندلس شاگرد امام مالکؒ، عبدالرحمن بن قاسم امام مالکؒ کے بہت بڑے شاگرد، عباس ابن احنف مشہور شاعر، ابوبکر بن عیاش مقری، یوسف بن ماجشون و دیگر حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ۔

واقعہ مباہلہ:

۱۷۵ھ میں ہارون رشید کے زمانہ کا ایک عجیب واقعہ ہے کہ عبداللہ بن مصعب زبیری نے یحییٰ بن عبد بن حسن علوی پر یہ افترا کیا کہ اس نے ایک جمعیت قائم کی ہے اور عنقریب یہ ہارون رشید پر بغاوت کرنے والا ہے یحییٰ بن عبداللہ نے ہارون رشید کے سامنے اسے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

مباہلہ کے لیے بلایا اور اس کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر یہ دعا کرنے کے لیے کہا: یارب العالمین اگر تو جانتا ہے کہ یحییٰ نے مجھے امیر المومنین کے خلاف بغاوت کرنے کیلئے آمادہ نہیں کیا تو مجھے آپ اپنی قوت اور عذاب میں گرفتار کرلے۔

آمین یارب العالمین!

عبداللہ بن مصعب یہ کہتے ہوئے متردد اور مضطرب ہوا مگر اس نے یہ دعا کی اس کے بعد یحییٰ نے بھی دعا کی اور دونوں خاموش کھڑے ہوگئے نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ بن مصعب اسی روز مرگیا۔

فتوحات: ۱۷۶ھ میں شہر دبتہ، امیر عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح عباسی کے ہاتھ فتح ہوا۔

۱۷۹ھ میں ہارون رشید نے رمضان شریف میں عمرہ کیا اور حالت احرام میں ہی رہا حتیٰ کہ اسی احرام سے حج کیا اور مکہ معظمہ سے عرفات تک پیدل سفر کیا۔

۱۸۰ھ میں ایک سخت اور ہولناک زلزلہ آیا جس کے صدمہ سے اسکندریہ کے مناروں کے اوپر کا حصہ گر پڑا۔

۱۸۲ھ میں قلعہ صفصاف لڑائی سے خود امیر المومنین ہارون رشید کے ہاتھ پر فتح ہوا۔

۱۸۳ھ میں ارمینیہ میں غدر ہوگیا اور وہاں قوم خزرج (خزر) نے بغاوت کردی اس میں بہت مسلمان ہلاک ہوئے اور خزرج نے مسلمانوں کی بہت زیادہ خونریزی کی حتیٰ کہ انہوں نے ایک لاکھ سے زیادہ کو قید کرلیا اور اسلام پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی جو اس سے پہلے کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔

بادشاہ روم کا ہارون رشید کے نام خط: ۱۸۷ھ میں بادشاہ روم یقفور نامی نے ایک خط ہارون رشید کے پاس نقض عہد کا جو عہد مسلمانوں اور ملکہ زینی ملکہ روم کے درمیان تھا، روانہ کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ یہ خط یقفور بادشاہ روم کی طرف سے ہارون بادشاہ عرب کی طرف ہے۔ واضح رہے کہ جو ملکہ مجھ سے پہلے روم پر قابض تھی، اس کے زمانہ میں تمہاری وہی حیثیت تھی جو شطرنج میں رخ کی ہوتی ہے اور اس کی حیثیت بوجہ ضعیف الرائے اور حماقت کے بمنزلہ پیدل کے تھی، اسی لیے اس نے تجھے بہت سا مال دیا اور صلح کرلی لیکن اب جبکہ تمہارے پاس میرا خط پہنچے تو وہ مال جو تم نے اس سے حاصل کیا تھا، فوراً واپس کردو، ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان اب تلوار فیصلہ کریگی، فقط

واپسی جواب: یہ مراسلہ پڑھ کر ہارون رشید کو اتنا غصہ آیا کہ غصہ کی وجہ سے برافروختہ ہوگیا حتیٰ کہ اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے کی کسی کو تاب نہ رہی اور نہ کوئی بات کرسکتا۔ اس کے ہم جلیس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور وزیر وزراء اس کے سامنے سے اٹھ کر چلے آئے۔ ہارون الرشید نے بغیر کسی وزیر سے مشورہ کیے ہوئے دوات قلم منگوا کر اس کی پشت پر لکھ دیا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہارون امیرالمومنین کی طرف سے یقفو ررومی کتے کو معلوم ہو کہ کافر کے بچے میں نے تیرا خط پڑھا، جس کا جواب تو عنقریب آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ سننے کی ضرورت نہیں۔ فقط

اور خود بہ نفس نفیس لشکر کو لے کر اسی روز روانہ ہوگیا، جب شہر ہرقل میں پہنچا تو وہ معرکہ آرائی کی جو آج تک مشہور چلی آتی ہے اور فتح حاصل کی۔ آخر کار یقفور نے صلح کی درخواست کی اور ہر سال خراج دینا منظور کیا جس کو ہارون الرشید نے قبول کرلیا اور واپسی کا حکم دیدیا مگر ابھی ہارون مقام رقہ تک ہی واپس آیا تھا کہ پھر کتیا کے بچے نے نقص عہد کیا اور یہ سمجھا کہ سردی کی وجہ سے اب ہارون الرشید حملہ نہیں کریگا۔ نقض عہد کی خبر امیرالمومنین کے گوش گزار کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ آخر عبداللہ بن یوسف تمیمی نے ان اشعار میں خبر پہنچائی:

ترجمہ اشعار: "جو کچھ یقفور کو آپ نے عطا کیا تھا، اس نے پھر اس کا نقص عہد کیا۔ شاید ابھی اس کی گردش کے ایام باقی ہیں۔ امیرالمومنین کو خوشخبری دیتا ہوں کہ بکریاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور عنایت کی ہیں۔"

ابوعتاہیہ نے بھی اسی قسم کے اشعار پڑھے۔ ہارون الرشید اطلاع پاتے ہی فوراً پھر لوٹ پڑا، اور نہایت مشقت کے بعد وہاں پہنچا اور اس وقت تک لڑتا رہا جب تک کہ اپنی مراد کو نہ پہنچ سکا اور یقفور کو تباہ نہ کر دیا۔ ابوالعتاہیہ اسی کے متعلق کہتا ہے:

ترجمہ اشعار: "خبردار! ہرقلہ جنگ سے تباہ ہوگیا، بادشاہ جس کے کام کے موافق ہیں اس نے فتح کرلیا۔ ہارون بجلی کی طرح وہاں شمشیر براں لیے اور چمکاتے ہوئے پہنچا اور وہ جھنڈے جن کیلئے فتح حلال ہے اس طرح وہاں پہنچ رہے تھے جیسے بادلوں کے ٹکڑے۔"

۱۸۹ ہجری میں رومیوں نے اپنے یہاں سے مسلمانوں کو نکال دیا اور وہاں کوئی بھی مسلمان قیدی باقی نہ رہا۔ ۱۹۰ ہجری میں ملک روم میں پھر فوج شراحیل بن معن ابن زائدہ کی سرکردگی میں بھیجی گئی جس سے روم کے لشکر کو پراگندا کر دیا۔ ہرقلہ اور قلعہ صقالیہ فتح ہوگیا اور یزید بن مخلد نے فلقونیہ فتح کیا اور حمید بن معیوف قبرس کی طرف روانہ کیا گیا۔ جس نے اہل قبرس کو شکست دے کر وہاں آگ لگادی اور ان کے سولہ ہزار آدمی گرفتار کرلایا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۱۹۲ ہجری میں خراسان کی طرف ہارون نے توجہ کی اور وہاں خود گیا۔ محمد بن صباح طبری کہتے ہیں کہ میرے والد ماجد نہروان تک ہارون کے ساتھ رہے۔ سفر کے دوران ایک روز کچھ گفتگو ہوئی تو ہارون نے کہا کہ صباح شاید تم اس کے بعد مجھ سے نہ مل سکو۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بسلامتی پھر لائے۔ ہارون نے پھر کہا کہ شاید پھر اس کے بعد تم مجھے نہ دیکھو سکو۔ انہوں نے پھر ایسا ہی جواب دیا۔ ہارون نے راستہ سے ہٹ کر یہ کہا کہ تم یہاں آؤ میں تمہیں بتاؤں، راز کی بات ہے کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ پھر اپنا پیٹ کھول کر دکھایا، پیٹ کے گرد ایک ریشم کی پٹی بندھی ہوئی تھی، اسے دکھلا کر کہا کہ مجھے یہ مرض ہے جسے میں لوگوں سے چھپاتا ہوں اس پر بھی میرے بیٹوں کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک کا ایک ایک نگہبان اور حمایتی میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔ مامون کا حمایتی مسرور ہے اور امین کا حمایتی جبریل بن بختیشوع اور میں تیسرے کا نام بھول گیا کہ کیا بتلایا تھا ان میں سے ہر ایک میرے سانس گن رہا ہے اور میری زندگی کے دن ایک ایک شمار کرتا ہے۔ میری عمر کو لمبا سمجھتے ہیں اگر تم اس بات کو معلوم کرنا چاہو تو ابھی لو میں ترکی گھوڑا منگاتا ہوں، مگر یہ لوگ نہایت کمزور گھوڑا لائیں گے تا کہ میری بیماری اور زیادہ ہو جائے چنانچہ ترکی گھوڑا منگایا مگر وہی کمزور گھوڑا آیا تو میری طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھ کر اس پر سوار ہو کر جرجان کی طرف چل دیا اور مجھ کو بھی رخصت کر دیا مگر ہارون الرشید بیماری کی حالت میں طوس پہنچا اور وہاں ۱۹۳ ہجری میں انتقال کر گیا۔

۱۵۷ ہجری میں ہارون رشید نے اپنی بیوی زبیدہ کی خواہش کے موافق اپنے بیٹے امین کو ولی عہد بنایا تھا حالانکہ ابھی امین کی عمر کل پانچ سال ہی کی تھی۔ (امین کا نام محمد اور لقب امین رکھا تھا۔)

ذہبی کہتے ہیں کہ دولت اسلام میں من حیث الامامت یہ سب سے پہلا ضعف تھا جو جاری ہوا، پھر ہارون رشید نے اپنے بیٹے عبداللہ کو امین کے بعد کا ولی عہد ۱۸۲ ہجری میں کیا تھا اور اس کا لقب مامون رکھا تھا اور اس کو تمام خراسان کی حکومت دے کر وہاں بھیج دیا تھا، پھر مامون کے بعد اپنے بیٹے قاسم کو جو نہایت خورد سال تھا مؤتمن کا لقب دے کر ۱۸۶ ہجری میں ولی عہد کیا تھا اور اس کو جزیرہ اور سرحد کی حکومت دیدی تھی اور اس طرح دنیائے اسلام کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا تھا۔

بعض عقلمندوں نے اسی وقت کہا تھا کہ ہارون رشید نے ان کے درمیان میں ایک بہت بڑی لڑائی کا بیج بو دیا ہے اور ایک تکلیف کے اندر رعیت کو ڈال دیا ہے۔ شعراء نے بھی ان تینوں کی تقرری پر قصائد مداحیہ لکھے تھے اور اس عہد نامہ یادستاویز ولی عہدی کو کعبہ شریف میں آویزاں کر دیا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے معتصم کو خلافت سے اس لیے محروم رکھا تھا کہ وہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بالکل ان پڑھ اور جاہل تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اسی کی اولاد میں خلافت کو منتقل کر دیا اور تمام خلفاء پھر اسی کی اولاد سے پیدا ہوئے اور ہارون رشید کی دوسری اولاد سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔

سلفی نے طیوریات میں ابن مبارک کی سند سے لکھا ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اس کا دل ایک مہدی کی کنیز پر آگیا جب ہارون رشید نے اسے طلب کیا تو اس نے یہ کہہ کر کہ میں تمہارے والد کی ہم بستر رہ چکی ہوں انکار کر دیا لیکن ہارون رشید محبت کے ہاتھوں سے لاچار تھا، اس نے امام ابو یوسفؒ سے اس کے متعلق دریافت کیا، تو قاضی ابو یوسفؒ نے فرمایا: امیر المومنین! اگر کنیز کوئی بات کہے تو کیا ضرورت ہے کہ وہ سچ ہی بولتی ہو کیونکہ کنیز کہیں کی پارسا نہیں ہے اس کی تصدیق نہ کیجئے۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں کن کن باتوں پر تعجب اور افسوس کروں آیا اس بادشاہ اور خلیفہ پر کہ جس کے ہاتھ میں مسلمانوں کا خون اور مال ہے اور اس نے اپنے باپ کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا یا اس کنیز پر جس نے امیر المومنین جیسے عظیم الشان خلیفہ تک سے بھی کنارہ کشی اختیار کی یا اس فقیہ زمانہ اور قاضی اسلام پر (امام ابو یوسف) جس نے خلیفہ کو اس کے باپ کی توہین اور اسکے باپ کی ہمخوابہ سے ہم بستری کرنے کا مشورہ دیا اور اپنی گردن پر گناہوں کا بوجھ رکھا۔

عبداللہ ابن یوسف کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے ایک مرتبہ قاضی ابو یوسف سے کہا کہ میں نے ایک باندی خریدی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک حیض گزرنے سے پہلے صحبت کروں، لہٰذا اگر آپ کو کوئی حیلہ شرعی یاد ہو تو بتایئے قاضی ابو یوسفؒ نے کہا کہ ہاں اس کو اول اپنے لڑکے کو بطور ہبہ کے دیدیجئے اور پھر خود اس سے نکاح کر لیجئے۔

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ ایک دن رات کو ہارون رشید نے قاضی ابو یوسفؒ کو بلا کر کوئی مسئلہ دریافت کیا جب انہوں نے یہ مسئلہ بتا دیا تو ہارون نے ان کیلئے پھر ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔ قاضی ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر امیر المومنین مجھے یہ درہم صبح ہونے سے پہلے عطا کر دیں تو اچھا ہو۔ ہارون نے صبح سے پہلے دینے کا حکم دیا مگر ایک شخص نے کہا کہ خزانچی اپنے گھر ہے اور خزانہ بند ہے۔ قاضی ابو یوسفؒ نے کہا کہ جب مجھے بلایا تھا تب بھی دروازہ بند تھا۔ یہ سن کر دروازہ خزانہ کا کھلوا دیا گیا۔

خواب میں زیارت نبوی ﷺ:

صولی نے یعقوب بن جعفر سے روایت کی ہے کہ جس سال ہارون رشید خلیفہ ہوا، اسی سال اس نے اطراف روم پر چڑھائی کی تھی اور وہاں سے شعبان میں واپس آ کر فریضہ حج ادا کیا تھا، جب حرمین شریفین میں پہنچا تو بے انتہا مال خرچ کیا۔ اس سے پہلے سرور کائنات حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور نبی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

کریم ﷺ فرمارہے ہیں کہ اسی مہینہ میں تجھے امرِ خلافت سپرد ہو جائے گا تجھے چاہیے کہ غزوات میں مصروف ہونا اور جہاد کرنا اور حج ادا کرنا اور اہلِ حرمین پر بہت سا مال خرچ کرنا۔ ہارون رشید نے خلافت کے بعد حضور ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل کی۔

معاویہ بن صالح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہارون رشید نے جو سب سے پہلا شعر اپنے پہلے حج میں کہا تھا اس کا قصہ یہ ہوا تھا کہ وہ ایک مکان میں گیا تو اس نے مکان کی دیوار پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا:

الا یاامیر المومنین اماتزی　　　فدیتك هجران الحبیب کبیرا

ترجمہ: ''اے امیر المومنین! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میں نے تیرے فدیہ میں بڑے محبوب کو بھی چھوڑ دیا۔''

ہارون نے فوراً دوات وقلم منگا کر اس کے نیچے لکھ دیا کہ

بلٰی والھدایا المشعرات وماشی　　　بمکة مرفوع الاظل حسیرا

ترجمہ: ''ہاں وہ ہدایا جو حرم میں ذبح کرنے کیلئے تیار کیے جائیں وہ مکہ میں دوڑنے سے عاجز رہ گئے ہیں۔''

سعید بن مسلم کہتے ہیں کہ ہارون رشید کا فہم علماء کا سا فہم تھا اکثر شعراء کے کلام میں بہت اچھی اصلاح کر دیتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ نعمانی شاعر کے اس شعر میں جو اس نے گھوڑے کی صفت میں لکھا تھا بہت اچھی اصلاح کی تھی۔

عبداللہ ابن عباس بن فضل بن ربیع کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہارون نے قسم کھائی کہ فلاں کنیز کے پاس (جو اسے محبوب تھی) اتنے دنوں تک نہیں جانا جب وہ دن گزر گئے تو وہ کنیز نہ راضی ہوئی، اس پر ہارون نے کہا:

ترجمہ: ''جب مجھے فریفتہ دیکھا تو مجھ سے روگردانی کی اور جب ہوش آیا تو صبر دراز ہوگیا وہ میری مملوکہ تھی مگر مالکہ بن گئی یہ زمانہ کی عجیب باتوں میں سے ہے۔''

اتنے میں ابوالقاہیہ شاعر آگیا۔ اس سے کہا کہ تم بھی اس پر نہ کچھ ملاؤ۔ اس نے اس پر زیادہ کیا کہ:

ترجمہ: ''زیادتی محبت نے مجھے اس کی نظروں میں ذلیل کر دیا اور اس کی محبت مجھے کیونکر نہ ہو وہ حسین ہی ایسی ہے اسی لیے میں اس کا مملوک ہوگیا اور اسی وجہ سے لوگوں پر میری حالت ظاہر ہوگئی۔''

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ایک زندیق حدیث: ابن عساکر ابن علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہارون رشید نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم دیا۔اس نے کہا:
آپ مجھے کس گناہ میں قتل کراتے ہیں۔ ہارون نے کہا تاکہ تیرے فتنہ سے مخلوق خدا محفوظ رہے۔اس نے کہا آپ ان ایک ہزار احادیث کو جو خود میں نے تیار کیں اور جن میں حضور نبی کریم ﷺ کا ایک لفظ بھی موجود نہیں اور تمام جگہ شائع کر دی ہیں ان کے متعلق کیا کریں گے۔ ہارون رشید نے کہا اے خدا کے دشمن! تو کس خیال میں ہے؟ ابواسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک خود تنقید کر کے ان کا ایک ایک حرف نکال کر پھینک دیں گے۔ (یعنی وہ اصول حدیث سے اس کا موضوع ہونا ثابت کرینگے)

اہل بیت سے محبت: صولی اسحٰق ہاشمی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک روز رشید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ رشید نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے۔عوام الناس کا میری طرف یہ خیال ہے کہ مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بغض و عداوت ہے اور واللہ! میں کسی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب نہیں رکھتا۔اصل یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے بغض رکھتے ہیں اور ہم سے طعنہ زنی کرتے ہیں اور ہماری سلطنت میں فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں وہی لوگ ایسی باتیں مشہور کرتے پھرتے ہیں اور محض اس لیے کہ میں نے ان کو سزائیں دی ہیں اور وہ لوگ بنوامیہ کی طرف مائل ہیں، تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاجزادگان تو وہ اہل سادات اور افضیلت میں سب سے مقدم ہیں، مجھ سے میرے باپ میرے مہدی نے بوساطت اپنے آباؤ اجداد کے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسن وحضرت سیدنا امام حسین (رضی اللہ عنہما) کے متعلق فرمایا ہے کہ جس نے ان دونوں سے محبت رکھی، اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سوائے حضرت مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) کے تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں۔

ابن سماک کی نصیحت: روایت کرتے ہیں کہ ابن سماک ایک روز ہارون رشید کے پاس آیا۔ ہارون رشید کو پیاس لگی ہوئی تھی۔اس نے پانی مانگا جب کسی نے پانی لا کر دیا تو ابن سماک نے کہا: ذرا ٹھہریئے اگر آپ کو شدت کی پیاس ہوئی اور کہیں پانی نہ دستیاب ہو تو آپ ایک پیالہ پانی کتنے میں خرید سکتے ہیں۔ ہارون نے جواب دیا کہ نصف سلطنت میں۔ابن سماک نے کہا اچھا اب پانی پی لیجیے، جب ہارون پانی پی چکا تو ابن سماک نے پھر پوچھا کہ اگر یہ پانی جو آپ نے پیا ہے پیٹ میں ہی رہ جائے تو اس کے خارج کروانے میں کیا خرچ کر سکتے ہو۔ ہارون نے کہا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کہ باقی تمام بادشاہت دے دوں۔ ابن سماک نے کہا کہ بس آپ یاد رکھئے کہ آپ کی تمام بادشاہت ایک پیالہ پانی اور پیشاب کی قیمت رکھتی ہے۔ ایک لائق شخص کیلئے اس کی طرف رغبت کرنا محض حماقت ہے۔ یہ سن کر ہارون رشید بہت رویا۔

شیبان کی نصیحت:

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے ایک مرتبہ شیبان سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارا وہ مصاحب جو تمہیں خوف دلاتا رہے اور اس خوف کا انجام امن ہو، اس مصاحب سے بہتر ہے جو تمہیں خوف سے نڈر کردے اور نڈر کا اپنا انجام برا ہو۔ رشید نے یہ سن کر کہا ذرا کھول کر بیان کیجئے کہ آپ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو شخص تم سے یہ کہے کہ قیامت کے دن تم سے رعیت کے متعلق سوال ہونے والا ہے خدا سے ڈرتے رہو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو تمہیں یہ بتادے کہ تم اہل بیت ہو تمہارے گناہ معاف ہیں کیونکہ تم حضور نبی کریم ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہو۔ یہ سن کر رشید اتنا رویا کہ اس کے پاس بیٹھنے والوں کو اس پر رحم آگیا۔

صولی کی کتاب الاوراق میں لکھا ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا اور اس نے یحییٰ بن خالد برمکی کو اپنا وزیر بنایا تو ابراہیم موصلی نے یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ اشعار: "اے مخاطب! کیا تو نہیں دیکھتا کہ آفتاب مریض تھا (یعنی بے نور) جب ہارون کو خلافت پہنچی تو اس کا نور چمکنے لگا۔ دنیا اس کے جمال سے ملبس ہوگئی کیونکہ ہارون بادشاہ ہے اور یحییٰ اس کا وزیر۔"

یہ سن کر ہارون نے اس کو ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے اور پچاس ہزار یحییٰ نے بھی دیئے۔

داؤد بن زرین واسطی نے بھی اس قسم کے اشعار موزوں کیے تھے:

ترجمہ: "ہارون سے ہر شہر میں نور چمک گیا اور اس کے سبب سے عدل قائم ہوگیا۔

وہ لوگوں کا امام ہے اور اس کا شغل، حج کرنا اور غزوات میں جانا ہے اس کے چہرے کے نور سے دنیا کا نور ماند پڑ گیا جس وقت وہ لوگوں کے سامنے آیا، اس کی بخشش کی ہتھیلی جو کشادہ ہوئی تو جتنا لوگ اس سے امید کرتے تھے اس سے زیادہ پایا۔

شوق علم رکھنے والے بادشاہ:

قاضی فاضل اپنے بعض رسائل میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک سوائے دو بادشاہوں کے طلب علم میں کسی نے سفر نہیں کیا۔ ایک تو ہارون رشید کہ اپنے دونوں بیٹوں امین اور مامون کو لے کر موطا امام مالک پڑھنے کیلئے حضرت امام مالک ؒ کے پاس گیا اور جس نسخہ موطا امام مالک میں ان تینوں نے پڑھا وہ شاہان مصر کے کتب خانہ

میں موجود تھا۔ اور دوسرے سلطان صلاح الدین بن ایوب نے اسی موطا امام مالک کے پڑھنے کی غرض سے اسکندریہ کی طرف سفر کیا تھا اور وہاں علی بن طاہر بن عون نے ان کو مؤطا پڑھایا تھا۔ منصور نمری نے اسی کے متعلق کہا ہے:

ترجمہ شعر: ''اس نے قرآن پاک کو اپنا امام اور دلیل بنا رکھا ہے کیونکہ قرآن پاک اس کے نزدیک واجب الحرمت ہے اس پر ایک لاکھ انعام ملا۔''

ہارون رشید کا قول ہے کہ میری تعریف کے اشعار میں میرے نزدیک سب سے پسندیدہ شعر یہ ہے:

ترجمہ شعر: ''وہ امین و مامون اور موتمن کا باپ ہے کیا ہی نیک والد اور اچھی اولاد ہے۔''

اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ہارون رشید کے پاس آ کر یہ قصیدہ پیش کیا:

ترجمہ: جب اس عورت نے بخل کا حکم دیا تو میں نے کہا بخل کم کر کیونکہ مال ایسی چیز ہے جو آنی جانی ہے۔ میں لوگوں کو سخی کا دوست دیکھتا ہوں اور بخیل کا دنیا میں کوئی دوست نظر نہیں آتا۔ بخل بخیل کو عیب دار بناتا ہے میرا نفس اس سے بری ہے کہ مجھے کوئی بخیل کہے اس جوان کے اچھے حالات میں سے ایک یہ ہے کہ جب اس کے پاس کچھ ہوتا ہے تو ہمیشہ عطا کرتا رہتا ہے میں فقر سے خوف اور تونگری کی حرمت کیوں کروں، جبکہ امیر المومنین کا میری طرف بہت اچھا خیال ہے۔

یہ سن کر ہارون رشید نے کہا: ہاں! ہاں! کیوں خوف کرتے ہو۔ اے فضل! اس کو ایک لاکھ درہم دیدو۔ واللہ اس کے اشعار بہت ہی اچھے ہیں اور اس کے اصول اور فصول بہت ہی پاکیزہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین! میرے اشعار سے تو یہ آپ کا فرمان ہی بہت اچھا ہے (جس کی وجہ سے عطیات مل جائے گی) ہارون نے کہا کہ فضل اس کو ایک لاکھ دیدو۔

اولیات ہارون رشید:

محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں کہ خلفاء میں سب سے اول ہارون رشید ہی نے چوگان کھیلی اور نشانہ بازی کی اور خلفاء بنی عباس سب سے پہلے شطرنج ہارون نے ہی کھیلی ہے۔

صولی کہتے ہیں کہ اول ہارون نے ہی گویوں کے مراتب مقرر کیے۔ جس وقت ہیلانہ اس کی لونڈی (باندی) کا انتقال ہوا تو اس نے یہ مرثیہ کہا:

ترجمہ شعر: ''میں نے بڑا درد اور رنج کھینچا، جب ہیلانہ کو موت آئی جب وہ مجھ سے جدا ہوگئی تو میرا تیش جاتا رہا۔ میں جیسا تھا ویسا ہی نہ رہا۔'' یہی دنیا تھی مگر جب وہ قبر میں چلی گئی تو دنیا ہی جاتی رہی، بہت سے دنیا میں انسان ہیں مگر تیری موت کے بعد میں نے کوئی انسان ہی نہ دیکھا۔ واللہ! میں

تجھے جب تک نہیں بھولوں گا اس وقت تک ٹہنیوں کو ہوا حرکت دیتی رہے۔

وصال: ہارون رشید نے ملک خراسان کے مقام طوس میں جہاں وہ غزوہ کیلئے گیا ہوا تھا انتقال کیا اور وہیں ۳ جمادی الآخر ۱۹۳ ہجری میں بعمر پینتالیس سال مدفون ہوا۔ اس کے جنازہ کی نماز اس کے بیٹے صالح نے پڑھائی۔

صولی کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے دس کروڑ دینار نقد اور اسباب و جواہر اور چاندی اور گھوڑے دس کروڑ پچیس ہزار کی ملکیت کے چھوڑے۔

کہتے ہیں کہ حکیم جبریل بن بختیشوع نے ہارون رشید کے علاج میں غلطی کھائی اور اس کی موت کا سبب ہو گیا۔ اس نے ہارون رشید کے ایک عضو کے کاٹ ڈالنے کا ارادہ کیا تھا مگر اس نے کہا کہ کل تک انتظار کیجئے صبح کو آپ عافیت سے اٹھیں گے مگر وہ اسی روز مر گیا۔

کہتے ہیں کہ ہارون رشید نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں طوس کا قصد کر رہا ہوں، صبح اٹھ کر وہ بہت رویا اور کہا کہ میری قبر کھود دو، چنانچہ کھودی گئی اور خود اونٹ پر سوار ہو کر اسے دیکھنے گیا۔ قبر کی طرف دیکھ کر کہنے لگا: اے ابن آدم! اب اسے اختیار کر، پھر چند لوگوں کو قبر میں اترنے کا حکم دیا اور اس میں ان سے ختم قرآن پاک کرایا اور خود قبر کے کنارے بیٹھا رہا۔ جس وقت اس کا انتقال ہو گیا تو لشکر میں امین سے بیعت ہو گئی اور میں اس وقت بغداد میں موجود تھا، جب بغداد میں یہ خبر پہنچی تو امین نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا اور اس میں لوگوں کو ہارون رشید کے انتقال کی خبر سنائی اور لوگوں نے اس روز وہاں بیعت عام کی ہارون رشید کا غلام رجاء نامی ہارون کی چادر چھڑی مہر لے کر چلا اور بارہ روز میں پندرہ جمادی الآخر کو بغداد میں پہنچ کر امین کے سپرد کر دیں۔

ابوالشیص نے ہارون کے وصال پر مرثیہ لکھا، وہ مرثیہ تمام مرثیوں کو اعلیٰ اور بلند پایہ ہے۔

ترجمہ اشعار: ''غروب آفتاب مشرق میں ہو گیا اسی لیے میری آنکھیں روتی ہیں ہم نے آفتاب کو کبھی اس سمت غروب ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ جدھر سے وہ طلوع ہوتا ہے۔''

ابونواس نے ایک قصیدہ متضمن بہ مرثیہ و تہنیت لکھا ہے:

ترجمہ: ''سعد و نحس کی دنیا پر حکومت ہو گئی ہم ماتم میں بھی ہیں اور مجلس شادی میں بھی دل روتا ہے آنکھیں ہنستی ہیں، ہم پر وحشت بھی طاری ہے اور انس بھی ہم امین کی خلافت قائم ہونے پر خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں اور امام کی جو کل وفات ہوئی ہے وہ ہمیں رلاتی ہے۔ ایک بدر بغداد میں طلوع ہوا اور دوسرا طوس کی زمین میں غروب ہوا ہے۔''

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مروی احادیث: صولی کہتے ہیں کہ دو حدیثیں ہارون رشید سے مروی ہیں: (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم آتش دوزخ سے بچو، خواہ صدقہ آدھی کھجور کے برابر ہو۔ (۲) حضرت ابن عباس، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے منہ پاک وصاف کرو کیونکہ وہ قرآن پاک کا راستہ ہے۔

امین محمد ابو عبداللہ

امین محمد ابو عبداللہ بن رشید اس کو اس کے باپ ہارون نے اپنی زندگی میں ولی عہد مقرر کیا تھا لہٰذا اسی کے موافق اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ شخص اچھا جوان مرد گورا چٹا لمبا قد، خوبصورت نہایت زور آور حملہ کرنے والا بہادر تھا۔

کہتے ہیں کہ اس نے ایک مرتبہ اپنے ہاتھ سے شیر مار دیا تھا۔ فصیح و بلیغ و ادیب اور بافضیلت آدمی تھا لیکن ان اوصاف کے ساتھ ہی ساتھ تدبر سے خالی تھا۔ فضول خرچ ضعیف الرائے اور احمق بھی تھا خلافت کی صلاحیت اور قابلیت نہیں رکھتا تھا جس روز خلیفہ ہوا۔ اس کے اگلے ہی روز قصر منور کے پاس چوگان کھیلنے کیلئے میدان بنانے کا حکم دیا۔

۱۹۴ ہجری میں اپنے بھائی قاسم کو جسے ہارون نے اس کے بعد ولی عہد بنایا تھا، علیحدہ کر دیا، جس کی وجہ سے اس کے اور مامون کے درمیان رنجش پیدا ہوگئی۔

کہتے ہیں کہ فضل بن ربیع نے سوچا کہ جب مامون خلیفہ ہو جائے تو پھر میں اس عہدہ پر باقی نہیں رہوں گا۔ یہ سوچ کر امین کو برانگیختہ کر کے مامون کی بیعت علیحدہ کرا دی اور موسیٰ بن امین کو ولی عہد مقرر کرا دیا جب یہ خبر مامون کو پہنچی تو اس نے امین سے قطع تعلق کر لیا اور اس کا نام فرامین اور سکوں سے نکلوا ڈالا۔ پھر امین نے مامون کے پاس قاصد بھیجا کہ میں نے تمہاری بجائے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کر دیا ہے اور موسیٰ کے بعد تم ولی عہد ہو، موسیٰ کا نام ناطق بالحق رکھ دیا ہے۔ مامون نے اس حکم کو رد کر دیا اور اس کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا۔ مامون نے یہ چال چلی کہ امین کے ایلچی کو اپنے ساتھ بٹھلا کر شراب پلائی۔ ایلچی نے یہ مراحم خسروانہ دیکھ کر خفیہ طور پر مامون سے بیعت کر لی اور دارالخلافہ میں جا کر وہاں کے حالات سے مامون کو خلیفہ طور پر مطلع کرتا رہا اور عراق کے متعلق رائے دیتا رہا۔ جب ایلچی نے مامون کے حکم نہ ماننے کی خبر سنائی تو امین نے اس کا نام ولی عہد سے نکال ڈالا اور جس کتبہ کو ہارون رشید نے کعبہ شریف میں آویزاں کرایا تھا۔ اس کو اتروا کر ٹکڑے ٹکڑے کر

ڈالا جس کی وجہ سے طرفین میں اور بھی عداوت بڑھ گئی۔

امین کو اکثر اہل الرائے نے سمجھایا اور حازم بن خزیمہ نے لاکھ کہا کہ امیر المومنین! جو آپ کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں، وہ خیر خواہی نہیں کرتے اور جو سچ بولتے ہیں وہ ہلاکت میں نہیں ڈالتے، آپ بیعت کی علیحدگی نہ کیجئے ورنہ لوگ آپ سے ہی علیحدگی کریں گے اور لوگوں کو بدعہدی پر نہ برانگیختہ کیجئے ورنہ وہ آپ ہی سے بدعہدی کریں گے یہ یاد رکھئے کہ عذر کرنے والوں سے لوگ کینہ رکھنے لگتے ہیں اور بدعہدی کرنے والے سے آدمی ترک صحبت کر لیتے ہیں مگر امین نے کسی کی ایک نہ سنی اور لوگوں کا دل عطیات سے اپنی طرف مائل کر لیا اور اپنے بیٹے موسیٰ کی بیعت کرالی اور اس کا لقب ناطق بالحق رکھ دیا حالانکہ یہ ناطق بالحق صاحب ابھی دودھ پیتے بچے ہی تھے۔

بعض شعراء نے اس پر نظمیں لکھیں:

ترجمہ: "خلافت کو یہ باتیں ضائع کر دیتی ہیں وزیر کی بد دیانتی کا فسق اور مشیروں کا جہل فضل وزیر اور بکر مشیر وہی کام کرتے ہیں جس میں حاکم کی ہلاکت ہو۔" خلیفہ کی لو اللہ ایک امر تعجب ہے اس سے زیادہ تعجب کی بات وزیر کی علت ابنہ ہے وہ کرتا ہے اور وہ کراتا ہے واللہ! یہ خلاف کام ہیں۔ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہم ایک لڑکے سے بیعت کرتے ہیں جو ابھی اپنی آپ دست بھی نہیں کر سکتا اور اس کی دایہ اس کے پیشاب سے فراغت نہیں پاتی۔ یہ سب باتیں فضل و بکر کی وجہ سے ہیں، وہ دونوں قرآن پاک پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں اگر انقلاب زمانہ ہوتا تو یہ دونوں یا تو کسی سوداگر کا غلہ بیچتے یا کسی کے آگے محنت کرتے۔ جب مامون کو اپنی علیحدگی کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنا نام امام المومنین رکھ لیا اور یہی لکھوانا شروع کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کی شکست اور قتل:

ادھر امین نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بلاد جبل، ہمدان، نہاوند، قم اصفہان پر جو مامون کی جاگیریں تھیں۔ حاکم مقرر کر کے ۱۹۵ ہجری میں ادھر بھیج دیا۔ علی بن عیسیٰ نصف جمادی الآخر کو چالیس ہزار لشکر لے کر نہایت بے مثل طمطراق سے مامون کی طرف چلا اور ایک چاندی کی ہتھکڑی مامون کو قید کرنے کیلئے ساتھ لی۔ مامون نے اس کے مقابلے کیلئے طاہر بن حسین کو چار ہزار لشکر سے کچھ کم دے کر روانہ کیا، مگر خدا کی شان طاہر کو فتح ہوئی اور علی بن عیسیٰ میدان جنگ میں قتل ہو گیا اور اس کا لشکر منتشر ہو گیا۔ طاہر نے علی بن عیسیٰ کا سر کاٹ کر مامون کے پاس بھیج دیا، مامون نے حکم دیا کہ تمام خراسان میں یہ سر گھمایا جائے اور مامون کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا گیا۔ جب یہ خبر امین کو پہنچی تو یہ اس وقت مچھلی کا شکار کھیل رہا تھا، اس نے ایلچی سے کہا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کمبخت مجھے اتنی تو مہلت دی ہوتی کہ اس حوض میں سے دو مچھلیاں مار لیتا۔ کیونکہ کوثر دو مار چکا ہے اور مجھے اب تک ایک بھی نہیں ملی۔ ادھر یہ کیفیت تھی اور ادھر مامون نے تخت خلافت پر قبضہ کرلیا۔

عبداللہ بن صالح جرمی کہتے ہیں کہ جب علی بن عیسیٰ میدان جنگ میں قتل ہوگیا تو بغداد میں بھی لوگوں میں سخت فتنہ وفساد برپا ہوگیا اب امین کی آنکھیں کھلیں اور یہ اپنے بھائی مامون کی علیحدگی بیعت سے نہایت شرمندہ ہوا۔ امراء کی طمع کا حال اس پر کھل گیا۔

ملک کی تباہ و بربادی:

ادھر یہ غضب ہوگیا کہ فوج کو تنخواہ چونکہ تقسیم نہیں ہوئی تھی اس نے شور و غوغا مچا دیا۔ جنگ نے طول کھینچا اور اسی کے ساتھ امین کے لہو ولعب اور جہالت کی وجہ سے اس کے اقبال نے تنزل اختیار کیا اور مامون سے اہل حرمین شریفین اور اکثر بلاد عراق نے چونکہ بیعت کرلی تھی اس لیے اس کا اقبال روز افزوں ترقی کرنے لگا اور بلاد عراق وغیرہ کے نکل جانے سے امین کا حال اور زیادہ ابتر ہوگیا لشکر میں ابتری پھیل گئی، خزانہ خالی ہوگیا اور رعایا پر سخت مصیبت آپڑی، شر حد سے زیادہ بڑھ گیا، شہر لڑائی جھگڑے سے ویران ہوگئے، عمارتیں منجنیق اور نفط کی وجہ سے منہدم ہوگئیں حتی کہ معززین بغداد بھاگ نکلے۔ شعراء نے مرثیے لکھنے شروع کر دیئے۔ ایک شاعر نے بغداد کے متعلق لکھا:

ترجمہ اشعار: ''میں بجائے آنسوؤں کے بغداد پر خون رویا، جبکہ آئندہ فراخی عیش اور خوشی رخصت ہوگئی بغداد پر حاسدوں کی نظر لگ گئی اور اس کے باشندے سے منجنیق سے فنا کر دیئے گئے۔''

بغداد کا محاصرہ اور امین کا بغداد سے منصورہ جانا:

بغداد پر پندرہ ماہ فوج کا گھیرا رہا اور اکثر بنو عباس اور ارکان دولت مامون کے لشکر میں آملے اور امین کے ساتھ اس کی طرف سے لڑنے کو سوائے فسادی اور اوباشوں کے کچھ نہ رہا۔''

آخر طاہر بن حسین ۱۹۸ ہجری کے شروع میں تلوار کے زور سے بغداد میں داخل ہوا، اور امین کو معہ اس کی والدہ اور اہل خاندان کے قصر شاہی سے نکل کر مدینۃ المنصور کو جانا پڑا، وہاں سے اس کا لشکر اور غلام جدا ہوگئے اور زیادہ یہ مصیبت آئی کہ کھانا پانی اس کے پاس نہ رہا۔

شراب نوشی:

محمد بن راشد کہتے ہیں کہ ابراہیم بن مہدی نے مجھ سے بیان کیا کہ مدینۃ المنصور میں امین کے ساتھ میں بھی تھا، مجھے اس نے ایک رات طلب کرکے یہ کہا کہ دیکھو یہ کیسی اچھی رات ہے، چاندنی چٹک رہی ہے، پانی میں چاند کا عکس پڑ پڑ کر کیا مناظر پیش کر رہا ہے اگر ایسے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-ISLAMIA-ACADEMY

میں دورِ شراب چلے تو بہت ہی اچھا ہے. میں نے کہا جیسے آپ کی مرضی ہو. چنانچہ شراب کا دور جاری ہوگیا اور گانے بجانے کیلئے ایک (لونڈی) باندی جس کا نام ضعف تھا امین نے طلب کی اول تو میں نے لونڈی کے نام سے ہی شگون بدلیا مگر جب اس سے گانے کی فرمائش کی گئی تو اس نے نابغہ جاری کے یہ اشعار گانا شروع کیے:

ترجمہ اشعار: ''مجھے اپنی جان کی قسم! کلیب بہت مددگاروں والا تھا، اور تیری بہ نسبت اس کا گناہ بھی کم تھا مگر اس کو بھی قتل کر دیا، اس سے اور بھی فال بد امین نے سمجھی اور یہ کہا کہ اور کچھ گاؤ۔''

اس نے یہ شروع کیا:

ترجمہ: ان کے فراق نے مجھے رلایا اور بے خواب کر دیا، کیونکہ احباب کے فراق میں رونا ہی آتا ہے، ان کے زمانہ کے حادثات بہت پڑے بلکہ انہیں فنا کر کے بھی ویسے ہی دشمن ہیں۔ آج میں نے کوشش کر کے انہیں خوب رلایا حتیٰ کہ میں بھی اتارو یا کہ میری آنکھوں میں آنسو رہے۔''

یہ سن کر امین نے کہا: خدا تجھ پر لعنت کرے، کیا تو ایسے اشعار کے سوا کچھ جانتی ہی نہیں۔ اس نے کہا میں یہ سمجھی ہوئی تھی کہ شاید آپ کو پسند ہوں گے پھر اس نے یہ گانا شروع کیا:

ترجمہ: ''قسم ہے اس خدا کی جس کے حکم سے حرکت وسکون ہے کہ موتیں بہت زیادہ ہوئیں، دن ورات میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ ملک سے دوسرے ملک کی طرف منتقل کرنے کیلئے خداوند ذوالعرش ہمیشہ رہے گا اور کبھی نہیں بدلے گا۔''

امین نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے، دفع ہو جاؤ۔ لونڈی اٹھ کر چلی تو ایک بلوری اور قیمتی گلاس میں اس کی ٹھوکر لگی جس کی وجہ سے وہ ٹوٹ گیا۔

امین کا قتل:

امین نے کہا: ابراہیم کچھ دیکھتے ہو۔ واللہ! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کا ملک باقی رکھے۔ میں یہی کہنے پایا تھا کہ دجلہ کی طرف سے ایک آواز سنائی دی کہ جس امر کے متعلق تم دریافت کیا کرتے تھے وہ پورا ہو گیا۔ امین یہ سن کر بہت ملول اور اداس ہو گیا اور ایک دو دن کے بعد ایک جگہ گرفتار ہو کر قید کر دیا گیا، کچھ عجمی لوگ جہاں یہ قید تھا گھس آئے اور اس کے ایک تلوار ماری، جب یہ اوندھا گر پڑا تو اس کا سر کاٹ لیا اور اس سر کو طاہر کے پاس لے گئے۔ طاہر نے اس سر کو ایک باغ کی دیوار سے لٹکا دیا اور یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

منادی کرادی کہ یہ سر امین علیحدہ کیے ہوئے کا ہے اس کا جسم کسی پہاڑ پر پھینکوا دیا. پھر طاہر نے یہ سر. چادر، چھڑی، مصلیٰ جو کھجور کا بنا ہوا تھا مامون کے پاس بھجوا دیا۔

مامون کو بھائی کے قتل پر صدمہ:

مامون کو اپنے بھائی کے قتل کا بہت صدمہ ہوا کیونکہ اس کا منشاء یہ تھا کہ امین اس کے پاس زندہ بھیج دیا جائے اور وہ خود اس کیلئے اپنی رائے کے موافق سزا تجویز کرے۔ اس جرم کی پاداش میں مامون نے طاہر کو جلاوطن کر دیا حتی کہ وہ کسی گمنامی میں جا گرا اور اس سے امین کا وہ قول پورا ہو گیا جو اس نے اپنے دستخطی رقعہ میں طاہر کو لکھا تھا اے طاہر! جو شخص آج تک ہمارے حق پر کھڑا ہوا، اور ہم پر ظلم کیا اس کی سزا ہمیشہ تلوار رہی، لہٰذا تو بھی اس کا منتظر رہ۔ ابومسلم اور اس کے مانند وہ لوگ جنہوں نے بنی عباس کی بڑی خیر خواہی کی تھی ان کا نتیجہ بھی خود بنی عباس کی طرف سے قتل ہی ہوا۔ شعراء زمانہ جیسے ابراہیم بن مہدی وغیرہ نے امین کے متعلق مرثیے لکھے چنانچہ زبیدہ امین کی والدہ کی طرف سے خزیمہ بن حسن نے یہ مرثیہ کہا:

ترجمہ: ''طاہر آیا اللہ تعالیٰ اس کو پاک نہ کرے۔ نہ وہ طاہر ہو نہ مطہر۔ اس نے مجھے کھلے منہ اور کھلے بالوں سے نکال دیا۔ میرے مال کو برباد اور گھر کو خواب کر دیا۔ جو مصیبت مجھ کو ناقص اعضاء میں سے پہنچی، ہارون کے نزدیک یہ بہت رنج دہ ہے امیر المومنین کو امیر قرابت یاد دلاؤ کہ میں نے تجھ پر ذی حرمت کو فدیہ کر دیا ہے۔''

امین کی بدکرداریاں:

ابن جریر کہتے ہیں کہ جب امین خلیفہ ہو تو اس نے خصیوں کو بڑی بڑی قیمت پر خریدا، اور ان سے خلوتیں کیں اور اپنی عورتوں اور لونڈیوں کو چھوڑ دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ اطراف و اکناف سے کھیلنے کودنے والوں کو بلاتا تھا اور ان کی تنخواہیں مقرر کر دیتا تھا اور وحشی جانور اور درندے اور قسم قسم کی چڑیاں پال رکھی تھیں، اپنے اہل بیت اور امراء سے پردہ کرتا تھا اور ان کو ذلیل کرتا تھا، بیت المال کو لٹا دیا تھا جواہر اور نفیس و عمدہ مال فضول خرچی میں ضائع کر دیئے تھے کھیل کود کیلئے مختلف مکان بنوائے تھے ایک گویئے کو اچھے گانے کے صلے میں ایک کشتی سونے کی بھر دی تھی، پانچ کشتیاں کھیل کیلئے ان پانچ جانوروں شیر، ہاتھی، عقاب، سانپ، گھوڑے کی شکل پر بنوائی تھیں اور ان پر بہت سا مال خرچ کیا تھا۔

امین کی امرد پرستی:

صولی کہتے ہیں کہ کوثر امین کا خاص خادم لڑائی کا حال دیکھنے کیلئے نکلا تو اس کے بھی ایک پتھر آ کر لگا وہ جب امین کے پاس آیا تو امین نے اس کے منہ سے

www.waseemziyai.com
MAKTABA-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

خون پونچھتے ہوئے کہا:

ترجمہ: "میرے آنکھوں کی ٹھنڈک کو محض میرے سبب سے انہوں نے مارا۔ اللہ تعالیٰ ان سے میرا بدلہ لے جنہوں نے اس کا منہ جھلس دیا۔"

اس سے آگے کہنے پر قادر نہ ہوسکا، اتنے میں عبداللہ بن تیمی شاعر آگیا، اس سے کہا کہ کچھ اس پر تم زیادہ کرو، اس نے کہا:

ترجمہ: "میرے محبوب کا کوئی شبیہ نہیں، اس پر تمام دنیا حیران ہے اس کا وصل میٹھا ہے لیکن اس کا ہجر سخت کڑوا ہے جس کو لوگ سب سے زیادہ افضل دیکھتے تھے، اس پر حسد کیا اور اس حسد کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ کے ساتھ اس کے بھائی نے کیا۔ امین نے اس کو تین خچر درہم عطا کیے۔"

جب امین قتل ہوگیا تو تیمی مامون کے پاس آیا اور اس کی مدح سرائی کی مگر باریاب نہ ہوسکا۔ فضل بن سہل نے اس کی سفارش کی اس نے مامون تک رسائی کرادی، جب تیمی باریاب ہوا تو مامون نے دیکھتے ہی کہا: ہاں! تیمی وہ شعر کس طرح ہے جیسے ایک بادشاہ کے ساتھ اس کے بھائی نے حسد کیا۔ تیمی نے فی البدیہہ کہا:

ترجمہ: "مامون عبداللہ جس پر ظلم بدعہدی کی وجہ سے ہوتا فتح پا گیا وہ عہد جو اسکے باپ نے موکد کردیا تھا اور اس پر اس کے بھائی نے عمل نہیں کیا تھا۔"

یہ سن کر مامون نے اس کی خطا معاف کردی اور اس کو دس ہزار درہم عطا کیے۔

امین کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا فرمان:

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ امین کو محض اس وجہ سے بخش دے گا کہ اس نے اسماعیل بن علیہ کو جبکہ وہ اس کے پاس آیا تھا، نہایت سخت الفاظ میں کہا تھا کہ حرام زادہ تو ہی قرآن پاک کو مخلوق بناتا پھرتا ہے۔

مسعودی کہتے ہیں کہ ہمارے وقت تک کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمیہ کے پیٹ سے سوائے حضرت علی بن ابی طالب اور امام حسن (رضی اللہ عنہما) اور امین کے تخت خلافت پر نہیں بیٹھا۔ امین کی والدہ زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور تھی، جس کا اصل نام امۃ العزیز اور لقب زبیدہ تھا۔

امین نجیب الطرفین تھا:

اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ امین میں بعض خصائل ایسے تھے جو کسی خلیفہ میں نہیں ہوئے، نہایت حسین بڑا سخی، نجیب الطرفین یعنی ماں باپ دونوں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کی طرف سے شریف تھا۔قابل ادیب اور اچھا شاعر تھا۔لیکن افسوس لہولعب اس پر غالب آ گیا تھا اور حالانکہ مال خرچ کرنے میں بہت بڑا حاتم وقت تھا مگر اسی کے ساتھ کھانا دینے میں بڑا بخیل تھا۔

ابوالحسن احمر کہتے ہیں کہ میں اگر کبھی کوئی شعر دلیل دینے کے وقت نحو میں بھول جاتا تو امین مجھے فوراً ایسا شعر سنا دیتا تھا میں نے بادشاہوں کی اولاد میں امین اور مامون سے زیادہ ذکی نہیں دیکھا۔

امین کا قتل محرم ۱۹۸ ہجری میں بعمر ستائیس سال واقع ہوا۔

امین کے عہد خلافت میں ان علماء نے انتقال کیا۔

اسماعیل بن علیہ،عندر،شفیق بلخی زاہد،ابومعاویہ ضریر،مورخ سدوسی،حضرت عبداللہ بن کثیر، ابونواس شاعر،عبداللہ بن وہب شاگرد امام مالک،ورش مقری،وکیع و دیگر حضرات رحمہم اللہ

علی بن محمد نوفل وغیرہ کہتے ہیں کہ سفاح،منصور،مہدی،ہادی،رشید کوئی بھی برسر منبر اپنے اوصاف کے ساتھ نہیں پکارا گیا حتیٰ کہ امین جب خلیفہ ہوا تو منبر پر امین اوصاف کے ساتھ یاد کیا گیا اور خط و کتابت میں اس طرح لکھا جانے لگا۔منجانب عبداللہ محمد امین امیرالمومنین۔عسکری نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امین کی شاعری:

امین کے اشعار نہایت پاکیزہ ہوتے تھے چنانچہ جب اسے خبر ملی کہ مامون اس کو عیب لگاتا ہے اور خود کو امین سے افضل بتاتا ہے،تو امین نے ایک نظم لکھی جس میں اس نے اپنی فضیلت اور مامون کے ام ولد کے بطن سے ہونے کی وجہ سے اس کی ذلت ظاہر کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

ترجمہ اشعار: تو اپنے اوپر ہرگز فخر نہ کر،فخر تو نجیب الطرفین کیلئے ہے جب لوگ فخر کرنے لگیں تو تو الگ ہٹ جا کیونکہ تو اس قابل نہیں۔تیرے نصیبے نے تجھ کو خواہش کے موافق دیدیا،مگر تیری ماں مراجل کے پاس تیری خواہش کے خلاف ہے،تو منبر پر روزانہ بڑائی مارتا ہے مگر میرے بعد تخت خلافت پر نہیں آئے گا،جو تجھ سے اپنی فضیلت کی وجہ سے بلند مرتبہ ہے تو اسے عیب لگاتا ہے اور تو میرے حق میں باتیں باطل کرتا ہے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ یہ نظم نہایت عالی ہے اور اس کے بھائی اور باپ کی نظموں سے ہزار درجہ بہتر اور پاکیزہ ہے۔اس نے اپنے خادم کوثر کے متعلق بہت ہی اچھا کلام کہا ہے جو قابل تعریف ہے۔چنانچہ کہتا ہے:

ترجمہ اشعار:"لوگ نہیں ارادہ کرتے ہیں عاشق سے محبت میں اندونگیں کا کوثر میری دنیا

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور دین ہے اور بیماری میں طبیعت لوگ ملامت کرنے والے عاجز آ گئے۔ میرے محبوب کی محبت ہے۔"

جب امین پر طاہر نے قبضہ پالیا اور امین کو خلافت سے ناامیدی ہوگئی تو اس نے کہا:

ترجمہ اشعار: "اے نفس حق کا خوف ہے قضاو قدر سے بھاگنے کی جگہ نہیں جو ڈرتا ہے وہ خطرے میں گرفتار ہوتا ہے جو دنیا کے مزے چکھتا ہے ایک دن اس کے دانت زمانہ ضرور کھٹے کرتا ہے۔"

صولی کہتے ہیں کہ امین نے ایک خط طاہر کے نام اپنے کاتب سے لکھوایا جس کا مضمون اس نے یہ بتایا تھا کہ منجانب عبداللہ محمد امیر المومنین بنام طاہر بن حسن السلام علیکم امابعد! جو میرے اور میرے بھائی کے درمیان ہو رہا ہے وہ لوگوں پر خوب ظاہر ہو چکا ہے۔ قسمت میں جو لکھا ہے ہو کر رہے گا مگر میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے پروانہ راہداری دیدے تاکہ میں اپنے بھائی کے پاس چلا جاؤں، اگر وہ میری تعظیم و تکریم کرے تو یہ اس کی لائق ہے اور اگر قتل کر دے تو ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ مروت کو مروت قطع کرتی ہے اور تلوار کو تلوار کاٹتی ہے اگر مجھے کوئی درندہ پھاڑ دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ مجھے کتا بھونکتا رہے مگر طاہر نے انکار کر دیا۔

اسماعیل بن ابی محمد یزیدی کہتے ہیں کہ میرے والد نے بارہا امین اور مامون سے گفتگو ئیں کی ہیں وہ کہتے تھے کہ میں نے ان دونوں کو نہایت فصیح و بلیغ پایا حالانکہ اولاد خلفاء بنو امیہ کی فصاحت سیکھنے کیلئے بدویوں کے پاس جایا کرتی تھی مگر باوجود اس کے بنو عباس زیادہ فصیح تھے۔

امین سے مروی احادیث:

صولی کہتے ہیں کہ ہم امین سے سوائے ایک حدیث روایت کرنے کے کوئی حدیث نہیں جانتے۔ مغیر بن محمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسین بن ضحاک کے پاس ایک جماعت بنی ہاشم کی بیٹھی ہوئی تھی اور ان میں متوکل کی اولاد بھی شامل تھی کہ کسی نے حسین بن ضحاک سے دریافت کیا کہ امین کا ادب میں کیا مقام تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ بہت بڑا ادیب تھا کہا فقہ میں کیا حال تھا حسین نے کہا کہ مامون اس سے زیادہ فقیہ تھا کہا حدیث شریف میں کیسی دسترس تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس کی زبان سے صرف ایک حدیث سنی ہے اس کا ایک غلام حج کرنے گیا تھا، جب اس کے انتقال کی خبر آئی تو امین نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حالت احرام میں مرگیا تو وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں کہ ابوالعیناء کہا کرتے تھے کہ اگر زبیدہ اپنی چوٹی کے بال کھولے تو اس کی ہر لٹ میں سے ایک نہ ایک خلیفہ نکلے یا ولی عہد نظر آئے کیونکہ منصور اس کا دادا سفاح دادا کا بھائی مہدی اس کا چچا رشید اس کا شوہر تھا۔ امین اس کا بیٹا. مامون اور معتصم اس کے سوتیلے فرزند واثق اور متوکل سوتیلے بیٹوں کے بیٹے تھے اور ولی عہد تو بہت سے ہیں اس کی نظیر دنیا میں اگر ہوسکتی ہے تو بنو امیہ میں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ ہوسکتی ہے کیونکہ یزید اس کا باپ حضرت معاویہ اس کے دادا معاویہ بن یزید اس کا بھائی مروان بن حکم اس کا سسر عبدالملک اس کا شوہر تھا۔ یزید اس کا بیٹا ولید اس کا پوتا ہشام سلیمان اس کے سوتیلے بیٹے یزید، ابراہیم اس کے سوتیلے پوتے تھے۔

المامون عبداللہ ابوالعباس

مامون عبداللہ ابوالعباس بن ہارون رشید نصف ربیع الاول ۱۷۰ھ بروز جمعہ جس رات ہادی کا انتقال ہوا تھا پیدا ہوا اس کو اس کے باپ نے امین کے بعد ولیعہد مقرر کیا تھا اس کی ماں کا نام مراجل تھا جو ام ولد تھی اور اس کے چلہ ہی میں مرگئی تھی۔

اس خلیفہ نے بچپن ہی میں تحصیل علم کیا تھا اس نے حدیث شریف اپنے باپ اور ہشیم اور عباد بن عوام، یوسف بن عطیہ، ابو معاویۃ الضریر، اسماعیل بن علیہ اور حجاج اعور سے سنی تھی۔ علم ادب یزید سے حاصل کیا فقہاء کو دور دور سے بلا کر جمع کیا اور فقہ، عربیت اور تاریخ میں کمال حاصل کیا جب جوان ہوا تو فلسفہ اور علوم الاوائل اس قدر حاصل کیے کہ ان کے مہارت کی وجہ سے خلق قرآن کا قائل ہوگیا اس سے اس کے بیٹے فضل اور یحییٰ بن اکثم جعفر بن ابی عثمان الطیالسی، امیر عبداللہ بن طاہر، احمد بن حارث شیعی، دعبل خزاعی اور بہت سے لوگوں نے حدیث کی روایت کی۔

مامون تمام خاندان بنو عباس میں حزم، عزم، حلم، علم رائے، ذکاوت، ہیبت، شجاعت، سرداری، جوانمردی کے اعتبار سے بڑھا ہوا تھا اس میں بہت سے محاسن اور نیک خصلتیں موجود تھیں اگر یہ مسئلہ خلق قرآن کا قائل نہ ہوتا اور اس کی لوگوں میں اشاعت نہ کرتا تو یہ اپنی نظیر آپ ہی ہوتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خاندان بنو عباس میں یہ شخص سب سے زیادہ عالم تھا اور اسی کے ساتھ فصیح و بلیغ قادر الکلام بھی اعلیٰ درجہ کا تھا۔

اس کا قول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو عمرو بن عاص کی اور عبدالملک کو حجاج بن یوسف کی ضرورت تھی مگر مجھے کسی کی ضرورت نہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کہتے ہیں کہ خلفاء بنی عباس میں سفاح ابتدائی مامون متوسط اور معتضد آخری خلیفہ ہے۔

مامون کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس نے بعض رمضان شریف میں تینتیس مرتبہ قرآن شریف ختم کیا ہے اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ شیعہ ہے کہنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ اس نے اپنے بھائی مؤتمن کو علیحدہ کر کے اپنا ولیعہد سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا اس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔

ابو معشر المنجم کہتے ہیں کہ مامون بہت بڑا عادل اور حاکموں کو عدل کی تاکید کرنے والا تھا۔ فقیہ النفس ایسا تھا کہ بڑے عالموں میں شمار ہوتا تھا۔

ہارون رشید سے مروی ہے کہ عبداللہ مامون میں منور جیسا مضبوط ارادہ، مہدی جیسا زہد اور ہادی جیسی عزت موجود تھی اگر میں چاہوں تو خود اپنی طرف بھی اس کو منسوب کر سکتا ہوں میں نے امین کو باوجود اس کے کہ وہ خواہشات کا بندہ فضول خرچ کنیزوں اور عورتوں کی رائے پر کاربند تھا، مامون اگر ام جعفر کا فرزند نہ ہوتا (جو ام ولد تھی) بلکہ کسی ہاشمی خاتون کے بطن سے ہوتا تو میں لازماً مامون ہی کو تمام شرفوں میں مقدم رکھتا۔

امین کے قتل کے بعد ۱۹۸ھ میں مامون خراسان میں مستقل خلیفہ ہوا اور ابو جعفر کنیت مقرر کی۔

صولی کہتے ہیں کہ مامون کی یہ کنیت بہت زیادہ پسند کی گئی کیونکہ یہ کنیت منصور کی تھی جو نہایت رعب و دبدبہ کا بادشاہ تھا نیز یہ بھی خیال تھا کہ جس خلیفہ کی یہ کنیت رہی ہے اس کی بہت زیادہ عمر پائی ہے جیسے منصور اور رشید۔

امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا تقرر:

۲۰۱ھ میں اس نے اپنے بھائی مؤتمن کو ولیعہدی سے علیحدہ کر کے اس کی بجائے حضرت علی رضا موسیٰ الکاظم بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ولیعہد مقرر کیا اور لوگوں نے اس کے فعل کو اس کے شیعہ ہونے پر محمول کیا حتیٰ کہ یہاں تک لوگوں نے کہا کہ مامون نے اپنے آپ کو علیحدہ کر کے امر خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ رضا کو سونپنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اسی نے ان کو رضا کا خطاب دیا تھا اور ان کے نام سے سکوں پر ضرب کرائی تھی اور اپنی لڑکی سے ان کی شادی کر دی تھی اور اس کی تمام ممالک محروسہ میں منادی کرا دی تھی اس نے سیاہ کپڑے پہننے کی ممانعت کر کے سبز کپڑے پہننے کا حکم دیا تھا یہ حرکتیں بنی عباس پر نہایت ناگوار گزریں اور ابراہیم بن مہدی سے بیعت کر کے اس پر بغاوت کر دی ابراہیم بن مہدی کو مبارک کا خطاب بھی دے دیا تھا۔ مامون نے ان کا مقابلہ کیا اور لڑائی اور حرب و ضرب ہوتی رہی حتیٰ کہ مامون کو عراق کی طرف جانا پڑا مگر اسی اثناء میں امام علی رضا نے ۲۰۳ھ میں انتقال کیا۔ مامون نے اہل بغداد کو لکھا کہ

www.waseemziyai.com
MAKTABA AZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جب امام علی رضا ہی کا انتقال ہو گیا تو اب شور و فساد کیا مگر ان لوگوں نے مامون کو سخت جواب لکھا وہ مامون کو بہت برا لگا۔ آخر ابراہیم بن مہدی کو سستی کے ساتھ مدد دینے لگے جس کی وجہ سے ابراہیم ماہ ذالحجہ میں دو سال سے کچھ کم لڑائی کے بعد کہیں جا چھپا اور آٹھ سال تک چھپا رہا۔

صفر ۲۰۴ھ میں جب مامون بغداد آیا تو بنی عباس اور دوسرے لوگوں نے وہاں اس کو سیاہ لباس پہننے اور سبز کو چھوڑ دینے پر زور دیا اول تو مامون نے توقف کیا مگر آخر اس کو مان لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اولاد عباس رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا تھا:

صولی کہتے ہیں کہ مامون کے بعض گھر والوں نے کہا کہ آپ اولاد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے نیکی کرنا چاہتے ہیں تو اگر خلافت ان کے سپرد کر دیں گے تب یہ کام کس طرح کر سکیں گے؟ لہٰذا خلافت اپنے ہاتھ میں رکھ کر آپ اس پر زیادہ قادر ہیں جب کام ان کے ہاتھ میں ہو گا تب آپ کچھ نہ کر سکیں گے اس نے جواب دیا کہ میں یہ اس لیے کر رہا ہوں کہ جس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تھے تو انہوں نے کسی ہاشمی کو ولیعہد نہیں کیا تھا اسی طرح حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی کسی ہاشمی کو کوئی کام سپرد نہیں فرمایا تھا مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو یمن میں معبد کو مکہ میں اور قثم کو بحرین میں حاکم مقرر کیا تھا بلکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات میں عہدہ دار مقرر کر دیا تھا ان کا یہ احسان اب تک ہماری گردن پر برابر چلا آ رہا ہے لہٰذا میں اس کا بدلہ ان کی اولاد کو دینا چاہتا ہوں۔

مامون کا بوران بنت حسین بن سہل سے عقد:

۲۱۰ھ میں مامون نے بوران بنت حسین ابن سہل سے نکاح کیا اور ہزاروں کا مال اس کے جہیز میں دے دیا گیا بوران کے والد نے بے انتہا فیاضی کی چنانچہ تمام سرداروں کو خلعتیں دیں اور سترہ روز تک دعوت رکھی۔ بہت سے رقعے لکھے جن میں کسی نہ کسی جاگیر کا نام تھا سرداروں اور بنی عباس پر تقسیم کر دیں اور جو رقعہ جس کے پاس آیا وہ جاگیر اسی کو بخش دی اور زر و جواہر کی بھری ہوئی تھیلیاں رخصت کے وقت مامون کے سامنے لٹا دیں۔

۲۱۱ھ میں مامون نے حکم دیا کہ منادی کرادی جائے کہ جو شخص (حضرت) معاویہ کا ذکر عزت و احترام سے کرے گا میں اس کی حفاظت سے بری ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل الخلق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

۲۱۲ھ میں مامون نے مسئلہ خلق قرآن کا اعلان کیا اور اسی کے ساتھ فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اوپر کی اشاعت کی جس سے لوگوں میں اس کی طرف سے نفرت پیدا ہوگئی بلکہ اکثر شہروں میں لوگوں نے فساد شروع کر دیا اس عقیدہ میں کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا بالآخر ۲۱۸ھ تک مامون کو لاچار اپنے ان عقائد کے اظہار سے رکنا پڑا۔

فتوحات: ۲۱۵ھ میں غزوہ روم کی طرف چلا اور وہاں قلعہ قرہ اور ماجدہ کو لڑائی سے فتح کر لیا پھر دمشق کی طرف گیا اور وہاں سے پھر روم میں ۲۱۶ھ میں واپس آیا اور یہاں کچھ قلعے فتح کر کے پھر دمشق چلا گیا دمشق سے مصر گیا اور عباسیوں میں یہ سب سے پہلا بادشاہ ہے جو مصر میں داخل ہوا ہے مصر سے ۲۱۷ھ میں پھر دمشق اور روم کی طرف لوٹا۔

خلق قرآن پر علماء بغداد کو خط: ۲۱۸ھ میں مسئلہ خلق قرآن کے متعلق اس نے لوگوں کا امتحان لیا چنانچہ اس نے نائب السلطنت بغداد اسحاق بن ابراہیم خزاعی، طاہر بن حسین کے چچیرے بھائی کی معرفت علماء بغداد کو لکھا کہ امیر المومنین کو خوب معلوم ہے کہ جمہور اعظم اور سواد اکبر حتیٰ کہ علماء سے لے کر ایک ادنیٰ جاہل تک جن کی نہ دین میں نظر ہے نہ ان کے دلوں میں علم کی روشنی ہے نہ برہان نیز معرفت اللہ تعالیٰ میں جو جاہل اور اندھے اور گمراہ ہیں اور جو دین کی حقیقت نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ کو اس کی قدر کے موافق نہیں پہچانتے اور جنہیں نہ اس کی حقیقت کی معرفت ہے نہ اس کی اور اس کی مخلوق کی تفریق کی شناخت انہوں نے اللہ اور اس کی مخلوق اور جو کچھ قرآن مجید میں نازل ہوا ہے سب کو برابر سمجھ رکھا ہے اسی وجہ سے ان لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن مجید قدیم ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا نہ وہ اس کا ایجاد کردہ ہے حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "انا جعلناه قرانا عربیا" ترجمہ: "ہم نے قرآن مجید کو عربی بنایا۔" اور ظاہر ہے جس چیز کو بنایا ہے وہ مخلوق ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے: "وجعل الظلمات و النور" ترجمہ: "اس نے اندھیرے اور روشنی کو بنایا۔" اور فرمایا: "نقص علیك من انباء ما قد سبق" ترجمہ: "ہم ان لوگوں کا حال بیان کرتے ہیں جو گزر چکے ہیں۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ امور محدثات کو بیان فرماتا ہے اور فرمایا:

احکمت ایته ثم نصلت۔

ترجمہ: "اس کی آیتیں محکم ہوئیں اور اس کی تفصیل بیان کی گئی۔"

اس سے صاف روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کو احکام والی اور تفصیل والی بنانے والا ہے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

وہی خالق اور مبدع ہے پھر یہ لوگ اپنے آپ کو سنت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اہل حق و الجماعت نام رکھتے ہیں اور جو شخص ان کے عقیدہ کے خلاف ہے اس کو اہل باطل و الکفر۔ کہتے ہیں کہ اسی پر انہوں نے اعتقاد کر کے غلو کر رکھا ہے اور جاہلوں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے حتیٰ کہ جھوٹے دعویدار اور دکھاوے کے پرہیزگار لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور حق سے باطل کی طرف چلے گئے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی گمراہی کی وجہ سے اپنے من مانے خدا کو پکڑ رکھا ہے ایسے لوگ امیر المومنین کے نزدیک امت کے شریر بدترین خلائق توحید سے ہٹے ہوئے اور اس میں کمی کرنے والے جہالت سے بھرے ہوئے جھوٹ کی اشاعت کرنے والے شیطان ان کی زبان سے اپنے دوستوں میں بات کرتا ہے اور اپنے دشمنوں یعنی اللہ کے خاص بندوں اور دینداروں کو اپنے ذریعہ ڈراتا ہے ایسے شخص کی سچائی کا بھی اعتبار نہیں اس کی شہادت پھینک دینی چاہیے کیونکہ وہ اپنی بھلائی اور توحید کے حصہ سے اندھا ہے تو اس کے سوا کون اور زیادہ اندھا اور گمراہ ہوگا۔

امیر المومنین کی جان کی قسم! سب سے جھوٹا آدمی وہ ہے جو اللہ اور اس کی وحی پر جھوٹ باندھے اور باطل کا ساتھ دے اور اللہ تعالیٰ کو اس کے حق کے موافق نہ پہچانے لہٰذا تمام قاضیوں کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ ہمارا خط پڑھا جائے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ان کا امتحان لیا جائے اور خلق و حدوث قرآن کے متعلق ان کا کیا اعتقاد ہے ان سے دریافت کیا جائے اور ان سے کہہ دیا جائے جو شخص اپنے دین پر مستقل نہیں ہے ہم اس پر ہرگز بھروسہ نہ کریں گے اور اپنے کسی کام میں بھی اس سے مدد نہ لیں گے اور اگر وہ اس مسئلہ کا اقرار کریں اور اس کی موافقت کریں تو بھی ان سے سوال ظاہر طور پر اور علم قرآن والوں کی موجودگی اور شہادت ہونا چاہیے اور جو شخص اس مسئلہ کا قائل نہ ہو اس کی شہادت نہ قبول کی جائے اور جو کچھ وہ اس بارے میں کہیں ہمیں لکھ دیا جائے اپنے ماتحت قاضیوں کو بھی یہی حکم دے دو اور ان سے تاکید کر دو۔ مامون نے اس مضمون کا خط سات اور شخصوں یعنی محمد بن سعد کاتب و اقدی یحییٰ بن معین، ابوخیثمہ، ابومسلم مستملی یزید بن ہارون، اسماعیل بن داؤد، اسماعیل بن ابی مسعود، احمد بن ابراہیم دورقی کے بارہ میں خصوصاً اور ان کو بلا بھیجا اور خلق قرآن کے متعلق ان کا امتحان لیا اول انہوں نے اصرار کیا مگر اس نے لوگوں کو رقہ سے بغداد نہ آنے دیا لہٰذا انہوں نے مصیبت سے بچنے کے لیے اس کو قبول کر لیا۔

مامون نے پھر اسحاق ابراہیم کو لکھا کہ وہ فقہاء اور مشائخ کو جمع کر کے انہیں اطلاع دیدیئے کہ ان مفصلہ بالا سات اصحاب نے اس عقیدہ کو قبول کر لیا ہے۔ اسحٰق نے اس کی تعمیل کی تو اگرچہ کچھ

لوگوں نے اس کو تسلیم کرلیا مگر اکثر نے انکار کر دیا۔

یحییٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ ہم نے اس عقیدہ کو تلوار کے روز سے قبول کرلیا ہے مامون نے پھر اسی مضمون کا ایک خط اسحاق کو لکھا کہ جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں ان کو جمع کر کے اچھی طرح دریافت کیا جائے چنانچہ اسحاق نے ان حضرات کو بلایا۔

امام احمد بن حنبلؒ ، بشر بن ولید کندی، ابوحسان زیادی. علی بن ابی مقاتل. فضل بن غانم، عبیداللہ بن عمر قواریری، علی بن جعدہ، سجادۃ ذیال بن ہشیم قیتبہ بن سعید، سعدویۃ الواسطی، اسحاق بن اسرائیل، ابن ہرس، ابن علیتہ الاکبر، محمد بن نوح عجلی. یحییٰ بن عبدالرحمن عمری، ابونصر تمار، ابومعمر قصیعی. محمد بن حاتم بن میمون وغیرہم۔

ان کو مامون کا خط سنایا گیا انہوں نے سن کر آپس میں سرگوشیاں شروع کیں اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور نہ انکار کیا بلکہ کچھ ایسے الفاظ کہے دو درمیان درمیان تھے آخر اسحاق بن ابراہیم نے بشر بن ولید سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا کہ میں تو امیر المومنین کو بتا چکا ہوں اس نے کہا کہ اب چونکہ امیر المومنین نے اس کی تجدید کی ہے اور ان کے حکمنامہ کی تعمیل ضروری ہے انہوں نے کہا میرا قول یہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس نے کہا کہ میں آپ سے یہ سوال نہیں کرتا بلکہ یہ پوچھتا ہوں کہ آپ اس کو مخلوق مانتے ہیں یا نہیں انہوں نے کہا کہ میں جو کچھ کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنا اچھا نہیں سمجھتا ہوں اور میں تو خود امیر المومنین سے عہد کر چکا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق آئندہ کچھ نہیں کہوں گا۔ پھر اسحاق نے علی بن ابی مقاتل سے مخاطب ہو کر پوچھا آپ کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور اگر امیر المومنین کچھ اور کہیں تو ہم سننے اور اطاعت کرنے کو تیار ہیں پھر ابو حسان زیادی نے بھی اس قسم کا جواب دیا ان کے بعد حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے اس نے کہا کہ آیا مخلوق ہے یا نہیں۔ حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا وہ کلام اللہ ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہتا پھر بقایا کا امتحان لیا اور ان کا امتحان قلم بند کیا آخر میں ابن بکاء الاکبر نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید بنایا گیا ہے اور محدث ہے کیونکہ اس پر نص وارد ہوئی ہے۔ اسحاق نے کہا کہ جو چیز بنائی جاتی ہے وہ مخلوق ہوتی ہے ابن بکاء الاکبر نے کہا کہ ہاں اسحاق نے کہا تو پھر قرآن مجید بھی مخلوق ہے انہوں نے کہا کہ میں قرآن مجید کو مخلوق نہیں کہہ سکتا۔ اسحاق نے یہ سب بیانات لکھ کر خلیفہ مامون کے پاس بھیج دیئے۔

مامون نے اس کے جواب میں لکھا کہ جو کچھ تم نے لکھا تھا ہماری نظر سے گذرا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو

لوگ خود کو اہل قبلہ ظاہر کرتے ہیں اور ریاست کی تلاش کرتے ہیں وہ دراصل نہ اہل قبلہ ہیں نہ اہل ریاست جو شخص خلق قرآن کا قائل نہ ہو اس کو فتویٰ اور روایت اور درس قرآن مجید سے روک دیا جائے اور جو کچھ بشر نے کہا اس میں اس نے جھوٹ بولا ہے اس کے اور امیر المومنین کے مابین کسی قسم کا معاہدہ نہیں ہوا امیر المومنین کا اعتقاد اور اخلاص اور قول کہ قرآن مجید مخلوق ہے اس کو بتلایا گیا تھا۔ اگر وہ توبہ کریں تو اس کا اعلان کر دیں اور اگر اپنے شرک پر ہی ضد کریں اور اپنے کفر اور الحاد کی وجہ سے قرآن مجید کو قدیم ہی بتلادیں تو ان کو قتل کر کے ان کا سر ہمارے پاس بھیج دو۔ اسی طرح ابراہیم بن مہدی کا پھر امتحان کرو اگر وہ قبول کرلیں تو خیر ورنہ ان کی بھی گردن اڑا دی جائے۔ علی بن ابی مقاتل سے کہو کہ کیا تم نے امیر المومنین سے نہیں کہا کہ تم ہی حلال وحرام کرو گے۔ ذیال سے کہہ دو کہ تم یاد رکھو کہ تم نے شہر انبار کے غلہ میں چوری کی ہے وہ تمہاری مشغولی کے لیے کافی ہے۔ احمد بن یزید ابوالعوام اور ان کا قول کہ وہ قرآن کے متعلق اس سے اچھا جواب نہیں دے سکتے سو وہ یاد رکھیں کہ وہ اگرچہ عمر میں بوڑھے ہیں مگر عقل میں بچے اور جاہل ہیں جب آدمی لکھ پڑھ لے تو پھر اسے اچھا جواب دینا چاہیے اگر اب بھی ایسا ہی کریں تو ان کا علاج بھی تلوار سے ہونا چاہیے۔

احمد بن حنبل سے کہہ دو کہ امیر المومنین نے تمہارے جواب کا مطلب معلوم کیا اور اس سے تمہارے جہل اور آفت پر استدلال کیا۔ فضل بن غانم سے کہہ دو کہ وہ یاد رکھیں کہ جو کچھ مصر میں کیا تھا اس پر وہ امیر المومنین سے نہیں شرماتے یعنی جبکہ وہ مصر میں قاضی تھے تو انہوں نے تھوڑی ہی مدت میں بہت سا مال جمع کر لیا تھا۔ زیادی سے کہہ دو کہ تم جھوٹے دعویدار ہو اور اپنے آپ کو زیادی کہتے ہو حالانکہ ابوحسان اس کا انکاری ہے۔ ہاں زیادی بعض خاص وجہوں سے کہا گیا ہے۔ رہے ابونصر تمار تو ان سے کہو تمہاری خساست عقل کا ذلیل تجارت کی وجہ سے امیر المومنین کو پہلے ہی سے شبہ تھا۔ ابن نوح اور ابن حاتم سے کہہ دو کہ سود کا مال کھاتے کھاتے تمہارے اندر جو توحید کے وقوف کا مادہ تھا وہ جاتا رہا اگر اور کوئی وجہ سے نہ ہو بلکہ امیر المومنین اس سود خوری کے عوض میں تم سے لڑائی کریں تو جائز ہے جس کی قرآن مجید میں مثال اور حکم موجود ہے کہ جو شخص سود لے اور مشرک بھی ہو جائے تو نصاریٰ کے مشابہ اس سے لڑنا کیوں جائز نہ ہوگا۔

ابن شجاع سے کہو کہ وہ یاد رکھیں کہ امیر کا مال علی بن ہشام پر حلال تھا اس کو تم طریقہ ناجائز سے کھا چکے ہو ایسے آدمی کی اگر عقل نہ جاتی رہے تو پھر کیا ہو سعدویہ الوسطی سے کہو کہ جس شخص نے محدث بننے اور ریاست کی حرص رکھی اللہ تعالیٰ اس کو کبھی فلاح کو نہ پہنچائے گا۔ سجادہ سے کہو کہ تمہارا اس بات سے انکار

کرنا کہ تم نے اپنے پاس بیٹھنے والے علماء سے قرآن کا مخلوق ہونا نہیں سنا تو کھجور کی گٹھلیوں کی شمار اور گدی کو اور علی بن یحییٰ کی امانتوں کو درست کرانے میں تم توحید کو بھول گئے۔ قواریری کو معلوم ہو کہ تمہارا اصول اور رشوت ستانی ہمیں معلوم ہے اور تمہارے مذہب اور برے طریق اور کمی عقل اور دین کا اسی سے پتہ چلتا ہے یحییٰ عمری اگر اولاد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہیں مگر ان کا جواب بھی معروف ہے۔ محمد بن حسین بن علی بن عاصم اگر وہ سلف صالحین کا مقتدی ہے تو وہ پرانی روایتوں سے ایک قدم بھی تجاوز نہ کرے گا اور اس صورت میں اس کی حیثیت ایک بچے سے بھی بڑھ کر نہیں ہوگی وہ علم کے ابھی محتاج ہیں۔ امیر المومنین نے قرآن مجید کے حصول میں ان کی محبت دیکھ کر ان کے ساتھ ابو مسہر کی معرفت بڑی توجہ کی تھی مگر وہ باوجود اس کے فکر وتردد میں رہا کرتا تھا آخر امیر المومنین کی تلوار سے ڈر کر اس سے اقرار لیا تھا معلوم ہوا کہ اس نے جھوٹا اقرار دیا تھا اب تم اس سے دریافت کروا گر وہ اپنے اقرار پر قائم ہے تو اس کا اعلان کر دے نیز جن لوگوں کا نام ہم نے لکھا ہے اگر وہ اپنے شرک سے باز نہ آئیں تو بشر اور ابن مہدی کے بعد جن کا نام لکھا ہے ان سب کو باندھ کر امیر المومنین کے لشکر میں بھیج دو تا کہ وہ خود ان سے پوچھیں اگر پھر بھی نہ مانیں تو سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

قتل عام کا حکم: بیان کرتے ہیں کہ یہ حکمنامہ سن کر سوائے امام احمد بن حنبلؒ اور سجادہ، محمد بن نوح اور قواریری کے سب نے عقیدہ خلق قرآن کو قبول کر لیا اسحاق نے ان چاروں کو قید کر دیا اور پھر اگلے روز قید خانہ میں جا کر ان سے ان کا عقیدہ دریافت کیا۔ سجادہ نے اس عقیدہ کا اقرار کر لیا اور اس کے بعد زیادہ اصرار پر قواریری بھی قائل ہو گیا امام احمد حنبلؒ اور محمد بن نوح کو روم کی طرف روانہ کر دیا پھر مامون کو خبر پہنچی کہ جنہوں نے اس گروہ میں سے اس عقیدہ کو قبول کیا ہے۔ وہ دراصل جبر وتشدد کی وجہ سے یہ سن کر مامون نہایت غصہ ہوا اور یہ حکم لکھا کہ ان دونوں شخصوں کے ساتھ تمام گروہ کو روانہ کیا جائے اسحاق نے تمام کو روانہ کر دیا مگر یہ خیریت ہوئی کہ یہ لوگ ابھی مامون کے پاس پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ مامون کا انتقال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لطف و کرم فرما کر ان سے مصیبت دور فرمائی۔

مامون کی علالت: مامون روم میں بیمار ہوا جس وقت مرض میں شدت ہوئی تو اپنے بیٹے عباس کو بلایا اسے یہ گمان تھا کہ عباد کے پہنچنے سے قبل شاید میں مرجاؤں گا مگر عباس جبکہ مامون حالت نزع میں تھا پہنچ گیا لیکن مفصلات اور شہروں میں پہلے ہی خطوط روانہ ہو چکے تھے جن کی پیشانی پر اس طرح مرقوم تھا کہ یہ خط مامون اور اس کے بھائی ابو اسحاق کی طرف سے ہے جو مامون کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بعد میں خلیفہ اس صریح اقرار کی وجہ سے ہونے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ خط امیر المومنین کے حکم سے ہی لکھے گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جب مامون کو بیہوشی ہوئی اس وقت لکھے گئے۔

مامون نے جمعرات ۱۸ رجب ۲۱۸ھ مقام بذندون ملک روم میں انتقال کیا اور طرطوس میں دفن کیا گیا۔

مسعودی کہتے ہیں کہ چشمہ بذندون پر مامون نے خیمہ لگوایا اور وہاں کی ٹھنڈک، صفائی، سرسبزی و شادابی بہت پسند کی اتفاقاً اس چشمہ میں ایک مچھلی چمکدار چاندی کی مانند دکھلائی دی جس کو دیکھ کر مامون نے بہت تعجب کیا اور اس کے پکڑنے کا حکم فرمایا مگر پانی کی خنکی کی وجہ سے اس میں تیرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی مامون نے اس مچھلی کے پکڑنے پر ایک تلوار کا انعام مقرر کیا آخر ایک شخص فراش نامی چشمہ میں اتر گیا اور اس کا شکار کر کے باہر لایا مگر ابھی کنارے پر ہی تھا کہ مچھلی نے ایک جست کی اور اس کے ہاتھ میں سے چھٹ کر پھر دریا میں گر پڑی۔ مامون کے سینے اور گلے پر چھینٹیں پڑیں اور کپڑے تر ہو گئے فراش دوبارہ دریا میں اترا اور آخر مچھلی کو پکڑ لایا۔ مامون نے فوراً اس کے کباب بنانے کا حکم دیا ابھی کباب بننے بھی نہ پائے تھے کہ مامون کو جاڑہ (لرزہ) چڑھ آیا کئی لحاف ڈالے گئے مگر لرزہ میں کچھ کمی نہیں آئی مامون کو کپکپی برابر آ رہی تھی اور دانت سے دانت بج رہا تھا آخر اس کے چاروں طرف آگ جلائی گئی اتنے میں مچھلی کے کباب بن کر آ گئے مگر مامون نے ان کو چکھا تک نہیں تھا کہ موت آ کر سوار ہو چکی تھی۔ تھوڑی دیر کو کچھ افاقہ نظر آیا تھا اس میں اس نے بذندون کے معنے پوچھے کہ عربی میں بذندون کس کو کہتے ہیں کسی نے جواب دیا کہ پیر پھیلانے کے معنی ہیں اس سے مامون نے بدفالی لی پھر اس نواح اور جنگل کا نام دریافت کیا جواب دیا گیا اس کو رقہ کہتے ہیں اور اس کی پیدائش کے وقت جو زائچہ بنایا گیا تھا اس میں لکھا تھا کہ یہ رقہ میں مرے گا اور اسی لیے رقہ جانے سے یہ احتراز کیا کرتا تھا مگر جب اس نے سنا کہ اس مقام کا نام رقہ ہے تو یہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا اور دعا کی رب العالمین! اور اے وہ ذات جس کا ملک کبھی زائل نہیں ہوگا اس بندے پر بھی رحم فرما جس کا ملک زائل ہو جائے گا مگر موت کب ٹلنے والی ہے جب اس کے مرنے کی خبر بغداد میں پہنچی تو ابو سعید مخزومی نے مندرجہ ذیل دو شعر کہے:

(ترجمہ اشعار) تم نے دیکھا علم نجوم نے مامون کو اور اس کی بادشاہت کو کیا فائدہ دیا؟

جیسے اس کے باپ کو طوس میں چھوڑ آئے تھے اس کو طرطوس میں چھوڑ دیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ثعالبی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک جتنی دوری مامون اور اس کے والد ہارون کی قبر میں ہے دوسرے خلفاء میں کسی باپ اور بیٹے میں نہیں اسی طرح بنی عباس میں پانچ شخصوں کی قبروں میں بہت زیادہ فاصلہ ہے شاید کسی کی قبر میں ہو۔ عبداللہ طائف میں، عبیداللہ مدینہ میں، فضل شام میں، قثم سمرقند میں، معبد افریقہ میں۔

انکساری: نفطویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حامد بن عباس بن وزیر نے بیان کیا کہ میں ایک روز مامون کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتفاقاً مامون کو چھینک آئی میں نے الحمدللہ سے جواب نہ دیا مامون نے اس کا سبب دریافت کیا تو میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کی عزت روکتی ہے مامون نے کہا کہ میں ان بادشاہوں میں نہیں ہوں جو دعا سے بے پرواہوں۔

احترام استاذ: ابن عساکر ابو محمد یزیدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں مامون کو اس کے بچپن میں تعلیم دیا کرتا تھا ایک روز حسب معمول میں آیا تو مامون اس وقت گھر میں تھا میں نے خادم سے بلوا بھیجا تو اس نے آنے میں دیر کی۔ میں نے دوسرے خادم کو پھر بھیجا مگر پھر بھی نہیں آیا۔ میں نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنا وقت بہت زیادہ برباد کرتا ہے۔ یہ سن کر خادموں نے بھی کہا کہ جب آپ چلے جاتے ہیں تو شہزادہ خادموں سے شوخی کرتا رہتا ہے اور ان کو مارتا پیٹتا ہے، آج آپ ذرا اس کو گوشمالی کر دیجئے، اتنے میں مامون آ گیا تو میں نے سات درے مار دیئے، مامون اپنی آنکھوں کو ملتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا۔ اتنے میں جعفر بن یحییٰ برمکی آ گیا، شہزادہ نے آنسو رومال سے صاف کیے اور کپڑے ٹھیک کر کے فرش پر چہار زانو ہو کر بیٹھ گیا، پھر جعفر کو بھی فرش پر بلا لیا میں اٹھ کر باہر چلا آیا۔ میں ڈر رہا تھا کہ کہیں مامون جعفر بن یحییٰ برمکی سے میری شکایت نہ کر دے، شہزادہ نے جعفر سے متوجہ ہو کر کچھ ایسی بات چیت کی کہ اسے خوب ہنسایا، جب جعفر چلا گیا تو میں اس کے پاس پھر گیا تو میں نے کہا مجھے ڈر تھا کہ تم میری شکایت نہ کر دو۔ یہ سن کر مامون نے کہا: اے ابو محمد! میں ہارون رشید سے بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ جعفر سے کہتا کیونکہ پڑھنے میں میرا ہی فائدہ ہے، میں ادب کا محتاج ہوں۔

عبداللہ بن تیمی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہارون رشید نے سفر کا ارادہ کیا اور لشکر میں یہ حکم دیدیا کہ ہم ایک ہفتہ کے بعد چلیں گے لہٰذا تمام تیار رہیں مگر ہفتہ گزرنے کے بعد ہارون رشید نے نہ چلنے کا ارادہ کیا، نہ کوئی دوسرا حکم دیا، لوگ مامون کے پاس آئے اور کہا کہ آپ دریافت کیجئے۔ ہارون کو اب تک یہ معلوم نہ تھا کہ مامون بھی شعر کہتا ہے مامون نے یہ اشعار لکھ کر ہارون رشید کے پاس بھیج دیئے:

ترجمہ اشعار: ”اے ان شخصوں میں اچھے جس کو سواریاں لے کر چلتی ہیں اور جس کے

گھوڑے پر ہر وقت زین کسا رہتا ہے۔ کاش! ہم سفر کی غایت کو معلوم کر لیتے یا ہمیں سفر کا حکم خلط ملط ہی رہ گیا۔ یہ سوائے بادشاہ کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ بادشاہ جس کی روشنی سے ہم اندھیریوں میں روشن ہوتے ہیں، اگر آپ سفر میں جائیں تو اقبال بھی سفر کرے گا۔ ورنہ جہاں آپ ہوں گے وہ بھی وہیں ہوگا۔"

ہارون رشید ان کو پڑھ کر بہت خوش ہوا، اور کہا بیٹا! تم اور شعر گوئی، شعر حقیر لوگوں کو آسمان پر چڑھا دیتے ہیں اور جلیل القدر لوگوں کو زمین پر گرا دیتے ہیں۔

اصمعی کہتے ہیں کہ مامون کی مہر پر یہ کندہ تھا عبداللہ بن عبداللہ۔

محمد بن عباد کہتے ہیں کہ خلفاء میں سوائے حضرت عثمان اور مامون کے کوئی خلیفہ حافظ نہیں ہوا۔ میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ اس کی تردید میں پہلے کر چکا ہوں، اب کرنا فضول ہے۔

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ایک روز مامون علماء کے ساتھ دربار عام میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت نے آ کر بیان کیا: اے امیر المومنین! میرے بھائی نے انتقال کیا اور اس نے چھ سو دینار چھوڑے، مجھے ایک دینار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرے حصہ میں یہی آتا ہے۔ مامون نے تھوڑی دیر فرائض پر غور کر کے کہا کہ میت نے دو لڑکیاں چھوڑی ہیں، عورت نے کہا: ہاں۔ دو تہائی یعنی چار سو دینار، ان کے ہوئے اور ایک والدہ چھوڑی چھٹا حصہ یعنی سو دینار اس کو پہنچے، ایک بیوی تھی آٹھواں حصہ یعنی پچھتر دینار اس کو ملے اور تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم! کیا اس نے بارہ بھائی نہیں چھوڑے، عورت نے کہا: ہاں۔ تو دو دو دینار بھائیوں کو یعنی چوبیس دینار انہیں پہنچیں، باقی رہا ایک سو وہ تجھے پہنچتا ہے۔

انسان کو عقل کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے:

محمد بن حفص الانماطی نقل کرتے ہیں کہ عید کے دن میں نے مامون کے ساتھ کھانا کھایا، دسترخوان پر تین سو قسم کے کھانوں سے زیادہ کھانے چنے ہوئے تھے۔ مامون ہر ایک کی طرف دیکھ کر کہتا تھا کہ یہ فلاں مرض میں نافع ہے اور یہ فلاں مرض میں مضر ہے جو شخص تم میں بلغمی مزاج ہو وہ اس کھانے کو نہ کھائے اور جو صفراوی مزاج ہو، وہ اس کھانے کو تناول کرے اور جس شخص پر سودا غالب ہو، وہ اسے کھائے جو شخص کم کھانے کا قصد رکھتا ہو، وہ یہ کھائے۔ یحییٰ بن اکثم نے یہ دیکھ کر کہا: امیر المومنین اگر آپ کو طب میں دیکھیں تو آپ کی معرفت میں جالینوس ہیں۔ نجوم میں غور کریں تو اس کے حساب میں آپ ہرمس ہیں فقیہ میں دیکھیں تو اس کے علم میں حضرت علی بن ابی طالب ہیں، سخاوت کا ذکر کریں تو اس صفت میں حاتم طائی ہیں، سچی بات میں اگر ملاحظہ کریں تو اسکے لہجہ میں ابوذر ہیں،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مہربانی میں اگر نظر گہری سے دیکھیں تو اس کے افعال میں کعب بن امامہ ہیں. وفا عہد میں اگر تعمل کریں تو اس میں سمول بن عادیا ہیں. مامون اس کو سن کر بہت خوش ہوا. اور کہنے لگا کہ انسان کو اس کی عقل کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے. ورنہ گوشت پوست سب کے ہوتا ہے۔

یحییٰ بن اکتم کہتے ہیں کہ میں نے مامون سے زیادہ با کمال شخص کو نہیں دیکھا۔ ایک روز میں اس کے پاس کمرہ میں رات کو تھا مجھے اس نے جگا کر یہ کہا کہ دیکھنا یحییٰ میرے پاؤں کے پاس کیا چیز ہے؟ میں نے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا مگر اسے اطمینان نہ ہوا. اس نے فراشوں کو پکارا. فراش شمع لے کر حاضر ہوئے۔ ان سے کہا کہ دیکھو کیا چیز ہے؟ انہوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بچھونے کے نیچے ایک لمبا سانپ بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے اسکو مار دیا۔ میں نے کہا کہ امیر المومنین کو اگر اس کے کمال کے ساتھ عالم الغیب بھی کہا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اس نے کہا: معاذ اللہ! کیا کہتے ہو؟ البتہ میں نے ابھی خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص میرے سامنے یہ اشعار پڑھتا ہے:

ترجمہ اشعار: ”اے رات کو سونے والے جاگ اور اپنے آپ کو ننگی تلوار سے بچا، میں یہ سن کر جاگ گیا اور میں نے سوچا کہ کوئی نہ کوئی فریب یا دور حادثہ گزرنے والا ہے اور قریب بچھونے سے زیادہ کوئی چیز نہیں، آخر اسی کے نیچے سے سانپ مل گیا۔“

عمارہ بن عقل کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو حفصہ شاعر نے بیان کیا کہ کیا تم نے بھی کبھی غور کیا ہے، میرے نزدیک تو مامون پوری طرح شعر کی قدر نہیں سمجھتا۔ میں نے کہا کہ اس سے کون شخص زیادہ سخن فہم ہو سکتا ہے۔ واللہ! میں نے تو اسے بہت سے اشعار سنائے ہیں، وہ پہلا ہی شعر سن کر بعض مرتبہ اچھل پڑا ہے اور تمام ان اشعار کو جواب تک اس نے سنے بھی نہیں، سب کا مطلب پا گیا ہے۔ ابو حفصہ نے کہا کہ میں نے اسے ایک ایسا عمدہ شعر سنایا جو میرے نزدیک نہایت قابلا نہ تھا مگر اس کو سن کر مامون میں ذرا بھی حرکت پیدا نہیں ہوئی اور وہ یہ شعر تھا:

ترجمہ شعر: ”امام الہدیٰ مامون دین میں مشغول ہے اور لوگ دنیا کے اشغال میں پھنسے ہوئے ہیں۔“

میں نے کہا کہ اثر کیا خاک ہوتا، تم نے بڑھیا تو اسے پہلے ہی بنا دیا جو مصلے پر بیٹھی ہوئی تسبیح ہلا رہی ہے اگر مامون دین میں اس قدر منہمک ہو جائے تو پھر امور مملکت کا انتظام اس کے ہاتھ میں کس طرح ہو سکتا ہے، تم نے وہی مضمون جو تمہارے چچا نے ولید کی شان میں ادا کیا تھا کیوں نہ ادا کر دیا وہ یہ ہے:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ترجمہ شعر: "وہ دینوی حصہ بھی ضائع ہونے نہیں دیتا اور نہ دنیاوی اشغال سے اسکو باز رکھتے ہیں۔"

حدیث کے متعلق غور و خوض کریں:

نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ میں ایک دن مقام مرو میں مامون کے پاس گیا۔ میں ایک پھٹی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھا مجھ دیکھ کر مامون نے کہا: نضر! کیا امیر المومنین سے ایسے کپڑوں سے ملنا چاہیے۔ میں نے کہا: یا امیر المومنین! گرمی کا یہی علاج ہے۔ مامون نے کہا: نہیں۔ یہ بات نہیں معلوم ہوتی بلکہ شاید تم اب غریب ہوگئے ہو، آؤ حدیث شریف کے متعلق کچھ غور و خوض اور مباحثہ کریں۔ دیکھو یہ حدیث شریف مجھ سے ہشیم بن بشیر نے بحوالہ مجاہد عن الشعبی عن ابن عباس بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی عورت سے بوجہ اس کے دین اور جمال کے نکاح کرے، گویا اس نے فقیری اور درویشی کا دروازہ بند کر دیا۔ میں نے کہا کہ امیر المومنین کا قول ہشیم کی روایت کے مطابق سچ ہو گیا۔ مگر مجھ سے عوف الاعرابی نے بحوالہ حسن روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی عورت سے بوجہ اس کے دین اور جمال کے نکاح کرے تو گویا اس نے عیش کا دروازہ بند کر دیا۔ مامون چونکہ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا تھا۔ یہ سن کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ کیا حدیث اول میں لفظ سداد غلط ہے۔ میں نے کہا: ہاں ہشیم کی غلطی ہے۔ وہ سمجھا نہیں۔ مامون نے کہا اچھا ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ میں نے فرق بیان کیا۔ مامون نے کہا اچھا تم عرب شاعر کی کوئی سند پیش کر سکتے ہو۔ میں نے عربی شاعر کا ایک شعر سنایا۔ اس کو سن کر مامون کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شاعروں کو خراب کرے جو علم ادب بھی اچھی طرح نہیں جانتے، پھر اپنی تائید میں ابن بیض شاعر کے اشعار پیش کیے، ادھر میں نے اپنی تائید میں ابن ابی عروبۃ المدینی شاعر کے اشعار پیش کیے۔ آخر گفتگو شعراء عرب کے متعلق چل پڑی اور میں نے بہت سے اشعار اسے سنائے۔

(ان کو ہم نے ترجمہ کرنے سے ترک کر دیا ہے کیونکہ اردو خواں اصحاب بجائے لطف اٹھانے کے ان سے بے لطفی اور الجھی حاصل کرتے ہیں۔ مترجم)

مامون نے کہا نضر تم سچ کہتے ہو اور ایک کاغذ پر کچھ لکھنے لگا جس کو میں نہیں جانتا پھر درمیان میں لکھتے لکھتے کچھ علم ادب کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ میں نے اس کے جوابات دیئے، پھر میرے لیے پچاس ہزار درہم لکھ کر خادم سے کہا کہ انہیں فضل بن سہل کے پاس پہنچا دو۔ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے وہ رقعہ پڑھ کر جس میں پچاس ہزار درہم لکھ کر دیئے تھے، کہا کہ تم نے امیر المومنین کی

خوب غلطیاں پکڑیں۔ میں نے کہا: معاذ اللہ! البتہ ہشیم غلطی پر تھے اور انہی کا اتباع امیر المومنین کیے بیٹھے تھے۔ فضل بن سہل نے بھی اپنی طرف سے مجھے تیس ہزار درہم دیئے اور میں اسی ہزار درہم لے کر گھر آ گیا۔

خطیب نے محمد بن زیاد اعرابی سے روایت کی ہے کہ میں ایک مرتبہ مامون کے پاس گیا، اس وقت مامون یحییٰ بن اکثم کے ساتھ باغ میں ٹہل رہا تھا۔ میں نے چونکہ ان دونوں کو پیٹھ پھیرے ہوئے دیکھا، اس لیے میں بیٹھ گیا، جب وہ سامنے آئے تو میں نے اس کو کھڑے ہو کر خلیفہ کے ادب کے موافق سلام کیا۔ میں نے سنا کہ وہ یحییٰ سے کہہ رہا تھا کہ ابو محمد! ان لوگوں کا علم ادب کیا اچھا ہے، ہم کو پیٹھ پھیرے ہوئے دیکھا تو بیٹھ گیا، جب ہمیں آتے دیکھا تو کھڑے ہو کر سلام کیا۔ یہ کہہ کر مجھے سلام کا جواب دے کر کہنے لگا کہ اس شعر میں ہند بن عتبہ کے:

> ترجمہ شعر: "ہم طارق کی بیٹیاں ہیں اور اعلیٰ قسم کے فرشوں پر چلا کرتے ہیں۔ طارق سے کیا مقصود ہے ہند کے نسب پر غور کیا تو ہند کے بزرگوں میں کوئی شخص اس نام کا نہیں معلوم ہوا۔"

میں نے کہا کہ اس کے نسب میں تو کوئی شخص مجھے اس نام کا بھی معلوم نہیں ہوتا۔ اس نے کہا کہ ہند نے طارق سے تارے مراد لیے ہیں اور ان سے اپنے آپ کو اپنے حسن کی وجہ سے منسوب کیا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: "والسمآء والطارق" میں نے کہا کہ واقعی یہی ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہم ہی اس کام کی اصل ہیں اگر تم اس کی تائید کرتے ہو تو انعام کے مستحق ہو، یہ کہہ کر اس نے میری طرف عنبر کا گولہ جو اس وقت اس کے ہاتھ میں پھینک دیا۔ میں نے اسے پانچ ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔

ابو عبادہ کہتے ہیں کہ مامون روئے زمین پر بادشاہوں میں اپنی نظیر آپ ہی گزرا ہے، اور اس کا یہ نام بھی زیبا تھا۔

ایک خارجی سے مکالمہ:

ابو داؤد کہتے ہیں کہ مامون کے پاس ایک خارجی داخل آیا، اس سے مامون نے پوچھا کہ ہم سے ہمارے خلاف ہونے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ اس نے کہا: قرآن پاک کی آیت کہا، کونسی اس نے کہا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔

مامون نے کہا کہ تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف کی آیت ہے۔ اس نے کہا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اجماع امت سے۔ مامون نے کہا کہ جب تم تنزیل آیت میں اجماع امت سے متفق ہو تو تاویل میں بھی ان کے موافق ہونا چاہیے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ کہا۔ السلام علیک یاامیر المومنین۔

ابن عساکر، محمد بن منصور سے روایت کرتے ہیں کہ مامون کا قول ہے کہ شریف کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے سے برتر لوگوں کے ظلم سہے مگر اپنے سے کمتر پر ظلم نہ کرے۔

سعید بن مسلم کہتے ہیں کہ مامون نے کہا کہ میں معافی کو اتنا محبوب رکھتا ہوں کہ اگر مجرموں کو وہ معلوم ہو جائے تو ان کے دلوں سے خوف جاتا رہے اور اس میں خوشی سما جائے۔

ابراہیم بن سعید جوہری کہتے ہیں کہ ایک مجرم مامون کے سامنے کھڑا تھا۔ مامون نے اس سے کہا: واللہ! میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا: یاامیر المومنین! ذرا تحمل فرمایئے اور بردباری کام میں لایئے کیونکہ نرمی کرنا بھی آدھی معافی ہے۔ مامون نے کہا کہ اب تو میں قسم کھا چکا ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ بحیثیت حانث ہونے کے پیش ہوں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ قاتل ہو کر حاضر ہوں۔ یہ سن کر مامون نے اسے چھوڑ دیا۔

خطیب ابوالصلت، عبدالسلام بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رات مامون کے کمرہ میں سو گیا۔ ادھر مشعلچی کی آنکھ لگ گئی اور اتفاق سے چراغ گل ہو گیا۔ مامون خود اٹھا اور چراغ درست کر دیا۔ میری آنکھ جو کھلی تو مامون کہہ رہا تھا کہ بسا اوقات میں غسل خانہ میں ہوتا ہوں اور یہ خدمتگار مجھ کو گالیاں دیتے اور مجھ پر افترا کیا کرتے ہیں اور میں سنتا ہوں، انہیں میرے سننے کی خبر بھی نہیں ہوتی اور میں ہمیشہ معاف کر دیا کرتا ہوں۔

بردباری: صولی، عبداللہ بن البواب سے روایت کرتے ہیں کہ مامون نہایت بردبار شخص تھا، حتیٰ کہ ایسی باتوں پر بردباری کرتا تھا کہ جن کو سن کر ہمیں بھی غصہ آجاتا تھا۔

ایک روز کشتی میں ہم دجلہ کی سیر کر رہے تھے، کشتی کے بیچ میں پردہ تھا اور ہم پردہ کے ایک طرف تھے اور ملاح دوسری طرف بیٹھے تھے، ان میں سے ایک ملاح نے کہا کہ تم سمجھتے ہو گے کہ میرے دل میں مامون کی کچھ قدر ہے۔ یہ شخص میری آنکھ میں کانٹا کھٹکتا ہے کیونکہ یہ اپنے بھائی کا قاتل ہے۔ واللہ! یہ سن کر مامون ہنس پڑا اور ہم سے کہنے لگا کہ یارو! کوئی حیلہ تم ہی بتلاؤ کہ کسی طرح میں اس جلیل القدر شخص کی آنکھ میں عزت دار ہو جاؤں۔

عدل کی ابتدا کیا ہے: خطیب بن اکثم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مامون سے زیادہ مہربان کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ میں ایک رات اس کے کمرے میں سو گیا۔ ابھی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

میری پوری طرح آنکھ بھی لگنے نہ پائی تھی کہ اتفاق سے مامون کو کھانسی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے اس خیال سے کہ کسی کی آنکھ نہ کھل جائے اور نیند میں خلل پڑے، اپنی قمیص کی آستین سے منہ بند کرلیا اور کہنے لگا کہ عدل کی ابتدا یہ ہے کہ اول اپنے دلی دوست سے عدل کرے، پھر ان سے کم درجہ والوں سے حتیٰ کہ ادنیٰ شخص سے بھی عدل کرنے لگے۔

زمانہ ایک جیسا نہیں رہتا:

ابن عساکر، یحییٰ بن خالد برمکی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے مامون نے کہا کہ یحییٰ لوگوں کی ضرورت کو پورا کرنا بھی غنیمت جان کیونکہ فلک گردش کرتا ہے اور زمانہ کسی شخص کو اس کی حالت پر باقی نہیں رکھتا، اور نہ کسی شخص کی نعمتیں باقی رہتی ہیں۔

عبداللہ بن محمد زہری کہتے ہیں کہ مامون کا قول ہے کہ غلبہ حجت مجھے غلبہ قدرت سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ غلبہ قدرت خود زائل ہو جائے گا اور غلبہ حجت ہمیشہ باقی رہے گا۔

شعبی کہتے ہیں کہ مامون کا قول ہے کہ جو شخص تمہاری نیک نیتی کا مشکور نہ ہوگا، وہ تمہاری نیکی کا بھی مشکور نہ ہوگا۔

ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ میں نے مامون کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ سلطان کی خود پسندی اور لجاجت بہت بری چیز ہے اور اس سے زیادہ برائی سمجھانے سے پہلے قاضیوں کی تنگ خیالی ہے اور اس سے بدتر فقہاء کی کم عقلی اور اس سے زیادہ برا اغنیاء کا بخل اور بوڑھوں کا مذاق کرنا اور جوانی میں سستی لڑنے والے کی بزدلی ہے۔

علی بن عبدالرحیم المروزی کہتے ہیں کہ مامون کے اقوال میں سے ہے کہ وہ شخص اپنے نفس پر ظالم ہے جو ایسے شخص کی قربت چاہے جو اس سے دوری کا خواہشمند ہے اور ایسے شخص کی تواضع کرے جو اس کی عزت نہ کرے اور ایسے شخص کی تعریف سے خوش ہو، جو اسے جانتا بھی نہ ہو۔

مخارق کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ مامون کے سامنے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ شعر: ”میں ایسے دوست کا خواہشمند ہوں کہ جب مجھے اس سے کدورت ہو تو وہ اور زیادہ مجھ پر عنایت کرے۔“

مامون نے کہا کہ اسے پھر پڑھو اور بار بار پڑھنے کو کہا۔ میں نے اس کو سات مرتبہ پڑھا، پھر مجھ سے کہنے لگا کہ مخارق مجھ سے یہ تمام سلطنت لے لو اور اس کی عوض میں مجھے ایسا دوست لادو۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

مفلسی سے محفوظ رہنے کا عمل: ہدبہ بن خالد کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مامون کے پاس گیا اور کھانے میں شریک ہوا، جب دسترخوان اٹھالیا گیا تو میں جو زمین پر کھانے کے ریزے گر پڑے تھے، اٹھا اٹھا کر کھانے لگا، یہ دیکھ کر مامون نے کہا کیا ابھی پیٹ نہیں بھرا، میں نے کہا: ہاں بھر چکا ہے، مگر مجھ سے حماد بن سلمہ نے بحوالہ ثابت بنانی از حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دسترخوان کے نیچے کے ریزے اٹھا کر کھائے گا وہ مفلسی سے امن میں رہے گا۔ یہ سن کر مامون نے مجھے ایک ہزار درہم عطا کیے۔

مامون کے نکاح پر فقیر کا تحفہ: حسن بن عبدوس صفار کہتے ہیں کہ جب مامون نے بوران بنت حسن بن سعد سے نکاح کیا، تو لوگوں نے حسن کو بہت تحفہ جات دیئے۔ ایک فقیر نے بھی دو توشہ دان تحفہ میں بھیجے اور ایک میں نمک اور دوسرے میں سجّی رکھ دیا اور لکھا کہ میں ایک حقیر ہدیہ جیسا کہ میں خود فقیر ہوں بھیجتا ہوں۔ میں نے برا سمجھا کہ جلیل القدر لوگوں کی فہرست میں میرا نام نہ ہو۔ اس لیے میں ایک میں نمک برکت کیلئے اور دوسرے میں سجی خوشبو اور صفائی کیلئے روانہ کیا ہے۔ حسن نے ان دونوں توشہ دانوں کو مامون کے سامنے پیش کر دیا۔ مامون نے اسے بہت پسند کیا اور انہیں خالی کرا کر دیناروں سے بھر کے اسی فقیر کے پاس بھیج دیئے۔

صولی محمد بن قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مامون کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ واللہ! مجھے معافی میں اس قدر مزہ ملتا ہے کہ اگر لوگ اس کا اندازہ کرلیں تو میرے پاس جرم کر کے آیا کریں۔

حکایت: خطیب منصور برمکی سے روایت کرتے ہیں کہ ہارون رشید کی ایک باندی تھی جس پر مامون کا دل بھی مائل تھا۔ ایک روز وہ ہارون رشید کو وضو کرا رہی تھی اور مامون اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے باندی کو بوسہ دینے کے متعلق اشارہ کیا۔ باندی نے آنکھ کے اشارے سے منع کیا۔ اس میں پانی ڈالنے میں دیر ہوگئی، ہارون نے باندی کی طرف دیکھ کر کہا: کیا ہے؟ باندی خاموش ہوگئی۔ ہارون کو اس پر غصہ آیا اور کہا کہ اگر تو نے نہ بتایا تو تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے صاف صاف کہہ دیا اور مامون شرم اور خوف کی وجہ سے گر گیا۔ ہارون نے کہا: کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ کہا اچھا اس کے ساتھ تم اس خیمہ میں چلے جاؤ اور آپ خود باہر رہ گیا جب مامون نکلا تو ہارون رشید نے کہا کہ واقعہ کو نظم کر کے سناؤ۔ مامون نے فی البدیہہ پڑھنا شروع کیا:

ترجمہ اشعار: ”میں نے دل سے اشارہ کر کے اس کو اپنی طرف بلایا، میں نے دور سے بوسہ مانگا مگر اس نے اپنے لبوں سے بہانہ کر کے ٹال دیا، اور ٹالنا بھی اچھا ٹالا کہ اپنے

www.waseemziyai.com
MAKTABA-TUL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابروں سے اشارہ کر دیا۔" میں ابھی اپنی جگہ سے ہلنے بھی نہ پایا تھا کہ مجھے اس پر قابو حاصل ہو گیا۔

کنیز کی حاضر جوابی:

ابن عساکر، ابوخلیفۃ الفضل بن حباب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سوداگر سے میں نے سنا کہ میں نے ایک شاعرہ فصیحہ ادیبہ ماہر شطرنج کنیز فروخت کرنے کیلئے مامون کے سامنے پیش کی اور دو ہزار دینار اس کی قیمت مانگی۔ مامون نے کہا کہ اگر یہ کنیز میرے اس شعر پر جو میں پڑھتا ہوں، ایک اور شعر لگا دے تو میں تمہیں اس سے بھی زیادہ اس کی قیمت دوں گا۔ وہ شعر یہ ہے:

ترجمہ شعر: "تو اس شخص کے متعلق کیا کہتی ہے جو تیری محبت میں اس قدر شیفتہ ہے کہ بے خواب ولاغر ہو کر حیران رہ گیا ہے۔ کنیز نے فوراً چپاں کیا۔"

ترجمہ شعر: "ہم نے ایک دوست پایا کہ اس کو درد عشق کا صدمہ پہنچا تھا مگر ہم نے اس کو دوست بنا کر اس پر احسان کیا۔"

مامون کی عادت معاف کر دینا تھا:

صولی، حسین الخلیع سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ پر مامون بہت غصے ہوا، اور میرا وظیفہ بند کر دیا۔ میں نے ایک قصیدہ ایک شخص کی معرفت لکھ کر بھیجا جس میں مامون کی تعریف اور اپنی تنگدستی اور بحالی کے متعلق مرقوم تھا۔ مامون نے کہا کہ قصیدہ بہت اچھا ہے مگر ہمارے یہاں اس شخص کیلئے کچھ نہیں کیونکہ اس نے امین کی تعریف میں میری برائی کی تھی۔ یہ سن کر حاجب نے کہا: امیر المومنین کی عادت معافی آج کہاں گئی؟ یہ سن کر فوراً میرا وظیفہ بحال کر دیا۔

علیہ حماد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مامون جب بغداد میں آتا تو ظہر کے وقت تک عدالت میں بیٹھ کر لوگوں کا انصاف اور مظلوموں کی دادرسی کیا کرتا۔

مامون شطرنج کا شوقین تھا:

محمد بن عباس کہتے ہیں کہ مامون رشید شطرنج کا بڑا شوقین تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ کھیل ذہن کو بہت تیز کرتا ہے۔ اس میں اس نے بہت سی باتیں ایجاد کی تھیں، کہا کرتا تھا کہ جب مجھ سے کوئی شخص کھیلنے کو کہتا ہے تو گویا وہ ایک کام کرنے کو کہتا ہے، لیکن باوجود اس کے وہ خود اچھا نہ کھیل سکتا تھا اور اسی وجہ سے کہا کرتا تھا کہ میں بساط دنیا کا انتظام کر سکتا ہوں مگر اس دو بالشت بساط پر بہت تنگ ہو جاتا ہوں۔

ابن سعید کہتے ہیں کہ دعبل شاعر نے مامون کی برائی میں یہ اشعار لکھے:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ترجمہ اشعار: "میں اس قوم میں ہوں کہ جن کی تلواروں نے تیرے بھائی کو قتل کر دیا اور تجھے تخت پر بٹھا دیا۔ تجھے عدل گمنامی سے نکال کر تیرا مرتبہ بڑھا دیا تجھ کو انتہا درجہ کی پستی سے بلند پر بٹھا دیا۔"

جب اس کو مامون نے سنا تو کہا کہ دعبل بہت بڑا بے شرم ہے اتنا نہیں سمجھتا کہ جو شخص بادشاہ کی گود میں پلا ہو، وہ گمنام کبھی نہیں ہو سکتا۔ سزا تو درکنار اس کے سوا دعبل کو اف تک نہیں کہا۔ بیان کرتے ہیں کہ مامون نبیذ پیا کرتا تھا۔

حافظ کہتے ہیں کہ مامون کے مصاحب اس کا رنگ دیکھ کر کہتے تھے کہ اس کے چہرے اور تمام جسم کا رنگ یکساں ہے۔ سوائے اس کی پنڈلیوں کے کہ وہ اتنی زرد تھیں کہ گویا زعفران سے رنگ دی گئی ہے۔

اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ مامون کا مقولہ ہے کہ گانا وہی بہتر ہے جس گانے سے لطف اٹھائیں، غلط ہو یا ٹھیک ہو۔

علی بن حسین کہتے ہیں کہ محمد بن حامد ایک روز مامون کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور مامون پانی پی رہا تھا کہ ایک کنیز غریب نامی سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے یکا یک نابعہ جعدی شاعر کا شعر گانا شروع کر دیا۔ مامون کو اس بے محل گانے پر غصہ آگیا اور کہا: خبردار! خود ہی خود یہ گانا کیسا؟ اس پر تمام مجلس خاموش ہو گئی اور مامون کہنے لگا کہ اگر تو نے سچ نہ بتایا کہ اس گانے کا محرک کون ہے تو میں کوڑے مار کر اقرار کرالوں گا اور پھر بہت زیادہ سزا دوں گا ہاں اگر تو نے سچ بتا دیا تو میں اس سچ کے عوض جو کچھ وہ محرک چاہے گا دے دوں گا اور سزا سے درگزر کروں گا۔ یہ سن کر محمد بن حامد نے کہا حضور والا! یہ قصور اس فدوی سے سرزد ہوا ہے۔ میں نے اس سے اشارہ میں ایک بوسہ مانگا تھا۔ مامون نے کہا: ہاں اب سچ بات معلوم ہو گئی، کیا تم اس سے نکاح کرنا چاہتے ہو؟ کہا: ہاں۔ مامون نے فوراً خطبہ پڑھ کے بعوض چار سو درہم دین مہر اس کنیز کا نکاح اس سے کر دیا اور کہا کہ لو ہاتھ پکڑو اور اسے گھر لے جاؤ، جب یہ لے کر چلے تو دہلیز میں معتصم مل گئے۔ انہوں نے کہا کہ میرا حصہ۔ ابن حامد نے کہا کہ یہی آپ کی نذر ہے۔ معتصم نے کہا: نہیں بلکہ یہ ہے کہ رات بھر اس سے گانا سنا جائے، چنانچہ اس نے صبح تک گایا اور پھر ابن حامد اس کو اپنے لے آئے۔

ابن ابی داؤد کہتے ہیں کہ بادشاہ روم نے مامون کے پاس بطور ہدیہ اور تحفہ کے دو سو رطل مشک اور دو سو سمور بھیجے۔ مامون نے حکم دیا کہ تم اس سے دوگنا کر کے اس کے پاس بھیج دو، تا کہ عزت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اسلام اس کو معلوم ہو جائے۔

ابراہیم بن حسین روایت کرتے ہیں کہ مدائنی نے مامون سے کہا کہ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کا قول ہے کہ بنی ہاشم سردار قوم اور تیز سمجھ لوگ ہیں اور ہم تمام و کمال سردار ہیں۔ مامون نے کہا کہ انہوں نے ایک بات کا اقرار کیا اور ایک بات کا دعویٰ اپنے دعویٰ میں تو وہ مدعی ہیں اقرار میں مدعا علیہ۔

حکایت: اسامہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بعض دوستوں نے بیان کیا کہ احمد بن ابو خالد نے ایک روز مامون کے سامنے کوئی قصہ پڑھا اور کہا کہ شریدی حالانکہ وہ لفظ یزیدی تھا۔ مامون یہ سن کر ہنس پڑا اور ملازم کو آواز دے کر کہا کہ یہ بھوکے ہیں، کھانا لادو۔ انہوں نے آج صبح سے کھانا نہیں کھایا۔ احمد بہت شرمایا اور کہا کہ نہیں مجھے بھوک نہیں ہے، یہ افسانہ نگار احمق ہے یا پر تین نقطہ لگا کر ثا بنا دیا ہے۔ مامون نے کہا کہ نہیں، تم کھانا ضرور کھالو جب احمد کھانا کھا چکا تو ایک قصہ شروع کیا اور اس میں بجائے حمصی کے خبیصی کہہ گیا۔ مامون پھر ہنس پڑا، اور غلام سے کہا کہ ان کیلئے خبیص (حلوے کی قسم) لے آؤ۔ احمد نے کہا کہ افسانہ نگار ہی احمق ہو تو میں کیا کروں، کم بخت نے میم پر نقطہ لگا کر با بنا دیا ہے۔ مامون نے کہا کہ اگر افسانہ نگار احمق نہ ہوتا تو تم ضرور آج بھوکے رہتے۔

سخی اور مہربان: ابو عباد کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے مامون سے زیادہ کسی کو سخی اور مہربان بنایا ہو۔ مامون کو جس وقت معلوم ہوا کہ احمد بن ابو خالد بہت بڑا حریص ہے اور دنیا کی ہانڈی چاٹتا پھرتا ہے تو جب کبھی اس کو کسی کام کیلئے بھیجتے پہلے کھانا کھلا دیتے اور اس کا بھی یہ حال تھا کہ جب ذرا ضرورت ہوتی تو بغیر بلائے آجاتا، چنانچہ ایک روز آکر کہنے لگا کہ میرے یہاں مہمانداری بہت رہتی ہے، تو مامون نے ہزار درہم روزانہ اس کے دسترخوان کیلئے مقرر کر دیئے مگر باوجود اس کے وہ دوسروں کے ہانڈی برابر چاٹتا پھرتا رہا۔ دعبل شاعر نے اس کی ہجو میں کہا ہے:

ترجمہ شعر: ''ہمیں خلیفہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے خالد کیلئے تنخواہ مقرر کر دی اور مسلمانوں کو اس کی اذیت سے بچالیا اور اس کو گھر کے شغل میں لگا دیا۔''

ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں نے مامون سے سنا ہے وہ ایک شخص سے کہہ رہا تھا کہ چاہے یہ عذر ہو یا امن میں نے تجھے بخش دیا، میں چاہتا ہوں کہ تو برائی کرے اور میں تیرے ساتھ بھلائی تو گناہ کرے اور میں معافی حتیٰ کہ وہ معافی تیری اصلاح کر دے۔

ثمامہ بن اشرس کہتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو جعفر بن یحییٰ برمکی اور مامون سے زیادہ بلیغ نہیں دیکھا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حکایت: سلفی نے طیوریات میں حفص مدائنی سے روایت کی ہے کہ ایک حبشی شخص نے مامون کے پاس آ کر نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں موسیٰ بن عمران ہوں۔ مامون نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ید بیضاء کا معجزہ رکھتے تھے اگر تو موسیٰ بن عمران ہے تو بھی یہ معجزہ دکھا، تاکہ ہم تجھ پر ایمان لے آئیں۔ اس نے کہا کہ موسیٰ ابن عمران کے سامنے چونکہ فرعون "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" (میں تمہارا رب ہوں۔) کہتا تھا کہ اس لیے یہ معجزہ دکھاتا تھا آپ بھی یہ دعویٰ کیجئے تاکہ معجزہ دکھاؤں ورنہ کچھ ضرورت نہیں۔

مامون کا مقولہ ہے کہ ہر فتنہ وفساد حکاموں کی شرارت کا نتیجہ ہوتا ہے۔

ابن عساکر، یحییٰ بن اکثم سے روایت کرتے ہیں کہ مامون کا ہمیشہ معمول تھا کہ وہ منگل کے دن فقہ کے متعلق بحث کرنے کیلئے علماء کی ایک مجلس منعقد کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص اس مجلس میں ایک کپڑا اوڑھے ہوئے اور جوتا ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اور مجلس کے کنارے پر کھڑے ہو کر السلام علیکم کرکے پوچھنے لگا کہ یہ مجلس اجتماع امت کیلئے منعقد کی گئی ہے یا محض غلبہ وقہر دکھلانے کیلئے مامون نے وعلیکم السلام کے بعد کہا۔ نہ اول غرض کیلئے اور نہ دوسرے مطلب کیلئے بلکہ اس لیے کہ اول میرے بھائی کے متعلق مسلمانوں کا کام سپرد ہوا تھا۔ پھر میرے اور میرے بھائی کے درمیان جھگڑا رونما ہو گیا اور وہ کام مجھ تک پہنچ گیا۔ میں نے سوچا کہ اجتماع کلمۃ المسلمین کا زیادہ محتاج ہوں تاکہ مشرق ومغرب کے مسلمان مجھ سے راضی ہو جائیں اور ساتھ ہی اس کے یہ خیال بھی کیا کہ خلافت اگر میں نے خالی کر دی تو اسلام کی بنیاد متزلزل ہو جائے گی اور مسلمانوں کا امر مختلط ہو جائے گا اور ان میں تنازع پڑ جائے گا اور جہاد باطل ہو جائے گا اور مناسک حج جاتے رہیں گے اور راستہ میں بند ہو جائے گا۔ اس لیے احتیاطاً میں اس کیلئے ٹھہرا ہو گیا تاکہ مسلمانوں کو ایک شخص واحد کی خلافت پر راضی کر دوں اور اس شخص کو خلافت سپرد کر کے علیحدہ ہو جاؤں۔ اس شخص نے کہا: السلام علیکم اور چلا گیا۔

باکمال حافظہ: محمد بن منذر الکندی کہتے ہیں کہ ہارون رشید حج ادا کرنے کے بعد کوفہ آیا اور یہاں آ کر محدثین کو طلب کیا، عبداللہ بن ادریس اور عیسیٰ بن یونس کے علاوہ تمام محدثین آ گئے۔ ہارون رشید نے ان کے پاس امین اور مامون کو بھیجا۔ ابن ادریس نے ان دونوں کے سامنے سو احادیث شریف پڑھیں جس وقت یہ ختم کر چکے تو مامون نے کہا اگر اجازت ہو تو میں ان سب احادیث کو جو آپ نے ابھی پڑھی ہیں۔ از بر حفظ سنا دوں کہا ہاں سناؤ، مامون نے تمام من وعن بیان کر دیں۔ عبداللہ بن ادریس یہ دیکھ کر اس کے حافظہ سے ششدر و حیران رہ گئے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بعض علما کا قول ہے کہ مامون کو بہت سی فلسفہ یونان کی کتابیں جزیرہ قبرس سے ہاتھ لگ گئی تھیں۔(ذہبی نے بھی مختصراً اس کو بیان کیا ہے۔)

کعبہ پر سفید غلاف چڑھانا:

فاکہی کہتے ہیں کہ جس شخص نے اول کعبہ شریف پر سفید ریشم کے پردے چڑھائے وہ مامون ہے اور خلیفہ ناصر کے وقت تک سفید ہی چڑھتے رہے مگر سلطان محمود بن سبکتگین نے اس دوران کے اندر زرد ریشم کے پردے ڈلوائے تھے۔

مامون کا مقولہ ہے کہ لوگوں کی عقلوں کے اندر نظر کرنے میں جتنی فرحت ہوتی ہے اتنی کسی سیر میں نہیں ہوتی۔ دوسرا مقولہ ہے کہ جب کوئی مشکل آپڑتی ہے تو اس کا ٹالنا مشکل ہو جاتا ہے، جب کوئی چیز ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو اس کا لوٹنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ سب سے اچھی مجلس یہ ہے کہ آدمی لوگوں کی حالت پر غور کرے۔ اور آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں: بعض مثل غذا کے ہیں، جو ہر حالت میں کام آتے ہیں اور بعض مثل دوا کے ہیں جو بیماری کی حالت میں کام دیتے ہیں اور تیسری قسم وہ ہے کہ بیماری کی مثل ہیں کہ ہر حالت میں مکروہ ہیں۔

مامون نے ایک روز بیان کیا کہ میں ایسا کسی شخص سے لاجواب نہیں ہوا، جتنا کہ اہل کوفہ کے ایک شخص سے ہوا تھا کہ وہ اپنے اہل کوفہ کو لے کر آیا اور اس نے حاکم کوفہ کی شکایت کی۔ میں نے کہا تو جھوٹا ہے وہ تو بڑا عادل شخص ہے۔ اس نے کہا کہ امیر المومنین نے سچ فرمایا اور میں واقعی جھوٹا ہوں مگر اس حاکم کو ہمارے شہر ہی کیلئے کیوں مخصوص فرمایا کسی دوسرے شہر کیوں نہ متعین کیا گیا، تاکہ دوسرے شہروں کو بھی عدل و انصاف سے بھر دے، جیسا کہ ہم کو انصاف سے بھر رکھا ہے۔ میں نے آخر مجبور ہو کر یہی کہا کہ اچھا جاؤ، ہم نے اسے علیحدہ کیا۔

مامون کے اشعار:

مامون کے اشعار یہ ہیں:

ترجمہ اشعار: ”میری زبان میں تمہارے بھید پوشیدہ ہیں مگر جس وقت میں گریہ کرتا ہوں، تو میرے آنسو چغل خوری کر دیتے ہیں اور بھید ظاہر کر دیتے ہیں، اگر آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپا لیتا مگر جو عشق نہ ہوتا تو آنسو خود نہ ہوتے۔“

شطرنج کی تعریف میں کہتا ہے:

ترجمہ اشعار: ”ایک چارکونہ زمین ہے چمڑے سے سرخ دوستوں کے درمیان ہے جو مہربانی میں مشہور ہے۔ دونوں لڑائی کا ذکر کر رہے ہیں اور حیلے سوچ رہے ہیں حالانکہ لڑائی ایسی ہے جس میں ایک قطرہ خون کا بھی زمین پر نہیں گرتا۔ یہ اس پر لوٹ مار کرتا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہے وہ اس پر کرتا ہے اور ہوشیار آدمی کی آنکھ کبھی نہیں سوتی، تم اس عقلمندی کو دیکھو کہ لڑائی ہو رہی ہے اور دونوں لشکروں میں طبل ہے نہ جھنڈا۔"

مامون سے مروی احادیث:

بیہقی کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ حاکم سے سنا ہے کہ وہ بروایت ابواحمد صیرفی از جعفر بن ابی عثمان طیالسی روایت کرتے ہیں کہ میں نے (ابوعثمان طیالسی نے) عصر کی نماز مامون کے پیچھے مقصورہ میں عرفہ کے دن پڑھی، جب سلام پھیرا تو لوگوں نے تکبیر کہی۔ میں نے مامون کو دیکھا تو وہ درابزین کے پیچھے کہتا ہے چپ رہو، چپ رہو۔ حضرت ابوالقاسم ﷺ کی سنت کل کے روز تکبیر کہنا ہے جب عیدالاضحی کا دن ہوا تو میں نماز کیلئے گیا۔ مامون نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور حمد وثنا کے بعد کہا: "اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا۔"

ہم سے ہشیم بن بشیر نے بروایت ابن شبرمہ عن الشعبی عن برار ابن عازب عن ابی بردہ بن دینار روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے قبل از نماز بقرعید قربانی کی، اس نے اپنے استعمال کیلئے گوشت کر لیا اور جس نے بعد از نماز قربانی کی وہ طریقہ سنت کو پہنچ گیا۔ "اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا الھالعالمین" مجھے صلاحیت عنایت فرما، مجھ سے طلب صلاحیت فرما اور میرے ہاتھ سے صلاحیت پہنچا۔

حاکم کہتے ہیں کہ ہم نے اس حدیث کو سوائے ابواحمد کے کسی سے نہیں لکھا اور ہمارے نزدیک ثقہ ہے، میرے دل میں اس کی طرف سے شبہ تھا مگر میں نے ابوالحسن دارقطنی سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک جعفر سے بھی صحیح ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ شیخ ابواحمد کی اس روایت میں کسی اور نے بھی متابعت کی ہے۔ کہا: ہاں، مجھ سے وزیر ابوالفضل جعفر بن فرات نے از ابوالحسین محمد بن عبدالرحمان رودباری از محمد بن عبدالملک تاریخی روایت کی ہے اور وہ کل ثقہ ہیں، پھر کہا کہ حدیث بیان کی، ہم سے جعفر طیالسی نے اور ان سے یحییٰ بن معین نے کہا کہ مامون نے اس خطبہ اور اس حدیث کو پڑھا۔

صولی کہتے ہیں کہ ہم سے جعفر طیالسی نے بحوالہ یحییٰ بن معین بیان کیا کہ بغداد میں جمعہ کے دن جو عرفہ کا روز بھی تھا، خطبہ پڑھا، سلام کے بعد لوگوں نے تکبیر کہی، مامون نے تکبیر کا انکار کیا اور پھر ایک جست کر کے مقصورہ کی لکڑی پکڑ کر کھڑا ہو گیا کہ کیا شور ہے غیر وقت کیوں تکبیر کہتے ہیں، مجھ سے ہشیم نے عن مجاہد عن الشعبی عن ابن عباس روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ رمی جمرۃ العقبہ تک تلبیہ کیا کرتے

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

تھے اور دوسرے روز تلبیہ ظہر کے وقت تک اور تکبیر کہا کرتے تھے۔

صولی کہتے ہیں کہ ابوالقاسم نے ہم سے بروایت احمد بن ابراہیم موصلی بیان کیا کہ ہم ایک روز مامون کے پاس حاضر تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا امیر المومنین! حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق خدا کی عیال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو اس کی عیال کو بہت نفع پہنچائے۔ مامون نے زور سے چیخ کر کہا کہ چپ رہ میں تجھ سے زیادہ عالم بالحدیث ہوں۔ مجھ سے یوسف بن عطیہ صفاء نے بروایت ثابت از حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق، خدا کی عیال ہے، پس زیادہ محبوب ترین بندگان خدا میں خدا سے نزدیک وہ شخص ہے جو اس کی عیال کو سب سے زیادہ نفع پہنچائے۔

ابن عساکر نے بھی اس حدیث کو اسی طریقہ سے بیان کیا ہے۔ ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند میں یوسف بن عطیہ کے طریقہ سے بیان کیا ہے۔ صولی کہتے ہیں کہ مجھ سے مسیح بن حاتم العکلی نے بیان کیا کہ عبدالجبار بن عبداللہ کہتے تھے کہ میں نے مامون کا خطبہ سنا ہے، اس میں اس نے شرم کا بیان کیا تھا اور اس کی بہت تعریف و توصیف بیان کی تھی پھر کہا تھا کہ ہشیم نے بروایت منصور از حسن از ابوبکرہ واز عمران بن حصین نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شرم ایمان ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بیہودہ گوئی جفا ہے اور جفا دوزخ میں ہے۔ ابن عساکر نے اس کو یحییٰ بن اکثم عن مامون بیان کیا ہے۔

حاکم کہتے ہیں کہ محمد بن احمد بن تمیم نے یحییٰ بن اکثم کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ایک روز مامون نے کہا کہ اے یحییٰ! میرا دل چاہتا ہے کہ میں حدیث بیان کروں۔ میں نے کہا کہ امیر المومنین سے بڑھ کر اس کام کیلئے کون شخص موزوں ہو سکتا ہے۔ کہا اچھا ممبر رکھو اور مامون ممبر پر چڑھا اور سب سے پہلے یہ حدیث بیان کی کہ ہم سے ہشیم نے اور ان سے ابوالجہم نے اور ان سے زہری نے اور ان سے ابی سلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں شعراء کا علمبردار امراء القیس ہوگا، پھر تیس احادیث اور بیان کیں اور ممبر سے اتر آیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: اے یحییٰ! تم نے ہماری اس مجلس کا رنگ کیسا دیکھا؟ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین! آپ کی مجلس بہت اچھی تھی۔ آپ نے ماشاء اللہ خاص و عام کو خوب سمجھایا۔ کہنے لگا: تیری قسم! نہیں میں نے اس مجلس میں لوگوں میں حلاوت نہیں دیکھی۔ یہ مجلس تو پھٹے پرانے کپڑوں والوں کی ہے جو قلم دوات لیے ہوئے ہوں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خطیب کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوالحسن علی بن قاسم نے بروایت ابراہیم بن سعید الجوہری روایت کیا ہے کہ جس وقت مامون نے مصر فتح کیا تو ایک شخص نے اس سے کہا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے اے امیر المومنین آپ کے دشمنوں کو شکست دی اور عراق اور شام اور اہل مصر کو آپ کا مطیع کر دیا، آپ ماشاء اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ مامون نے کہا کہ ابھی ایک آرزو باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھوں اور یحییٰ سے کچھ املاء کرواؤں۔ وہ کہتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوں، آپ نے کیا بیان کیا؟ میں کہتا ہوں کہ مجھ سے حماد بن سلمہ اور حماد بن زید نے حدیث بیان کی ہے کہ ہم سے ثابت بنانی نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں کو یا اس سے زیادہ کو پرورش کیا ہو، اور وہ دونوں بیٹیاں یا بہنیں اس کے سامنے پالا یا ان کے سامنے مرگیا تو وہ شخص میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہوگا کہ اپنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی دکھلا کر۔

خطیب کہتے ہیں کہ اس روایت میں غلط فاحش ہے اور شبہ یہ ہے کہ اس میں مامون نے حمادین سے روایت کی ہے کہ حالانکہ مامون کی پیدائش ۱۷۰ ہجری کی ہے اور ۱۶۷ ہجری میں حماد بن سلمہ نے اور ۱۷۹ ہجری میں حماد بن زید نے انتقال ہی فرمالیا تھا۔

حاکم کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن یعقوب بن اسماعیل نے بروایت محمد بن سہل بن عسکر بیان کیا ہے کہ ایک روز مامون اذان دینے کیلئے کھڑا ہوا تھا اور ہم اس کے پاس ہی کھڑے تھے، اتنے میں ایک شخص مسافر جس کے ہاتھ میں دوات تھی آیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین! میں بے خرچ محدث ہوں۔ مامون نے کہا کہ یہ کس طرح کہتے ہو؟ تمہیں فلاں باب یاد ہے۔ (مگر اسے کچھ یاد نہ تھا) سنو! مامون نے احادیث بیان کرنا شروع کیں اور کہا ہم سے ہشیم نے حدیث بیان کی اور ان سے حجاج نے اور ان سے فلاں نے اسی طرح تمام باب پڑھ گیا، پھر اس سے دوسرا باب پوچھا مگر اس نے پھر کچھ نہ بیان کیا۔ آخر مامون نے ہی پھر دوسرا باب پڑھنا شروع کیا اور سب ختم کر دیا اور اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ تم تین دن حدیث پڑھ کر اپنے آپ کو محدث کہنے لگتے ہو۔ اس کے بعد اس مسافر کو تین درہم دلوا دیئے۔

ابن عسکر کہتے ہیں کہ محمد بن ابراہیم نے بروایت یحییٰ بن اکثم بیان کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ مامون کے پاس رات کو سو گیا، آدھی رات کے قریب میری آنکھ کھلی تو مجھے پیاس تھی۔ میں کروٹیں بدلنے لگا۔ مامون نے کہا: یحییٰ! کیا بات ہے؟ میں نے کہا: پیاس لگی ہے۔ یہ سن کر آپ اپنی جگہ سے

www.waseemziyai.com
MAKTABA-UL-ILMI ISLAMIA ACADEMY

جھپٹا اور فوراً ایک پیالہ پانی لا کر مجھے پلا دیا۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین! نہ آپ نے خادم کو آواز دی، نہ غلام کو پکارا۔ مامون نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ اور ان سے میرے دادا اور انہوں نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے۔

خطیب نے اسی روایت کو مامون سے اس طرح روایت کیا ہے کہ مجھ سے ہارون رشید نے اور ان سے مہدی نے اور ان سے منصور اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے۔

ابن عساکر بروایت ابو حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے مامون سے سنا ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی، میرے باپ نے اور ان سے میرے دادا نے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوم کا غلام اسی قوم میں سے ہوتا ہے۔

محمد بن قدامہ کہتے ہیں کہ جس وقت مامون کو یہ خبر ہوئی کہ مجھ سے ابو حذیفہ یہ حدیث روایت کرتے ہیں تو ان کو دس ہزار درہم عطا کیے۔

مامون کے زمانہ ۲۰۰ ہجری (دوسو ہجری) میں جب بنو عباس کی مردم شماری کی گئی تو مرد و عورت کل پینتیس ہزار آدمی تھے۔

مامون کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف:

مامون کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل علماء کرام نے انتقال فرمایا:

”سفیان بن عیینہ، حضرت امام شافعی، عبدالرحمن بن مہدی یحییٰ بن سعید القطان، یونس بن بکیر راوی مغازی، ابو مطیع بلخی شاگرد رشید حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت معروف کرخی زاہد، اسحاق بن بشیر مصنف کتاب المبتدا، اسحاق بن فرات قاضی مصر امام مالکؒ کے جلیل القدر شاگرد، ابو عمر شیبانی اللغوی، اشہب حضرت امام مالکؒ کے شاگرد، حسن بن زیاد لولوئی شاگرد حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حماد بن اسامہ الحافظ روح بن عبادہ، زید بن حباب، ابوداؤد طیالسی، غازی بن قیس شاگرد حضرت امام مالکؒ، ابوسلیمان درانی مشہور زاہد۔ حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظمؒ، فراء امام عربیہ قتیبہ بن مہران صاحب امامہ، قطرب نحوی، واقدی، ابوعبیدہ معمر بن مثنی نضر بن شمیل، سیدہ نفیسہ، ہشام نحوی کوفہ، یزیدی، یزید بن ہارون، یعقوب بن اسحق حضرمی قاری بصرہ، عبدالرزاق ابوالعتاہیہ شاعر اسد السنہ ابوعاصم نبیل، قریانی عبدالملک بن ماجشون، عبداللہ بن حکم ابوزید انصاری صاحب العربیہ اصمعی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم۔“

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

المعتصم باللہ ابو اسحاق محمد بن ہارون رشید

المعتصم ابو اسحاق محمد بن رشید ۱۸۰ ہجری میں بقول ذہبی اور شعبان ۱۷۸ ہجری میں بقول صولی ایک ام ولد مارد ہ نامی سے پیدا ہوا، جو کوفہ کی پیدا شدہ تھی۔ یہ ہارون رشید کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھی۔

معتصم نے اپنے والد اور اپنے بھائی مامون سے حدیث سنی ہے اور اس سے اسحاق موصلی اور حمدون بن اسماعیل وغیرہ نے روایت کی ہے۔ یہ شخص بڑا بہادر صاحب قوت و ہمت تھا مگر پڑھا لکھا نہیں تھا۔

صولی بروایت محمد بن سعید سے بحوالہ ابراہیم بن ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں معتصم کے ساتھ ایک غلام ہمیشہ کتاب لیے رہتا تھا جو اس کو پڑھاتا رہتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس غلام کا انتقال ہوگیا۔ ہارون رشید نے معتصم سے بطور افسوس کہا کہ معتصم تمہارا غلام مرگیا ہے۔ معتصم نے کہا جی ہاں۔ ابا جان! وہ مرگیا ہے اور کتاب سے مجھے چھٹکارا مل گیا اور کتاب تو آپ ہی سے ہے۔ یہ رنگ دیکھ کر ہارون نے اپنے امراء سے کہا کہ اب اس کو پڑھانے لکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (کیونکہ پڑھنے کی طرف اس کا رجحان نہیں ہے۔) نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بس معمولی طور پر کچھ لکھ پڑھ لیتا تھا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اگر معتصم خلق قرآن کے متعلق علماء کو تنگ نہ کرتا تو ایک ہیبت دار اور سب سے بڑا خلیفہ ہوتا۔

نقطویہ اور صولی کہتے ہیں کہ معتصم کے بہت سے مناقب ہیں اور چونکہ اس کی اکثر باتوں میں آٹھ کا عدد شامل ہے۔ اس لیے اس کو مثمن کہتے ہیں چنانچہ خلفاء بنی عباس میں وہ آٹھواں خلیفہ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آٹھویں پشت سے تھا نیز ہارون رشید کی آٹھواں اولاد تھا۔ آٹھ برس آٹھ ماہ آٹھ روز سلطنت کی ۲۱۸ ہجری میں تخت نشین اور ۱۷۸ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور اڑتالیس سال زندہ رہا، اس کا طالع برج عقرب تھا جو آٹھواں برج ہے، آٹھ فتوحات کیں، آٹھ دشمنوں کو قتل کیا، آٹھ لڑکیاں آٹھ لڑکے چھوڑے اور جس وقت ربیع الاول کے آٹھ دن باقی تھے انتقال کر گیا۔ اس کی بہت سی نیکیاں اور فصیح باتیں اور اچھے شعر ہیں مگر جس وقت اس کو غصہ آجاتا تو کسی کے قتل سے دریغ نہ کرتا تھا۔

ابن داؤد کہتے ہیں کہ معتصم اپنی کلائی میری طرف پھیلا کر کہا کرتا کہ اے ابو عبداللہ میری کلائی میں خوب زور سے کاٹو، میں کاٹتا تو کہا کرتا کہ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہوا۔ بہت زور سے کاٹو میں پھر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کاٹتا۔ بات یہ تھی کہ اس پر نیزہ تک کا بھی اثر نہیں ہوتا تھا چہ جائیکہ دانت کا اثر ہوتا۔

نفطویہ کہتے ہیں کہ معتصم بہت زیادہ سخت گیر واقع ہوا تھا۔ آدمی کے ہاتھ کی ہڈی دو انگلیوں سے دبا کر توڑ ڈالتا تھا۔ کہتے ہیں کہ سب سے اول خلفاء میں معتصم نے ہی ترکوں کو دفتر میں ملازمت دی اور بادشاہان عجم کی مشابہت اختیار کی اور ان کے قدم بقدم چلا، اس کے ترک غلاموں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ پہنچ گئی تھی۔

ابن یونس کہتے ہیں کہ دعبل شاعر نے معتصم کی ہجو لکھی، پھر اس سے ڈر کر بھاگتا، پھر آخر مصر چلا گیا، پھر مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ دعبل کے وہ اشعار یہ ہیں:

ترجمہ اشعار: ''بادشاہان بنو عباس تو کتابوں میں سات ہی ہیں، یہ آٹھواں ہمارے پاس کہاں سے آدھمکا۔ اسی طرح اہل کہف سات ہیں البتہ آٹھواں ان کا کتا ہے، میں اس کتے کو تجھ سے زیادہ اچھا جانتا ہوں کیونکہ تو گنہگار ہے اور وہ بے گناہ جس وقت سے تو بادشاہ ہوا ہے، بہت سے آدمی ضائع ہو گئے اور وصیف واشناس (دو شخصوں کے نام) کی شان بڑھ گئی۔ میں امید کرتا ہوں کہ قیامت قریب ہوگی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور سورج مغرب سے نکلنے کے وقت پانی تیرے لیے تلخ ہو جائے گا، ترکی لوگ تیرے پاس برابر چلے آرہے ہیں تو ہی ان کی ماں اور تو ہی ان کا باپ ہے۔''

معتصم کے مظالم:

مامون کے بعد جب ۲۱۸ ہجری میں اس سے بیعت کی گئی، یہ شخص مامون کے قدم بقدم چلا، اس نے اپنی عمر مسئلہ خلق قرآن کے متعلق لوگوں کے امتحان میں ختم کر دی اور تمام بلاد محروسہ میں اس کے متعلق احکام جاری کیے اور معلمین کو حکم لکھا کہ وہ لڑکوں کو اسی کی تعلیم دیں۔ اس نے اس مسئلہ کی وجہ سے لوگوں کو بہت تکالیف دیں اور اکثر علماء کو قتل کرا دیا۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو ۲۲۰ ہجری میں پٹوایا، اسی ۲۲۰ ہجری میں معتصم نے بغداد سے دارالخلافہ سرمن رائے میں منتقل کر لیا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ترکوں کو سمرقند فرغانہ وغیرہ سے خرید کرا کران پر بہت سا مال خرچ کیا ان کو ریشمی کپڑے پہنائے سونے کے طوق ان کی گردنوں میں ڈالے چونکہ سر چڑھے غلام تھے، بغداد میں گھوڑوں پر چڑھ کر گھومتے اور لوگوں کو تکلیف پہنچاتے، جس سے شہر تنگ آ گیا تھا، اہل بغداد جمع ہو کر آئے اور کہا کہ آپ اپنی اس فوج کو منع نہ کریں گے تو ہم آپ کے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں۔ معتصم نے کہا کس طرح اور کن ہتھیاروں سے لڑو گے، جادو کے تیروں سے یہ سن کر معتصم نے کہا کہ ان تیروں سے لڑنے کی مجھ سے طاقت نہیں ہے اور اپنا دارالخلافہ سرمن رائے میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

منتقل کرلیا اور اس کو آباد کرلیا۔

فتوحات: ۲۲۳ ہجری میں معتصم نے روم پر فوج کشی کی وہاں کے باشندوں کو ایسی تکالیف پہنچائیں کہ بادشاہان پیشین میں اس کی مثال نہیں ملتی. ان کی جماعتوں کو تتر بتر کر دیا. ان کے ملکوں کو ویران کر دیا اور عموریہ تلوار کے زور سے فتح کر لیا۔ تیس ہزار آدمی تہ تیغ کیے اور اسی قدر قید کر لایا۔ کہتے ہیں کہ جس وقت معتصم نے اس لڑائی کی تیاری کی تھی تو نجومیوں نے کہا تھا کہ طالع نحس ہے، اس میں شکست ہوگی مگر یہاں فتح ہوئی. اس موقع پر ابوتمام شاعر نے ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے جس میں اس نے نجومیوں اور نجوم کی خوب گت بنائی ہے اور مذاق اڑایا ہے جس کا ایک شعر یہ ہے:

ترجمہ شعر: ”کہاں ہے روایت اور کہاں ہے نجوم سوائے اس کے کہ اس میں مزین کر کے جھوٹ بھرا ہے۔“

وصال: معتصم کا انتقال ۱۹ ربیع الاول ۲۲۷ ہجری بروز جمعرات واقع ہوا، جبکہ وہ قرب و جوار کے دشمنوں کو تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ مرض موت یہ آیت پڑھتا تھا: ”حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً“ نزع کی حالت میں یہ کہتا تھا کہ مجھے اس خلقت سے نکال لے جاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ کہتا تھا: الٰہ العالمین! تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے نہیں بلکہ خود اپنے سے ڈرتا تھا اور تجھ سے امید رکھتا تھا اپنے سے نہیں۔ معتصم کے اشعار یہ ہیں:

ترجمہ اشعار: ”مرغابی قریب ہوگئی، اے غلام! جلدی کر اور اس پر زین کس اور لگام دے، ترکوں سے کہہ دو کہ میں موت کے گہرے پانی میں اترنے والا ہوں، جس کا جی چاہے رہے اور جو چاہے چلا جائے۔“

معتصم نے انتہائے مغرب تک جانے کا قصد کیا تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ جو ممالک اب تک بنوامیہ کے غلبہ کی وجہ سے بنوعباس کے قبضہ میں نہیں آئے ان کو فتح کیا جائے۔

صولی احمد بن خصیب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز معتصم نے مجھ سے کہا کہ جس وقت بنی امیہ بادشاہ ہوئے تھے تو ہم سے کوئی بادشاہ نہ تھا اور جس وقت ہم بادشاہ ہوئے تو امویوں کی حکومت اندلس میں موجود ہے تو اندازہ کرو کہ ان سے لڑنے کیلئے کتنے سامان کی ضرورت ہوگی اس نے اندلس کیلئے سامان جنگ مہیا کرنا شروع کیا تھا اور ابھی تیاری ہی کر رہا تھا کہ موت کے فرشتہ نے آدبایا اور بیماری زیادہ ہوگئی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بادشاہ قید میں ہیں: صولی کہتے ہیں کہ میں نے مغیرہ بن محمد سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ جس قدر بادشاہان روئے زمین معتصم کے دروازے پر جمع ہوئے، اتنے کسی بادشاہ کے پاس جمع نہیں ہوئے اور نہ اتنی مہتمم بالشان فتوحات کسی بادشاہ کے زمانہ میں ہوئیں۔ اس نے بادشاہان آذربائیجان، طبرستان، سیستان، اشاخ، فرغانہ طخارستان، صفہ اور کابل کے بادشاہ کو قید کرلیا تھا۔ بقول صولی معتصم کی انگوٹھی پر یہ کندہ تھا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ"

محل منہدم کر دیا: صولی کہتے ہیں کہ احمد یزیدی سے روایت ہے کہ جب معتصم اپنے اس محل سے جو اس نے میدان میں بنوایا تھا، فارغ ہوا تو اس میں جا کر بیٹھا، لوگ سلام کیلئے حاضر ہوئے، اس وقت اسحاق موصلی نے اپنا ایک قصیدہ جو معنوی لحاظ سے لاجواب تھا، پڑھا مگر شروع ہی قصیدہ میں اسحاق موصلی نے یہ شعر لکھا تھا:

ترجمہ شعر: "اے گھر تجھے بلائیں بدل ڈالیں گی۔ کاش کہ تو پرانا ہی ہو جاتا۔"

معتصم اور دوسرے لوگوں نے اس شعر سے بدشگونی لی اور ایک دوسرے نے باہم اشارے کیے اور تعجب کیا کہ اسحاق نے باوجود فہم و علم اور بادشاہوں کی صحبت میں رہنے کے ایسی صریح غلطی کس طرح کی آخر معتصم نے اس محل کو منہدم کرا دیا۔

ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ معتصم جس وقت کسی سے کلام کرتا تھا تو بلاغت ختم کر دیتا تھا، یہی پہلا بادشاہ ہے جس کے باورچی خانہ کا خرچ دن دگنا رات چوگنا ہوتا گیا حتیٰ کہ ایک ہزار دینار روزانہ کا خرچ ہو گیا۔

ابو العیناء کہتے ہیں کہ معتصم کا قول ہے جب خواہش اور طمع کو فتح ہو جاتی ہے، تو عقل باطل ہو جاتی ہے۔ اسحاق کہتے ہیں کہ معتصم کہا کرتا تھا کہ جو شخص اپنے مال اور علم کے ساتھ طلب حق کرے گا وہ ضرور حق کو پائے گا۔

محمد بن عمر رومی کہتے ہیں کہ معتصم کا ایک غلام جس کا نام عجیب تھا اور واقعی یہ شخص بے مثل خوبصورت اسم بامسمّٰی تھا، معتصم اس کو بہت زیادہ محبوب رکھتا تھا، اس کی تعریف میں معتصم نے چند اشعار بھی مرتب کیے تھے۔ ایک دن مجھے بلا کر کہنے لگا کہ تم جانتے ہو کہ میں باعتبار اپنے دوسرے بھائیوں کے بہت کم لکھا پڑھا ہوں، کیونکہ مجھ سے امیر المومنین ہارون رشید کو بہت زیادہ محبت تھی، اور مجھے کھیل کود کا بہت شوق تھا، مجھے جو کچھ لوگوں نے علم حاصل کرنے کے متعلق سمجھایا، میں نے کسی کی ایک نہ سنی۔ اب میں نے عجیب غلام کے متعلق چند اشعار لکھے ہیں، تم انہیں سن کر سمجھے سچ بتاؤ اگر وہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اچھے ہیں تو میں ان کی اشاعت کروں ورنہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دوں۔ یہ کہہ کر اس نے سنانے شروع کیے:

ترجمہ اشعار: ''میں نے عجیب کو دیکھا وہ آراستہ شدہ ہرن ہے، اس کا چہرہ مثل چاند چودھویں رات کے ہے، اس کا قد سرو قد ہے جب تلوار پکڑے تو نہایت بہادر شیر کی طرح لڑتا ہے اور جب تیر کا نشانہ مارے تو نہایت اچھا نشانہ باز ہوتا ہے۔ وہ میری محبت کا طبیب ہے، یہ طبیب معدوم نہ ہو جانا۔ میں عجیب سے محبت رکھتا ہوں، میری خواہش نے اس کو عجیب پایا ہے۔''

میں نے یہ اشعار سن کر تخت خلافت کی قسم کھا کر عرض کیا کہ یہ اشعار ان خلفاء کی بہ نسبت جو شاعر نہ تھے بہت اچھے ہیں۔ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور مجھے پچاس ہزار درہم عنایت کیے۔

بادشاہ کے خط کا جواب:

صولی کہتے ہیں کہ عبدالواحد بن العباسی الریاشی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ بادشاہ روم نے ایک خط دھمکانے کیلئے معتصم نے اس کو پڑھا تو فوراً کاتب سے کہا: لکھو!

''بسم اللہ الرحمن الرحیم''

اما بعد!

''میں نے تیرا خط پڑھا اور تیرا خطاب سنا جواب تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا، سننے کا نہیں اور کفار کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ ان کا ٹھکانا کہاں ہے۔''

(معتصم کی جو گفتگو ایک مرتبہ شعراء سے ہوئی اس کو ہم نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ اردو خواں حضرات کیلئے خلجان بلکہ وبال جان ہے۔ مترجم)

معتصم سے مروی احادیث:

صولی کہتے ہیں کہ مجھ سے علائی نے اور ان سے عبدالملک بن ضحاک اور ان سے ہشام بن محمد اور ان سے معتصم نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد ہارون رشید نے اور ان سے مہدی نے اور ان سے منصور نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے منصور کے دادا نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بنی فلاں سے دیکھا کہ اترا کر چلتے ہیں، آپ کے چہرہ مبارک سے غصہ کے آثار نمودار ہوئے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ''وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَتَهَ فِيْ الْقُرْآن'' لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون سا درخت ہے؟ ہمیں بتا دیجئے، تاکہ ہم اس سے علیحدہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

رہیں۔آپ نے فرمایا: وہ درخت نباتاتی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہی بنوامیہ ہیں. جب یہ بادشاہ ہوں گے ظلم کریں گے اور اگر ان کو امانت دی جائے گی خیانت کریں گے اور پھر آپ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ چچا اللہ تعالیٰ تمہاری پشت سے ایک آدمی پیدا کرے گا جس کے ہاتھ سے بنوامیہ ہلاک ہوں گے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور حضرت علائی کی افترائی ہے۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ ابوالقاسم بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ایک روز اسحاق بن یحییٰ بن معاذ معتصم کے پاس اس کی عیادت کو گئے اور کہا کہ آپ کو انشاءاللہ صحبت ہوگی۔ معتصم نے کہا کیسے ہوسکتی ہے، میں نے اپنے والد ہارون رشید سے سنا ہے وہ اپنے والد مہدی سے بروایت منصور عن ابیہ عن جدہ عن عباس بیان کرتے تھے کہ جس شخص نے جمعرات کے روز پچھنے لگوائے، وہ شخص بیمار ہوجائے گا اور اسی میں مرے گا۔

معتصم کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف:

معتصم کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے وفات پائی:

"حمیدی استاد امام بخاری، ابونعیم الفضل بن وکین، ابوغسان الھندی، قالون المقری، خلاد مقری، آدم بن ابی ایاس، عفان، قعنبی، عبدان المروزی، عبداللہ بن صالح، کاتب لیث، ابراہیم بن مہدی، سلیمان بن حرب، علی بن محمد مدائنی، ابوعبید القاسم بن سلام، قرہ بن حبیب عارم محمد بن عیسیٰ الطباع الحافظ، اصبغ بن فرج فقیہہ سعدویۃ الواسطی، ابوعمر الجرمی النحوی، محمد بن سلام بیکندی، سنید، سعید بن کثیر بن عفیر یحییٰ بن یحییٰ تمیمی و دیگر علماء کرام رحمہم اللہ علیہم۔"

الواثق باللہ ہارون

الواثق باللہ ہارون ابوجعفر بقول بعض ابوالقاسم بن معتصم بن ہارون رشید۔ یہ شخص ایک ام ولد رومیہ سے جس کا نام قراطیس تھا۔ بیس (۲۰) شعبان ۱۹۲ ہجری میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کی زندگی میں ولی عہد خلافت مقرر ہوا اور ۹ ربیع الاول ۲۲۷ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس نے ۲۲۸ ہجری میں ایک ترکی اشناس نامی کو نائب السلطنت مقرر کیا اور اس کو ایک تاج جو جواہر سے جڑا ہوا تھا، پہنایا اور دو طرے جواہرات کے لگائے میرے خیال میں یہ سب سے پہلا بادشاہ ہے جس نے نائب السلطنت مقرر کیا، ورنہ ترک تو اس کے باپ ہی کے وقت میں زیادہ بڑھ گئے تھے۔ ۲۳۱ ہجری

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL OLOOM ISLAMIA ACADEMY

میں اس نے ایک خط حاکم بصرہ کو بھیجا کہ وہ ماموں اور موذنوں کا خلق قرآن کے متعلق امتحان کرے.
اس نے اس کو اپنے باپ کی متابعت میں کیا تھا۔ آخر میں وہ اس مسئلہ سے توبہ کر کے ہٹ گیا۔

احمد بن نصر خزاعی کا سولی پر قرآن پڑھنا:

۲۳۱ ہجری میں ہی اس نے احمد بن النصر خزاعی کو جو اہل حدیث تھے اور بھلائی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے پر قائم تھے قتل کرا دیا۔ اس کا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ انہیں بغداد سے سامرہ میں قید کرا کر بلا لیا اور ان سے خلق قرآن کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک مخلوق نہیں ہے، اس نے پھر ان سے قیامت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے متعلق پوچھا، آپ نے کہا کہ رویت سے ضرور دیدار ثابت ہوتا ہے اور ایک حدیث پڑھ کر سنا دی۔ واثق نے کہا: تم جھوٹے ہو۔ انہوں نے کہا تم جھوٹے ہو۔ واثق نے کہا: افسوس ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو محدود مجسم اور ایک مکان میں مقید اور ایک دیکھنے والے کی آنکھ میں سما جانے والا سمجھتے ہو اور یہ صریح کفر ہے۔ فقہاء معتزلہ کی جو ایک جماعت واثق کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اس نے ان کی موت اور قتل کا فتویٰ دیدیا۔ واثق نے تلوار منگوائی اور کہا جس وقت میں کھڑا ہوں، تم میرے ساتھ ہرگز نہ کھڑے ہونا، کیونکہ ایسی صفات کے خدا کو پوجنے والے شخص کے قتل کرنے میں جو قدم اٹھاؤں گا، اس کا مجھے ضرور ثواب ملے گا۔ احمد بن نصر ایک چمڑے کے فرش پر پاؤں زنجیر کے ساتھ باندھے ہوئے تھے بٹھائے گئے اور واثق نے ان کے پاس جا کر ان کو شہید کر دیا اور حکم دیا کہ ان کا سر بغداد بھیج دیا جائے اور وہاں لٹکا دیا جائے اور ان کا جسم سرمن رائے میں سولی چڑھا دیا جائے چنانچہ ان کا سر اور جسم اسی حالت میں رہا، حتیٰ کہ جس وقت متوکل بادشاہ ہوا تو اس نے اتروا کر دفن کرا دیا، جس وقت انہیں سولی پر چڑھایا گیا تھا تو ان کے کان میں ایک پرچہ لکھ کر لٹکا دیا تھا کہ یہ سر احمد بن نصر بن مالک کا ہے، اس کو عبداللہ امام ہارون نے قول خلق قرآن اور نفی تشبیہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تھا مگر اس نے سرکشی سے ان کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو دوزخ کی طرف جلد بلا لیا، اس سر پر ایک چوکیدار مقرر تھا کہ اس کو نیزہ کے ساتھ قبلہ رخ نہ ہونے دے۔ چوکیدار نے ایک روز بیان کیا کہ ہر رات میں نے ان کو قبلہ رو ہو کر نہایت صاف زبان سے یٰسین پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حکایت دوسرے طریقہ سے بھی آئی ہے۔

اسی سال روم سے ایک ہزار چھ سو مسلمان قیدی چھوڑوائے۔ ابن داؤد نے کہا کہ جو شخص خلق قرآن کا قائل ہو، اس کو ان قیدیوں میں سے دو دو دینار دیئے جائیں اور جو شخص اس کا قائل نہ ہو، اس کو مقید ہی رکھا جائے۔

www.waseemziyai.com
MAKTABA-TUL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خلق قرآن کے مسئلہ سے تائب:

خطیب کہتے ہیں کہ احمد بن داؤد ہی واثق پر قابو یافتہ ہو رہا تھا اور وہی اس کو تشدد پر مائل کرتا تھا اور لوگوں کو خلق قرآن کی دعوت دیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے بھی اپنی موت سے پہلے خلق قرآن سے رجوع کر لیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص واثق کے پاس قید کر کے لایا گیا جو مقید با آہن تھا جب وہ آیا تو اس وقت ابن داؤد بھی موجود تھا، اس نے ابن داؤد کو مخاطب کر کے کہا کہ جس مسئلہ کی طرف تم لوگوں کو بلا رہے ہو، اس کا علم حضور نبی کریم ﷺ کو بھی تھا یا نہیں، اگر حضور نبی کریم ﷺ کو اس کا علم تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف لوگوں کو کیوں نہ بلایا۔ ابن ابی داؤد نے کہا کہ علم ضرور تھا۔ قیدی نے کہا: اچھا جب علم تھا تو جو کام حضور نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا تم اس کو کیوں کرتے ہو؟ اور جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے ناجائز رکھا تم کس طرح جائز سمجھتے ہو؟ اس کو سن کر تمام لوگ متحیر رہ گئے اور واثق ہنس کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے گھر چلا گیا اور لیٹ گیا۔ بار بار کہتا تھا کہ جس معاملہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے ناجائز قرار دیا ہم اس کو جائز سمجھ رہے ہیں، جس معاملہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے خاموشی اختیار کی ہم اس میں تشدد کر رہے ہیں، اس کے بعد قیدی کیلئے تین سو دینار دینے کا حکم دیا اور ان کو ان کے شہر بھجوا دیا۔ اس کے بعد کسی کا امتحان نہیں لیا اور اسی روز سے ابن ابی داؤد سے بھی ناراض ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ یہ قیدی حضرت امام ابو عبدالرحمن عبداللہ بن محمد ازدی، امام ابو داؤد اور امام نسائی کے استاد تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ واثق ایک گورا چٹا شخص تھا جس میں ذرا زردی کی جھلک مارتی تھی، اس کی داڑھی نہایت خوبصورت تھی اور اس کی آنکھ میں ایک نقطہ تھا۔

یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ جتنی بھلائیاں آل علی کے ساتھ واثق نے کی ہیں، اتنی کسی نے نہیں کیں، جس وقت وہ مرا ہے تو علویوں میں کوئی شخص مفلس نہیں تھا۔ کہتے ہیں کہ واثق نہایت ادیب اور اچھا شاعر تھا۔ ایک خادم جو اس کے پاس مصر سے بطور ہدیہ کے آیا تھا، اس کو نہایت محبوب تھا۔ اتفاقاً ایک روز واثق اس پر غصہ ہو گیا۔ واثق نے سنا کہ وہ خادم کسی دوسرے خادم سے کہہ رہا ہے کہ واللہ! واثق کل ہی کو مجھ سے بولنا چاہے گا مگر میں اس سے کلام نہیں کروں گا۔ واثق نے یہ سن کر کہا:

ترجمہ اشعار: "اے وہ شخص کہ میری تکلیف پر فخر کرتا ہے تو ایک ظالم غلام بن کر آیا ہے، اگر محبت نہ ہوتی تو ہم قدر کے متعلق بات چیت کرتے ہاں اگر کبھی محبت سے افاقہ ہوا تو دیکھ ہی لینا۔"

اس کے اشعار بھی زبان زدعام ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

صولی کہتے ہیں کہ واثق، مامون کو اپنے سے علم ادب اور فضیلت میں کم درجہ سمجھتا تھا اور مامون اس کی تعظیم کرتا تھا اور اپنے بیٹے پر اس کو ترجیح دیتا تھا۔ واثق فی الواقع اپنے زمانہ کے لوگوں میں بہت بڑا عالم تھا اور نہایت اچھا شاعر تھا، یہ شخص راگ میں سب سے زیادہ خلفاء کے اندر ماہر ہوا ہے۔ اس نے بہت سی باتیں اصوات والحان سرین قریب سو کے ایجاد کی ہیں۔ عود بجانے اور اشعار و اخبار میں وہ سب سے بڑا استاد مانا جاتا ہے۔

فضل یزیدی کہتے ہیں کہ خلفاء بنی عباس میں واثق کو سب سے زیادہ اشعار یاد تھے، کسی نے ان سے دریافت کیا کہ کیا مامون سے بھی زیادہ یاد تھے۔ کہا: ہاں۔ اصل بات یہ ہے کہ مامون علم ادب کے ساتھ ساتھ علم اوائل، نجوم، طب، منطق کا بھی عالم تھا اور واثق محض علم ادب عربی میں ہی کامل تھا۔

یزیدی مہلبی کہتے ہیں کہ واثق کی خوراک بہت زیادہ تھی اور وہ بڑا پُرخور شخص تھا۔

ابن فہم کہتے ہیں کہ واثق کا دسترخوان سونے کا بنا ہوا تھا جس کے چار ٹکڑے تھے، ہر ایک ٹکڑا بیس شخص اٹھایا کرتے تھے اور اس میں کٹورے گلاس آبخورے تمام سونے ہی کے تھے۔ ابن ابی داؤد نے کہا کہ سونے کے برتن میں کھانا منع ہے، اس نے فوراً حکم دیا کہ ان کو توڑ کر ان کی مالیت بیت المال میں داخل کر دی جائے۔

حسین بن یحییٰ کہتے ہیں کہ واثق نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ سے جنت کی درخواست کرتا ہے اور ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے سوا جس کا دل مرت (بیابان خشک) جیسا ہو کسی کو ہلاک نہ فرمائے گا۔ صبح کو واثق نے ہم جلیسوں سے اس کی تعبیر لینا چاہی مگر کوئی نہ بتا سکا۔ آخر واثق نے ابومحلم کو بلا کر اس کی تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ مرت اس بیابان اور جنگل کو کہتے ہیں جس میں گھاس تک نہ اگ سکے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسی شخص کو ہلاک کرے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہ ہو۔ اس کا دل ایمان سے اس طرح خالی ہو جس طرح مرت گھاس سے خالی ہوتا ہے۔ واثق نے علماء عرب کی سند کیلئے کہا: بعض جلد بازوں نے فوراً ایک شعر بنی اسد کا جس میں لفظ مرت تھا پڑھ دیا۔ اس پر ابومحلم کو ہنسی آگئی اور کہا: واللہ! کیا خوب، پھر سو شعراء عرب کے سو اشعار سند میں پیش کیے، جن میں لفظ مرت انہی معنی میں استعمال ہوا تھا۔ واثق نے ان کو ایک لاکھ دینار عطا کیے۔

حمدون بن اسماعیل کہتے ہیں کہ خلفاء میں کوئی شخص واثق سے زیادہ بردبار اور تکلیفوں پر اور خلاف پر صبر کرنے والا نہیں ہوا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

استاد کا احترام: احمد بن حمدون کہتے ہیں کہ ایک روز اس کے پاس اس کے استاد ہارون بن زیاد تشریف لائے۔ اس نے ان کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ کسی نے دریافت کیا: یا امیر المومنین! یہ کون شخص ہیں جن کی آپ اس قدر تعظیم کرتے ہیں؟ واثق نے کہا کہ یہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے میری زبان ذکر خداوندی کے ساتھ کھولی اور مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزدیک کر دیا۔

وصال: واثق نے ۲۴ ذی الحجہ ۲۳۲ ہجری یوم چہار شنبہ کو سر من رائے میں انتقال کیا۔ نزع کے وقت وہ بار بار یہ اشعار پڑھتا تھا:

ترجمہ اشعار: ''موت میں تمام خلقت مشترک ہے، نہ اس سے بازاری چھوٹیں گے نہ بادشاہ، نہ فقیروں کو دنیا چھوڑنے میں افلاس منع کرتا ہے، نہ بادشاہوں کو ان کا ملک کوئی فائدہ پہنچاتا ہے۔''

کہتے ہیں کہ جس وقت اس کا انتقال ہوا تو لوگ متوکل کی بیعت میں مشغول ہو گئے اور اس کی لاش تنہا رہ گئی، ایک سوسمار آیا اور اس کی آنکھیں نکال کر کھا گیا۔

واثق کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا:

''مسدد خلف بن ہشام، بزار مقری اسماعیل بن سعید الشالحی، شیخ اہل طبرستان، محمد بن سعد کاتب الواقدی، ابوتمام الطائی شاعر، محمد بن زیاد بن الاعرابی، اللغوی بویطی شاگرد حضرت امام شافعیؒ ان کا انتقال قید خانہ میں ہوا، علی بن مغیر الاثرم اللغوی و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم۔''

واثق کے مختصر حالات

صولی کہتے ہیں کہ جعفر بن علی بن رشید سے روایت ہے کہ ہم ایک روز واثق کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا، اس کے خادم مہج نے اس کو ایک صبوحی پلائی اور گلاب و نرگس کے پھول دیئے، اس پر واثق نے ایک نظم لکھی، جس کا پہلا شعر یہ تھا:

ترجمہ شعر: ''تیری حیا نرگس اور گلاب جیسی ہے۔ معتدل القامت اور معتدل القد ہے۔''

کہتے ہیں کہ جیسی واثق نے یہ نظم لکھی ہے خلفاء میں کسی نے ایسے اشعار نہیں لکھے ہیں۔

صولی کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن معتز نے بیان کیا کہ واثق کو اپنے دو غلاموں سے بے حد محبت تھی، ایک روز ایک خدمت گار ان میں اس کی خدمت کرتا تھا اور دوسرا دوسرے روز اس کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

متعلق واثق کہتا ہے:

ترجمہ اشعار: "میرا دل دو شخصوں میں منقسم ہے۔ کسی نے آج تک بھلا ایک روح کو دو جسموں میں بھی دیکھا ہے اگر ایک مجھ سے خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہو جاتا ہے۔ میرا دل دو مصیبتوں میں گرفتار ہے۔"

خزیل کہتے ہیں کہ ایک روز واثق کی مجلس میں اخطل شاعر کا یہ شعر گایا گیا:

ترجمہ شعر: "ایک آہو برہ ہے جو مجھے شراب پلاتا ہے جس میں نہ وہ تنگدل اور بخیل ہے نہ وار (جھوٹا) چھوڑتا ہے۔"

سوار کے معنی کسی نے دریافت کیے کہ سوار کے کیا معنی ہیں؟ مگر کوئی نہ بتا سکا۔ واثق نے ابن عربی سے اس کے معنی دریافت کیے۔ انہوں نے مع سند کے اس کے معنی بیان کیے۔ واثق نے ان کو بیس ہزار درہم انعام دیئے۔

میمون بن ابراہیم احمد بن ہشام کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ ایک روز حسین بن ضحاک اور مخارق میں بحث ہو پڑی۔ ایک ابونواس شاعر کو ترجیح دیتا تھا اور دوسرا ابوالعتاہیہ کو بہتر بتلاتا تھا۔ واثق نے کہا: کچھ شرط کرو۔ چنانچہ انہوں نے دوسو دینار کی شرط کی۔ واثق نے کہا کوئی اس جگہ علماء میں سے موجود ہے، کہا: ہاں۔ ابومحلم موجود ہیں۔ چنانچہ انہیں بلا کر ان سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ابونواس بہت بڑا شاعر ہے اور تمام اصناف سخن پر قادر ہے۔ یہ فیصلہ تسلیم کیا گیا اور اس فیصلہ پر دوسو دینار حسین بن ضحاک کو دیئے گئے۔

المتوکل علی اللہ جعفر

المتوکل علی اللہ جعفر ابوالفضل بن معتصم بن ہارون رشید ۲۰۶ یا ۲۰۷ھ میں ام ولد شجاع نامی کے بطن سے پیدا ہوا اور واثق کے بعد ذوالحجہ ۲۳۲ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا۔

سنت نبوی کا احیا: تخت پر بیٹھتے ہی سنت نبوی ﷺ کی طرف میلان شروع کیا اور اہل حدیث یعنی محدثین کی مدد کی اور ان کی محنت اور جانفشانی پر غور کیا ۲۳۴ھ میں تمام ممالک کے محدثین مقام سامرہ میں جمع کیے اور ان کو بہت انعام و اکرام عطا فرمایا اور حکم دیا کہ وہ صفات دیدار الٰہی کے متعلق احادیث بیان کریں اس نے اس کام کے لیے امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ کو جامع رصافہ میں اور ان کے بھائی عثمان کو جامع منصور میں مقرر کیا جن کے درس میں روزانہ تقریباً تیس تیس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہزار آدمی جمع ہو جاتے تھے اس کام سے لوگ متوکل سے بہت خوش ہوئے اس کے لیے بہت دعائیں کی گئیں۔ اس کی تعریف اور تعظیم میں بے حد مبالغہ کیا گیا حتی کہ بعضوں نے کہا کہ خلفاء تین ہوئے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہوں نے مرتدین کو قتل کرایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جنہوں نے دنیا کے ظلم سے بچایا تیسرے متوکل جس نے مردہ سنت کو پھر زندہ کر دیا اور فرقہ جہمیہ کو نیست و نابود کر دیا۔

ابو بکر بن جنادہ اس کی شان میں کہتا ہے (ترجمہ اشعار) آج سنت ایسی معزز ہوئی ہے کہ اس کے بعد کبھی پھر ذلیل نہ ہوگی اس کا منارہ بہت اچھا قائم ہو گیا اور جھوٹ و مکر کا منارہ گر گیا۔ بدعتی دوزخ کی طرف اس طرح بھاگے ہیں کہ پھر اس طرف رخ نہ کریں گے۔ ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے متوکل خلیفہ کی وجہ سے شفا بخشی یہ ہمارے رب کا خلیفہ ہے اور اپنے نبی کے چچا کی اولاد ہے اور بنی عباس میں جتنے خلیفہ ہوئے یہ سب میں بہتر ہے اس نے دین کے شیرازہ کو بکھرنے کے بعد جمع کر دیا۔ اس نے دین سے علیحدگی اختیار کرنے والا سرتن سے جدا کر دیا۔ ہمارا معبود اس کی عمر میں ترقی کرے اور دنیا کی مکروہات سے امن میں رکھے۔

خوفناک حادثہ: اسی سال ابن ابی داؤد پر ایسا فالج پڑا کہ گویا وہ پتھر کا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس کے افعال کا بدلہ دنیا میں دکھلا دیا۔ اس سال کی عجیب باتوں میں سے یہ ہے کہ عراق میں نہایت زور سے بادسموم چلی جس کی وجہ سے کوفہ، بصرہ، بغداد کی تمام کھیتیاں جل گئیں اور مسافر ہلاک ہو گئے یہ نقشہ پچاس روز تک اسی طرح رہا حتی کہ اس کے ساتھ ہمدان میں بھی آگ پہنچ گئی اور وہاں کی کھیتیاں بھی جل گئیں اور مویشی مر گئے موصل اور سنجار میں بھی یہی حال ہوا لوگ بازاروں میں نکلنے بند ہو گئے راستوں کی آمد و رفت رک گئی اور ان کے نیچے صدہا اشخاص دب کر مر گئے، پھر یہی حال "انطاکیہ" جزیرہ اور موصل میں بھی ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس خوفناک حادثہ میں پچاس ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔

شہداء کربلا کے مزارات منہدم کرنے کا حکم: ۲۳۵ھ میں متوکل نے تمام نصاریٰ کو گلو بند باندھنے کا حکم دیا ۲۳۶ھ میں اس نے حضرت الحسین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک اور ان مقابر کو جو اس کے ارد گرد واقع تھیں منہدم کر دینے کا حکم دے کر وہاں کاشتکاری کرنے کو کہا اور لوگوں کو اس کی زیارت سے منع کر دیا بہت دنوں تک یہ خراب اور جنگل بنا رہا اس کی اس حرکت کی وجہ سے لوگوں کو اس سے بہت صدمہ پہنچا اور اس کو ناصبی (خارجی) کا لقب دے دیا اور اہل بغداد نے اس کو دیواروں اور مسجدوں پر گالیاں لکھ کر چسپاں کیں شعراء نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اس کی ہجو میں نظمیں لکھیں چنانچہ منجملہ ان کے ایک نظم یہ بھی تھی (ترجمہ) واللہ! بنی امیہ نے پیدا ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے نواسہ کو ظلم سے قتل کر دیا اب اس کے مثل ایک اور بنی امیہ آ گیا اور اس نے آپ کی قبر اکھڑوا پھینکی اسے رنج اور افسوس تھا کہ وہ اس کے قتل میں کیوں شریک نہیں تھا اس لیے ان کی ہڈیاں اکھڑوا دیں۔

۲۳۷ھ میں نائب مصر کے نام حکم جاری کیا کہ وہ ابوبکر محمد بن ابو اللیث قاضی القضاۃ کی ڈاڑھی منڈوا کر اور گدھے پر چڑھا کر اس کی تشہیر کرے اور اس کو کوڑے مارے اور دراصل تھا بھی وہ اسی قابل لوگ اس کے ظلم سے تنگ آ گئے تھے اور عقیدہ جہمیہ رکھتا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس کو علیحدہ کر کے شہر میں شہرت کرائی گئی اور روزانہ کوڑے لگوائے گئے اور اس کے بجائے حارث بن مسکین کو یہ عہدہ سونپا گیا اسی سال عسقلان میں آگ لگ گئی تین روز میں تمام گھر اور شہر جلا کر ڈھیر کر دیئے اسی سال اس نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو بلا بھیجا لیکن آپ اس کے سامنے نہ پہنچ سکے بلکہ اس کے بیٹے معتز کے وقت میں آئے۔

۲۳۸ھ میں بادشاہ روم نے دمیاط پر حملہ کر دیا رومیوں نے خوب لوٹا آگ لگا دی اور چھ سو آدمی گرفتار کر کے دریا کے راستے سے واپس چلے گئے۔

۲۴۰ھ میں اہل حلاط نے آسمان سے ایک چیخ کی آواز سنی جس سے ہزاروں آدمی مر گئے۔ عراق میں مرغی کے انڈے کے برابر اولے پڑے اور مغرب میں تیرہ گاؤں زمین میں دھنس گئے۔

۲۴۱ھ میں ستارے بہت زیادہ ٹوٹتے دکھلائی دیتے اور بہت رات گئے تک ٹڈیوں کی طرح ستارے آسمان سے اڑتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

زلزلہ، پتھروں کی بارش اور سفید جانور:

۲۴۲ھ میں سرزمین تونس، رے، خراسان، نیشاپور، طبرستان، اصفہان میں بڑا سخت زلزلہ آیا جس سے پہاڑوں کے ٹکڑے اڑ گئے زمین بقدر قد آدم پھٹ گئی مصر کے علاقہ میں بمقام سویداء آسمان سے پتھر برسے جن کا وزن دس دس پونڈ کا تھا یمن میں پہاڑوں نے اتنی حرکت کی کہ لوگوں کے کھیت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے حلب میں ایک سفید جانور رمضان شریف میں ظاہر ہوا لوگوں نے سنا وہ کہتا تھا لوگو! خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو۔ اسی طرح چالیس آوازیں لگائیں اور اڑ گیا دوسرے روز پھر آیا اور ایسا ہی کہا لوگوں نے صدر میں اس کی خبر کی اور صدر کی تحقیق پر پانچ سو آدمیوں نے اس کی شہادت دی۔

اسی سال ابراہیم بن مطہر کاتب نے بصرہ سے بہلی یا تانگہ میں بیٹھ کر حج کیا جس میں اونٹ جتے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ہوئے تھے یہ نئی گاڑی دیکھ کر لوگوں نے سخت تعجب کیا۔

۲۴۳ھ میں متوکل دمشق پہنچا اور اس کو بہت پسند کیا یہاں ایک محل بنوایا اور رہنے کا ارادہ کر دیا مگر یزید بن محمد المہلبی نے اس کے سامنے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) مجھے خیال ہے کہ شام عراق پر خوشیاں منائے گا جبکہ امام یہیں رہنے لگے گا۔ اگر آپ نے عراق اور اس کے اہل کو چھوڑ دیا تو گویا آپ نے ملاحت کو طلاق دے دی یہ سن کر وہ سمجھ گیا اور ارادہ فسخ کر کے دو تین مہینہ کے بعد لوٹ گیا۔

محبت حسنین (رضی اللہ عنہما) میں قتل:

۲۴۴ھ میں متوکل نے یعقوب بن سکیتؒ امام عربیہ کو جو اس کے بیٹوں کا استاد تھا مروا دیا۔ خطا یہ تھی کہ ایک روز متوکل نے اپنے لڑکوں معتز اور موئد کو دیکھ کر ابن سکیت سے دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک یہ دونوں اچھے اور محبوب ہیں یا حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) یعقوب بن سکیت نے جواب دیا کہ معتز اور موید سے تو قنبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غلام ہی بہتر ہے چہ جائیکہ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا جائے یہ سن کر اس نے چند ترکوں کو حکم دیا کہ اسے چت لٹا کر اس کے پیٹ پر اس وقت تک کودو جب تک یہ زندہ رہے۔

بعض کہتے ہیں کہ اس نے ان کی زبان تالو سے کھچوائی اور یہ مر گئے۔ ان کی اولاد کو دیت یعنی خون بہا بھیج دیا اور متوکل اب دراصل ناصبی (خارجی) ہو گیا۔

آسمان سے ہولناک آواز اور زلزلہ:

۲۴۵ھ میں دنیا میں ایک عام زلزلہ آیا جس کی وجہ سے شہر قلعے اور پل مسمار ہو گئے انطاکیہ میں ایک پہاڑ سمندر میں جا گرا آسمان سے ایک ہولناک آواز سنائی دی۔ مصر میں بہت ہی بڑا زلزلہ آیا اور اہل بلبیس نے ایک آواز سخت مصر کی طرف سے سنی جس کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہو گئیں مکہ شریف کے چشمے خشک ہو گئے متوکل نے عرفات سے مکہ شریف کی طرف پانی منگوانے میں ایک لاکھ دینار خرچ کیے۔ متوکل نہایت سخی آدمی تھا کہتے ہیں کہ جتنا مال شعراء کو متوکل نے دیا اتنا کسی خلیفہ نے نہیں دیا۔

اس کے متعلق مروان بن ابی الجنوب کہتا ہے (ترجمہ اشعار) مجھ سے اپنا ہاتھ روک لے اور مجھے زیادہ نہ دے مجھے خوف ہے کہ میں ہلاک نہ ہو جاؤں یا کوئی سختی نہ آپڑے۔ متوکل نے یہ سن کر کہا کہ میں اس وقت تک ہاتھ نہ روکوں گا جب تک میری سخاوت تجھ کو غرق نہ کر دے اس نے ایک قصیدہ کے صلہ میں اس کو ایک لاکھ بیس ہزار درہم اور پچاس کپڑے انعام میں دیے تھے۔ اتفاقاً ایک روز متوکل دو موتی لیے ہوئے تھا کہ علی بن جہم آنکلا اور اس نے ایک قصیدہ پڑھا متوکل نے اس کی طرف ایک موتی بطور انعام کے پھینک دیا اس نے اٹھا کر اس کو الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کیا متوکل نے

کہا کیا اس انعام کو کم سمجھتے ہو واللہ یہ ایک لاکھ کی حیثیت سے زیادہ کا ہے اس نے کہا نہیں یہ نہیں دیکھتا بلکہ کچھ اور اشعار سوچتا ہوں تاکہ اس کے صلہ میں دوسرا موتی بھی لیلوں چنانچہ اس نے اور اشعار سنا کر دوسرا موتی بھی لے لیا۔

بعض کہتے ہیں کہ جب متوکل کو خلافت سونپی گئی تو اس وقت آٹھ آدمی ایسے زندہ تھے جن کے باپ خلیفہ رہ چکے تھے۔ منصور بن مہدی، عباس بن ہادی، ابو احمد بن رشید، عبداللہ بن امین، موسیٰ بن مامون، احمد بن معتصم محمد بن واثق منتصر بن متوکل۔

عیش پرستی: مسعودی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک جو کوئی شخص بھی متوکل کے پاس غریب یا امیر پہنچ گیا تو وہ مالامال ضرور ہو گیا یہ بادشاہ لذات اور شراب میں بہت منہمک تھا اس کے چار ہزار باندیاں تھیں جن سے یہ فائدہ اٹھا چکا تھا۔ علی بن جہم کہتے ہیں کہ متوکل ام ولد معتز سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا اور اس کے بغیر اسے صبر نہ آتا تھا۔

حضرت ذوالنون مصری ؒ کا احترام: سلمیٰ کی کتاب المحن میں مرقوم ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت ذوالنون مصری ؒ نے احوال و مقامات اہلِ ولایت کو ظاہر کیا تو عبداللہ بن عبدالحکم شاگرد حضرت امام مالک ؒ نے جو اس وقت رئیس مصر تھا اس کا انکار کیا اور کہا کہ انہوں نے ایک نئے علم کی ایجاد کی ہے جو سلف صالحین سے بالکل مروی نہیں ہے اور انہیں بددین کا خطاب دے دیا امیر مصر نے یہ سن کر ان کو بلایا اور اعتقاد، دریافت کیا انہوں نے جواب باصواب دیا جس سے امیر مصر کی تسلی ہو گئی اور اس نے متوکل کو ان کا حال لکھ بھیجا متوکل نے ان کی حاضری کے احکام جاری کر دئے جس وقت یہ ڈاک کی سواری پر پہنچے اور ان کا کلام سنا تو بہت خوش ہوا اور ان کی تعظیم و تکریم کی حتیٰ کہ جس وقت صالحین کا ذکر آتا تو کہا کرتا تھا کہ اس میں حضرت ذوالنون مصری ؒ کو بھی شامل کرو۔ متوکل نے لوگوں سے اول اپنے بیٹے منتصر کے لیے اور اس کے بعد معتز پھر موید کے لیے ولی عہدی پر بیعت لی تھی لیکن چونکہ معتز کی والدہ سے بہت زیادہ محبت تھی اس وجہ سے اس نے ارادہ کیا کہ معتز کو اول ولیعہد مقرر کر دوں اس کے متعلق اس نے منتصر سے دریافت کیا مگر اس نے انکار کر دیا۔

متوکل نے منتصر کی مرضی کے بغیر بر سر مجلس معتز کو ولیعہد اول بنانا چاہا جس سے منتصر کی بے عزتی اور اس کے ساتھ عہد شکنی ہوئی ادھر ترکوں نے چند کاموں کی وجہ سے متوکل سے انحراف کر دیا اور منتصر کے ساتھ متوکل کے قتل کی سازش میں شریک ہو گئے ایک روز آدھی رات جبکہ متوکل اپنی لہو

لعب کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ان میں سے پانچ آدمی اندر گھس گئے اور متوکل کو معہ اس کے وزیر فتح بن خاقان کے ۵ شوال ۲۴۷ھ کو قتل کر دیا۔

سنت زندہ کرنے پر بخشش: کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا کہ جو میں نے کچھ دنوں تھوڑی سی احیاء سنت کی تھی اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

اس قتل پر شعراء میں خوب مرثیہ خوانی ہوئی۔ چنانچہ یزید مہلبی کہتا ہے (ترجمہ اشعار) اس کو موت آ گئی اور آنکھ سوتی ہے۔ خبردار اس پر بہت سی موتیں آ گئیں یہ دکھ درد جو اسے پہنچا ہے کسی خلیفہ کو نہیں پہنچا تھا اور نہ اس کی مثل کوئی روح اور جسم ضائع ہوا تھا۔

یہ تعجب کی بات ہے کہ متوکل اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے فتح بن خاقان سے بے حد محبت ہے میں اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتا اگر یہ مجھ سے جدا ہو گیا تو میرا عیش ختم ہو جائے گا چنانچہ بحتری شاعر سے اس نے اسی مضمون کو نظم بھی کرایا تھا خدا کی قدرت ہے کہ دونوں ایک ہی جگہ ایک ہی وقت قتل کر دیئے گئے۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ متوکل نے خواب دیکھا تھا کہ ایک شکر پارہ مجھ پر آسمان سے گرا ہے جس پر جعفر المتوکل علی اللہ لکھا ہوا ہے۔ جب یہ تخت خلافت پر بیٹھا تو اس کے خطاب پر لوگوں نے غور و خوض شروع کیا کسی نے منتصر اور کسی نے کچھ بتلایا آخر اس نے خود احمد بن ابی داؤد سے اپنا خواب بیان کیا اور اسی خطاب متوکل کو لوگوں نے پسند کیا اور یہی خطاب سرکاری کاغذات میں درج ہونے لگا۔

امام شافعیؒ سے عقیدت: ہشام بن عمار سے مروی ہے کہ متوکل کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ کاش میں محمد بن ادریس (امام شافعیؒ) کے زمانہ میں ہوتا انہیں دیکھتا اور کچھ ان سے پڑھتا کیونکہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں: لوگو! محمد بن ادریس المطلبی (امام شافعیؒ) رحمت حق ہے اور اپنے پیچھے ایک نیک علم چھوڑ گیا ہے۔ اس کی اتباع کرو کہ ہدایت پاؤ یہ کہہ کر متوکل نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ محمد بن ادریس (امام شافعیؒ) پر رحمت واسعہ فرمائے اور ہم لوگوں پر اس کے مذہب کی حفاظت آسان کرنے اور ہمیں اس سے نفع اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائے۔

میرے نزدیک اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے کہ متوکل مذہب شافعی رکھتا تھا اور وہ خلفاء میں پہلا شخص تھا جس نے شافعی مذہب اختیار کیا۔

احمد بن علی بصری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ متوکل نے تمام علماء کو اپنے یہاں جمع کیا اور جب تمام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آ گئے تو پھر مجلس میں خود آیا۔

احمد بن معدلؒ کی متوکل کے سامنے حق گوئی:

حضرت احمد بن معدلؒ کے سوا تمام علماء اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے متوکل نے عبیداللہ سے دریافت کیا کہ کیا اس شخص نے ہماری بیعت نہیں کی انہوں نے جواب دیا کہ امیرالمومنین ان کی بینائی میں کچھ فرق ہے بیعت انہوں نے ضرور کی ہے یہ سن کر احمد بن معدل نے کہا کہ میری بینائی میں کچھ فرق نہیں ہے میں اچھی طرح دیکھتا ہوں مگر اے امیرالمومنین میں تم کو عذاب خدا سے بچانا چاہتا ہوں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص لوگوں سے یہ امید رکھے کہ وہ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے یہ سن کر متوکل انہیں کے برابر میں آ کر بیٹھ گیا۔

مہلبی روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے متوکل نے کہا اے مہلبی خلفاء سابقین رعایا پر محض اس لیے سختی کرتے تھے تاکہ ان کا رعب و داب قائم رہے مگر میں ان پر اس لیے نرمی کرتا ہوں کہ وہ خندہ پیشانی سے مجھے قبول کر کے میری اطاعت کریں۔

عبدالاعلیٰ بن حماد النرسی کہتے ہیں کہ میں ایک روز متوکل کے پاس گیا وہ کہنے لگا چونکہ تم ہمارے پاس تین دن سے نہیں آئے تھے اس لیے جو چیز ہم نے تمہارے لیے رکھ چھوڑی تھی وہ دوسرے کو دے دی۔ میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عنایت فرمائے میں اس مضمون کی آپ کو دو بیت سنانا چاہتا ہوں اس نے کہا پڑھو۔ چنانچہ میں نے یہ ابیات شروع کیں (ترجمہ اشعار) جس نیکی کا میرے متعلق آپ نے ارادہ کیا ہے اس کا شکریہ مجھ پر واجب ہے اور آپ کا نیکی کرنا تو مشہور و معروف ہے اگر وہ چیز مجھ کو نہیں پہنچی تو میں شکایت نہیں کرتا کیونکہ رزق جو مقدر ہے وہ کسی دوسرے کے پاس نہیں جاتا۔ متوکل نے یہ سن کر مجھے ایک ہزار دینار عطا کیے۔

جعفر بن عبدالواحد ہاشمی روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن متوکل کے پاس گیا کیونکہ اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا متوکل کہنے لگا اے جعفر بعض مرتبہ ایسا ہو جاتا ہے کہ میں ایک شعر کہہ لیتا ہوں اور دوسرا نہیں ملتا چنانچہ آج میں نے یہ شعر کہا تھا مگر اس کے آگے کچھ سمجھ میں نہیں آتا (ترجمہ شعر) جس کو ہم سے زمانہ نے جدا کر دیا میں نے اس کو یاد کیا۔ تو میں نے خود اپنے ہی نفس کی تسکین حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ کی اس پر حاضرین مجلس میں سے کسی نے یہ شعر چسپاں کر دیا (ترجمہ شعر) میں نے اس سے کہا کہ موت ہمارا راستہ ہے جو آج نہ مرا کل ضرور مرے گا۔

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

فتح بن خاقان سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آ کر متوکل کو سرنگوں اور متفکر پایا تو میں نے عرض کیا امیر المومنین! کیا فکر ہے واللہ روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسی شخص کو عیش و آرام میسر نہیں ہے متوکل نے کہا فتح مجھ سے بھی زیادہ وہ شخص آرام میں ہے جو وسیع مکان اور ایک نیک بخت اور صالحہ بیوی رکھتا ہو اور اس کے ساتھ اسباب معیشت بھی اس کو میسر ہو ایسے شخص کو مجال نہیں کہ آواز بھی دے سکیں اور نہ وہ ہمارا محتاج ہے کہ ہم اسے ذلیل سمجھ سکیں اور ایذا دیں۔

ابو العیناء کہتے ہیں کہ کسی شخص نے متوکل کے پاک ایک کنیز فضل نامی ہدیہ بھیجی چونکہ وہ شاعرہ بھی تھی اس لیے متوکل نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو شاعرہ ہے اس نے کہا کہ جس نے مجھے فروخت کیا اور جس نے خرید کیا ان کا ایسا ہی خیال ہے کہا اچھا کچھ اپنا کلام سناؤ اس نے پڑھنا شروع کیا کہ (ترجمہ شعر) ملک اما الہدی ۲۳۲ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس وقت اس کی عمر ستائیں سال کی تھی امام الہدی مجھے یقین ہے کہ اسی سال حکمرانی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے مقصد نہ پورے کرے جو میری اس دعا پر امین نہ کہے۔

علی بن جہم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے متوکل کو ایک کنیز محبوبہ نامی ہدیہ میں دی تھی جس نے طائف میں پرورش پائی تھی اور وہیں علم ادب حاصل کیا تھا اور اشعار بھی کہا کرتی تھی متوکل اس سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا اتفاق سے کسی امر پر اس سے رنجیدہ ہو گیا اور محل کی تمام عورتوں کو حکم دیا کہ اس سے کلام نہ کریں۔ ایک روز میں متوکل کے پاس جو گیا تو مجھ سے کہنے لگا کہ میں نے آج محبوبہ کو خواب میں دیکھا ہے گویا میری اس کی صلح ہو گئی ہے میں نے کہا امیر المومنین بہت اچھا ہوا جو صلح ہو گئی۔ متوکل نے کہا آؤ چلیں دیکھیں کہ محبوبہ کیا کر رہی ہے جب ہم اس کے کمرہ میں پہنچے تو وہ عود بجا کر یہ گا رہی تھی (ترجمہ اشعار) میں سارے محل میں پھرتی ہوں مگر کسی کو نہیں دیکھتی کہ میں اپنی شکایت اس سے کروں۔ اور نہ مجھ سے کوئی کلام کرتا ہے گویا میں نے ایسا گناہ کیا ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی کیا کوئی شخص ہے جو بادشاہ سے میری سفارش کر سکے کیونکہ اس نے مجھ سے خواب میں صلح کر لی ہے کوئی صبح ایسی نہیں ہوتی کہ کوئی شخص مجھے اس کے ہجر میں قتل کر دے یہ سن کر متوکل نے اسے آواز دی اس نے باہر نکل کر اس کے پیر چوم لیے اور کہا حضور میں نے رات خواب دیکھا تھا کہ آپ نے مجھ سے صلح کر لی ہے متوکل نے کہا کہ واللہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے پھر اس کو اس کے مرتبہ پر بحال کر دیا جب متوکل قتل کر دیا گیا تو یہ کنیز اکثر یہی اشعار پڑھا کرتی تھی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا خواب:

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ مجھے بدخوابی کے بعد ایک روز جو کچھ نیند آئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کوئی شخص آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے لیے جا رہا ہے اور کہنے والا یہ کہتا ہے کہ (ترجمہ شعر) ایک بادشاہ ایک عادل بادشاہ کی طرف اٹھایا جا رہا ہے جو عفو میں مشہور ہے اور ظالم نہیں ہے صبح ہی سر من رائے سے بغداد میں یہ خبر پہنچی کی متوکل قتل کر دیا گیا۔

عمرو بن شیبان اجنبی کہتے ہیں کہ جس رات متوکل قتل ہوا اسی روز میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یہ اشعار پڑھتا ہے (ترجمہ شعر) اے وہ شخص جس کی آنکھیں جسم میں سوتی ہیں اے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہاؤ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ چند پلید جوانوں نے ہاشمی اور فتح بن خاقان کے ساتھ کیا سلوک کیا وہ دونوں اس ظلم کی فریاد خدا سے کر رہے ہیں نیز ایک ایک اہل ایمان کے سامنے بھی، عنقریب ان کا انجام بھی برا ہوگا۔ ان کی بری بات کی توقع بری بات سے ہی کرنا چاہیے۔ جعفر پر روؤ اور اپنے خلیفہ کا مرثیہ کہو، کیونکہ اس پر جن اور انسان دونوں روتے ہیں۔ پھر دو مہینے کے بعد میں نے متوکل کو خواب میں دیکھا میں نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا اس نے جواب دیا کہ کچھ دنوں جو میں نے احیاء سنت کیا تھا اس کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا میں نے دریافت کیا کہ آپ کے قاتلوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اس نے جواب دیا کہ میں اپنے بیٹے محمد کا انتظار کر رہا ہوں جب وہ یہاں آجائے گا تب میں اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کروں گا۔

متوکل سے مروی احادیث:

خطیب کہتے ہیں کہ محمد بن شجاع الاحمر نے بیان کیا کہ متوکل نے بروایت جریر بن عبداللہ حدیث بیان کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نرمی سے محروم ہو گیا وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہوگا۔ (طبرانی نے جریر سے دوسرے طریقہ سے روایت کیا ہے)

ابن عساکر کہتے ہیں کہ نصر بن احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن جہم کہتے ہیں کہ میں ایک روز متوکل کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ جمال کا ذکر آ گیا متوکل نے کہا کہ اچھے بال بھی جمال میں داخل ہیں پھر کہا مجھ سے معتصم نے اور معتصم نے مامون سے بروایت رشید مہدی، منصور عن ابیہ عن جدا ر روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے کان کی لو کے نیچے ایک مسہ تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موتی جڑا ہوا ہے آپ تمام آدمیوں سے زیادہ خوبصورت تھے آپ کا گندمی رنگ میانہ قد نہ بہت چھوٹا نہ بہت لمبا تھا۔ عبدالمطلب کے کان کی لو کے نیچے اور ہاشم کے کان کی لو کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نیچے بھی تھا۔

علی بن جہم کہتے ہیں کہ متوکل نے ہم سے بیان کیا کہ معتصم، مامون، رشید، مہدی، منصور اور اس کے باپ محمد اور اس کے دادا علی اور علی کے والد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کان کی لو کے نیچے بھی ایسے ہی مسہ تھا۔

متوکل کے زمانہ میں فوت والے اسلاف:

متوکل کے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا:

ابو ثور، امام احمد بن حنبلؒ، ابراہیم بن منذر الخزاعی، اسحاق بن راہویہ، اسحاق الندیم، روح المقری، زہیر بن حرب، سحنون، سلیمان الشاذکوفی، ابو مسعود عسکری، ابو جعفر نفیلی، ابو بکر بن شیبہ اور ان کے بھائی، دیک الجن شاعر، عبدالملک بن حبیب امام المالکیہ، عبدالعزیز بن یحییٰ الغول شاگرد امام شافعیؒ، عبداللہ بن عمر فواریری، علی بن مدائنی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن بکیر، یحییٰ بن یحییٰ، یوسف لازرق المقرئی، بشیر بن ولید الکندی المالکی، ابن ابی داؤد معتزلی خدا اس پر رحم نہ کرے۔ ابو بکر الہذلی العلاف (شیخ معتزلہ گمراہوں کا سردار) جعفر بن حرب از اکابر معتزلہ، ابن کلاب المتکلم، قاضی یحییٰ بن اکثم، حارث المحاسبی، حرملہ شاگرد امام شافعیؒ ابن السکیت، احمد بن منیع، حضرت ذوالنون مصری زاہد، حضرت ابو تراب نخشبیؒ، ابو عمر الدوری، المقرئی، دعبل شاعر، ابو عثمان المازنی الخوی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المنتصر باللہ محمد ابو جعفر

المنتصر باللہ محمد ابو جعفر (یا ابو عبداللہ) بن متوکل بن معتصم بن ہارون رشید اس کی ماں ایک ام ولد رومیہ تھی جس کا نام حبشیہ تھا۔ یہ شخص خوبصورت، گندم گوں، فراخ چشم، ہنس مکھ میانہ قد جسم، کلاں شکم، ملیح، ہیبت دار اور نہایت عقلمند، نیکی کی طرف رغبت کرنے والا ظلم اٹھا دینے پر مائل اور علویوں کا محسن تھا۔ اس نے جو علویوں پر خوف طاری ہو گیا تھا زائل کر دیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت دے دی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کو باغ فدک عطا کر دیا۔

منتصر اپنے باپ کے قتل کے بعد شوال ۲۴۷ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اور سب سے اول اپنے بھائیوں معتز اور موید کو ولیعہد سے علیحدہ کر دیا جن کو متوکل نے ولیعہد مقرر کیا تھا۔ رعیت میں عدل و انصاف پھیلایا جس کی وجہ سے لوگ باوجود اس کی ہیبت کے اس کی طرف مائل ہو گئے یہ شخص

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بردبار بھی اعلیٰ درجہ کا تھا اس کے اقوال میں سے ہے کہ لذت معافی. لذت سزا سے زیادہ شیریں ہے صاحب قدرت کے لیے انتقام لینا ایک شرمناک فعل ہے۔

جب یہ تخت خلافت پر متمکن ہوا تو ترکوں کو برا بھلا کہنے لگا اور خلیفہ متوکل کے قتل کا الزام انہیں پر لگایا ان کو سزائیں دیں حتیٰ کہ ترک اس سے عاجز آ گئے کیونکہ یہ شخص باوجود ہیبت اور بہادر ہونے کے عقلمند بھی پورا تھا اس بنا پر ترکوں نے خفیہ طور پر اس کے طبیب ابن طیفور کے پاس ((تیس ہزار دینار رشوت کے بھیجے اس نے اس کی بیماری میں ایک زہر دار نشتر سے فصد کھول دی جس کی وجہ سے منتصر کا انتقال ہو گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ یا طبیب اس نشتر کو بھول گیا اور خود بھی مریض ہو گیا تھا اپنے غلام کو حکم دیا اور اس نے زہرناک نشتر سے اس کی بھی فصد کھول دی پھر یہ طبیب خود بھی مر گیا۔

بعض کا قول ہے کہ اسے ایک امرود میں زہر دے دیا گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ مرض خناق میں اس کا انتقال ہوا بہرحال جب اس پر نزع کی حالت ہوئی تو اس کی زبان پر جاری تھا کہ اے میری ماں مجھ سے دین دنیا دونوں جاتے رہے ہیں اپنے باپ کی موت کا باعث ہوا اور میں بھی چلنے میں جلدی کر رہا ہوں۔

منتصر ۵ ربیع الاخر ۲۴۸ھ میں بعمر چھبیس سال یا کم و بیش چھ ماہ سے بھی کم خلافت کر کے انتقال کر گیا کہتے ہیں کہ ایک دن یہ کھیل کے لیے بیٹھا اور اپنے باپ کے خزانہ میں سے ایک فرش نکلوا کر مجلس میں بچھایا اس فرش کے درمیان میں ایک دائرہ بنا ہوا تھا جس میں ایک سوار کی صورت بنی ہوئی تھی اور اس کے سر پر تاج رکھا ہوا تھا اور اس کے کناروں پر گرداگرد کچھ فارسی میں لکھا تھا اس نے ایک فارسی خواں کو بلا کر اس کا مطلب دریافت کیا فارسی خواں اسے پڑھ کر کچھ ترش رو ہو کر خاموش ہو گیا۔ منتصر نے پوچھا کیا لکھا ہے اس نے جواب دیا کہ اس کے کچھ معنی نہیں ہیں منتصر نے اس کے دریافت پر اصرار کیا آخر اس نے کہا کہ یہ لکھا ہے کہ میں شیرویہ بن کسریٰ بن ہرمز ہوں میں نے اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا مگر مجھے چھ مہینے سے زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہ ہوا یہ سن کر اس کا رنگ فق ہو گیا اور اسی وقت فرش کے جلا دینے کا حکم دیا حالانکہ اس میں سونے کی بناوٹ تھی۔

لطائف المعارف ثعالبی میں لکھا ہے کہ منتصر کی خلافت میں آ کر خلفاء خالص ہو گئے کیونکہ وہ خود اور اس کے باپ داد پانچ تک تمام خلفاء ہی تھے اسی طرح اس کے بھائی معتز اور معتمد بھی خالص ہوئے ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ مستعصم بھی ایسا ہی خلیفہ ہوا ہے جس کو تاتاریوں نے شہید کیا تھا اس کے آباؤ اجداد آٹھ پشت سے خلیفہ تھے۔

ثعالبی کہتے ہیں کہ زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ خاندان کسریٰ میں جو بادشاہ خالص ہوا یعنی ہوا یعنی شیرویہ اس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا اور چھ ماہ سے زیادہ زندہ نہ رہا اسی طرح بنی عباس میں جو خالص خلیفہ یعنی منتصر ہوا اس نے بھی اپنے باپ کو قتل کیا اور چھ مہینہ سے زیادہ زندہ نہ رہا۔

المستعین باللہ ابو العباس

المستعین باللہ ابو العباس احمد بن معتصم بن رشید متوکل کا بھائی یہ ۲۲۱ھ میں ام ولد مخارق نامی سے پیدا ہوا۔ یہ شخص ملیح سفید رنگ تھا اس کے چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اور توتلا تھا۔

جس وقت منتصر کا انتقال ہوا تو ارکین سلطنت نے مشورہ کیا کہ متوکل کی اولاد سے اگر کسی کو خلیفہ منتخب کیا جائے گا تو ہم میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا بعضوں نے مشورہ دیا کہ احمد بن معتصم میں کیا نقصان ہے اسے کیوں نہ منتخب کر لیا جائے۔ وہ ہمارے استاد کا بھی بیٹا ہے چنانچہ اسی رائے پر اتفاق ہوا اور اٹھائیس سال کی عمر میں تخت خلافت پر بٹھا دیا گیا اور ۲۵۱ھ میں تک خلیفہ رہا۔

لیکن جب اس نے ترکوں کے دو شخصوں وصیف اور بغا (یہ نام بطور خدمتگار کے تھے زبان ترکی میں وصیف اور بغا دونوں کے معنی خدمتگار کے ہیں) کو قتل کیا اور ان ترکیوں کو جو متوکل کی قتل کی سازش میں شریک تھے علیحدہ کر دیا تو ترک اس سے بگڑ گئے اور یہ ان کے خوف کی وجہ سے سامرہ سے بغداد چلا آیا اس وقت ترکوں نے معذرت چاہی عاجزی کی اور اس کے پاس قاصد بھیجے اور یہ چاہا کہ پھر سامرہ وہ واپس چلا آئے جس وقت خلیفہ نے واپس آنے سے انکار کیا تو ترکوں نے اسے قید کر لینے کا ارادہ کر لیا اور معتز باللہ سے بیعت کر کے مستعین سے علیحدگی بیعت کر لی اور معتز نے ایک کثیر لشکر لے کر مستعین پر حملہ کر دیا اہل بغداد کو مستعین کے قتل پر برانگیختہ کیا آخر دونوں میں جنگ ہوئی اور کئی مہینہ تک لڑائی جاری رہی بہت سے لوگ قتل ہوئے لڑائی نے طول کھینچا اور لوگوں پر ایک بلا کا سامنا پیش آیا۔ بھاؤ بہت مہنگے ہو گئے آخر مستعین کا فریق تنگ آ گیا اور مستعین کی علیحدگی پر صلح کی کوشش کی قاضی اسماعیل نے مستعین کی علیحدگی کے معاملہ پر بہت سخت شرطیں لگائیں اور مستعین نے ۲۵۲ھ میں خلافت سے کنارہ کشی اختیار کی اور قاضیوں نے اس پر مہر کر دی مستعین واسط کی طرف چلا گیا اور وہاں نو مہینہ تک ایک امیر کی حراست میں قید رہا پھر اس امیر نے سامرہ کی طرف بھیج دیا۔ معتز باللہ

نے احمد بن طولون کو لکھا کہ تم مستعین کے پاس جا کر اس کو فوراً قتل کر دو۔ اس نے کہا و اللہ اولاد خلفاء کو کبھی قتل نہیں کر سکتا پھر اس کام کے لیے سعید حاجب مامور ہوا۔ اور اسے مستعین کو ۳ شوال ۲۵۲ھ کو جبکہ مستعین کی عمر اکتیس برس کی تھی قتل کر ڈالا یہ شخص نیک فاضل ادیب اور بلیغ تھا یہی سب سے پہلا شخص ہے جس نے تین بالشت چوڑی آستین نکالی تھیں اور پہلے جو لمبی ٹوپی اوڑھی جاتی تھی اسے چھوٹی کی تھی۔

اس کی خلافت میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔ عبد بن حمید، ابو طاہر بن السرح، حارث بن مسکین بزی المقرئی، ابو حاتم سجستانی جاحظ و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المعتز باللہ محمد

المعتز باللہ محمد اور بقول بعض زبیر ابو عبداللہ بن متوکل بن ہارون رشید ۲۳۲ھ میں ام ولد رومیہ قبیحہ نامی سے پیدا ہوا اور مستعین کی علیحدگی کے بعد ۲۵۲ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اس کی عمر تخت نشینی کے وقت انیس سال کی تھی اس سے پہلے کسی شخص کو اس تھوڑی عمر میں خلافت نہیں پہنچی یہ نہایت خوبصورت جوان تھا۔

علی بن حرب جو معتز کے احادیث کے استادوں میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے زیادہ کوئی خلیفہ خوبصورت نہیں دیکھا یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے گھوڑوں کو سونے کا زیور پہنایا ورنہ اس سے پہلے خلفاء اپنے گھوڑوں کو تھوڑا سا چاندی کا زیور پہنایا کرتے تھے۔

جس سال یہ تخت خلافت پر متمکن ہوا اسی سال اشناس جس کو واثق نے نائب سلطنت بنایا تھا مر گیا اس نے ترکہ میں پچاس ہزار دینار چھوڑے جن کو معتز نے ضبط کر لیا اور اس کی بجائے نیابت سلطنت محمد بن عبداللہ بن طاہر کو عنایت کیا اس کو دو تلواریں باندھیں پھر اس کو بھی علیحدہ کر کے ان کی جگہ اپنے بھائی ابو احمد کو نائب سلطنت بنایا اس کے سر پر سونے کا تاج رکھا اور دو جواہرات کے طرّے لگائے دو تلواریں باندھیں پھر اس کو بھی علیحدہ کر کے واسط کی طرف بھیج دیا اور یہ عہدہ بغا شرابی کو دے دیا اس کو تاج شاہی پہنایا اس نے معتز پر ایک سال بعد بغاوت کی مگر یہ قتل کر دیا گیا اور اس کا سر معتز کے پاس حاضر کیا گیا۔

اسی سال کے ماہ رجب میں معتز نے اپنے بھائی موید باللہ کو ولیعہدی سے علیحدہ کر دیا اور اس کو درے لگوائے اور قید کر دیا وہ بیچارہ چند روز کے بعد مر گیا۔ اس فعل سے معتز گھبرایا کہ کہیں رعایا اس پر بھائی کے قتل یا قتل کرانے کا الزام نہ لگائیں اس وجہ سے قاضیوں کو جمع کر کے ان کے سامنے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شہادتیں پیش کیں لہٰذا کچھ اثر نہ ہوا۔

امیر المومنین ہمیں کچھ عنایت کیجئے تاکہ ہم صالح بن وصیف کو قتل کر ڈالیں اور اس شخص صالح بن وصیف سے معتز بہت ہی ڈرتا تھا اس لیے اس نے اپنی ماں سے کچھ مال ترکوں کے دینے کے لیے مانگا مگر اس نے انکار کر دیا اور اس وقت خزانہ بھی خالی تھا۔ دینے میں سستی دیکھ کر ترک فوراً اس کی علیحدگی پر آمادہ ہو گئے اور صالح بن وصیف اور محمد ابن بغا کو بھی اس سازش میں شریک کر لیا ہتھیار لگا کر دارالخلافہ میں گھس آئے اور معتز کو بلا بھیجا کہ فوراً باہر آئے۔ معتز نے کہلا بھیجا کہ میں نے دوا پی ہے اور علیل ہوں باہر نہیں آسکتا۔ انہوں نے حرم سرائے میں گھس کر معتز پر حملہ کر دیا اور اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئے اور بے حد مارا چونکہ گرمی کا موسم تھا دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ اول گرزوں سے مارا پھر طمانچے مار مار کر منہ لال کر دیا اور کہا کہ بیعت سے علیحدہ ہو جا۔ کچھ لوگ قاضی بن ابی الشیوارب کو بلا لائے اور ان کے سامنے علیحدہ کرا لیا پھر بغداد سے دارالخلافہ سامرہ میں پہنچے اور محمد بن واثق کو ساتھ لیتے گئے جس کو معتز نے بغداد بھیج رکھا تھا۔ معتز نے خلافت محمد بن واثق کے سپرد کر دی اور خود اس سے بیعت کر لی۔

وصال: اس واقعہ کے پانچ روز کے بعد ایک جماعت اسے حمام میں لے گئی غسل کرنے کے بعد اسے پیاس لگی تو اسے پانی نہ دیا اور حمام سے جس وقت نکلا تو برف کا پانی نہ دیا اور حمام سے جس وقت نکلا تو برف کا پانی پلا دیا جس کے پیتے ہی معتز فوراً مر گیا۔ یہ پہلا خلیفہ ہے جو پیاسا مرا۔ یہ واقعہ ۸ شعبان ۲۵۵ھ میں واقع ہوا معتز کی ماں قبیحہ پہلے تو ڈر کے مارے چھپ گئی پھر رمضان شریف میں آئی اور صالح بن وصیف کو بہت سا مال یعنی تیرہ لاکھ دینار اور ایک جامہ دانی جس میں بیش قیمت زمرد جڑے ہوئے تھے اور دوسری جامہ دانی جس میں بڑے بڑے موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے دیئے۔ جامہ دانیوں کی قیمت کا تخمینہ دو ہزار دینار کے قریب تھا ابن وصیف نے اتنا مال دیکھ کر کہا کہ اس کمبخت عورت نے اپنا لڑکا پچاس ہزار دینار کے عوض میں قتل کرا دیا حالانکہ اس کے پاس اسقدر مال موجود تھا ابن وصیف نے یہ مال لے کر اس کو مکہ شریف بھیج دیا جو معتمد کی خلافت تک وہیں رہی پھر سامرہ واپس بلا لیا اور ۲۶۴ھ میں انتقال کر گئی۔

معتز کے زمانہ میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا۔ حضرت سری سقطیؒ، ہارون بن سعید الآیلی، دارمی صاحب مسند، عتبی مصنف مسائل العتبیہ مذہب امام مالکؒ میں و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المہتدی باللہ

المہتدی باللہ خلیفہ الصالح محمد ابو اسحاق اور بقول بعض ابو عبداللہ بن واثق بن معتصم بن ہارون رشید ام ولد وردہ نامی کے پیٹ سے ۲۱۰ھ کے بعد اپنے دادا کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔

۲۹ رجب المرجب ۲۵۵ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اور سب سے اول معتز نے اس کی بیعت کی جبکہ اسے اپنی خلافت سپرد کی تھی معتز اس کے سامنے بیٹھ گیا پھر قاضی کو لے آئے اور گواہ پیش کر دیئے انہوں نے قاضی کے سامنے گواہی دی اور کہا کہ معتز خلافت سے عاجز ہے معتز نے اس کا اقرار کیا مہتدی نے عجز کو سن کر اپنا ہاتھ بیعت کے لیے بڑھایا معتز نے اول بیعت کر لی اور مہتدی صدر مجلس میں آبیٹھا۔

مہتدی گندم گوں دبلا پتلا خوبصورت عابد و زاہد عاقل اللہ تعالیٰ کے احکام جاری کرنے میں سخت قوی تھا آدمی بہادر تھا لیکن اس کو کوئی معین و مددگار نہ ملا۔

زہد و تقویٰ: خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ مہتدی خلیفہ ہونے کے وقت سے قتل ہونے تک ہمیشہ روزہ رکھتا رہا۔

ہاشم بن قاسم کا قول ہے کہ میں ایک روز رمضان شریف میں مہتدی کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے چلنے کا ارادہ کیا تو مجھ سے مہتدی نے کہا ابھی اور بیٹھو، میں بیٹھ گیا روزہ افطار کرنے کے بعد ہمیں اس نے نماز پڑھائی پھر کھانا مانگا ایک بید کی ڈلیا میں کھانا آیا جس میں میدہ کی چپاتی روٹیاں تھیں اور ایک برتن میں کچھ نمک سرکہ اور زیتون کا تیل تھا مجھ سے کھانے کو کہا میں نے کھانا شروع کر دیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ کھانا اور آتا ہو گا مہتدی نے میری طرف دیکھ کر کہا کیا تم روزہ سے نہیں تھے میں نے کہا کہ تھا اس نے کہا کیا کل نہ رکھو گے میں نے کہا رمضان شریف کا مہینہ ہے کیوں نہ رکھوں گا کہا تو اچھی طرح کھاؤ اور یہ نہ سمجھو کہ اور کھانا آئے گا ہمارے ہاں اس کھانے کے علاوہ اور کھانا موجود نہیں ہے میں نے تعجب کیا اور کہا کہ امیر المومنین یہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام نعمتیں عطا کر رکھی ہیں کہا یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو میں نے بنو امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز پر جو غور کیا تو انہیں کم کھانے اور رعایا کے فکر کی وجہ سے بہت لاغر پایا جیسا تمہیں معلوم ہو گا پھر میں نے اپنے خاندان پر نظر دوڑائی تو مجھے بڑی غیرت معلوم ہوئی کہ ہم لوگ بنی ہاشم کہلا کر ان جیسے بھی نہ ہوں اس لیے میں نے یہ اختیار کر لیا جو تم دیکھ رہے ہو۔

جعفر بن عبدالواحد کہتے ہیں کہ مہتدی کی اور میری ایک معاملہ میں گفتگو ہوئی۔ میں نے کہا کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

امام احمد بن حنبلؒ بھی یہی فرماتے تھے اور اس مسئلہ میں وہ اپنے آباؤ اجداد کے خلاف کرتے تھے۔ یہ سن کر مہتدی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ امام احمد بن حنبلؒ پر رحم فرمائے۔ واللہ! اگر میرے لیے جائز ہوتا کہ میں اپنے باپ سے قطع تعلق کرلوں تو میں فوراً کر لیتا پھر مجھ سے کہا تم ہمیشہ حق بات کہا کرو جو شخص حق بات کہتا ہے وہ میری آنکھوں میں بہت زیادہ عزیز ہوتا ہے۔

لہو ولعب ختم کر دیا:

نفطویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بعض ہاشمیوں نے بیان کیا کہ ہم نے مہتدی کے پاس ایک جامہ دانی دیکھی تھی جس میں ایک کرتا اونی اور کمبل رکھا کرتا تھا اور رات کے وقت اسی جوڑے کو پہن کر مہتدی نماز پڑھا کرتا تھا۔ مہتدی نے لوگوں کو لہو ولعب سے منع کر دیا تھا اور ایسے تمام سامانوں کو پھینک دیا تھا، گانے بجانے کو حرام ٹھہرایا تھا اور حکام کو ظلم کرنے سے روک دیا تھا۔ یہ دفتر کے معاملات میں سختی سے کام لیتا تھا خود اجلاس کرتا تھا، منشیوں کو اپنے سامنے بٹھاتا تھا اور ان سے حساب وکتاب خود لیتا تھا دوشنبہ اور پنج شنبہ کو تعطیل کرتا تھا روسا کی ایک جماعت کو درے لگوا دیئے تھے، جعفر بن محمود کو بغداد بھیج دیا تھا جس وقت اس کی خبر پہنچی کہ وہ رافضی ہے، اس سے سخت نفرت کرنے لگا تھا۔

مہتدی کے زمانہ کی شورش:

موسیٰ بن بغا، رے سے ایک فوج لے کر دار الخلافہ سر من رائے میں صالح ابن وصیف کے قتل کیلئے آیا تاکہ معتز کے خون کا بدلہ لے اور اس کی ماں کے اموال کی ضبطی کا تدارک ہو جائے، عوام الناس نے یہ سن کر زور سے ایک آواز صالح ابن وصیف پر کسی کہ اے فرعون! تیرے لیے ایک موسیٰ آپہنچا۔ موسیٰ بن بغا نے یہاں پہنچ کر خلیفہ مہتدی سے باریابی کا حکم چاہا، اس نے انکار کر دیا۔ خلیفہ اس وقت دار العدل میں بیٹھا ہوا تھا۔ موسیٰ بن بغا نے اس پر زرغہ کر دیا اور اس کی فوج نے خلیفہ کو اٹھا کر ایک لاغر گدھے پر سوار کر دیا، محل کو لوٹ لیا اور مہتدی کو دار ناجود میں لے گئے، اس نے کہا: اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ سے ڈر آخر تیری کیا نیت ہے؟ اس نے کہا: واللہ! میری نیت بخیر ہے، آپ ہم سے عہد کیجئے کہ آپ صالح بن وصیف کی طرفداری نہ کریں گے۔ مہتدی نے حلف اٹھایا اور موسیٰ بن بغا نے مع لشکر کے خلیفہ کی بیعت کر لی، پھر صالح بن وصیف کو طلب کیا تاکہ اس کو اس کے کیے کی سزا دی جائے مگر صالح کہیں چھپ گیا۔ مہتدی نے صلح کی کوشش شروع کی، اس پر لوگوں کو تہمت لگانے کا موقع مل گیا کہ خلیفہ کو معلوم ہے جہاں صالح چھپا ہوا ہے، اس میں بات بڑھ گئی اور امیر المومنین کو علیحدہ کر دینے کے متعلق آپس میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں، مہتدی صبح کو تلوار لگا کر نکل آیا اور کہنے لگا مجھے تمہارا منصوبہ پوری طرح معلوم ہو گیا، مجھے مستعین اور

معتز نہ جانتا واللہ! اس وقت غضبناک ہو کر نکلا ہوں. اور اپنی جان سے مایوس ہو کر وصیتیں بھی کر آیا ہوں. یہ میری تلوار ہے اور جب تک اس کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہوگا میں بہت سوں کو ماردوں گا۔ آخر دین اور شرم اور تقویٰ بھی کوئی چیز ہیں۔ خلفاء کے ساتھ دشمنی اور اللہ تعالیٰ کے خلاف جرأت کرنی سخت باعث وبال ہے۔ اس کے بعد کہا: مجھے صالح کا کوئی علم نہیں۔ یہ سن کر لوگ چلے گئے اور راضی ہو گئے. موسیٰ ابن بغا نے منادی کرادی کہ جو کوئی شخص صالح کو حاضر کرے گا. اس کو دس ہزار دینار انعام میں ملیں گے مگر باوجود تلاش اور جدو جہد کے کوئی شخص اس کے سراغ پر قابو نہ پا سکا۔ اتفاقاً موسم گرما میں ایک لڑکا دھوپ کی وجہ سے ایک مکان کے تہہ خانہ میں جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا، چلا گیا وہاں اندھیرے میں صالح کو سوتا ہوا دیکھ کر پہچان لیا۔ اس وقت صالح کے پاس کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا۔ اس نے آکر موسیٰ کو خبر دی اس نے تھوڑے سے آدمیوں کو بھیج کر اس کا سر کٹوا کر تمام شہر میں اس کی تشہیر کر دی۔ مہتدی کو اس واقعہ سے بہت رنج ہوا مگر دل میں رکھا اور جس وقت موسیٰ باکیال کے ساتھ قریہ سن کی طرف مسادر کی تلاش میں گیا تو مہتدی نے باکیال کو لکھا کہ موسیٰ کو قتل کر دیا جائے یا ان دونوں کو قید کر لیا جائے۔ باکیال نے وہ حکمنامہ موسیٰ کے سامنے پیش کر دیا، وہ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور مہتدی کے قتل کا ارادہ کر کے وہیں سے لوٹ پڑا۔ مہتدی کی طرف سے موسیٰ کا مقابلہ اہل مغرب اہل فرغانہ اور اسوسینہ نے کیا اور ایک دن میں چار ہزار ترک قتل کر دیئے۔ لڑائی نے طول کھینچا اور آخر خلیفہ کے لشکر نے شکست کھائی۔ خلیفہ گرفتار ہو گیا۔ حریفوں نے اس کے خصیے دبا کر اس کو مار ڈالا۔

یہ واقعہ رجب المرجب ۲۵۶ ہجری میں واقع ہوا. اور مہتدی نے اس حساب سے پندرہ روز کم ایک سال خلافت کی، جب ترکوں نے مہتدی پر بغاوت کی تو عوام الناس نے مسجدوں میں یہ لکھ کر ڈال دیا کہ یا معاشر المسلمین اپنے عادل خلیفہ مثیل عمر بن عبدالعزیز کیلئے مدد کی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو دشمن پر فتح دے۔

المعتمد علی اللہ

المعتمد علی اللہ ابوالعباس (ابوجعفر) احمد بن متوکل بن معتصم بن ہارون رشید ۲۲۹ ہجری میں، رومیہ ام ولد فتیان نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ مہتدی کے قتل کے وقت یہ جوسق میں قید تھا، اسے نکال کر لوگوں نے اس سے بیعت کر لی، اس نے اپنے بھائی موفق طلحہ کو مشرق کا حاکم مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنا کر مصر و مغرب کا حاکم بنا دیا اور اس کا لقب مفوض الی اللہ رکھ کر خود عیش و عشرت اور لہو ولعب میں مشغول ہو گیا، رعیت سے بے فکری اختیار کی۔ یہ دیکھ کر لوگ اس سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ناخوش ہو گئے اور اسکے بھائی طلحہ کی طرف میلان کرنے لگے۔

معتمد کے دوران خلافت میں بصرہ اور اس کے قرب و جوار میں زنگیوں نے لوٹ مار شروع کر دی اور تمام شہر کو تباہ و برباد کر دیا، آگ لگا دی، سیاہ کاریاں کیں، لشکر اسلام نے اس کا مقابلہ کیا اور اکثر جنگوں میں معتمد کے بھائی موفق نے اپنے کارنامے دکھائے۔ اس کے بعد عراق میں ایک عام وباء پھیل گئی جو جنگ کی بربادی سے کسی طرح کم نہ تھی، اس میں بھی ہزارہا مخلوق مرگئی۔ وباء کے بعد زلزلے آنے شروع ہو گئے اور اس میں ہزاروں جانوں کا نقصان ہوا۔

بہبود کذاب کا قتل: ادھر زنگیوں کے ساتھ برابر جنگ رہی۔ حتی کہ ۲۷۰ ہجری تک لڑائی نے طول کھینچا۔ آخر اس سال زنگیوں کا سردار جس کا نام بہبود تھا، اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت۔ قتل ہوا یہ شخص رسالت کا مدعی تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں عالم الغیب ہوں، اس نے پندرہ لاکھ مسلمان قتل کیے تھے اور بصرہ میں ایک ہی روز میں تین لاکھ مارے، یہ اپنے ممبر پر کھڑا ہو کر حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاویہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر (رضی اللہ عنہم) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیا کرتا تھا اور ایک ایک علویہ عورت کو دو دو تین تین درہم میں نیلام کر دیتا تھا۔ ایک ایک زنگی کے پاس دس دس علویہ عورتیں بطور کنیز کے تھیں، جس وقت یہ خبیث لعین ظالم کتا قتل ہوا، اس کا سر نیزہ پر رکھ کر بغداد میں تشہیر کرائی گئی، لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں، تشہیر کو زینت دی اور موفق کو دعائیں دیں اور شعراء نے مداحیہ قصائد لکھے۔ لوگوں کو جہاں سے گرفتار کیا تھا، وہیں لوٹایا جیسے واسط رامہر وغیرہ۔ صولی کہتے ہیں کہ اس جنگ میں ایک کروڑ آدمیوں کے قریب کام آئے۔

قحط سالی: ۲۶۰ ہجری میں عراق اور حجاز میں سخت قحط پڑا اور ایک بوری گیہوں کی قیمت ڈیڑھ سو دینار تک پہنچ گئی۔

اسی سال روم والوں نے شہر لولو پر قبضہ کر لیا۔ ۲۶۱ ہجری میں معتمد علی اللہ نے اپنے بیٹے مفوض الی اللہ جعفر کو ولی عہد بنایا اور اس کے بعد اپنے بھائی موفق طلحہ کو ولی عہد کیا، اپنے بیٹے مفوض کو مغرب شام جزیرہ ارمینیہ کا حاکم مقرر کیا اور موفق کو مشرق، عراق، بغداد، حجاز، یمن، فارس، اصفہان، رے، خراسان طبرستان، سجستان اور سندھ کا والی بنایا اور دونوں کیلئے دو سفید اور سیاہ جھنڈے بنوائے اور یہ شرط کی کہ اگر نیا حادثہ وقوع میں آئے اور جعفر موجود نہ ہو تو موفق کی رائے کے موافق عملدرآمد کیا جائے۔ یہ عہد نامہ لکھ کر قاضی القضاۃ ابن ابی شوارب کی معرفت خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا گیا۔

۲۶۶ ہجری میں رومیوں نے کشت و خون کے بعد دیار بکر پر قبضہ کر لیا اور اہل جزیرہ اور اہل

موصل وہاں سے نکل بھاگے. اسی سال اعراب بدوؤں نے خانہ کعبہ کے پردے لوٹ لیے۔
۲۶۷ ہجری میں احمد بن عبداللہ الجابی خراسان، کرمان، بجستان پر قابض ہو گیا اور عراق پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ سکوں پر ایک طرف اپنا اور دوسری طرف معتمد کا نام مسکوک کرایا۔ آخر اس کے غلاموں نے اس کو آخر سنہ میں قتل کر ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ موفق نے معتمد پر چونکہ ۲۶۴ ہجری میں فوج کشی کی تھی۔ اس لیے معتمد کو موفق سے کچھ رنجش تھی، یہ بدگمانی بڑھتی گئی، آخر ۲۶۹ ہجری میں ابن طولون ایک فوج لے کر دمشق کی طرف چلا اور معتمد بھی سامرہ سے بغیر کسی خیال بد کے دمشق کا قصد کر کے چل پڑا، جب یہ خبر موفق کو پہنچی تو اس نے اسحاق بن کنداج کو لکھا کہ تم معتمد کو کسی ترکیب سے واپس کر دو، چنانچہ اسحٰق بن کندہ نصیبین سے معتمد کی طرف چلا اور موصل اور حدیثہ کے درمیان دونوں کی ملاقات ہو گئی، اس نے کہا: یا امیرالمومنین! آپ کا بھائی آپ کے دشمن سے لڑ رہا ہے اور آپ دارالخلافہ اور اپنے مستقر کو چھوڑے ہوئے جا رہے ہیں اگر اس امر کی آپ کے دشمن کو خبر ہو جائے تو وہ یقیناً ہر طرف سے ہٹ کر آپ کے باپ دادا کے ملک پر قابض ہو جائے گا اور ایسی صورت میں آپ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، پھر کچھ آدمی معتمد کی نقل و حرکت دیکھنے کی غرض سے اس پر مقرر کر دیئے اور اس کے خاص لوگوں پر بھی حکم لگا دیا، پھر معتمد نے کہا کہ تم اس بات کا مجھے حلف دو کہ تم مجھ پر سختی نہ کرو گے، نہ مجھے دشمن کے حوالے کرو گے۔ اسحاق ابن کنداج نے حلفیہ بیان دیا کہ آپ کو کوئی ایذا نہ پہنچاؤں گا۔

اسحاق بن کنداج کی غداری:

حلف کے بعد معتمد سامرہ کی طرف واپس چلا، راستہ میں صاعد بن مخلد کاتب موفق سے ملاقات ہوئی۔ اسحاق ابن کنداج نے معتمد کو اس کے سپرد کیا اور خود علیحدہ ہو گیا۔ صاعد بن مخلد نے دارالخلافہ جانے سے روک دیا، اور احمد بن خصیب کے مکان میں اتار دیا اور پانچ سو سوار اس پر مسلط کر دیئے کہ اس کو دارالخلافہ میں نہ جانے دیا جائے، جب یہ خبر موفق تک پہنچی تو اس نے اسحاق کو خلعت اور جاگیر عطا کی اور ذوالمستدین کا خطاب دیا اور صاعد کو ذوالوزارتین کا لقب بخشا۔ صاعد برابر معتمد کی خدمت میں رہا لیکن معتمد بالکل اس کے قبضہ میں تھا، اس کو کسی کام کا کوئی اختیار نہ تھا۔ معتمد نے اپنی اس حالت اور مجبوری کے متعلق چند اشعار بھی لکھے تھے جن کا لب لباب محض اتنا ہے۔ تعجب ہے کہ میں بادشاہ ہوں اور میرے اختیار میں کوئی چیز نہیں۔ بہت کم مجھ سے آدمی ہوں گے جو شاہ شطرنج جیسے ہوں، حالانکہ تمام دنیا میں میرا ہی نام چلتا ہے۔

ابن طولون کا معتمد کی حمایت کرنا:

یہ پہلا خلیفہ ہے جو مقہور ہوا، اور اس پر آدمی تعینات ہوئے اور بندش لگائی گئی، پھر معتمد واسط میں داخل کیا گیا، جب یہ

خبر ابن طولون کو پہنچی تو اس نے قاضیوں اور عیان سلطنت کو جمع کر کے کہا کہ موفق نے چونکہ امیر المومنین کو قید کر رکھا ہے۔اس لیے اس کو ولی عہد سے علیحدہ کر دیا جائے۔قاضی بکار بن قیتبہ کے علاوہ تمام آدمیوں نے اس کی تائید کی مگر قاضی بکار نے کہا کہ تم نے اول میرے سامنے معتمد کا فرمان ولی عہدی جس کے ذریعہ سے وہ ولی عہد بنایا گیا تھا، پیش کیا تھا۔اب جب تک تم خود معتمد کی طرف سے ہی اس کی علیحدگی کا حکم نامہ پیش نہ کرو گے یہ حکم کبھی نہیں دے سکتا۔اس کے جواب میں ابن طولون نے کہا کہ معتمد اس وقت اس کی قید میں ہے اور مقہور ہے، اس لیے وہ فرمان نہیں لکھ سکتا۔قاضی بکار نے کہا تو اچھا میں ایسی صورت میں کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ابن طولون نے کہا کہ دنیا میں جو مشہور ہو گیا ہے کہ قاضی بکار ایک عدیم المثل قاضی ہے، اس لیے تم کو غرور ہو گیا ہے تم دراصل سٹھیا گئے اور بڑھاپے نے تمہاری عقل زائل کر دی ہے۔یہ کہہ کر ابن طولون نے قاضی بکار کو قید کر لیا اور جو کچھ انہیں عطیات گزشتہ زمانہ میں دی گئی تھیں، وہ سب ضبط کر لیں جو بقدر دس ہزار دینار کے تھیں۔

کہتے ہیں کہ قاضی بکار نے ان کو اپنے گھر میں مہریں لگا کر رکھ چھوڑی تھیں، اسی طرح بدستور مل گئیں، موفق کو جب اسکی خبر پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ ابن طولون پر برسر منبر لعنت کی جائے۔

معتمد کی سامرہ واپسی:

شعبان ۲۷۰ ہجری میں معتمد سامرا کی طرف چلا گیا اور بغداد میں آ گیا۔اس وقت محمد بن طاہر ایک لشکر لیے ہوئے اس کے ساتھ تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا خلیفہ آزاد ہے، اسی سال ابن طولون کا انتقال ہو گیا۔موفق نے اس کی جگہ اپنے بیٹے ابو العباس کو حاکم مصر بنایا اور اس کو اپنی فوج کے ہمراہ وہاں بھیج دیا۔یہاں خمارویہ ابن احمد بن طولون اپنے باپ کی جگہ مسلط ہو چکا تھا، ان دونوں کے درمیان ایک جنگ عظیم واقع ہوئی، جس میں خون کے دریا بہہ گئے، آخر اس میں مصریوں کو فتح ہوئی۔

اسی سال بغداد میں نہر عیسیٰ شبق (دجلہ) کا بند ٹوٹ گیا اور بغداد کے محلہ کرخ تک پانی چڑھ آیا جس کی وجہ سے سات ہزار مکان منہدم ہو گئے۔اسی سال طرطوس پر رومیوں نے ایک لاکھ فوج سے حملہ کر دیا مگر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا، یہ فتح عظیم عدیم المثال سمجھی اور شمار ہوتی ہے۔

اسی سال عبداللہ بن عبید نے جو خلفاء مصر اور افضیان یمن کا مورثِ اعلیٰ گنا جاتا تھا، مہدیت کا دعویٰ کیا اور اسی عقیدہ پر قائم رہا حتی کہ ۲۷۸ ہجری میں اس نے حج کیا اور قبیلہ کنانہ نے اس کو دیکھ کر بہت پسند کیا اور اس کے ساتھ ہو لیے اور مصر چلے گئے کیونکہ اس کے ساتھ قوت دیکھی۔اس لیے ایک

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جماعت اس کے ساتھ مغرب تک گئی اور یہیں سے مہدی کو ترقی ہونی شروع ہوئی۔

صولی کہتے ہیں کہ ۲۷۱ ہجری میں ہارون ابن ابراہیم الہاشمی نے بغداد میں صرف پیسوں سے معاملہ چلانے کا حکم دیا اور چند دنوں تک اس پر عملدر آمد ہوا، مگر بعد میں موقوف ہوگیا۔ ۲۷۸ ہجری میں دریائے نیل کا پانی سوکھ گیا اور کہیں تری کا نام ونشان باقی نہ رہا، اس کی وجہ سے مصر میں قحط پڑ گیا۔ اسی سال موفق کا انتقال ہوگیا اور معتمد کو آرام سے سانس لینا نصیب ہوا۔

فرقہ قرامطہ کاظہور اور ان کی خرافات:

اسی سال فرقہ قرامطہ کوفہ میں ظاہر ہوا۔ یہ لوگ ملحدوں کی ایک قسم ہیں، انہوں اور شراب کو جائز قرار دیا، اپنی اذانوں میں اتنالفظ اور زیادہ کیا:

اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَنَفِيَّہ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

روزے ہر سال میں دو دن کے یعنی نیروز اور مہرجان کے فرض رکھے، بیت المقدس کا حج کیا اور اسی کو اپنا قبلہ قرار دیا اور بہت چیزیں زائد و کم کیں، اپنے ان خرافات عقائد کو جاہل اور گنواروں نے پسند کیا اور لوگوں کو سخت تکالیف پہنچائیں۔

۲۷۹ ہجری میں معتمد کی خلافت کو ابوالعباس بن موفق کے متمکن ہونے اور فوج کے اس کی تابعداری کرنے سے اور بھی زیادہ ضعف پہنچا۔ یہ دیکھ کر مجبوراً معتمد نے ایک مجلس عامہ منعقد کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہدی سے علیحدہ کر دیا اور اس کی بجائے ابوالعباس کو ولی عہد بنایا۔ لوگوں سے بیعت لی اور اس کا لقب معتضد تجویز کیا۔ اسی سال معتضد نے احکام جاری کیے کہ راستہ میں کوئی منجم یا افسانہ گو نہ بیٹھنے پائے اور کتب فروشوں سے حلف لیا کہ کوئی شخص فلسفہ اور مناظرہ کی کتابیں نہ فروخت کرے۔

معتمد کا وصال:

اس کے چند مہینے بعد معتمد کا اچانک شب دوشنبہ ۱۹ رجب المرجب ۲۷۹ ہجری میں ۲۳ سال حکومت کر کے انتقال ہوگیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے زہر دیدیا گیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ رات کو اس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ موفق کا چونکہ تمام کاموں پر ہر طرح غلبہ تھا، اس لیے یہ اس کے سامنے مقہور ہی رہا اور بعض وجوہات سے معتضد کے سامنے بھی اس کی زندگی سخت تلخی سے گزری۔

معتمد کے زمانہ میں فوت ہونے والے اسلاف:

معتمد کے زمانے میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

”حضرت امام بخاری، حضرت امام مسلم، حضرت ابوداؤد، حضرت ترمذی، حضرت ابن ماجہ، ربیع الجیزی، ربیع المرادی مزنی، یونس بن عبدالاعلیٰ، زبیر بن بکار، ابوالفضل الریاشی محمد بن یحییٰ ذہلی،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حجاج بن شاعر عجلی الحافظ. قاضی القضاۃ ابن ابی شوارب، سوسی المقری. عمر بن شیبہ. ابوزرعہ الرازی. محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، قاضی بکار، داؤد ظاہری، ابن دارہ، بقی بن مخلد، ابن قتیبہ، ابوحاتم الرازی و دیگر حضرات (رحمہم اللہ علیہم اجمعین)

عبداللہ بن معتز نے معتمد کی تعریف میں چند اشعار بھی لکھے ہیں، جس کا ایک شعر یہ ہے:

ترجمہ شعر: "اے وہ شخص کہ تیرے پاس بے سبب بعد مسافت کے لوگ آتے ہیں،
اس سبب سے کہ تو تمام اکناف عالم میں ایسا شخص ہے جو تیرے پاس آتا ہے وہ فائز المرام ہوتا ہے۔"

المعتضد باللہ احمد

المعتضد باللہ احمد ابوالعباس بن ولیعہد موفق طلحہ بن متوکل بن معتصم بن ہارون رشید ذیقعد ۲۴۲ھ میں پیدا ہوا۔ اور صولی کہتے ہیں کہ ربیع الاول ۲۴۳ھ میں ام ولد صواب نامی اور بقول بعض حرز نامی کے شکم سے پیدا ہوا بعض اس کی ماں کا نام ضرار بھی لکھتے ہیں۔

معتضد اپنے چچا معتمد کے بعد رجب ۲۷۹ھ میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔

خاندان خلفاء بنو عباس میں معتضد خوبصورت، بہت بہادر، بڑا ہیبت دار صاحب جبروت عقلمند سخت گیر تھا شیر پر اپنی شجاعت کی وجہ سے تنہا حملہ کیا کرتا تھا جب کسی پر غصہ ہوتا تھا تو بہت کم رحم کرتا تھا مجرم کو زندہ گڑوا دیا کرتا تھا بہت بڑی سیاست کا آدمی تھا۔

عبداللہ بن حمدون کہتے ہیں کہ معتضد ایک روز شکار کے لیے چلا میں اس کے ساتھ تھا جب ہم ایک لکڑیوں کے کھیت کے پاس سے گذرے تو رکھوالے نے فریادیوں کے طور پر آواز دی۔ معتضد نے دریافت کیا کہ کیا ہے اس نے کہا کہ تین غلاموں نے آکر کھیت خراب کر دیا تھا۔ معتضد نے ان غلاموں کو پکڑوا کر اگلے روز اسی کھیت کے کنارے ان کو قتل کرا دیا پھر کچھ مدت کے بعد ایک روز مجھ سے کہنے لگا کہ سچ کہنا لوگ پوری طرح مجھ سے خوش کیوں نہیں ہیں میں نے کہا، محض اس لیے کہ آپ خونریز ہیں معتضد نے کہا واللہ جب سے میں تخت خلافت پر بیٹھا ہوں کبھی میں نے ناحق خون نہیں کیا۔ میں نے کہا احمد بن طیب کو آپ نے کس لیے قتل کرایا تھا معتضد نے کہا کہ وہ مجھے الحاد کی طرف بلانا چاہتا تھا میں نے کہا اچھا ان تینوں غلاموں کو آپ نے کھیت کے اوپر بے گناہ قتل کرا دیا تھا معتضد نے کہا واللہ میں نے تحقیقات کے بعد انہیں قتل کرایا ہے وہ قاتل اور خود چور بھی تھے۔

قاضی اسماعیل کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ معتضد کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے پیچھے چند رومی نہایت خوبصورت نوجوان عورتیں کھڑی ہیں۔ میں نے ان کی طرف دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی جب میں چلنے لگا تو معتضد نے مجھ سے کہا قاضی جی! بدگمان نہ ہونا واللہ میں نے آج تک کبھی حرام پر اپنا ازار بند نہیں کھولا۔ میں پھر ایک مرتبہ گیا تو معتضد نے میری طرف ایک کاغذ پھینک دیا میں نے اسے کھول کر پڑھا تو اس میں علماء کی لغزشوں کو کسی نے ایک جگہ جمع کر کے دکھایا تھا جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا تا کہ بادشاہ رخصتوں پر عمل کرے میں نے کہا کہ اس کا لکھنے والا زندیق ہے۔ معتضد نے دریافت کیا زندیق ہے یا جھوٹا میں نے کہا جس شخص نے شراب کو مباح کہا متعہ مباح نہیں کہا اور جس نے متعہ کو مباح کہا غنا کو مباح نہیں سمجھا کون ایسا عالم ہوگا جس سے لغزش نہ ہوئی ہو اور جس شخص نے علماء کی لغزشوں کو ٹٹولا اس کا دین قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ سن کر معتضد نے اس کاغذ کے جلا دینے کا حکم دیا۔

امن سکون کا زمانہ:

معتضد نہایت چالاک تیز فہم اور رعب و داب کا آدمی تھا ہر ایک کام دانائی سے کرتا تھا جو لڑائی لڑا اس میں فتح یاب ہوا معاملات اور امور خوش اسلوبی سے سمجھاتا تھا بادشاہت خوب کی۔ لوگ اس کی ہیبت سے ڈرتے تھے کسی کو فتنہ پروری کی جرأت نہ ہوتی تھی بلکہ بہت سے فتنے دب گئے تھے اس کی بادشاہت کا زمانہ نہایت چین و امن سے گذرا اس نے خراج میں کمی اور چنگی موقوف کر دی تھی عدل پھیلا دیا تھا رعیت سے ظلم اٹھا دیا تھا۔ چونکہ خلافت بنوعباس کی بنیاد کھوکھلی اور بوسیدہ ہو چکی تھی اس نے عمارت خلافت بنوعباس کو گرنے سے بچا لیا تھا اس لیے اس کا نام سفاح ثانی مشہور تھا۔ دراصل خلافت بنوعباس متوکل کے قتل کے وقت سے ہی متزلزل ہو چکی تھی معتضد کی وجہ سے اس کا اندیشہ جاتا رہا تھا۔

ابن رومی نے اس کی تعریف میں لکھا ہے (ترجمہ اشعار) تمہیں مبارک ہو اے بنوعباس کہ تمہار بادشاہ امام الہدیٰ صاحب جود وسخا احمد ہے جس طرح ابو العباس سے تمہاری بادشاہت شروع ہوئی اسی طرح ابو العباس سے اس کی تجدید ہوگئی۔ ابن معتز نے بھی اسی طرح لکھا ہے (ترجمہ اشعار) کیا تو نہیں دیکھتا کہ بنی ہاشم کا ملک ذلت کے بعد غالب ہوگیا۔ اے طالب ملک تو معتضد جیسا ہو جاتا کہ ملک تجھ پر واجب ہو جائے ورنہ نہیں۔

تخت خلافت کے شروع سال میں ہی معتضد نے کتب فروشوں کو کتب فلاسفہ اور اسی قسم کی کتابوں کے فروخت کرنے سے منع کر دیا۔ قصہ گو اور منجموں کو راستہ میں بیٹھنے سے روک دیا۔ عید الضحیٰ کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

لوگوں کو خود نماز پڑھائی اول رکعت میں چھ تکبیریں اور دوسری میں ایک تکبیر کہی اور خود کوئی خطبہ نہیں پڑھا۔

زلزلہ اور سیاہ آندھی: ۲۸۰ میں داعی مہدی (یعنی عبداللہ بن عبید کذاب) قیروان چلا گیا اور حاکم افریقہ سے لڑائی جھگڑا ہوا لیکن اس کے گروہ کی زیادتی ہونے لگی۔ اسی سال دبیل سے اطلاع آئی کہ ماہ شوال میں سورج گرہن ہوا اور عصر کے وقت تک نہایت اندھیرا رہا پھر اس کے بعد کالی آندھی آئی جو تہائی رات تک جاری رہی، اس کے جانے پر اتنا زلزلہ آیا کہ شہر دھنس گئے اور قریب ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کے مکانات کے نیچے سے نکالے گئے۔

دارالندوہ منہدم: ۲۸۱ھ میں رومیوں کا شہر مکوریا فتح ہوا اور اسی سال رے اور طبرستان میں پانی کی کمی آ گئی حتیٰ کہ تین رطل پانی ایک درہم میں ملنے لگا لوگوں نے قحط کے سبب مردار کھانا شروع کر دیا اسی سال معتضد نے مکہ میں دارالندوہ منہدم کرا کر مسجد حرام کے پاس ایک اور مسجد تعمیر کرا دی۔

رسومات قبیحہ کا انسداد: ۲۸۲ھ میں معتضد نے رسومات قبیحہ کا انسداد کیا اور نوروز کے دن آگ جلانے اور لوگوں پر پانی چھڑکنے سے منع کیا کیونکہ یہ مجوسیوں رسم کی ہے اسی سال قطر الندیٰ بنت خمارویہ بن احمد بن طولون سے معتضد نے نکاح کیا۔ ربیع الاول میں رخصتی ہوئی اور قطر الندیٰ جہیز میں اپنے ساتھ چار ہزار ازار بند مجوہر اور دس صندوق جواہرات کے لائی۔ ۲۸۳ھ میں معتضد نے اپنی قلمرو میں یہ احکام جاری کیے کہ ذوی الارحام کو بھی میراث دی جائے اور دفتر میراث از سر نو قائم کیے جائیں یہ احکام سن کر لوگوں نے معتضد کو بہت دعائیں دیں۔

۲۸۴ھ میں مصر میں ایک عجیب قسم کی گہری سرخی ظاہر ہوئی حتیٰ کہ لوگوں کے چہرے اور دیواریں سرخ نظر آتی تھیں لوگوں نے نہایت عاجزی سے اس کے زائل ہونے کے لیے دعائیں مانگیں یہ سرخی عصر سے رات تک رہی۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ اسی سال معتضد نے ارادہ کیا کہ حضرت معاویہ پر برسر منبر (معاذاللہ منہ مترجم) لعنت کی جائے اس کو اس کے وزیر عبیداللہ نے اس فعل سے منع کیا اور کہا کہ اس کام سے لوگوں میں ایک شورش پیدا ہو جائے گی مگر معتضد نے ایک نہ سنی اور احکام جاری کر دیئے حکمنامہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عیب بیان کیے گئے تھے۔ یہ دیکھ کر قاضی یوسف نے کہا کہ امیر المومنین مجھے آپ کے فعل سے فتنوں کا بہت زیادہ اندیشہ ہے آپ ایسا نہ کیجئے معتضد نے کہا کہ اس کا علاج میرے پاس میری تلوار ہے۔ قاضی یوسف نے جواب دیا کہ علویوں کا کیا علاج

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

کریں گے جو تمام اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں جس وقت وہ اپنے اسقدر حقوق سن کر ان کے حصول میں آپ کے خلاف ہتھیار اٹھادیں گے اور لوگ ان کے مناقب سن کر ان کا ساتھ دیں گے معتضد یہ سن کر اس خیال سے باز آگیا۔

زرد، سبز، سیاہ آندھی اور پتھروں کی بارش:

۲۸۵ھ میں بصرہ میں ایک زرد رنگ کی آندھی آئی پھر سبز ہوگئی اس کے بعد سیاہ پڑگئی اور تمام اطراف میں پھیل گئی پھر آسمان سے ایک چادر گری جس کا وزن تقریباً ڈیڑھ سو درہم تھا اس ہوا نے پانچ سو درخت اکھیڑ دیئے پھر آسمان سے سیاہ اور سفید پتھر برسے۔

ابوسعید قرامطی کا ظہور اور حکومت سے جنگ:

۲۸۷ھ میں بحرین میں ابوسعید القرامطی ظاہر ہوا اور اس کی شوکت کو ترقی ہوئی اور یہ ابی طاہر سلیمان کا باپ ہے جس نے حجر اسود کو اکھیڑا تھا۔ اس کے اور افواج شاہی کے درمیان جنگ ہوئی خلیفہ کی فوج نے چند مرتبہ شکست کھائی اور یہ بصرہ اور اس کے نواح پر قابض ہوگیا۔

اخبار معتضد

خطیب اور ابن عساکر نے ابوالحسین الخصیبی سے روایت کی ہے کہ معتضد نے ایک مرتبہ قاضی ابو حازم سے کہلا بھیجا کہ فلاں شخص کے اوپر میرا اتنا قرض ہے اور مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کی عدالت میں اس شخص پر بہت سوں نے دعویٰ کیا اور آپ نے اس پر ڈگری دے دی اور لوگوں کا مال قسطوں کے ذریعہ دلوا دیا اب آپ مجھے بھی اسی مقدمہ میں مدعی سمجھئے اور میرا مال بھی مجھے دلا دیجئے قاضی ابوحازم نے کہلا بھیجا کہ امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے، آپ کو یاد ہوگا کہ جب آپ نے میری گردن میں فیصلوں کا بوجھ ڈالا تھا تو فرمایا تھا کہ آپ نے کام عدالت اپنی گردن سے نکال کر میری گردن میں ڈال دیا ہے لہٰذا مجھے جائز نہیں کہ میں بغیر گواہوں کے کسی کے دعوے کو صحیح مان لوں آپ گواہ پیش کیجئے۔ اس کے جواب میں معتضد نے لکھا کہ میرے گواہ فلاں اور فلاں دو معزز شخص ہیں۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ان گواہوں کو آپ میرے سامنے عدالت میں بھیجئے تاکہ میں ان سے جرح و قدح کرلوں۔ معززوہ آپ ہی کے نزدیک ہوسکتے ہیں اگر وہ دونوں بموجب شرع شریف قابل گواہی ہوسکتے ہوں تو آپ کا دعویٰ صحیح ہوسکتا ہے ورنہ جو کچھ میرے نزدیک ثابت ہو وہ بحال رہے گا۔ معتضد کے گواہوں نے قاضی صاحب کے سامنے آنے سے ڈر کر انکار کردیا اور قاضی صاحب نے معتضد کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

دعوے کو خارج کر دیا اور کچھ بھی نہ دلوایا۔

ابن حمدون ندیم کہتے ہیں کہ معتضد نے قصد کیا کہ بحیرہ میں ایک عمارت ساٹھ ہزار دینار لگا کر بنوائی جائے اور اپنی کنیزوں خصوصاً اپنی محبوبہ دریرہ کو لیجا کر وہیں رہا کرے ابن بسام شاعر نے اس پر یہ اشعار کہے (ترجمہ اشعار) لوگوں نے بحیرہ چھوڑ دیا اور تو نے بحیرہ میں خلوت گزینی کی۔لوگ بیٹھ کر طبل بجاتے ہیں بوجہ دریرہ کی شرمگاہ کے۔ یہ اشعار معتضد نے بھی سنے مگر سنی اَن سنی کر گیا، پھر کچھ دل میں آئی اور اس عمارت کے انہدام کے احکام جاری کر دیئے۔

چند روز کے بعد دریرہ کا انتقال ہو گیا معتضد نے اس کی موت پر بڑا ماتم کیا چنانچہ مرثیہ میں کہتا ہے (ترجمہ) اے حبیب میرا حبیب مجھ سے دور نہیں۔تو اگرچہ میری آنکھ سے دور ہے مگر دل کے قریب ہے تیرے بعد مجھے کسی بات میں لطف نہیں آیا گو میرے سینہ سے تو جدا ہو گیا ہے مگر دل میں تو ہی تو بسا ہوا ہے میرا خیال تجھ سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتا تجھے میرے حال کی خبر نہیں کہ تیرے بعد میری گریہ وزاری کیسی ہے۔

معتضد کا وصال:

معتضد ربیع الاخریٰ ۲۸۹ھ میں سخت بیمار ہوا۔اصل میں اس کا مزاج کثرت جماع سے بہت متغیر ہو گیا تھا بیماری سے پھر افاقہ ہوا مگر پھر پلٹ گیا اور دوشنبہ ۲۲ ربیع الآخر کو انتقال کر گیا۔

مسعودی بیان کرتے ہیں کہ معتضد کو چونکہ بہت مرضوں نے آدبایا تھا حالت نزع میں ایک طبیب آیا اور اس نے نبض پر انگلی رکھی ادھر معتضد نے آنکھ کھولی اور طبیب کو ایک ایسی لات ماری کہ گرتے ہی دم نکل گیا ادھر معتضد کی بھی جان نکل گئی۔

معتضد بہت اچھے اشعار کہا کرتا تھا اس کے اکثر اشعار مشہور ہیں (جن کا ترجمہ ترک کر دیا گیا ہے اردو خواں اصحاب ان سے بہرہ اندوز نہیں ہو سکتے۔(مترجم)

ابن معتزلہ نے اسکے مرثیے لکھے ہیں۔اس نے چار لڑکے اور گیارہ لڑکیاں چھوڑیں۔

حسب ذیل علماء نے اس کے عہد حکومت میں انتقال فرمایا:

ابن المواز ی المالکی، ابن ابی الدنیا، قاضی اسماعیل، حارث بن ابی اسامہ، ابو العیناء مبرد، ابو سعید الخراز صوفیوں کے شیخ، بحتری شاعر و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

المکتفی باللہ ابو محمد

المکتفی باللہ ابو محمد علی بن معتضد ربیع الآخر ۲۶۴ھ کی درمیانی تاریخوں میں ایک ترکیہ ام ولد جیجک نامی کے شکم سے پیدا ہوا۔ یہ شخص اپنے حسن میں ضرب المثل تھا۔ چنانچہ بعض شاعروں نے کہا ہے:

ترجمہ شعر: ''میں نے اسکے جمال اور حسن سیرت پر قیاس کیا کہ ملاحت اور خیانت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ واللہ! میں کبھی اس سے بات نہ کروں گا۔ خواہ وہ حسن میں آفتاب یا مہتاب یا مکتفی کی طرح کیوں نہ ہوں۔''

اسے اس کے باپ معتضد نے اپنی حیات میں ولی عہد بنایا تھا۔ باپ کی بیماری میں ہی لوگوں نے اس سے بروز جمعہ بعد از نماز عصر ۱۹ ربیع الاخریٰ ۲۸۹ ہجری میں بیعت کر لی۔

صولی کہتے ہیں کہ خلفاء میں اس نام کا سوائے اس کے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تیسرا کوئی شخص نہیں ہوا، اور سوائے حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور ہادی مکتفی کے کسی کی کنیت ابو محمد نہیں ہوئی۔

جس وقت معتضد کا انتقال ہوا تو مکتفی رقہ میں تھا اس کی غیبت میں وزیر ابوالحسن قاسم بن عبداللہ نے اس کی طرف سے بیعت لی اور اس کو اطلاع کر دی۔ یہ ۷ جمادی الآخر کو بغداد پہنچا اور دجلہ سے کشتی میں سوار ہو کر آیا۔ اس روز اہل بغداد نے بڑا جشن منایا اور استقبال میں اس قدر بھیڑ ہوئی کہ قاضی ابو عمر پل پر سے نیچے پانی میں گر پڑے، مگر صحیح و سالم اٹھا لیے گئے۔ جس وقت مکتفی دارالخلافہ میں داخل ہوا تو شعراء نے مدح خوانی کی وزیر قاسم کو دربار خلافت سے سات خلعتیں عطا ہوئیں۔

نعمت خانے مسجدوں میں تبدیل:

مکتفی تخت نشین ہونے کے بعد ان نعمت خانوں کو جو اس کے باپ نے لوگوں کے گھر لے کر بنوائے تھے مسمار کر دیئے اور ان کی جگہ مسجدیں بنوا دیں جو باغات اور دوکانیں معتضد نے اپنا محل بنوانے کیلئے لوگوں سے لی تھیں، اس نے انہیں مالکوں کو واپس کر دیں، خوش خلقی اختیار کی جس کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں میں محبوب معلوم ہونے لگا اور لوگوں نے اس کیلئے دعائیں مانگنا شروع کیں۔

زلزلہ اور آندھی:

اسی سال بغداد میں بڑا زبردست زلزلہ آیا اور کئی دن تک متواتر رہا اور بصرہ میں سخت آندھی ہوئی۔ جس کی وجہ سے بہت درخت گر گئے جس کی مثال تاریخ ماسبق میں نہیں ملتی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قرامطیوں سے جنگ: اسی سال یحییٰ بن زکرویہ قرمطی نے خروج کیا اور لشکر شاہی میں اور اس کے درمیان ایک بہت بڑا معرکہ ہوا۔ لڑائی نے طول کھینچا اور بالآخر ۲۹۰ ہجری میں مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی حسین اس کی جگہ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنا لقب امیر المومنین مہدی رکھا، اس کے چہرے پر ایک داغ تھا، جس کی تاویل اس نے اس طرح کی کہ یہ اس کے آنے کی نشانی ہے، اس کے چچا کا بیٹا عیسیٰ بن مہرویہ نے اپنا لقب مدثر رکھا اور یہ کہا کہ سورۂ مدثر میں اسی کا نام مذکور ہے، اپنے غلام کا نام المطوق بالنور رکھا اور تینوں نے شام میں بھیڑیوں کی طرح ایک اودھم مچادی، آخر یہ تینوں ۲۹۱ ہجری میں قتل کر دیئے گئے۔

اسی ۲۹۱ ہجری میں انطالیہ (باللام) نواحی روم میں فتح ہوا، اور لاتعداد مال غنیمت ہاتھ آیا۔

۲۹۴ ہجری میں دجلہ میں اس قدر طغیانی آئی کہ اس سے پہلے کبھی اتنی طغیانی نہ آئی تھی جس کی وجہ سے بغداد کا اکثر حصہ تباہ ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اکیس ہاتھ پانی اوپر چڑھ آیا تھا۔

صولی، مکتفی کی مدح اور قرمطی کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

ترجمہ اشعار: ''ہمیں خلیفہ مکتفی کافی ہے، اے آل عباس تم انسانوں کے سردار ہو، تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم انسانوں پر حکومت کرو، تمہیں میں سے اولیاء ہیں اور بادشاہ جس شخص نے تمہاری اطاعت کی وہ مومن ہے اور جس نے نافرمانی کی وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے قرآن پاک میں یہی حکم اتارا ہے۔''

وصال: صولی کہتے ہیں کہ میں نے مکتفی سے سنا، وہ اپنی بیماری کی حالت میں کہتا تھا کہ واللہ! مجھے ان سات سو دیناروں کا بہت ہی بڑا خوف ہے، جو میں نے اپنے خرچ لگائے تھے، حالانکہ میں جانتا تھا کہ یہ مسلمانوں کا مال ہے اور مجھے چنداں ان کی احتیاط بھی نہیں تھی، مجھے خوف ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے متعلق سوال نہ کر لے، میں اس غلطی پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں۔

مکتفی نے جوانی میں ہی شب یک شنبہ بتاریخ ۲۲ ذی قعد، ۲۹۵ ہجری میں انتقال کیا اور آٹھ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں چھوڑیں۔

مکتفی کے زمانہ میں فوت ہونے والے اسلاف: ''حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل، ثعلب امام العربیہ قنبل مقرئی، ابوعبداللہ بوشنجی فقیہہ، بزاز صاحب مسند، ابومسند الکجی، قاضی ابوحازم، صالح جوزہ، محمد بن نصر المروزی، حضرت ابوالحسن نوری شیخ صوفیہ، ابوجعفر ترمذی، شیخ شافعیہ عراق کے ودیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔''

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

میں (امام سیوطیؒ) نے تاریخ نیشاپور مصنفہ عبدالغافر میں بروایت ابن ابی الدنیا لکھا دیکھا ہے کہ جس وقت مکتفی تخت خلافت پر بیٹھا تو میں نے یہ دو اشعار لکھ کر اس کے پاس بھیجے:

ترجمہ اشعار: "مروت والوں کے نزدیک استاد کا حق باپ کے برابر ہوتا ہے۔ سب سے بہتر وہی ہیں جو اس کی رعایت کریں اور اہل بیت نبوت اس کی بہت رعایت کرتے ہیں۔"

یہ پڑھ کر میرے پاس دس ہزار درہم بھجوا دیئے، اس قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن ابی الدنیا المکتفی کے زمانہ تک زندہ رہے۔

المقتدر باللہ ابوالفضل

المقتدر باللہ ابوالفضل جعفر بن معتضد، رمضان المبارک ۲۸۲ ہجری میں ام ولد رومیہ یا ترکیہ غریب نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ بعضوں نے اس کی ماں کا نام شغب بھی لکھا ہے۔ مکتفی جب بہت زیادہ بیمار ہوا تو لوگوں نے اس سے اس کی جانشینی کے متعلق دریافت کیا اور جس وقت اسے یقین دلایا گیا کہ معتقد بالغ ہوگیا ہے تو مکتفی نے اس کو ولی عہد مقرر کر دیا۔

یہ شخص تیرہ برس کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھ گیا، اس سے پہلے اتنی کم عمر کا کوئی خلیفہ (یعنی بنی عباس سے) تخت خلافت پر نہیں بیٹھا تھا۔ وزیر عباس بن حسن نے اسے بچہ سمجھ کر لوگوں سے اس کے متعلق استصواب کیا اور خود اس کی علیحدگی کی رائے دی، لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ مقتدر کو علیحدہ کر کے اس کی بجائے عبداللہ بن معتز کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔ عبداللہ بن معتز نے کہا کہ میں خلافت اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ خونریزی نہ ہو۔ یہ خبر مقتدر باللہ کو پہنچی تو اس نے بہت سا مال عبداللہ بن معتز کے پاس بھیج کر اسے اپنے سے راضی کر لیا اور اس نے خلافت سے انکار کر دیا، مگر لوگ اس پر راضی نہ ہوئے۔

آخر ۲۰ ربیع الاول ۲۹۲ ہجری میں جبکہ وہ گیند سے کھیل رہا تھا، اس پر چڑھ آئے۔ مقتدر یہ دیکھ کر گھر میں گھس گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ اس میں دو وزیر ایک جماعت کام آئی۔ لوگوں نے عبداللہ بن معتز کو بلا لیا، فوجی سرداروں قاضیوں اور اعیان سلطنت اور روساء شہر نے ابن معتز سے بیعت کر لی اور اس کا لقب غالب باللہ مقرر کر دیا۔ محمد بن داؤد بن جراح کو وزیر اور ابوالمثنیٰ احمد بن یعقوب کو اپنا قاضی مقرر کر دیا اور نئے خلیفہ کے نام سے احکام جاری ہونے لگے۔

معافی بن زکریا جریری کہتے ہیں کہ جس وت مقتدر کی علیحدگی اور ابن المعتز سے بیعت ہوگئی تو لوگ محمد بن جریر طبری کے پاس آئے اور اس کی خبر کی اطلاع کی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ وزیر اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

قاضی کون کون مقرر ہوئے ہیں پھر محمد بن داؤد اور ابوالمثنیٰ کا نام سن کر فرمانے لگے کہ یہ امر پورا ہوتا معلوم نہیں ہوتا ہے، کسی نے دریافت کیا کہ کیوں کیا کوئی ان میں قابل نظر نہیں آتا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ابن معتز نے مقتدر باللہ کو بلا بھیجا کہ تم محمد بن طاہر کے مکان پر چلے جاؤ، تاکہ میں دارالخلافہ میں چلا جاؤں۔ مقتدر نے کہا کہ اے ہماری قوم! کیا ہم اس حکم کو ایسے ہی مان لیں اور اپنی قوت آزمائی نہ کریں اور اس مصیبت کی دفع کی کوشش بھی نہ ہو، لہٰذا سب نے ہتھیار لگا لیے اور لڑنے کو تیار ہو گئے، جو کچھ اس کے پاس تھوڑی سی جمعیت باقی رہ گئی تھی اور جس نے وفاداری کا مصمم عہد کر لیا تھا اس کو لے کر چلا۔ ابن معتز نے جب اس چھوٹی سی جماعت کو اس شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تو کچھ مرعوب ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایسا رعب ڈالا کہ وہ بھاگنے کا ارادہ کرنے لگا۔ آخر کار بغیر لڑے ابن معتز اور اس کا وزیر اور قاضی بھاگ پڑے، اور بغداد میں لوٹ مار اور قتل عام شروع ہو گیا۔ مقتدر نے ان فقہاء اور امراء کو جنہوں نے اس کی علیحدگی کی تھی پکڑ کے یونس خزانچی کے سپرد کر دیا۔ ان میں سے سوائے چار آدمیوں کے جس میں قاضی ابوعمر بھی تھے سب قتل ہو گئے۔ ابن معتز گرفتار کر کے قید خانہ بھیج دیا گیا جس کے چند روز بعد قید خانہ سے نعش ہی نکلی۔ اس وقت جا کر مقتدر باللہ کا تسلط بیٹھا۔

ابوالحسن علی بن محمد بن فرات کے وزارت سپرد ہوئی۔ اس نے مظالم کی بیخ کنی اور عدل کی اشاعت کی اور مقتدر کو بھی عدل کرنے کی ترغیب دلائی مگر مقتدر نے اپنی چھوٹی عمر کی وجہ سے امور سلطنت ابوالحسن کو سپرد کر کے خود لہو و لعب میں مشغول ہو گیا اور تمام خزانہ لٹا دیا۔ اسی سال مقتدر نے یہود و نصاریٰ سے خدمت نہ لینے کے احکام جاری کیے اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ بجائے زین کے محض پالان پر سوار ہوا کریں۔ اسی سال مغرب میں مہدی غالب ہو گیا اور امامت اسی کے قبضہ میں آ گئی۔ خلافت کا بھی دعویٰ کیا چونکہ لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کیا تھا، لوگ اسی کی طرف دور دور سے بھاگ کر آنے شروع ہو گئے۔ ملک مغرب اس کے قبضہ میں آ کر ترقی کرنے لگا۔ مملکت بڑھ گئی اور مہدیت کا غلبہ ہو گیا۔ امیر افریقہ زیادۃ اللہ بن اغلب مقابلہ کی تاب نہ لا کر مصر کی طرف بھاگا پھر عراق چلا آیا، ملک مغرب کی حکومت بنو عباس سے نکل کر مہدی کے قبضہ میں آ گئی۔

بنو عباس کے زوال کا آغاز:

مؤرخین کے نزدیک زوال خلافت بنو عباس اسی تاریخ سے شمار ہوتا ہے گویا اس حساب بنو عباس کی سلطنت جمیع ممالک اسلامیہ پر ایک سو ساٹھ سال سے کچھ اوپر رہی اور اس کے بعد سے زوال شروع ہو گیا۔

امام ذہبی کہتے ہیں کہ مقتدر کی چھوٹی عمر کی وجہ سے اس کے وقت میں نظامِ سلطنت میں بہت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سخت خلل واقع ہوا۔ ۳۰۰ ہجری میں دینور کے اندر ایک پہاڑ زمین کے اندر دھنس گیا اور اس کے نیچے سے اتنا پانی نکلا کہ اس میں گاؤں ڈوب گئے۔ اسی سال خچری (مادہ خچر) سے بچھڑا (گائے کا بچہ) پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں جو چاہے کرے۔

۳۰۱ ہجری میں علی بن عیسیٰ کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا اس نے نہایت ایمانداری عدل اور تقویٰ سے کام کیا، شراب فروشی اور شراب نوشی کے منع میں سخت احکام جاری کیے۔ چنگی بالکل معاف کردی، اس کی سالانہ آمدنی پانچ لاکھ تھی۔ اسی سال قاضی ابوعمر دوبارہ قاضی بنائے گئے اور مقتدر اسی سال سب سے اول سوار ہو کر اپنے مکان سے چشمہ شماسیہ گیا اور خود کو عوام میں ظاہر کیا۔

منصور حلاج تختہ دار پر: اسی سال حسین حلاج معروف بہ منصور حلاج اونٹ پر سوار ہو کر بغداد آیا اور اس نے انا الحق کا دعویٰ کیا۔ یعنی میں خدا ہوں۔ یہ چرچا بغداد میں پھیلا۔ اس شخص کا اعتقاد تھا کہ اللہ تعالیٰ انسان میں حلول کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق مناظرہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ نہ یہ قرآن پاک جانتا ہے، نہ علم حدیث نہ فقہ سے واقف ہے۔ اس عقیدہ کی وجہ سے قید کر لیا گیا اور آخر ۳۰۹ ہجری میں قاضی ابوعمر وغیرہ کے فتووں کے موافق سولی پر چڑھا دیا گیا۔ عوام الناس کو بذریعہ منادی کے اول یہ اطلاع دیدی گئی کہ حسین حلاج قرامطی ہے اس کی سزا یافتگی کے وقت ہر شخص کو میدان میں وجود ہونا چاہیے۔

اسی سال یعنی ۳۰۱ ہجری میں مہدی فاطمی چالیس ہزار بربری لے کر مصر پر چڑھنے کے ارادے سے چلا مگر راستہ میں دریائے نیل چونکہ حائل تھا، اس لیے اسکندریہ کی طرف واپس چلا گیا اور وہاں پہنچ کر فتنہ وفساد پیدا کر دیا۔ مقابلہ کیلئے فوج شاہی روانہ کی گئی جس کا مقابلہ برقہ میں ہوا لیکن فوج شاہی کو شکست ہوئی اور مہدی اسکندریہ اور فیوم پر قابض ہو گیا۔

۳۰۲ ہجری میں مقتدر باللہ نے اپنے پانچ لڑکوں کے ختنہ کرائے اور اس پر چھ لاکھ دینار خرچ کر دیئے، اپنے لڑکوں کے ہمراہ بہت سے یتیم بچوں کے بھی ختنہ کرائے اور ان پر احسانات کیے۔

اسی سال مقتدر نے سب سے اول جامع مسجد مصر میں نماز پڑھوائی۔ علی بن ابی شیخہ نے ایک کاغذ پر دیکھ کر خطبہ پڑھا اور باوجود لکھنے کے ایک ایسی فاش غلطی کھائی کہ لوگ ہنس پڑے، یعنی آیت:

اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔

کی بجائے "وَاَنْتُمْ مُشْرِكُوْنَ" پڑھ گیا جس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جتنا ڈرنے کا حق ہے اور جب مرو تو (بجائے مسلمان مرو کے یہ کہہ گیا کہ) مشرک مرو۔ اسی سال قوم دیلم جو مجوسی تھے حسن بن

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

علی کے ہاتھوں پر مسلمان ہو گئے۔

۳۰۴ ہجری میں ایک جانور بغداد کے اندر جسے لوگ زبزب کہتے تھے ظاہر ہوا یہ رات کے وقت چھتوں پر چڑھ کر بچوں کو کھا جاتا تھا اور عورتوں کی چھاتیاں کاٹ کر لے جاتا تھا. لوگ اس سے اپنی حفاظت کرتے تھے اور طشت و سینیاں بجا بجا کر اس کو ڈراتے تھے. بچوں کو ٹوکروں کے اندر رات کو رکھتے تھے۔ یہی قصہ بہت دنوں تک رہا۔

۳۰۵ ہجری میں قیصر روم نے مقتدر کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور کچھ تحفہ تحائف دے کر اپنے آدمیوں کو صلح کیلئے اس کے پاس بھیجا۔ مقتدر نے ان لوگوں کیلئے بڑی تیاریاں کیں۔ اول سب سے آگے ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج باب شماسیہ سے دارالخلافہ تک مسلح کھڑی کی. ان کے پیچھے سات ہزار خدمتگار پھر سات سو حاجب کھڑے کیے دارالخلافہ کی دیواروں پر اڑتالیس ہزار دیباج کے پردے زینت کیلئے ڈلوائے۔ بائیس ہزار قسم کے فرش بچھوائے. شکاری درندے زنجیروں میں بندھوا کر قریب ایک سو کے اپنے سامنے کھڑے کرائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسی سال بادشاہ عمان نے مقتدر کے پاس تحائف روانہ کیے. جن میں ایک سیاہ رنگ کا پرندہ بھی تھا جو طوطی سے بھی زیادہ فارسی اور ہندی میں فصاحت سے کلام کرتا تھا۔ ۳۰۶ ہجری میں مقتدر کی والدہ نے ایک شفاخانہ کا افتتاح کیا جس کا سالانہ خرچ چار ہزار دینار تھا. اسی سال مقتدر کی ماں ہر جمعہ کو اجلاس کرنے لگی اور قاضیوں و اعیان سلطنت کی حاضرین میں فرمان جاری کرنے لگی۔ اس خدمت کے عوض میں بیت المال سے تنخواہ لیتی تھی۔ اسی سال القائم محمد بن مہدی فاطمی مصر پر چڑھ آیا اور اکثر زمین پر قابض ہو گیا۔

۳۰۸ ہجری میں بغداد کے اندر غلہ کی سخت گرانی ہو گئی جس کی وجہ سے رعایا بھوک میں مبتلا ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حامد بن عباس جو بغداد کا حاکم تھا. اس نے اہل بغداد پر بڑا ظلم توڑا تھا. جس کی وجہ سے رعایا میں بے چینی حد سے بڑھ گئی اور غارتگری شروع ہو گئی۔ رعایا منتشر ہو گئی. کئی روز تک لڑائی جاری رہی، قید خانہ میں آگ لگا دی گئی، قیدی بھاگ گئے، وزیر سلطنت کو پتھر مار مار کر قتل کر ڈالا اور دولت عباسیہ کا بدتر حال ہو گیا. اس اسباب کی بنا پر بغداد تک غلہ نہ پہنچا اور گرانی ہو گئی۔ اسی سال القائم جزیرہ قسطاط پر قابض ہو گیا۔ اہل مصر بہت پریشان ہوئے، چنانچہ وہ خود لڑائی کیلئے کھڑے ہو گئے اور لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا جس کی تفصیل بہت طویل ہے۔

۳۰۹ ہجری میں حسین حلاج معروف بہ منصور حلاج قاضی ابو عمر اور فقہاء و علماء کے فتووں کے

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بموجب سولی پر چڑھا کر ماردی گیا۔ اس کے متعلق لوگوں نے بہت تصانیف کی ہیں اگر مفصل حالات دیکھنا ہوں تو ان میں دیکھ لیں۔

۳۱۱ ہجری میں مقتدر نے حکم جاری کیا کہ معتضد کے فرمان کے بموجب ذوی الارحام کو وراثت میں ضرور حصہ دیا جائے۔ ۳۱۲ ہجری میں والی خراسان کے ہاتھ سے فرغانہ فتح ہوگیا۔ ۳۱۴ ہجری میں رومی ملطیہ پر بزور شمشیر قابض ہو گئے اور اسی سال موصل میں دجلہ کا پانی اتنا منجمد ہوگیا کہ جانور اس پر چلنے لگے جو کبھی پہلے ایسا نہیں ہوا تھا۔ ۳۱۵ ہجری میں دمیاط میں رومی گھس آئے. شہر کو لوٹا اور جامع مسجد میں ناقوس بجادیا۔ اسی دیلم نے رے اور جبال پر حملہ کیا۔ لوگوں کو قتل کر ڈالا اور بچوں کو ذبح کر دیا۔

قرامطیوں کی فتنہ انگیزی:

۳۱۶ ہجری میں قرامطیوں نے ایک مکان بنوایا جس کا نام اس نے دارالہجرت رکھا، اس کی وجہ سے فساد اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ مسلمانوں پر اچانک چھاپہ مارا اور انہیں اذیتیں پہنچائیں، اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں اس کی ہیبت بہت ہوگئی، اس کے مرید بہت بڑھ گئے، اس کے لشکر سب سے پھیل گئے، خلافت کی جڑیں ہل گئیں۔ مقتدر نے چند مرتبہ مقابلہ کیلئے فوجیں روانہ کیں، مگر شکست کھا کھا کر واپس آگئیں، نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کے خوف سے حج بند ہوگیا۔ مکہ والے مکہ شریف کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ گے، اہل روم نے خلاط پر قبضہ کر دیا اور وہاں کی جامع مسجد سے منبر نکال کر اس کی جگہ صلیب قائم کر دی۔

مقتدر کا فرار:

۳۱۷ ہجری میں مونس خادم الملقب بہ مظفر کو معلوم ہوا کہ مقتدر میرے بجائے ہارون بن غریب کو امیر الامراء بنانا چاہتا ہے۔ اس لیے اس نے بغاوت کر دی اور عشاء کے بعد محرم کی چودھویں رات کو تمام فوج اور امراء کو ساتھ لے کر دارالخلافہ پر چڑھ آیا۔ یہ دیکھ کر مقتدر کے حواس جاتے رہے اور یہ خود بھی اسی وقت اپنی ماں اور خالہ اور بیوی کے ساتھ نکالا گیا اور چھ لاکھ دینار گھر سے لوٹ لیے گئے۔ لوگوں نے مونس کی اشتعالک سے اس کی علیحدگی پر شہادت دیدی اور محمد بن معتضد سے مونس اور دیگر امراء نے بیعت کر لی۔ القاہر باللہ کا اس کو خطاب دیا۔ قلمدان وزارت ابی علی بن مقلہ کے سپرد کر دیا گیا۔ یہ ہفتہ کا دن تھا، اگلے روز یک شنبہ کو القاہر باللہ نے اجلاس کیا۔ وزیر نے اس کی خبر تمام ممالک محروسہ میں پہنچادی، دوشنبہ کے روز افواج جب شام پہنچی تو تنخواہ وغیرہ کا مطالبہ کیا چونکہ مونس اس وقت موجود نہیں تھا۔ اس لیے کچھ تامل ہوا مگر فوج نے شوروغل برپا کر دیا اور شاہی حاجب کو قتل کر ڈالا، مونس کے گھر پر چڑھ گئے اور مقتدر کا مطالبہ کیا۔ آخر اپنے کندھوں پر بٹھا کر مقتدر کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

دارالخلافہ میں لائے اور القاہر باللہ کو پکڑ کر مقتدر کے سامنے پیش کر دیا۔

مقتدر کی بحالی اور امن و امان:

القاہر روتا تھا اور اپنے دل میں اللہ اللہ کرتا تھا۔ مقتدر نے کہا بھائی! ڈرو مت، تمہارا کچھ قصور نہیں، نہ تم نے کبھی میری بے حرمتی کی۔ واللہ! میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ اس اثناء میں لوگوں میں بھی سکون پیدا ہوگیا اور پہلا وزیر پھر بحال کر دیا گیا۔ ممالک محروسہ میں از سرنو پھر اس کی اطلاع کی گئی کہ مقتدر ہی بدستور خلیفہ قائم ہے۔ مقتدر نے فوج کو بہت انعام و اکرام تقسیم کیا۔

حجاج کرام پر ظلم اور حجر اسود کی بے حرمتی:

اسی سال حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ منصور دیلمی کو روانہ کیا جو مکہ معظمہ میں بخیریت تمام پہنچا، مگر ۸ ذوالحجہ کو ابوطاہر قرامطی دشمن خدا بھی وہاں پہنچ گیا، جس نے وہاں پہنچ کر مسجد حرام میں حاجیوں کو قتل کیا اور ان کی نعشیں چاہ زمزم میں پھینکوا دیں۔ حجر اسود کو گرز مار مار کر توڑ ڈالا اور اس کو دیوار خانہ کعبہ سے جدا کر دیا۔ گیارہ روز تک یونہی پڑا رہنے دیا اور پھر اس کو لے کر چل دیا، چنانچہ بیس سال سے زیادہ تک انہیں کے قبضہ میں رہا، پچاس ہزار دینار، اس کے معاوضہ میں پیش کیے گئے مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ آخر مطیع کے زمانہ خلافت میں واپس آیا۔

حجر اسود کی کرامات:

کہتے ہیں کہ حجر اسود مکہ معظمہ سے دارالہجرت لے گئے تو اس کے نیچے چالیس اونٹ وہاں تک مر گئے اور جب اس کو واپس لائے تو ایک کمزور اونٹ مکہ شریف تک واپس لے آیا اور وہ بھی موٹا ہو گیا۔

میزاب کعبہ کا گستاخ:

محمد بن ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں خود مکہ معظمہ ہی میں موجود تھا۔ جب قرامطیوں نے حاجیوں کا قتل عام کیا۔ میں نے دیکھا ایک شخص میزاب کعبہ کو اکھیڑنے کیلئے چڑھا، مجھ سے دیکھ کر صبر نہ ہو سکا اور میں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: الٰہی! تو بڑا بردبار ہے، یہ ظلم مجھ سے برداشت نہیں ہوتا، فوراً ہی یہ شخص اپنے سر کے بل گرا، اور گرتے ہی مر گیا۔ قرامطی نے باب کعبہ پر چڑھ کر یہ شعر پڑھا:

ترجمہ شعر: ''میں خدا کے ساتھ ہوں اور خدا کی قسم! میں ہی مخلوق کو پیدا کرتا ہوں اور فنا کرتا ہوں۔''

ابوطاہر قرامطی کا انجام:

ابوطاہر قرامطی نے اسکے بعد کچھ زیادہ دنوں تک فلاح نہ پائی اور چیچک میں مر گیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

اسی سال بغداد میں ایک فتنہ کبریٰ اور کھڑا ہو گیا جس کا سبب یہ ہوا کہ آیت

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

ترجمہ: ''قریب ہے کہ پہنچا دے تیرا رب تجھے مقام محمود میں۔''

میں آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حنابلہ کہتے تھے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو عرش پر بٹھا دے گا اور دوسرا فریق کہتا تھا کہ اس کے یہ معنی نہیں بلکہ اس سے شفاعت مراد ہے۔ یہ فساد بڑھا اور اس میں ایک جماعت کثیر قتل ہو گئی۔

۳۱۹ ہجری میں قرامطی کوفہ میں آ پہنچا۔ اہل بغداد کو خوف لاحق ہوا کہ وہ کہیں بغداد پر چڑھائی نہ کر دے۔ لوگوں نے بہت تضرع وزاری سے دعائیں کیں۔ قرآن پاک بلند کیے اور مقتدر کو گالیاں دیں۔ اسی سال دیلم دینور پر چڑھ آئے اور لوگوں کو قید اور قتل کر دیا۔

مقتدر کا قتل:

۳۲۰ ہجری میں مونس پھر مقتدر پر چڑھ آیا اور ایک بہت بڑا لشکر بربریوں کا ساتھ لایا۔ ادھر خود مقتدر بنفس نفیس میدان میں آیا جب دونوں لشکر ملے اور ہنگامہ آرائی ہوئی تو ایک ہنگامہ آرائی ہوئی تو ایک بربری نے مقتدر کو ایک نیزہ مارا جس کی وجہ سے مقتدر زین سے زمین پر گرا، اسی بربری نے اس کو تلوار سے قتل کر ڈالا اور اس کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھا۔ کپڑے اتار لیے اور اس کی نعش کو ننگا کر کے پھینک دیا، لوگوں نے اس کا ستر عورت خس و خاشاک سے چھپایا اور گڑھا کھود کر وہیں دفن کر دیا۔ یہ ۲۷ شوال ۳۲۰ ہجری یوم چہارشنبہ تھا۔

کہتے ہیں کہ مقتدر کے وزیر نے اس روز کا زائچہ دیکھا تھا، قتل کے تھوڑے ہی دیر پہلے مقتدر نے وزیر سے دریافت کیا تھا کہ اس وقت کیا وقت ہو گا، اس نے کہا تھا کہ زوال کا وقت ہو گا۔ مقتدر نے لفظ زوال سے شگون لیا اور واپس پھرنے کا ارادہ کیا تھا مگر فوراً ہی مونس کی فوج آ گئی اور لڑائی شروع ہو گئی۔ جس بربری نے مقتدر کو قتل کیا تھا، لوگ اس کے پیچھے ہوئے اور یہ دار الخلافہ کی طرف قاہر کے نکال لانے کی فکر میں چلا۔ راستہ میں اس کو ایک شخص کا آنکروں کا گٹھرا اٹھائے ہوئے ملا۔ اس شخص نے راستہ بند کر کے تنگی کی وجہ سے ایک قصائی کی دکان تک پہنچا دیا۔ وہاں اس کے جو کانٹا قصائی اپنی دکان میں گوشت لٹکانے کیلئے لگائے رکھتے تھے لگا۔ یہ اس میں اٹکارہ گیا اور گھوڑا اس کے آسن کی سستی کی وجہ سے اس کے نیچے سے نکل بھاگا۔ یہ زمین پر مردہ گرا، اور لوگوں نے اس کو پکڑا کر اسی کانٹوں کے بوجھ میں بھون دیا۔

مقتدر عقلمند صحیح الرائے شخص تھا، مگر شہوات اور شراب سے مجبور تھا اور اسی کے ساتھ فضول خرچ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بھی تھا۔عورتیں اس پر حاوی آ گئی تھیں. چنانچہ اس نے ان کو تمام خلافت کے جواہرات دیدیئے تھے بعض کو وہ دریتیم جس کا وزن تین مثقال تھا دیدیا تھا۔زیدان داروغہ کو ایک تسبیح جواہرات کی جو اپنی مثل آپ ہی تھی دے ڈالی تھی۔غرض بے انتہا مال ضائع کر دیا تھا۔اس کے پاس رومی اور صقالبی اور حبشی غلاموں کے علاوہ گیارہ ہزار خصی غلام رہتے تھے۔اس نے بارہ لڑکے چھوڑے. جن میں سے تین یعنی (۱) راضی، (۲) متقی، (۳) مطیع خلیفہ ہوئے۔اسی طرح متوکل اور رشید کی اولاد خلیفہ ہوئی۔ عبدالملک کے البتہ چار بیٹے خلیفہ ہوئے جس کی نظیر سوائے بادشاہوں کے خلفاء میں نہیں ملتی۔یہ ذہبی کا قول ہے۔

مگر میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ میرے اپنے زمانہ تک اولاد متوکل میں سے پانچ آدمی خلیفہ ہوئے المستعین عباس، المعتضد داؤد، مستکفی سلیمان، القائم حمزہ، المستنجد یوسف اور اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ثعالبی نے لطائف المعارف میں لکھا ہے کہ متوکل اور مقتدر کے علاوہ کوئی شخص جعفر نامی نہیں ہوا اور یہ دونوں قتل ہوئے۔متوکل شب چہار شنبہ کو اور مقتدر روز چہار شنبہ کو۔

مقتدر کی خوبیوں اور محاسن میں ابن شاہین سے یہ حکایت روایت ہے کہ اسکے وزیر علی بن عیسیٰ نے ارادہ کیا کہ ابومحمد بن صاعد اور ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی کی آپس میں صلح کرا دوں، چنانچہ وزیر علی بن عیسیٰ نے ابوبکر سے کہا کہ ابومحمد چونکہ تم سے بڑے ہیں، اس لیے تم اٹھ کر ان سے معافی مانگو۔ابوبکر بن ابی داؤد نے جواب دیا کہ یہ مجھ سے کبھی نہیں ہوسکتا۔وزیر نے یہ جواب سن کر کہا کہ کیا تم سٹھیا گئے ہو۔یہ سن کر ابوبکر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ بڈھا وہ سٹھیا گیا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے ذمہ جھوٹ بولتا ہے، شاید تم مجھے اس لیے ذلیل کرتے ہو کہ مجھے تمہاری معرفت چونکہ تنخواہ ملتی ہے۔واللہ! میں کبھی تمہارے ہاتھ سے کوئی چیز نہ لوں گا اور محض تنخواہ کی وجہ سے ذلیل نہ ہوں گا۔یہ خبر مقتدر کو پہنچی اور ابوبکر کی تنخواہ خود اپنے ہاتھ سے غور کر کے اپنے غلاموں کے ہاتھ اس کے پاس بھجوانے لگا۔

مقتدر کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف:

مقتدر کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا:

”محمد بن ابی داؤد ظاہری، یوسف بن یعقوب قاضی، ابن شریح شیخ شافعیہ، حضرت جنید بغدادی شیخ صوفیہ، ابوعثمان جیری زاہد ابوبکر بردیجی، جعفر فریانی، ابن بسام شاعر، امام نسائی صاحب سنن، حسن بن سفیان صاحب سنن، جبائی شیخ المعتزلہ، یموت بن مزرع نحوی، ابن جلاء شیخ الصوفیہ، ابوالعلی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الموصلی صاحب مسند. اشانی المقری، ابن سیف بڑے جلیل القدر قاری مصر. ابو بکر رویانی صاحب مسند. ابن منذر الامام، ابن جریر الطبری، زجاج نحوی، ابن خزیمہ، ابن زکریا طبیب اخفش صغیر، بنان الجمال، ابو بکر بن ابوداؤد سجستانی، ابن سراج نحوی، حضرت ابوعوانہ صاحب الصحیح، امام ابوالقاسم بغوی صاحب مسند، ابوعبیدہ بن حربویہ، کعبی شیخ معتزلہ، ابوعمر، قدامہ کاتب و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔"

القاہر باللہ ابومنصور

القاہر باللہ ابومنصور، محمد بن معتضد بن طلحہ بن متوکل ایک ام ولد فتنہ نامی کے شکم سے پیدا ہوا۔ جس وقت مقتدر قتل ہوگیا تو لوگوں نے اپنی طرف سے اس کو اور محمد بن مکتفی کو نامزد کیا جس وقت لوگوں نے ابن مکتفی سے خلافت کیلئے کہا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا مجھ کو خلافت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا چچا القاہر زیادہ مستحق خلافت ہے۔ قاہر نے خلافت کو منظور کر لیا اور بیعت ہوگئی اور جیسا کہ ۳۱۷ ہجری میں القاہر اس کا لقب ہوا تھا یہی لقب بدستور رہا۔

اس نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مقتدر کی اولاد پر تاوان مقرر کر دیا اور ان کو خوب زدوکوب کیا حتی کہ مقتدر کی والدہ کا تو پٹتے پٹتے انتقال ہوگیا۔

۳۲۱ ہجری میں فوج نے شور وشغب مچا دیا اور بگڑ گئی۔ مونس اور ابن مقلہ اور چند دیگر امراء نے متفق ہو کر القاہر کو تخت سے علیحدہ کرنے کی تجویز قائم کر لی اور اس کی بجائے ابن مکتفی سے بیعت کرنے پر راضی ہو گئے، مگر قاہر نے ایک حیلہ سے بغاوت کو کچل دیا اور جتنے سرکردگان غدر تھے سب کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ابن مکتفی کو دیوار میں چنوا دیا۔ ابن مقلہ روپوش ہوگیا، روپوشی پر اس کے گھر کو آگ لگوا دی۔ دوسرے مخالفین کے گھر لٹوا دیئے، اس سے فارغ ہو کر القاہر فوج کی طرف متوجہ ہوا، اور اس کو انعام واکرام دے کر اپنے سے راضی کر لیا۔ معاملہ اس طرح سے رفع دفع ہوگیا اور رعایا کے دل میں اس کا رعب وعظمت قائم ہوگئی۔

لہو ولعب پر پابندی:

اس نے اپنے لقب میں "المنتقم من اعداء دین اللہ" کا اضافہ کیا اور سکوں پر اس کو مسکوک کرا دیا۔ اسی سال اس نے گانے والی باندیوں کو رکھنے سے منع کر دیا۔ شراب کی بندش کر دی، گویوں کو قید کر لیا، مخنثوں کو شہر بدر کر دیا لہو ولعب کے آلات کو توڑ ڈالا۔ گانے والی لڑکیوں کو جو سادہ گاتی تھیں اور سرود گویا نہیں تھیں بیچ ڈالنے کا حکم دیا اور باوجود ان باتوں کے خود اس قدر شراب پیتا تھا کہ کسی وقت نشہ نہیں اترتا تھا اور گانا اس قدر سنتا تھا کہ کبھی بس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

نہیں کرتا تھا۔

۳۲۲ ہجری میں دیلم جو مرداویج کے رہنے والے تھے، اصفہان پر چڑھ آئے، ان کے مددگار معاونین میں علی بن بویہ بھی تھا، جس نے بہت مال جمع کر کے اپنے مخدوم سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور محمد بن یاقوت نائب خلیفہ سے مل کر محمد کو شکست دیدی تھی اور خود ابن بویہ فارس پر مسلط ہو گیا تھا اس کے والدین مفلس اور قلاش تھے، اپنا گزارہ مچھلیاں پکڑ پکڑ کر کیا کرتے تھے، ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ میں نے پیشاب کیا ہے اور میری پیشاب گاہ سے آگ کا ایک شعلہ نکلا ہے جس نے پھیل کر دنیا کو روشن کر دیا۔ اس نے خود اس کی یہ تعبیر لی کہ میری اولاد بادشاہ ہو گی اور اس کی سلطنت کے حدود جہاں تک یہ شعلہ پہنچا ہے، وہیں تک ہوں گے۔ شدہ شدہ تھوڑے زمانہ کے بعد یہ مرداویج بن زیاد دیلمی کا ندیم ہو گیا اور دیلمی نے اس کو کرخ سے مال لانے کیلئے بھیج دیا۔ یہ وہاں سے پانچ لاکھ درہم لے کر چلا اور راستہ میں ہمدان پر قبضہ کرنا چاہا مگر اہل ہمدان نے شہر کے دروازے بند کر لیے جس کی وجہ سے اس نے لڑائی شروع کر دی اور آخر بزور شمشیر اس کو فتح کر لیا۔

بعض کہتے ہیں کہ ہمدان والوں سے صلح ہو گئی تھی اور صلح کے ذریعہ ہمدان میں داخل ہوا تھا۔ غرض فتح کے بعد یہ شیراز پہنچا اور یہاں خرچ کی وجہ سے مال میں کمی آ گئی۔ اتفاقاً ایک روز جو ایک مکان میں یہ چت لیٹا تو چھت میں سے ایک سانپ نکل آیا۔ اس نے حکم دیا کہ چھت گرا دی جائے، اس کے گرانے پر چھت میں سے چند صندوق سونے کے بھرے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس نے سب کو اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا اور ایک درزی کو کپڑا سینے کیلئے بلوایا، درزی اتفاق سے بہرا تھا اس نے خیال کیا کہ کسی نے میری چغلخوری کر دی ہے، خود بخود کہنے لگا: واللہ! میرے پاس سوائے بارہ صندوقوں کے اور زیادہ کچھ نہیں اور نہ مجھے یہ خبر ہے کہ ان صندوقوں میں کیا ہے، صندوق منگوائے گئے اور ان میں سے بے انتہا مال نکلا۔ ایک روز گھوڑے پر چلا جا رہا تھا گھوڑے کے پیر زمین میں دھنس گئے اور کھدوا کر دیکھا تو وہاں سے خزانہ برآمد ہوا۔ غرض اس طرح بہت مال ابن بویہ کے پاس جمع ہو گیا اور اکثر شہروں پر قابض ہو گیا۔ خراسان اور فارس خلافت سے نکل کر اس کے قبضہ میں آ گئے۔

ابن مقلہ کا القاہر پر خروج:

اسی سال القاہر باللہ نے اسحاق بن اسماعیل نوبختی کو کنوئیں میں الٹا لٹکوا کر خوب ہی پٹوا دیا جس کا قصور محض اتنا تھا کہ اس نے قبل از خلافت قاہر کی ایک کنیز کو قاہر سے بڑھ کر قیمت میں خرید لیا تھا۔ اسی سال ابن مقلہ مفرور نے جو کہیں روپوش تھا آ کر افواج شاہی کو ورغلا دیا اور کہا کہ قاہر نے چند تہہ خانے بنوائے ہیں۔ عنقریب وہ تم سب

کو کسی روز ان میں قید کر دے گا، اسی طرح کی اور چند باتیں بیان کیں جن کی وجہ سے فوج نے بغاوت کر دی اور تمام شخص متفقہ تلواریں لیکر اس پر چڑھ آئے قاہر بھاگ گیا اور ۶ جمادی الاخری ۳۲۲ ہجری میں بلوائیوں کے ہاتھ میں قید ہو گیا۔ لوگوں نے عباس محمد بن مقتدر سے بیعت کر لی اور الراضی باللہ کا خطاب دے کر تخت خلافت سپرد کر دیا۔ اسکے بعد لوگوں نے وزیر اور قضاۃ ابوالحسین بن قاضی ابو عمر اور حسن بن عبداللہ بن ابی الشوارب اور ابو طالب بن بہلول کو قاہر کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں ابو منصور محمد بن معتضد ہوں، میری تم نے بیعت کی تھی، میں تم سے کسی طرح بیزار نہیں ہوں، تم سب پر میری اطاعت فرض ہے خود کھڑے ہو جاؤ اور دوسرے لوگوں کو میری اطاعت کی ترغیب دو۔ وزیر نے اس کے جواب میں قاہر کو علیحدگی کی رائے دی اور اٹھ کر چلے آئے۔

القاہر باللہ کا انجام:

قاضی ابوالحسین کہتے ہیں کہ میں ابن عباس محمد بن مقتدر راضی باللہ کے پاس گیا اور اس سے تمام باتوں کا اعادہ کیا اور کہا کہ میرے نزدیک اس کی امامت فرض ہے۔ اس نے کہا مجھے اسے چھوڑ دوں گا پھر میں چلا آیا، میرے چلے آنے کے بعد قاہر کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں جس کے سبب وہ اندھا ہو گیا۔

محمود اصفہانی کہتے ہیں کہ قاہرہ کے علیحدہ کرنے کا سبب دراصل اسکی بدخلقی اور خونریزی تھی، جب اس نے علیحدگی سے انکار کیا تو اس کی آنکھیں نکلوا ڈالیں گئیں، جو اس کے رخساروں پر آپڑیں۔

اخبار القاہر باللہ:

صولی کہتے ہیں کہ قاہر نہایت جلد باز، خونریز، بدخلق، متلون المزاج، دائم الخمر تھا، اگر اس کا حاجب نیک نیت اور سلامتی پسند نہ ہوتا تو یہ شخص نسلوں کی نسلیں قتل کر ڈالتا، جب کبھی نیزہ ہاتھ میں لے لیتا تھا تو بغیر کسی انسان کے قتل کے ہاتھ سے رکھتا ہی نہ تھا۔

علی بن محمد خراسانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاہر نے مجھے اپنے دربار میں طلب کیا۔ اس وقت نیزہ اس کے سامنے رکھا تھا۔ کہنے لگا کہ خلفاء بنی عباس کے خصائل اور عادات مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا: سفاح خونریزی میں بہت جلد باز تھا۔ اس کے دیکھا دیکھی اس کے حکام بھی اسی کا اتباع کیا کرتے تھے۔ باوجود اس کے سفاح سخی اور مال دینے والا تھا۔ کہا: منصور کی کیا حالت تھی؟ میں نے کہا کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے آل عباس اور آل ابی طالب کے آپس میں تفرقہ ڈالا اور وہ آپس میں پہلے کی طرح متحد نہیں رہے۔ اس نے ہی سب سے اول نجومیوں کو مقرب بنایا۔ اسی کیلئے سب سے پہلے کتب سریانیہ اور عجمیہ جیسے کلیلہ دمنہ، کتاب اقلیدس، کتب یونان ترجمہ ہوئیں، جنہیں لوگوں نے دیکھیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

اور وہ ان کے گرویدہ ہو گئے اپنے علوم کو چھوڑ دیا۔ جس وقت یہ غفلت محمد بن اسحاق نے دیکھی تو مغازی اور سیر میں کتابیں لکھیں۔ منصور ہی سب سے پہلا وہ خلیفہ ہے جس نے عرب پر سب سے اول غلاموں کو حکام مقرر کیا۔ کہا: اچھا مہدی کا حال بیان کرو۔ میں نے کہا کہ وہ نہایت سخی عادل اور منصف تھا جو کچھ اس کے باپ نے لوگوں کا غصب کر لیا تھا، اس نے سب واپس کر دیا۔ زندیقوں کے قتل میں بے انتہا کوشش کی مسجد حرام مدینہ اور مسجد اقصیٰ بنوائیں۔

ہادی کے متعلق دریافت کرنے پر میں نے کہا کہ وہ ظالم متکبر تھا۔ اسی کے مسلک پر اسکے حکام بھی چلتے تھے۔ ہارون رشید کے حالات معلوم کرنے پر میں نے کہا کہ اس نے ہمیشہ غزووں اور حج کرنے پر مواظبت کی ہے، اس نے مکہ کے راستہ میں مکانات اور حوضیں بنوائیں۔ اذنہ، طرطوس، مصیصہ، رعش وغیرہ آباد کیے، عام لوگوں پر احسانات فرمائے۔ خاندان برامکہ نے اسی کے زمانہ میں عروج کیا۔ رشید سب سے پہلا خلیفہ ہے، جس نے خلفاء بنی عباس میں چوگان کھیلا نشانہ بازیاں کیں اور شطرنج کھیلی۔ امین کے استفسار پر میں نے کہا کہ وہ بہت بڑا سخی تھا مگر لذات میں منہمک ہو گیا اور فسادات بڑھ گئے۔ مامون کے دریافت حال پر میں نے جواب دیا کہ وہ نجوم فلسفہ سے مغلوب ہو گیا تھا، نہایت حلیم اور سخی شخص تھا۔

معتصم کے متعلق میں نے کہا کہ وہ بھی مامون کے قدم بقدم چلا مگر اس کو شاہسواری اور عجمی بادشاہوں کی تشبیہ کا شوق بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ غزوے اور فتوحات اس نے بہت سی کیں۔ واثق اپنے باپ کے طریقہ پر کاربند رہا۔ متوکل مامون اور معتصم کے بالکل برعکس واقع ہوا تھا، حتیٰ کہ ان کے اعتقادات سے بھی مختلف تھا، مناظرہ وغیرہ کو روک دیا اور اس کے مرتکب کیلئے سزا مقرر کر دی۔ قرأت حدیث اور سماعت حدیث کا حکم دیا، خلق قرآن کی مخالفت کی، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے۔ پھر باقی خلفاء کا حال دریافت کیا اور میں نے خاطر خواہ جواب دیا، پھر کہنے لگا کہ تم نے مجھ سے اس خوبصورتی سے بیان کیا کہ گویا ان سب کو میرے سامنے لا بٹھایا یہ کہہ کر چلا گیا۔

مسعودی کہتے ہیں کہ قاہر نے مونس اور اس کے دوستوں سے بہت سا مال چھین لیا تھا۔ جس وقت سے خلافت سے علیحدہ کیا گیا اور اندھا ہو گیا تو ہر شخص نے اپنے اپنے مال کا مطالبہ کیا۔ اس نے دینے سے انکار کیا۔ لوگوں نے اسے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں مگر اس نے کسی طرح اقرار نہ کیا، آخر راضی باللہ نے اسے بلا کر کہا کہ دیکھو لوگ تم سے اپنے اپنے مالوں کا مطالبہ کر رہے ہیں اور میرے پاس وقت کچھ نہیں ورنہ تمہاری طرف سے میں ادا کر دیتا جو کچھ تمہارے پاس ہے اب وہ تمہارے کسی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

مصرف کا نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم اقرار کرلو اور بتادو کہ وہ مال کہاں رکھا ہے تا کہ لوگوں کو ادا کر دیا جائے۔قاہر نے کہا کہ وہ تمام مال میں نے باغ میں دفن کر دیا تھا۔(قاہر نے ایک باغ لگایا تھا جس میں اس نے دور دور سے پودے منگوا کر لگوائے تھے۔اور نہایت شوق سے اس میں بارہ دریاں اور مکان بنوائے تھے۔) وہاں ہی ہوگا کھدوالو۔ الراضی باللہ بھی اس باغ اور مکانوں کو عاشق تھا اسے کھدوانا نہیں چاہتا تھا۔کہا کہ کوئی معین جگہ بتادو جہاں سے کھودلیا جائے۔قاہر نے کہا: میں خود اندھا ہوں، دیکھ نہیں سکتا، جو خاص جگہ بتادوں چند مختلف مقامات سے کھود کھود کر دیکھ لو، راضی نے مجبوراً باغ کو کھدوانا شروع کیا، مکانوں کی نیو تک کھود ڈالی، درخت کٹوا دیئے مگر مال کا کہیں نشان نہ ملا۔ قاہر سے پھر کہا کہ اب بتاؤ مال کہاں ہے؟ آخر تم نے کہاں رکھا تھا۔قاہر نے جواب دیا کیسا مال؟ میرے پاس مال کہاں بات صرف یہ تھی کہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا گیا کہ تو اس باغ میں عیش و آرام کرے،لہٰذا میں نے یہ بہانہ کر کے باغ اجڑوا دیا۔راضی یہ سن کر شرمندہ ہو کر خاموش ہوگیا اور قاہر کو قید کر دیا۔ ۳۳۳ ہجری تک قید رکھا پھر چھوڑ دیا۔

جس وقت مکتفی کا زمانہ شروع ہوا تو ایک روز قاہر جامع مسجد منصور میں سفید کپڑے پہنے ہوئے صف کے اندر کھڑا ہوا نمازیوں سے باآواز بلند کہہ رہا تھا کہ اللہ کے واسطے مجھے کچھ دو، مجھے تم جانتے ہو، میں کون ہوں؟ اس کی غرض اور منشا سوال سے محض یہ تھی کہ لوگ خلیفہ وقت پر طعن و تشنیع کریں، ورنہ سوال کرنے کی اسے کوئی حاجت نہیں تھی۔اس سوال کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے گھر سے باہر نکلنے سے روک دیا گیا اور مرتے دم تک گھر ہی میں رہا۔

القاہر باللہ کا انتقال: آخر جمادی الاول ۳۳۹ ہجری میں بعمر ۵۳ سال انتقال کر گیا اور اپنے بعد میں چار بیٹے عبدالصمد، ابوالقاسم، ابوالفضل اور عبدالعزیز چھوڑے۔

ان کے زمانہ میں ان علماء نے انتقال فرمایا: ”امام طحاوی شیخ حنفیہ، ابن درید، ابو ہاشم بن حیائی و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔“

الراضی باللہ ابوالعباس

الراضی باللہ ابوالعباس محمد بن مقتدر معتضد بن طلحہ بن متوکل ۲۹۷ ہجری میں ایک ام ولد رومیہ سے جس کا نام ظلوم تھا پیدا ہوا۔اور قاہر کی علیحدگی کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا، تخت نشینی کے بعد اس نے ابن مقلہ کو حکم دیا کہ وہ قاہر کے عیوب ایک جگہ کتاب کی صورت میں جمع کر کے لوگوں کو سنادے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اسی سال یعنی ۳۲۲ ہجری میں مرواویج سپہ سالار دیلم کا اصفہان میں انتقال ہو گیا۔ اس کی سلطنت بہت بڑھ گئی تھی۔ لوگوں میں چرچا ہا کرتا تھا کہ دیلم کا ارادہ ہے کہ وہ بغداد پر حملہ کرے۔ یہ کہا کرتا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں عرب کی سلطنت برباد کر کے اہل عجم کی سلطنت پھر از سر نو قائم کروں گا۔ اسی سال علی بن بویہ نے راضی سے کہلا بھیجا کہ جن شہروں پر میں قابض ہو چکا ہوں، وہ شہر مجھے بالعوض آٹھ کروڑ درہم سالانہ کی جاگیر میں دیدیئے جائیں۔ راضی نے فوراً اس کو ایک پرچم اور خلعت بھیج دیا۔ ابن بویہ نے اسی روز سے مال کے حصول میں سختی چھوڑ دی تھی۔

اسی سال مہدی والی مغرب پچیس سال حکومت کرنے کے بعد مر گیا۔ یہی شخص خلفاء مصر کا جنہیں جہاں فاطمین کہتے ہیں مورث اعلیٰ تھا۔ مہدی کا دعویٰ تھا کہ وہ علوی ہے حالانکہ اس کا دادا مجوسی تھا۔

چنانچہ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں کہ عبیداللہ الملقب بہ مہدی کا دادا معمولی درجہ کا مجوسی تھا۔ عبیداللہ جس وقت مغرب میں داخل ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ میں علوی ہوں لیکن علماء نسب میں سے کسی نے اس کے دعویٰ کو تسلیم نہ کیا۔ یہ معلوم ہے اصل میں وہ باطنی خبیث تھا۔ ملت اسلامیہ کو مٹانے میں پورا حریص تھا۔ علماء فقہاء اسلام کو غارت کرنا چاہتا تھا تا کہ مخلوق کو گمراہ کرنا آسان ہو جائے۔ اس کی اولاد بھی اسی کے قدم بقدم چلی جس نے شراب اور زنا کو مباح کر دیا۔ روافض کو ترقی دی۔ عبیداللہ مہدی کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا القائم بامر اللہ ابوالقاسم محمد اس کی جگہ تخت پر بیٹھا۔

مدعی الوہیت کا ظہور اور قتل:

اسی سال محمد بن شملغانی المعروف بہ ابن ابی الغراقر کا ظہور ہوا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں خدا ہوں، مردہ کو زندہ کرتا ہوں، لیکن اس کا قتل کر دیا گیا اور اس کی نعش کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ اسی کے ساتھ اس کے تمام ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔

اسی سال ابوجعفر شجری حاجب فوت ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت اس کی عمر ایک سو چالیس سال کی تھی اور اس کے حواس پوری طرح قائم تھے۔ اسی سال اہل بغداد کا حج منقطع ہوا اور ۳۲۷ ہجری تک رہا۔

۳۲۳ ہجری میں راضی باللہ پوری طرح قابض ہو گیا اور اس کو اطمینان ہو گیا۔ اس کے دونوں بیٹے ابوالفضل اور ابوجعفر مشرق اور مغرب پر قابض ہو گئے۔ اسی سال ابن شنبوذ کا مشہور واقعہ گزرا۔ قرأت شاذہ سے توبہ کرائی گئی۔ وزیر ابوعلی بن مقلہ کے سامنے محضر نامہ پر دستخط کرائے گئے۔

اسی سال جمادی الاوّل کے مہینے میں آندھی آئی، دنیا سیاہ ہو گئی۔ عصر سے مغرب تک سخت اندھیرا رہا۔ ذوالقعدہ میں تمام رات بڑے بڑے ستارے ٹوٹتے رہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ٹوٹے تھے۔

۳۲۴ ہجری میں محمد بن امیر رائق واسط اور اس کے قرب و جوار پر مسلط ہو گیا۔ شہروں پر اسی کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

حکمرانی ہوگئی۔وزارت و دفاتر باطل کر دیئے اور خود ان پر اس طرح قابض ہوگیا کہ تمام اموال اسی کی طرف آنے لگے۔بیت المال حرف غلط اور راضی شاہِ شطرنج بن گیا اور سوائے نام کے بالکل خلافت اس کے ہاتھوں سے نکل گئی۔

۳۲۵ ہجری میں امور سلطنت درہم برہم ہو گئے۔شہروں پر اول تو باغی قابض ہو گئے اور پر کہیں کہیں حاکم قابض تھے وہاں سے بھی خراج بند ہوگیا،ہر طرف طوائف الملوکی پھیل گئی۔راضی کے ہاتھ میں سوائے بغداد اور اطراف بغداد کے کچھ نہ رہا اور اس پر طرہ یہ کہ ان کا نظم و نسق بھی راضی کے ہاتھ میں نہ تھا بلکہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا۔چونکہ اس وقت خلافت برائے نام رہ گئی تھی۔اس میں ضعف آگیا تھا ارکان دولت عباسیہ کا نام ہی نام باقی رہ گیا تھا۔قرامط اور مبتدعہ اقالیم پر قابض ہو گئے تھے تو امیر عبدالرحمن بن محمد اموی مروانی بادشاہ اسپین کی ہمت بڑھی اور اس نے کہا کہ سب سے زیادہ خلافت کا میں حقدار ہوں اور اس نے اپنا لقب امیر المومنین الناصر الدین اللہ مقرر کر لیا۔یہ شخص اکثر حصہ اندلس پر قابض تھا،نہایت صاحب ہیبت جہاد کرنے والا جہاد کا شوقین اور خوش سیرت واقع ہوا تھا۔اس نے بہت سے باغیوں کی جڑیں اکھیڑ دیں تھیں اور ستر قلعے فتح کیے تھے۔

یہ ایک عجیب زمانہ تھا کہ دنیا اسلام میں تین شخصوں نے دعویٰ خلافت کر کے اپنا لقب امیر المومنین کر رکھا تھا۔راضی باللہ عباسی نے بغداد میں،امیر عبدالرحمن نے اندلس میں،مہدی نے قیروان میں

۳۲۶ ہجری میں بحکم نے علی بن رائق پر حملہ کیا۔اس کی دہشت سے ابن رائق کہیں چھپ گیا۔بحکم بغداد میں داخل ہوگیا۔راضی نے اس کی بڑی عظمت و تکریم کی اس کا درجہ بلند کیا اور اس کو امیر الامراء کا خطاب دے کر بغداد اور خراسان کا امیر مقرر کر دیا۔

۳۲۷ ہجری میں ابو علی عمر بن یحییٰ العلوی نے اپنے دوست قرامطی کو لکھا کہ حاجیوں کا راستہ کھول دے اور ہر حاجی سے فی شتر پانچ دینار محصول لے کر حج کی اجازت دیدے چنانچہ اس نے اجازت دی اور لوگوں نے حج ادا کیا۔یہ پہلا سال ہے جس میں حاجیوں سے ٹیکس وصول کیا گیا۔

۳۲۸ ہجری میں دجلہ میں اتنا پانی چڑھا کہ انیس ہاتھ چڑھ آیا جس کی وجہ سے بغداد غرق ہوگیا، لوگ اور چوپائے ڈوب گئے مکانات منہدم ہو گئے۔

راضی کا وصال:

۳۲۹ ہجری میں راضی بیمار ہوا اور ماہ ربیع الاول میں بعمر اکتیس سال چھ ماہ انتقال کر گیا۔راضی باللہ نہایت سخی عقلمند ادیب شاعر فصیح علماء کو دوست رکھنے والا تھا،اس کے بہت اشعار مدون ہیں،حدیث شریف کی سماعت بغوی وغیرہ سے کی تھی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خطیب کہتے ہیں کہ راضی کے بہت زیادہ فضائل ہیں۔ منجملہ ان کے یہ کہ وہ آخری خلیفہ ہے جس کے اشعار مدون ہوئے۔ وہ آخری خلیفہ تھا جس نے فوج کی تنخواہوں کے متعلق قوانین مرتب کیے، وہ آخری خلیفہ گزرا ہے جس نے جمعہ میں خطبہ پڑھا۔ وہ آخری خلیفہ ہوا ہے جس نے اپنے ندیموں اور امراء کے ساتھ اجلاس کیا، اور وہ آخری خلیفہ ہے جس نے خلفاء متقدمین کی رسوم کے مطابق انعام تقسیم کیے۔ وہ آخری خلیفہ ہے جس نے قدماء کے مطابق اپنی ہیئت اور لباس مقرر کیا۔

اسکے چند اشعار حسب ذیل ہیں:

کل صفوا الی کدر کل امرا الی حذر
و المصیئر الشباب للموت فیه او الکبیر
اب فاغفر خطیئتی انت یا خیر من غفر

ترجمہ: "ہر ایک صفائی کا انجام کدورت ہے، ہر کام میں اندیشہ لگا ہوا ہے۔ شباب رجوع کرتا ہے موت یا بڑھاپے کی طرف سب سے اچھا واعظ بڑھاپا ہے جو انسان کو ڈراتا ہے۔ اے وہ شخص! جو فریب کاری میں متحیر اور سرگرداں رہتا ہے کہاں ہیں جو ہم سے پہلے تھے نہ خود رہے نہ ان کا کوئی نشان۔ الٰہی! میری خطاؤں کو بخش دیجئے، سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔"

ابوالحسن ابن زرقویہ ذکر کرتے ہیں کہ اسماعیل خطبی شب عید کو راضی کے پاس گئے۔ راضی نے ان سے کہا کہ اے اسماعیل! میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کل لوگوں کو عید کی نماز پڑھاؤں تو عید کی نماز پڑھانے کے بعد میں کیا دعا مانگوں۔ انہوں نے کہا کہ امیرالمومنین! قرآن پاک کی یہ آیت بطور دعا کے پڑھنا:

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ. (الاخر)

راضی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ میرے لیے یہ دعا بہت بہتر ہے۔ اس کے بعد چار سو دینار ایک غلام کو دے کر ان کے ساتھ کر دیا۔

راضی کے زمانہ خلافت میں ان حضرات علماء نے انتقال فرمایا:

"نفطویہ، ابن مجاہد المقری، ابن کاس حنفی، ابن ابی حاتم، مبرمان، ابن عبد ربہ صاحب العقد، اصطخری شیخ شافعیہ، ابن شنعبوذ، ابوبکر انباری و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔"

المتقی للہ ابواسحاق

المتقی للہ ابواسحاق ابراہیم بن مقتدر بن معتضد بن موفق طلحہ بن متوکل اپنے بھائی راضی کے مرنے کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا۔اس کی عمر تخت نشینی کے وقت چونتیس سال کی تھی ،اس کی ماں بھی ایک ام ولد تھی جس کا نام خلوب اور بقول بعض زہرہ تھا۔اس نے کسی بات میں کوئی تغیر وتبدل نہیں کیا، نہ اپنی کنیزوں سے کبھی فائدہ حاصل کیا، بہت زیادہ روزے رکھنے والا اور عبادت کرنے والا تھا۔اس نے کبھی نبیذ تک نہیں پی۔کہا کرتا تھا کہ مجھے قرآن شریف کے سوا کسی مصاحب وغیرہ کی ضرورت نہیں، چونکہ سلطنت کا نظم ونسق پہلے ہی بگڑ چکا تھا۔اس لیے تمام امور سلطنت ابوعبداللہ احمد بن علی الکوفی کاتب بحکم کے ہاتھ میں تھے اور متقی سوائے نام کے اور تدبیر میں کسی بات کا مختار نہیں تھا۔

سبز گنبد منہدم: اس کی تخت نشینی کے پہلے ہی سال میں سبز گنبد جو مدینۃ المنصور میں تھا، رات کو بارش اور کڑک میں گر پڑا۔یہ گنبد بغداد کا تاج سمجھا جاتا تھا اور چونکہ یہ منصور نے تعمیر کرایا تھا، اس لیے خلفاء بنی عباس میں تبرک مانا جاتا تھا۔اس کی اونچائی اسی گز کی تھی۔اس کے نیچے ایک ایوان تھا جو طول میں بیس گز مربع تھا۔اس کے اوپر ایک سوار کی تصویر بنی ہوئی تھی۔جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔اس کی خاصیت تھی کہ جس طرف سے دشمن آنے والا ہوتا تھا، اسی طرف اس کا بھی منہ پھر جاتا تھا۔اسی سال بحکم ترکی قتل ہوگیا۔اس کی بجائے امرۃ الامراء کورتگین دیلمی کو مقرر کیا گیا۔متقی نے بحکم کا تمام مال جو بغداد میں تھا، ضبط کرلیا جس کا تخمینہ دس لاکھ دینار سے زیادہ تھا۔اسی سال ابن رائق نے حملہ کردیا کورتگین اس کے مقابلہ کیلئے نکلا مگر کورتگین کو شکست ہوئی اور شرمندگی کے مارے کہیں چھپ گیا۔ابن رائق اس کی جگہ امیر الامراء ہوگیا۔

۳۳۰ ہجری میں بغداد میں اس قدر قحط ہوا کہ ایک بوری گیہوں کی قیمت تین سو سولہ دینار ہوگئی، اتنا سخت قحط ہوا کہ لوگوں نے مردار چیزیں تک کھالیں، اس سے پہلے بغداد میں اتنا سخت قحط کبھی نہیں پڑا تھا۔

اسی سال ابوالحسین علی بن محمد یزیدی نے حملہ کیا۔خلیفہ متقی اور ابن رائق دونوں مقابلہ کیلئے نکلے، مگر دونوں نے شکست کھائی اور موصل کی طرف بھاگ گئے۔بغداد اور دارالخلافہ میں لوٹ مار مچ گئی۔خلیفہ جس وقت تکریت میں پہنچا تو اس جگہ سیف الدولہ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن حمدان اور اس کا بھائی حسن ملا۔انہوں نے ابن رائق کو دھوکہ سے قتل کردیا گیا اور اس کی بجائے خلیفہ نے حسن بن حمدان کو مقرر کرکے اس کا لقب ناصر الدولہ رکھا اور ان دونوں سیف الدولہ اور ناصر الدولہ کو ہمراہ لے کر بغداد کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

طرف رخ کیا جس وقت یہ خبر یزیدی نے سنی تو وہ واسط کی طرف بھاگ گیا۔ ماہ ذوالقعدہ میں پھر خبر پہنچی کہ یزیدی بغداد پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس سے لوگوں میں سخت اضطراب پھیلا اور بغداد کے معزز لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ خلیفہ ناصر الدولہ کو لے کر باہر نکلا۔ سیف الدولہ نے بڑھ کر مدائن کے قریب یزیدی سے مقابلہ کیا۔ زور سے لڑائی ہوئی، آخر یزیدی شکست کھا کر بھاگا اور واسط میں جا کر دم لیا مگر سیف الدولہ نے بڑھ کر اس کو وہاں سے بھی نکال دیا اور اس کو چارو ناچار بصرہ جا کر رہنا پڑا۔

۳۳۱ ہجری میں رومیوں نے ارزن پر نصیبین وغیرہ کی طرف سے حملہ کر دیا۔ لوگوں کو قتل کیا، مارا پیٹا وہاں کے گرجا میں ایک رومال رکھا ہوا تھا جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا روئے مبارک اس سے پونچھا تھا اور آپ کی صورت پاک اس میں منقش ہوگئی تھی۔ انہوں نے اس کو طلب کیا، مسلمانوں نے رومال اس شرط پر دینا منظور کیا کہ اس کے عوض تمام قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے چنانچہ انہوں نے قیدی رہا کر دیئے اور وہ رومال انہیں دیدیا گیا۔ اسی سال سیف الدولہ پر واسط میں امراء چڑھ آئے۔ سیف الدولہ بریدمیں بھاگ کر چلا گیا۔ وہاں سے بغداد جانے کا ارادہ رکھتا تھا، ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے بھاگ جانے سے خوفزدہ ہو کر موصل چلا گیا تو رون واسط سے بغداد کی طرف چلا سیف الدولہ جو بغداد پہنچ چکا تھا۔ اس کے خوف سے موصل چلا گیا تو رون بماہ رمضان بغداد میں داخل ہو گیا۔ متقی نے اس کی بڑی خاطر مدارات کی اور اس کو امیر الامراء کا خطاب دیدیا، کچھ دنوں کے بعد خلفیہ اور تورون میں ان بن ہوگئی۔ تورون نے ابوجعفر شیرزاد کو واسط سے بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔ اس نے یہاں پہنچ کر بغداد کو اپنے تصرف اور قبضہ میں کر لیا۔ متقی نے ابن حمدان کو اپنی مدد کیلئے لکھا۔ وہ ایک لشکر عظیم لے کر خلیفہ کی مدد کو آپہنچا۔ ابن شیرزاد اس کے خوف سے کہیں چھپ گیا۔ متقی مع اپنے اہل کے تکریت چلا گیا۔ ناصر الدولہ ایک لشکر کثیر عربوں اور کردوں کا لے کر تورون کے مقابلہ کیلئے نکلا۔ عکبراء کے مقام پر معرکہ آرائی ہوئی۔ ابن حمدان مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور متقی کو ہمراہ لے کر موصل چلا گیا مگر تورون نے پھر راستہ میں حملہ کر دیا اور ابن حمدان اور متقی کو نصیبین کے قریب شکست دی۔ خلیفہ نے مجبور ہو کر اخشید والی مصر کو اپنی مدد کیلئے لکھا مگر خلیفہ کی اس حرکت سے بنو حمدان بگڑ گئے، اب خلیفہ نے تورون کو صلح کیلئے لکھا۔ اس نے مان لیا اور عہدو پیمان کے بعد صلح ہوگئی۔

یہاں یہ صلح کا قصہ درپیش تھا۔ ادھر خشید والی مصر جسے خلیفہ نے بلایا تھا، مصر سے چلا۔ راستہ میں معلوم ہوا کہ تورون سے صلح ہو چکی ہے۔ آخر رقہ میں خلفیہ سے ملاقات ہوئی۔ والی مصر نے عرض کیا: یا امیر المومنین! میں آپ کا غلام بلکہ غلام زادہ ہوں۔ آپ پر ترک اور ان کی شرارت اور غداری واضح ہو

ہی چکی ہے۔ بہتر ہے کہ آپ میرے ساتھ مصر تشریف لے چلیں. مصر پر آپ حکومت کریں اور اطمینان سے رہیں، لیکن متقی نے ایک نہ سنی۔ اخشید پھر مصر واپس چلا گیا۔

توروان کی غداری:

متقی رقہ سے ۴ محرم الحرام ۳۳۳ ہجری کو بغداد کی طرف چلا. تورون استقبال کیلئے نکلا. انبار وہیب کے درمیان دونوں کی ملاقات ہوئی تورون گھوڑے سے کود کر زمین چوم کے رکاب پکڑ کر ساتھ ہولیا۔ متقی نے بار بار سوار ہونے کو کہا مگر تورون نے نہ مانا اور اسی طرح سے ان خیموں تک جو خلیفہ کیلئے نصب کرائے گئے تھے ساتھ آیا متقی یہاں آ کر آرام بیٹھ گیا مگر تورون نے خود خلیفہ اور ابن مقلہ کو جو ان کے ساتھ تھے گرفتار کر لیا۔ خلیفہ کی آنکھیں نکلوا ڈالیں اور اس کو بغداد پہنچا دیا، یہاں اس سے انگوٹھی چادر اور چھڑی چھین لی گئی۔ تورون نے بغداد پہنچ کر عبداللہ بن مکتفی سے خلافت پر بیعت کر لی اور اس کا لقب مستکفی باللہ مقرر کر دیا۔ متقی نے بھی چارو ناچار علیحدہ ہو کر اس سے بیعت کر لی۔ یہ واقعہ ۲۰ محرم الحرام ۳۳۳ ہجری اور بقول بعض صفر میں واقع ہوا۔

جب قاہر کو اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے خوشی میں یہ اشعار کہے:

ترجمہ اشعار: ''میں اور ابراہیم دونوں بوڑھے اور اندھے ہو گئے۔ دونوں بوڑھوں کیلئے گوشہ تنہائی بہتر ہے تورون کی امارت ہمیشہ قائم رہی اور گرم سلائی ہمیشہ اس کی اطاعت کرتی رہے۔ یہ بھی کہا کہ ہم دو ہی اندھے ہوئے ہیں، تیسرے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ ایسا کمبخت اور منحوس تھا کہ کچھ دنوں کے بعد مستکفی بھی ان میں آ کر شامل ہوا۔

تورون پر پورا ایک سال نہیں گزرا تھا کہ مر گیا۔

متقی کا انتقال:

بیچارہ متقی ایک جزیرہ میں جو سندیہ کے قریب تھا قید کر دیا گیا اور پچیس برس قید رہ کر شعبان ۳۵۷ ہجری میں اس قید ہستی سے رہا ہو گیا۔

متقی کے زمانہ میں ایک واقعہ یہ ہے کہ حمدی ایک چور تھا جس وقت ابن شیرزاد نے بغداد پر اپنا قبضہ کیا تو اس پر پچیس ہزار دینار ماہانہ بطور ٹیکس مقرر کر دیئے۔ یہ شخص لوگوں کے گھروں میں مشعل اور چراغ لے کر جایا کرتا تھا، چہ دلاورست وزدے کہ بکف چراغ دارد، پوری طرح اس پر صادق آتا تھا، چاندنی میں مال لوٹ لیا کرتا تھا۔ اس کو ریح دیلمی اس وقت بغداد کا کوتوال تھا، اس نے اس کو ۳۳۲ ہجری میں پکڑ لیا اور کوڑے مار دیئے۔

متقی کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل علماء نے وفات پائی:

''ابو یعقوب نہر جوری خلیفہ حضرت جنید بغدادی۔ قاضی ابو عبداللہ محاملی، ابو بکر فرغانی

صوفی۔ حافظ ابو العباس بن عقدہ۔ ابن ولاد نحوی و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

المستکفی باللہ ابو القاسم

المستکفی باللہ ابو القاسم عبداللہ بن مکتفی بن معتضد! اس کی ماں ایک ام ولد تھی۔ جس کا نام املح الناس تھا۔ متقی کی علیحدگی کے بعد صفر ۳۳۳ ہجری میں بعمر اکتالیس سال اس سے بیعت کی گئی۔ تورون اسی کے زمانہ میں مرگیا تورون کے ساتھ جو ابو جعفر بن شیرزاد تھا۔ اس کو سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی اور فوج سے عہد و پیمان لے لیا۔ خلیفہ نے اس کو خلعت عطا کیا۔ اس کے بعد احمد بن بویہ بغداد پہنچا۔ ابن شیرزاد کہیں چھپ گیا۔ ابو بویہ بلا روک ٹوک دارالخلافہ میں چلا آیا اور خلیفہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ خلیفہ نے اس کو خلعت عطا کی اور معز الدولہ کا خطاب دیدیا۔ اسی کے ساتھ اس کے بھائی علی کو عماد الدولہ کا اور تیسرے بھائی حسن کو رکن الدولہ کا خطاب دیدیا۔ ان خطابات کو سکوں پر مسکوک کرادیا گیا۔ مستکفی نے اس دوران میں اپنا لقب امام الحق رکھ لیا اور اس کو بھی ضرب کرادیا۔

معز الدولہ چند روز کے بعد امور سلطنت پر بہت حاوی ہوگیا اور مستکفی کو پانچ ہزار درہم روزانہ وظیفہ مقرر کرکے اس کو گوشہ تنہائی میں بٹھادیا۔ دیلمیوں میں سب سے پہلا نائب السلطنت عراق ہوا ہے، اسی نے سب سے اول محصل خراج مقرر کیے اسی نے کشتی لڑنے اور تیراکی کا شوق پیدا کیا، ان کو انعامات دیئے حتی کہ نوجوانانِ بغداد اس میں قدر منہمک ہوئے اور کمال حاصل کیا کہ تیراک ایک ہاتھ پر انگیٹھی اور اس پر دیگچی رکھے ہوئے تیرتا جاتا تھا اور گوشت بھونتا جاتا تھا۔

چند روز کے بعد معز الدولہ مستکفی سے کچھ بدگمان ہوگیا اور ایک روز جمادی الآخر ۳۳۴ ہجری میں جب وہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور اعیان سلطنت اپنے اپنے مرتبوں کھڑے ہوئے تھے۔ دیلم کے دو شخص خلیفہ کی طرف بڑھے، خلیفہ نے یہ دیکھ کر خیال کیا کہ یہ دونوں دست بوسی کرنا چاہتے ہیں۔ اس غرض سے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا، ان دونوں نے خلیفہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت سے زمین پر گرادیا اور اسی کے عمامہ سے باندھ لیا۔ دیلمیوں نے دارالخلافہ پر حملہ کردیا اور حرم خلافت کو اس قدر لوٹا کہ بالکل صاف کردیا۔ معز الدولہ اپنے گھر چلا گیا۔ مستکفی کو باندھ کر اس کے گھر تک لے گئے اور علیحدہ ہونے کو کہا۔ دونوں آنکھیں نکلواڈالیں۔ اس وقت اس کی خلافت کو ایک سال چار مہینے ہوئے تھے۔ فضل بن مقتدر کو لا کر اس سے لوگوں نے بیعت کرلی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

مستکفی کا انتقال: مستکفی نے چار و ناچار خلافت کا چارج اس کے سپرد کر دیا۔ پھر مستکفی قید کر دیا گیا اور ۳۳۸ ہجری میں بعمر چھیالیس سال جیل خانہ ہی میں مر گیا۔ مستکفی کے متعلق مشہور تھا کہ وہ شیعہ ہے۔

المطیع للہ ابو القاسم

المطیع باللہ ابو القاسم الفضل بن مقتدر بن معتضد ایک ام ولد مشغلہ نامی کے پیٹ سے ۳۰۱ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور مستکفی کی علیحدگی کے بعد جمادی الآخر ۳۳۴ ہجری میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ معز الدولہ نے اس کے خرچ کیلئے سو دینار روزانہ کا وظیفہ مقرر کیا۔

اس کی خلافت کے سال اول میں اس قدر بغداد میں گرانی ہوئی کہ لوگ مردار تک اور لید تک کھا گئے، بہت سے راستوں پر بھوک کے مارے مر گئے، بہت سے لوگوں نے کتے کاٹ کاٹ کر کھالیے۔ باغ اور زمین روٹیوں کے عوض میں بیچ ڈالے۔ مسکینوں کے پاس چھوٹے چھوٹے بھونے ہوئے بچے پائے گئے، گویا لوگ بچوں کو بھون بھون کر کھا گئے۔ معز الدولہ کیلئے ایک بوری آٹے کی بیس ہزار درہم میں خریدی گئی۔ دمشق میں ایک بوری کا نرخ انیس قنطار تھا۔

اسی سال معز والدولہ اور ناصر الدولہ کی آپس میں چھڑ گئی۔ معز الدولہ میدان میں نکلا تو اس کے ساتھ مطیع بھی تھا، اور جب میدان سے لوٹا جب بھی مطیع بطور قیدی کے ہمراہ تھا۔ اسی سال اخشید والی مصر انتقال کر گیا۔ اس کا اصل نام محمد بن طغج فرغانی تھا۔ اخشید کے معنی شہنشاہ کے ہیں، تمام بادشاہان فرغان کا یہ لقب ہے جیسا کہ بادشاہان طبرستان کا اصبہند جرجان کا صول ترکوں کا خاقان، اشروسنہ کا افسین، سمرقند کا سامان لقب ہوتا ہے۔ اخشید نہایت شجاع اور مہیب تھا، قاہر کے زمانہ سے مصر کا حاکم مقرر ہوا تھا۔ اس کے آٹھ ہزار غلام تھے، ملک کافور کا بھی یہ آقا تھا۔ اسی سال عبیدی جو والی مغرب تھا۔ وہ بھی مر گیا۔ اس کے بجائے اس کا بیٹا اور ولی عہد منصور باللہ اسماعیل مقرر ہوا۔ قائم اپنے باپ سے زیادہ زندیق اور ملعون تھا۔ انبیاء علیہم السلام کی شان میں اس نے گالیاں دلوائیں تھیں۔ علماء کو قتل کرایا تھا۔

۳۳۵ ہجری میں معز الدولہ نے مطیع سے از سر نو عہد و پیمان لیا اور اس پر سے پہرہ ختم کر کے دار الخلافہ میں آنے کی اجازت دی۔ ۳۳۵ ہجری میں معز الدولہ نے دربار خلافت میں درخواست کی کہ کاروبار سلطنت میں اس کے بھائی علی بن بویہ الملقب بعماد الدولہ کو اس کے ساتھ شامل کر دیا جائے اور اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ عماد الدولہ ہی مقرر کیا جائے۔ مطیع نے اس کی درخواست منظور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کرلی مگر عماد الدولہ کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ اسی سال میں انتقال کرگیا۔ مطیع نے اس کے بھائی رکن الدولہ کو معز الدولہ کا مددگار بنادیا۔

حجر اسود کی تنصیب:

۳۳۹ ہجری میں حجر اسود کو اپنی جگہ رکھا گیا اور اسکے گرد ایک چاندی کا حلقہ بنادیا گیا۔ جس کا وزن سات ہزار سات سو ستر درہم اور نصف درہم تھا۔

محمد بن نافع خزاعی کہتے ہیں کہ حجر اسود کو نصب کرنے سے قبل میں نے بڑے غور سے دیکھا، اس کے سرے پر سیاہی تھی۔ باقی تمام سفید تھا۔ اس کا طول بقدر ایک ہاتھ کے تھا۔

ایک شیطان صفت قوم کا ظہور:

۳۴۱ ہجری میں ایک قوم ظاہر ہوئی جو تناسخ کی قائل تھی چنانچہ ان میں ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میرے اندر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی روح حلول کر آئی ہے۔ اس کی بیوی نے دعویٰ کیا تھا کہ میرے اندر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح نے حلول کیا ہے۔ ایک دوسرے شخص کا دعویٰ تھا کہ میرے اندر حضرت جبریل علیہ السلام کی روح ہے۔ لوگوں نے اول تو انہیں بہت مارا پیٹا مگر پھر بعد میں ان کو اس غرض سے چھوڑ دیا کہ وہ اپنے آپ کو اہل بیت سے منسوب کرتے تھے۔ معز الدولہ چونکہ اہل بیت کا بہت زیادہ عقیدت مند تھا، اس لیے لوگوں کو ان کے چھوڑ دینے کے متعلق کہنے لگا اور ان سے تعارض نہ کیا۔ دراصل یہ سب کچھ معز الدولہ مردود کے اشارے پر ہوا تھا۔ اسی سال منصور عبیدہ والی مغرب شہر منصوریہ میں جس کو خود اس نے ہی آباد کیا تھا، انتقال کرگیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا اور ولی عہد سعد جس کا لقب معز الدین تھا بادشاہ ہوا اور اس نے قاہرہ آباد کیا۔ منصور نیک طبیعت شخص تھا۔ اس کے باپ کے وقت میں جو مظالم ہوئے تھے اس کی تلافی کیا کرتا تھا۔ لوگ اس کو دوست رکھتے تھے، اس کے بیٹے سعد کی بھی نیک طبیعت واقع ہوئی تھی۔ ملک مغرب اس کے تصرف اور قبضہ میں پوری طرح آگیا تھا۔

۳۴۳ ہجری میں والی خراسان نے اپنے یہاں سب سے اول مطیع کے نام کا خطبہ پڑھوادیا، جو آج تک کبھی وہاں نہیں پڑھا گیا تھا۔ مطیع نے یہ خبر سن کر ایک پرچم اور خلعت اس کو عطا فرمایا۔

زلزلے اور دیگر تباہ کاریاں:

۳۴۴ ہجری میں مصر میں ایک سخت زلزلہ آیا جس کی وجہ سے بہت سے مکانات منہدم ہوگئے۔ تین ساعت برابر زلزلہ رہا، لوگوں نے بارگاہ خداوندی میں نہایت تضرع وزاری سے دعائیں مانگیں۔

۳۴۶ ہجری میں سمندر اسی ہاتھ اتر گیا۔ اس میں پہاڑ اور جزیرہ اور ایسی ایسی چیزیں نظر آنے لگیں جو کبھی پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ رے اور اس کے اطراف میں سخت زلزلہ آیا، شہر طالقان زمین میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دھنس گیا۔اس کے باشندوں میں سے کل تیس شخص بچے باقی سب مر گئے۔مضافات رے میں ڈیڑھ سو گاؤں زمین میں اتر گئے۔حلوان کا اکثر حصہ دھنس گیا۔مردوں کی ہڈیاں زمین سے باہر نکل پڑیں، چشمے جاری ہو گئے۔رے میں ایک پہاڑ ٹوٹ گیا،ایک گاؤں ہوا میں آدھے دن معلق لٹک گیا، پھر گر کر دھنس گیا،جگہ جگہ سے زمین پھٹ گئی،شگاف پڑ گئے،ان میں سے سڑا ہوا پانی نکلا۔بعض میں سے محض دھواں نکل پڑا۔(ابن جوزی نے اسی طرح اس کو بیان کیا ہے۔)

۳۴۷ ہجری میں قم،حلوان اور پہاڑوں میں پھر زلزلہ آیا جس کی وجہ سے بہت سی مخلوق مر گئی۔ اس کے بعد ٹیڑ (ٹڈی) آئی اور دنیا میں پھیل گئی،غلوں اور درختوں کو صاف کر گئی۔

۳۵۰ ہجری میں شہر بغداد کے اندر معزالدولہ نے ایک بہت بڑا محل بنوایا،اس کی بنیادیں چھتیس ہاتھ نیچی رکھوائیں۔اسی سال ابوالعباس عبداللہ بن حسن بن شوارب کو عہدہ قضا سپرد کر دیا گیا، جس وقت یہ معزالدولہ کے دربار سے خلعت لے کر رخصت ہوئے تو ان کے آگے باجا بجایا جا رہا تھا۔ ایک فوج اردلی میں تھی،انہوں نے وعدہ بذریعہ تحریر کیا تھا کہ دو لاکھ درہم سالانہ معزالدولہ کے خزانہ میں داخل کیا کروں گا۔مطیع نے ان کو قاضی بنانے اور یہ شرط لکھانے سے منع کیا تھا مگر اس کی کون سنتا تھا،اس کا بس فقط اتنا تھا کہ ابوالعباس کو اپنے سامنے کچھ نہیں آنے دیا اور چونکہ سلطنت عباسیہ ہر طرح کمزور ہو چکی تھی۔اس لیے دیوانی اور پولیس کے اختیارات معزالدولہ کے پاس رہے۔اسی سال رومیوں نے جزیرہ افریطش پر قبضہ کر لیا جو ۲۳۰ ہجری سے مسلمانوں کے قبضہ میں چلا آیا تھا۔اسی سال والی اندلس الناصر لدین اللہ نے انتقال کیا اور اس کی جگہ تخت پر اس کا بیٹا حاکم بیٹھا۔

صحابہ کرام کو سب وشتم:

۳۵۱ ہجری میں شیعوں نے مسجد کے دروازوں پر لکھ دیا کہ (نعوذ باللہ من ھذا الکفر۔ مترجم) حق باغ فدک غصب کر لیا،اس پر لعنت اس پر لعنت ہو جس شخص نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق باغ فدک غصب کر لیا اس پر لعنت ہو۔ جس نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ مدفون ہونے دیا اس پر لعنت ہو۔جس نے ابوذر کو نکالا اس پر لعنت ہو۔ان لعینوں کی تحریریں راتوں رات مٹا دی گئیں۔صبح معزالدولہ نے پھر لکھوانے کا ارادہ کیا مگر وزیر مہلبی نے کہا کہ اس کی جگہ یہ لکھوانا چاہیے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظالموں پر خدا لعنت کرے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر صاف صاف لعنت لکھنے کو کہا چنانچہ لکھوا دیا گیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

یوم عاشورا کو نئی بدعت کی ایجاد: ۳۵۲ ہجری میں عاشورا کے روز معز الدولہ نے بازار بند کروائے۔طباخیوں (باورچیوں) کو کھانا پکانے سے منع کرایا۔ بازار میں لکڑی کے گنبد نصب کرا کر اس پر ایک کپڑا ڈلوا دیا۔عورتیں بال کھولے اور اپنے منہ پر طمانچے مارتی ہوئی امام حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم کرتیں شارع عام پر نکلیں ۔ یہ بغداد میں پہلا دن تھا جس میں یہ بدعت کی گئی۔اس کے بعد کئی برس تک جاری رہی۔اسی سال ۱۲ ذوالحجہ کو عید غدیر خم ایک دھوم دھام سے منائی گئی اور باجے بجائے گئے۔

عجیب وغریب جڑواں بہن بھائی: اسی سال ایک طریق (سردار) نے ملک آرمینیہ سے دو لڑکے جو آپس میں جڑے ہوئے تھے،ناصر الدولہ ابن حمدان کے پاس بھیجے،ان کی عمر پچیس سال کی تھی،ان کا پہلو جڑا ہوا تھا۔گویا کمر ایک تھی پیٹ ناف معدہ دو دو تھے،بھوک پیاس اور پیشاب کا وقت الگ الگ تھا۔دونوں کے دو دو ہاتھ ران پیر اور حلیل تھے،ان میں سے ایک کا میلان عورتوں کی طرف اور دوسرے کا مردوں کی طرف تھا۔(اسی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں ایک مرد اور ایک عورت تھی) ایک ان میں سے مر گیا،دوسرا زندہ رہا، مردے میں سے بدبو آنے لگی تو ناصر الدولہ نے اطباء کو جمع کر کے مردے کو زندہ سے علیحدہ کرنا چاہا مگر نہ ہوسکا۔مردے کی بدبو کی وجہ سے دوسرا بھی مریض ہو کر مر گیا۔

۳۵۳ ہجری میں سیف الدولہ کیلئے ایک اتنا اونچا خیمہ بنایا گیا جس کی وجہ چوبیں پچاس ہاتھ لمبی تھیں۔

۳۵۴ ہجری میں معز الدولہ کی ہمشیرہ کا انتقال ہوگیا۔مطیع تعزیت اور جنازہ میں شریک ہونے کیلئے معز الدولہ کے گھر پر گیا۔معز الدولہ یہ خبر سن کر گھر سے باہر آیا اور تین مرتبہ زمین چوم کر جنازہ میں شریک ہونے کی تکلیف سے منع کیا۔خلیفہ اپنے گھر پر لوٹ آیا۔اسی سال ملک یعقوب بادشاہ روم نے شہر قیساریہ مسلمانوں کے شہروں کے قریب آباد کیا۔

رافضیوں کی حکومت: ۳۵۶ ہجری میں معز الدولہ کا انتقال ہوگیا۔اس کے بجائے اس کا بیٹا بختیار مقرر کیا گیا اور اس کو عزالدولہ کا خطاب دیا گیا۔

۳۵۷ ہجری میں دمشق پر قرامطی قابض ہوگئے اور ہر شخص کو مصر اور شام سے حج کیلئے جانے سے روک دیا،پھر مصر پر قبضہ کرنا چاہا مگر بنو عبید آئے اور ان سے پہلے قابض ہوگئے اب شیعوں کی سلطنت اقلیم مغرب،مصر،عراق پر قائم ہوگئی چونکہ مصر میں کافور اخشیدی کے مرنے کے بعد بدانتظامی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLIA ISLAMIA ACADEMY

پھیل گئی تھی۔لشکر کو تنخواہیں نہ ملتی تھیں۔اس لیے لوگوں نے معز کو لکھا کہ تم آجاؤ۔اس نے اپنے غلام جوہر کو ایک لاکھ فوج دے کر روانہ کر دیا۔وہ اس پر جا کر قابض ہوگیا اور جس جگہ آج کل قاہرہ ہے وہاں جا کر اترا۔معز کیلئے ایک دارالامارت بنوایا جو اس وقت قصرین کے نام سے مشہور ہے۔بنی عباس کا نام خطبوں میں سے نکال دیا۔سیاہ کپڑے کا پہننا بند ہوگیا۔خطیبوں کو سفید کپڑے پہننے کے متعلق حکم ہوا۔ خطبوں میں ان الفاظ کے پڑھنے کا حکم دیا گیا:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَعَلٰی فَاطِمَۃِ الْبُتُوْلِ وَعَلَی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ سِبْطِ الرَّسُوْلِ وَصَلِّ عَلَی الْاَئِمَّۃِ اٰبَاءِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُعِزِّ بِاللّٰہِ۔"

یہ تمام واقعات شعبان ۳۵۸ ہجری میں وقوع پذیر ہوئے۔ربیع الآخر ۳۵۹ ہجری میں اذان کے اندر مصر میں "حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ" کا اضافہ کیا گیا اور جامع ازہر کی تعمیر شروع ہوئی جو رمضان المبارک ۳۶۱ ہجری میں پوری ہوگئی۔اسی سال یعنی ۳۵۹ ہجری میں عراق میں ایک اتنا بڑا ستارہ ٹوٹا کہ جس کی روشنی دنیا میں پھیل گئی حتیٰ کہ شعاع آفتاب کے مثل ہوگئی۔ستارہ ٹوٹنے کے بعد ایک سخت گرج کی آواز آئی۔

۳۶۰ ہجری میں اذان کے اندر "حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ" دمشق میں بھی جعفر بن فلاح نائب دمشق کے حکم سے زیادہ کیا گیا اور کسی کو اس کی مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔

۳۶۲ ہجری میں سلطان بختیار (عزالدولہ) نے مطیع پر ٹیکس لگا دیا۔مطیع نے کہا کہ میرے لیے خطبہ کے سوا کیا رہا ہے اگر تم یہی چاہتے ہو تو میں گوشہ نشینی اختیار کیے لیتا ہوں اور اس کو بھی چھوڑ دوں۔ عزالدولہ نے مطیع پر سختی کی تو مطیع نے اپنا اثاث البیت چار لاکھ درہم میں فروخت کر کے ٹیکس ادا کیا، لوگوں کی زبان پر مشہور ہوگیا کہ خلیفہ پر بھی ٹیکس لگ گیا۔

غلام کے قتل پر شہر کو آگ لگادی:

اسی سال بغداد میں عزالدولہ کا ایک غلام قتل ہوگیا۔وزیر ابوالفضل شیرازی نے اس کے بدلہ میں تمام شہر میں ایک طرف سے آگ لگوادی۔نہایت زور سے آگ لگی۔بہت سے گھر مال اور آدمی آگ کی نظر ہوگئے حتیٰ کہ یہ وزیر بھی نہ بچا اور جل مرا۔(خدا اس پر رحم نہ کرے) ایسی آگ بغداد میں کبھی نہیں لگی تھی۔اسی سال رمضان المبارک میں المعز باللہ اپنے آباؤ اجداد کے تابوت لے کر مصر پہنچ گیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

قاضی کا عہدہ اور شرائط نامہ: ۳۶۳ ہجری میں ابوالحسن محمد بن ام شیبان ہاشمی کو مطیع نے عہدہ قضا سپرد کیا حالانکہ انہوں نے انکار بھی کیا۔ مطیع نے ان سے بہت سی شرطیں لکھوائیں۔ منجملہ ان کے یہ کہ عمدۂ قضا کی تنخواہ نہ لیں گے۔ کسی کی خلعت نہ قبول کریں گے۔ خلاف شرع کسی کی سفارش نہ سنیں گے۔ ان کے کاتب کیلئے تین سو درہم ماہانہ اور حاجب کیلئے ڈیڑھ سو درہم تنخواہ مقرر ہوئی۔ تعمیل احکام کرنے والے کیلئے سو درہم اور خزانچی اور سر دفتر کے سات سو درہم ماہوار مقرر ہوئے جو فرمان تقرری اس پر موقع پر لکھا گیا وہ حسب ذیل ہے۔

عبداللہ الفضل المطیع للہ امیر المومنین اس تحریر کے بموجب محمد بن صالح ہاشمی کو تقرر عہدہ قضا کے وقت اہل مدینۃ السلام، مدینۃ المنصور، مدینۃ الشرقیہ جانب شرق اور جانب غرب کوفہ اور وہ مقامات جن کو فرات سیراب کرتی ہے اور واسط، کرخی، اور جن کو دجلہ سیراب کرتا ہے۔ وہ مقامات خراسان، حلوان، قرسین، دیار مصر، دیار بیعہ، دیار بکر، موصل حرمین شریفین، یمن، دمشق حمص، جند قنسرین، عوام، مصر، اسکندریہ، جند فلسطین، اردن اور کل وہ تمام علاقہ جات جو عباسین کے تحت تصرف میں ہیں، اس امر میں پابند اور مقرر کرتے ہیں کہ وہ کل ان ممالک کے عاملوں، حاکموں اور قاضیوں کے قاضی القضاۃ کا کام کریں گے۔ حکام کے حالات معلوم کیا کریں گے اور ممالک محروسہ کے حکام کا جائزہ لیا کریں گے۔ تمام نواحی اور امصار مملکت کے طریقوں پر نظر رکھیں گے، ان کو اگر ضرورت ہوگی تو تنبیہ کرتے رہیں گے، ان کے عیوب پر چشم نمائی سے کام لیا کریں گے تاکہ خاص و عام دونوں میں احتیاط باقی رہے اور دین سلام کے موافق قضیے فیصل ہوں، ہر جگہ نیک نیتی رہے، ایسے شخصوں کو حاکم مقرر کیا کریں گے جو دیانتدار اور صاحب امانت ہوں، ان کی نیکی ظاہر ہو۔ پرہیزگاری میں سب سے مقدم ہوں، شریعت کے پابند ہوں تقویٰ سے موصوف ہوں، صاحب علم ہوں، عقلمند ہوں، میلے کپڑے نہ پہنتے ہوں، سفید ستھرا لباس رکھتے ہوں، لباس کیطرح دل کے بھی صاف ہوں، عالم ہونے کے ساتھ معاملات دنیا سے بھی پوری واقفیت رکھتے ہوں، عقبیٰ کی سلامتی کو جانتے ہوں، رب کریم سے ڈرتے ہوں کیونکہ اللہ سے ڈرنا ہی ایک پوری پوری ڈھال ہے، وہ خود بھی اپنے معاملہ میں کتاب اللہ پر عمل پیرا ہوں اور ہر کام میں اسی کے موافق فیصلہ دیتے ہوں، سنت رسول اللہ ﷺ ان کی راہبر ہو، اجماع امت کی رعایت کرتے ہوں، ائمہ راشدین کی اقتدار کرتے ہوں، کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع سے جو ثابت نہ ہو اس میں اجتہاد سے کام لیتے ہوں، فریقین کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہوں، انصاف اور عدل سے کام کرتے ہوں حتی کہ غریب ان کے ظلم سے ڈرنا چھوڑ دیں اور امیر ان کا رجحان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اپنی طرف نہ دیکھیں وغیرہ وغیرہ۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ خلفاء سابقین کا یہ دستور اور آئین تھا کہ جس کو وہ قاضی مقرر کرتے تھے وہ دارالسلطنت میں مقیم رہتا تھا۔ وہی تمام ممالک محروسہ اور اقالیم مملوکہ کے قاضیوں اور حاکموں کا افسر ہوتا تھا، پھر یہ اپنی طرف سے جسے چاہتا تھا نائب بنا کر دیگر ممالک میں بھیج دیتا تھا اور یہ نائب ہر جگہ روانہ کیے جاتے تھے، اسی لیے اس کا لقب قاضی القضاۃ ہوتا تھا اور دوسرا کوئی شخص اس لقب کے ساتھ ملقب نہیں ہوسکتا تھا اور اس کے سوا نائبوں کو قاضی کہا جاتا تھا، یا قاضی فلاں شہر کہہ کر پکارے جاتے تھے مگر اب ایک ایک شہر میں چار چار قاضی القضاۃ ہیں چاہے ان کے ماتحت ایک بھی قاضی نہ ہو۔ پہلے قاضی القضاۃ کی حکومت اتنی وسیع ہوتی تھی کہ وہ بادشاہ پر بھی حاکم ہوتا تھا اور اب رعایا پر بھی اچھی طرح حاکم نہیں ہوتا۔

مطیع پر فالج کا حملہ:

اسی سال یعنی ۳۶۳ ہجری میں مطیع پر فالج گر پڑا۔ اس کی زبان بھاری پڑگئی۔ عزالدولہ نے اپنے حاجب سبکتگین کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ وہ خود کو علیحدہ کرکے اپنے بیٹے الطائع اللہ کو کاروبار خلافت سپرد کردے، اس نے ایسا ہی کیا اور ۲۳ ذوالقعدہ ۳۲۳ ہجری بروز چہارشنبہ الطائع للہ کو خلیفہ بنا دیا۔ مطیع کی مدت خلافت انتیس سال چند ماہ ہیں۔ اس کے بعد قاضی بن ام شیبان نے اس کی علیحدگی کا حکم دیا، علیحدگی کے بعد اس کا لقب شیخ الفاضل ہوگیا۔

سلطنت بنوعباسیہ کی تباہ حالی:

ذہبی کہتے ہیں کہ مطیع اور اس کا بیٹا بنی بویہ کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی یا شاہ شطرنج تھے، مقتضی للہ تک ضعف کی یہی حالت رہی۔ مقتضی للہ نے کچھ درستی کی برخلاف اس کے مصر میں بنی عبید رافضیوں کی سلطنت خوب مضبوط ہوتی رہی بلکہ ان کی سلطنت کی وہی حالت ہوگئی جیسی کبھی بنوعباس کی تھی۔

مطیع کا انتقال:

مطیع اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر واسط کی طرف چلا گیا اور محرم ۳۶۴ ہجری میں انتقال کرگیا۔

ابن شاہین کا قول ہے کہ جہاں تک میری تحقیق ہے۔ مطیع نے اپنی مرضی سے ہی بیعت کو علیحدہ کیا تھا۔ خطیب کہتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے کہ جس وقت آدمی کے دوست مرجاتے ہیں تو وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔

مطیع کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

”خرقی شیخ حنابلہ، ابوبکر شبلی صوفی، ابن قاضی امام شافعیہ ابورجاء، اسوانی، ابوبکر صولی، ہثیم بن

کلیب الشاشی . ابوالطیب الصعلوکی . ابوجعفر انحاس النحوی . ابونصر فارابی . ابواسحاق المروزی امام الشافعیہ . ابوالقاسم الزجاجی النحوی کرخی شیخ حنفیہ . دینوری صاحب المجالسہ . ابوبکرضبعی . قاضی ابوالقاسم التنوخی . ابن حداد صاحب الفروع . ابوعلی بن ابوہریرہ ازکبائر شافعیہ . ابوعمرزاہد . مسعودی صاحب مردج الذہب . ابن درستویہ . ابوعلی طبری . فاکہی صاحب تاریخ مکہ . متنبی شاعر . ابن حبان صاحب الصحیح . ابن شعبان امام مالکیہ اور ابوعلی القالی . علامہ ابوالفراج صاحب الاغانی اور دیگر حضرات ۔

الطائع اللہ ابوبکر

الطائع اللہ ابوبکر عبدالکریم بن المطیع اس کی ماں ایک ام ولد ہزار نامی تھی ۔ جس وقت یہ اپنے باپ کی جگہ تخت خلافت پر بیٹھا اس وقت اس کی عمر تینتالیس سال کی تھی ۔ خلافت سپرد ہونے کے دوسرے روز چادر خلافت اوڑھ کر سوار ہو کر نکلا لشکر ساتھ ساتھ تھا ۔ سبکتگین کو دوسرے روز خلعت اور پرچم اور نصر الدولہ کا خطاب عنایت ہوا ، وہ اس وقت سامنے چلتا تھا ۔ کچھ دنوں کے بعد عزالدولہ اور سبکتگین میں ان بن ہوگئی ، سبکتگین نے ترکوں کو اپنے ساتھ ملالیا اور عزالدولہ سے خوب دل کھول کر لڑا ۔ اسی سال یعنی ۳۶۳ ہجری میں حرمین شریفین کے اندر المعزالعبیدی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا ۔

۳۶۴ ہجری میں سبکتگین کے مقابلہ میں عضدالدولہ ، عزالدولہ کی مدد کو بغداد آیا مگر بغداد میں آکر خود عضدالدولہ کو بغداد ایسا پسند آیا کہ خود یہاں اپنی وجاہت قائم کرنے لگا ، فوج ولشکر کو انعام واکرام دے کر اپنا کرلیا ، تمام لشکر عزالدولہ پر حملہ کر دیا ، وہ بے چارہ دروازہ بند کر کے گھر میں گھس گیا ۔ عضدالدولہ نے طائف کی طرف سے طائع کے ممالک محروسہ میں فرامین لکھ بھیجے کہ عضدالدولہ نائب السلطنت مقرر ہوگیا ہے ۔ اس وجہ سے طائع اور عضدالدولہ میں اختلاف ہوگیا ہے ، چونکہ عضدالدولہ قابو یافتہ تھا ۔ اس لیے طائع کا نام خطبوں میں سے خارج کرادیا اور ۲۰ جمادی الاخری ۳۶۴ ہجری سے لے کر ۱۰ (دس) رجب المرجب تک خطبوں میں طائع کا نام کسی جگہ نہیں پڑھا گیا ۔

روافض کی یلغار: اسی سال اور اس کے بعد کے سالوں میں روافض کا بہت زوروشور ہوگیا ۔ مصر ، شام ، مشرق ، مغرب میں اتنا زور بندھا کہ نماز تراویح کی بندش عبیدی کی خاطر سے ہوگئی کہ نماز تراویح کہیں نہ پڑھی جائے ۔

۳۶۵ ہجری میں رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے ممالک مقبوضہ اپنی اولاد میں تقسیم کر دیئے ، چنانچہ عضدالدولہ کے حصہ میں فارس ، کرمان اور موئدالدولہ ، کے حصے میں رے ، اصفہان اور فخرالدولہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کے حصے میں ہمدان، دینور آئے۔

اسی سال رجب المرجب میں مجلس حکم نے عزالدولہ کے گھر میں اجلاس کیا۔ قاضی القضاۃ بن معروف بھی جلیس تھے۔ انہوں نے حکم دیا کہ عزالدولہ سے التماس کی جائے کہ وہ اس مجلس حکم کو آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ کس طرح فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اسی سال عزالدولہ اور عضد الدولہ کی آپس میں جنگ ہوگئی۔ عزالدولہ کا ایک ترکی غلام اس لڑائی میں قید ہوگیا جس کی وجہ سے عزالدولہ کو سخت صدمہ پہنچا۔ اس کی یاد میں اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ شوقیہ اشعار پڑھتا تھا۔ باہر نکلنا چھوڑ دیا، رونے کے سوا دوسرا کام نہ تھا، حتیٰ کہ اجلاس کرنا بھی چھوڑ دیا اور عضد الدولہ کو لکھا کہ وہ غلام واپس کر دیا جائے اور بہت تضرع اور زاری لکھی۔ لوگوں نے اس پر مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ عضد الدولہ نے کچھ پرواہ نہ کی اور صاف انکار کر دیا۔ آخر عزالدولہ نے اس غلام کے عوض دو کنیزیں جن میں سے ایک کنیز ایک لاکھ دینار میں خریدی گئی تھی بھیجیں اور قاصد سے کہہ دیا کہ تو مختار ہے جو کچھ عضد الدولہ اس غلام کے بدلہ میں مانگے، اسے فوراً دیدینا۔ مجھے منظور ہے، خواہ مجھے دنیا بھر کو ہی چھوڑنا پڑے۔ آخر کار عضد الدولہ نے وہ غلام واپس کر دیا۔

اسی سال کوفہ میں بجائے عزالدولہ کے عضد الدولہ کا نام پڑھا جانے لگا۔ اسی سال المعزلدین اللہ عبیدی والی مصر مرگیا۔ اس کے بجائے اس کا بیٹا نزار ملقب بہ عزیز بادشاہ ہوا۔ خاندان عبید میں یہ پہلا شخص تھا جو بطور میراث مصر پر بادشاہ ہوا تھا۔

۳۶۶ ہجری میں المستنصر باللہ الحکم بن ناصرلدین اللہ اموی بادشاہ اندلس (اسپین) کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا المؤید باللہ ہشام تخت سلطنت پر بیٹھا۔

عضد الدولہ کی ولی عہدی:

۳۶۷ ہجری میں عزالدولہ اور عضد الدولہ کی پھر جنگ ہوگئی۔ اس لڑائی میں عضد الدولہ فتح یاب ہوگیا اور عزالدولہ گرفتار ہو کر قتل کر دیا گیا۔ طائع باللہ نے عضد الدولہ کو خلعت عطا فرمایا اور ایک تاج مکلل بجواہر اور کنگن مرحمت فرمائے، خود اپنے ہاتھ سے اس کے گلے میں تلوار حمائل کی، دو جھنڈے دیئے جن میں ایک چاندی کا تھا جو امراء کو بطور اعزاز کے دیا جایا کرتا تھا، دوسرا سونے کا تھا جو ولی عہدوں کیلئے مخصوص تھا اور آج تک سوائے عضد الدولہ کے کسی کو نہیں دیا گیا تھا۔ ایک عہدنامہ ولی عہد اس کیلئے مرتب کیا گیا اور وہ تمام حاضرین مجلس کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا جس کو سن کر حاضرین مجلس نے نہایت تعجب کیا کیونکہ آج تک یہی دستور چلا آتا تھا کہ ولی عہد خلیفہ وقت کا بیٹا یا قریبی رشتہ دار ہی ہوا کرتا تھا۔ وہ عہدنامہ عضد الدولہ کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سپرد کرتے وقت طائع نے کہا کہ یہ میرا عہد ہے اسی کے موافق عمل کرنا۔

۳۶۸ ہجری میں طائع کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ صبح اور مغرب اور عشاء کے وقت عضد الدولہ کے گھر پر نوبت بجا کرے اور منبروں پر خطیب خطبوں میں عضد الدولہ کا نام پڑھا کریں۔ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ وہ باتیں ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ نوبت کی اجازت تو کبھی ولی عہدوں کو بھی نہیں ملتی تھیں۔ ایک مرتبہ معز الدولہ نے چاہا تھا کہ مدینۃ السلام میں نوبت بجوائے اس کی مطیع سے اجازت چاہی تھی مگر مطیع نے فوراً انکار کر دیا تھا اور اجازت نہیں دی تھی، جتنا کچھ عضد الدولہ کو دیا گیا اور اس کے ساتھ بارگاہِ خلافت سے مراعات ہوگئیں۔ صرف اس لیے کہ امر خلافت کمزور اور اس میں ضعف ہوتا چلا گیا۔

۳۶۹ ہجری میں عزیز والی مصر کا ایلچی بغداد آیا اور طائع سے عضد الدولہ کی سفارش کی اور کہا کہ آپ عضد الدولہ کو اس بات کی اجازت دیں وہ القاب میں تاج الملت کا لقب اور زیادہ کرے اور اس کو تاج پہننے کی اجازت دی جائے اور خلعت کی تجدید کی جائے۔ ان تمام سفارشات کو طائع اللہ نے قبول کرلیا۔ طائع ایک تخت پر بیٹھا سو آدمی تلواریں لے کر اس کے ارد گرد کھڑے ہوئے پوری زینت کی گئی، سامنے خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن پاک رکھا چادر شریف مونڈھے پر ڈالی عصا ہاتھ میں لیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار مبارک حمائل کی گئی، عضد الدولہ کے بھیجے ہوئے پردے ڈال دیئے گئے تاکہ کوئی لشکر کا آدمی عضد الدولہ سے قبل طائع کو نہ دیکھ سکے ترک اور دیلمی خالی ہاتھ بغیر ہتھیار لگائے داخل ہوئے۔ دونوں طرف روسا اور اعیان سلطنت کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد عضد الدولہ کی طلبی ہوئی جس وقت وہ آیا پردے اٹھائے گئے۔ عضد الدولہ نے زمین خدمت چومی اور سرداران لشکر اور زیادتی افواج کو دیکھ کر ڈر گیا۔ یہ دیکھ کر طائع نے کہا: کیوں جھجکتے ہو، کیا خدا کی شان نظر نہیں آتی؟ عضد الدولہ نے کہا واقعی آپ خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں، پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور سات مرتبہ زمین کو بوسہ دیا۔ طائع نے کہا کہ آگے آؤ، عضد الدولہ آگے بڑھا اور طائع کی پابوسی ادا کی۔ طائع نے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا مگر عضد الدولہ کی ہمت نہ ہوئی کہ کرسی پر بیٹھ جائے۔ طائع نے باصرار کہا اور عضد الدولہ انکار کرتا رہا۔ آخر طائع نے قسم دی اور عضد الدولہ کو جرأت ہوئی۔ اول اس نے کرسی کو بوسہ دیا پھر اس پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے اس سے کہا: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے امور رعیت بخشے ہیں اور جو کچھ شرق سے غرب تک میرے ممالک محروسہ میں ہے، اس کا تمہیں مختار کل کرتا ہوں اور سوائے اپنی ذات خاص اور اسباب خاصہ کے تمہیں اختیار کا کل دیتا ہوں۔ کیا تم اس کو قبول کرتے ہو۔

عضدالدولہ نے کہا کہ میں نے اپنے مولا امیرالمومنین کی اطاعت کی۔اللہ تعالیٰ توفیق بخشے اور اس میں میری اعانت فرمائے۔میں اسے قبول کرتا ہوں۔اس کے بعد عضدالدولہ کو خلعت پہنایا گیا اور دربار برخاست ہو گیا۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں ذرا اس خلیفہ کو دیکھو کہ کس طرح امر خلافت کو ضعف پہنچایا ہے، جتنی اس خلیفہ کے وقت میں خلافت ضعیف ہوئی، اتنی کبھی کسی خلیفہ کے زمانہ میں ضعیف اور کمزور نہیں ہوئی تھی اور جتنی تقویت نائب السلطنت عضدالدولہ کو اس وقت ہوئی کبھی کسی نائب السلطنت کو نہیں ہوئی تھی اور میرے (امام سیوطیؒ کے) زمانہ (نویں اور دسویں صدی ہجری) میں تو اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ نائب السلطنت کو خود خلیفہ آکر شروع ماہ میں مبارک اور تہنیت پیش کرتا ہے۔اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ نائب السلطنت ہی صدر اجلاس میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور پھر خلیفہ آتا ہے تو صرف سلطان اپنی جگہ سے اتر کر اس کو لاتا ہے تو دونوں ایک ہی ساتھ ادنیٰ مرتبہ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں اور معمولی لوگوں کی طرح خلیفہ اٹھ کر چلا جاتا۔نائب سلطان برابر صدر اجلاس میں بیٹھا رہتا ہے،کسی کو مطلق پرواہ نہیں ہوتی۔

مجھ سے ایک مرتبہ ایک شخص نے بیان کیا تھا کہ جس وقت نائب السلطنت اشرف برسبائی آمد کی طرف اپنے دشمنوں کے مقابلے کیلئے چلا ہے تو خلیفہ بطور حاجیوں کے اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ہیبت اور عظمت جتنی کچھ تھی، وہ سب نائب السلطنت کی تھی۔خلیفہ کی حیثیت محض ایک رئیس کی سی تھی جو نائب سلطان کی خدمت کیلئے ساتھ ہو لیا ہو۔

۳۷۰ ہجری میں عضدالدولہ ہمدان سے بغداد آیا۔طائع نے اس کا استقبال کیا حالانکہ یہ کبھی آج تک نہیں ہوا تھا کہ خلیفہ کسی کے استقبال کیلئے نکلا ہو۔البتہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مطیع، معزالدولہ کی لڑکی کی تعزیت کیلئے ضرور گیا تھا۔معزالدولہ نے اس کی عزت کی تھی اور زمین خدمت چومی تھی۔طائع کے زمانہ میں یہ ہوا کہ عضدالدولہ نے طائع کے پاس قاصد بلانے کو بھیجا۔طائع فوراً کھڑا ہو گیا، تاخیر کرنے کی جرأت نہ کی۔

۳۷۶ ہجری میں عضدالدولہ کا انتقال ہو گیا۔خلیفہ نے اس کی بجائے اس کے بیٹے صمصام الدولہ کو شمس الملت کا خطاب دے کر مقرر کر دیا اور سات خلعتیں اور ایک تاج اور دو جھنڈے عطا کیے۔۳۷۳ ہجری میں موئدالدولہ، عضدالدولہ کا بھائی مر گیا۔

۳۷۵ ہجری میں صمصام الدولہ کا ارادہ ہوا کہ ریشمی اور سوتی کپڑے پر جو بغداد اور اس کے اطراف میں بنے جاتے ہیں۔ٹیکس لگا دے جس میں قریب دس لاکھ درہم سالانہ کی آمدنی کی توقع تھی یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سن کر لوگ جامع مسجد منصور میں جمع ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ ہم جمعہ کی نماز نہیں پڑھنے دیں گے اور ایک فتنہ برپا کر دیا۔ صمصام الدولہ کو مجبوراً اس ارادہ سے باز رہنا پڑا۔

۳۷۷ ہجری میں صمصام الدولہ پر اس کے بھائی شرف الدولہ نے حملہ کر دیا۔ صمصام الدولہ کو شکست ہوئی۔ شرف الدولہ نے صمصام الدولہ کی آنکھیں نکلوا ڈالیں۔ تمام فوج کا میلان شرف الدولہ کی طرف ہو گیا جس وقت یہ بغداد میں داخل ہوا تو طائع نے شہر سے باہر نکل کر مبارکباد دی اور اس کو نائب السلطنت بنا کر ایک تاج عنایت کیا اور عہد نامہ لکھ کر خود شرف الدولہ کے سامنے پڑھوایا اور خود سنتا رہا۔

۳۷۸ ہجری میں شرف الدولہ نے مامون کی طرح کا ایک رسدگاہ (جس میں ستاروں کی چال معلوم کیا کرتے ہیں۔) بنوایا۔ اسی سال بغداد میں قحط پڑ گیا جس کی وجہ سے بہت سے سپاہی ہلاک ہو گئے۔ بصرہ میں سخت گرمی پڑی اور لو چلی، پھر خوفناک آندھی آئی، جس کی وجہ سے دجلہ کا پانی اس قدر خشک ہو گیا کہ زمین نظر آنے لگی، بہت سی کشتیاں ڈوب گئیں، ایک چھوٹی کشتی کچھ جانوروں کو لیے جا رہی تھی، وہ اس قدر اڑی کہ کئی دن بعد نظر آئی۔

۳۷۹ ہجری میں شرف الدولہ مر گیا اور ابونصر اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام کر گیا۔ طائع اس کے گھر پر تعزیت کیلئے گیا۔ ابونصر نے چند مرتبہ زمین خدمت چومی پھر ابونصر، طائع کے پاس آیا اور طائع نے اعیان سلطنت کی موجودگی میں اسے ہفت خلعت جس میں سب سے اعلیٰ درجہ کی سیاہ عبا اور سیاہ عمامہ تھا عطا کیں گلے میں گلوبند اور ہاتھ میں کنگن پہنائے، حاجب تلواریں لیے ہوئے سامنے چلے اور ابونصر نے زمین خدمت چومی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ عہد نامہ پڑھا گیا۔ طائع نے اس کا خطاب بہاء الدولہ ضیاء الملت مقرر کیا۔

طائع کی گرفتاری اور دستبرداری:

۳۸۱ ہجری میں طائع کو بہاء الدولہ نے گرفتار کر لیا۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے بہاء الدولہ کے ایک خواص کو گرفتار کر لیا تھا۔ خلیفہ سائبان میں تلوار حمائل کیے ہوئے بیٹھا تھا کہ بہاء الدولہ آیا اور زمین خدمت چوم کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں بہاء الدولہ کے آدمی آ گئے اور طائع کو تخت سے گھسیٹ کر نیچے گرا دیا۔ دیلمی جو کثرت سے آ گئے تھے انہوں نے خود کو اسی کے کپڑوں سے باندھ کر دارالسلطنت میں پہنچا دیا۔ اس واقعہ سے تمام شہر کانپ اٹھا۔ بہاء الدولہ نے طائع کو لکھا کہ خود کو علیحدہ کر کے اپنے بیٹے قادر باللہ کو سلطنت سپرد کر دے۔ اس تحریر پر تمام اکابر اور اشراف سلطنت کے دستخط تھے۔

یہ واقعہ ۱۹ شعبان ۳۸۱ ہجری کو ہوا۔ قادر باللہ اس وقت بطیحہ میں تھا، اس کو بلا بھیجا اور اس سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بیعت کرلی۔طائع قادر باللہ کے یہاں اچھی طرح نہایت تعظیم وتکریم سے رہتا رہا۔ایک مرتبہ اس کے پاس ایک معمولی روشنی کا چراغ بھیج دیا تھا۔جس کا اس نے انکار کیا پھر اس وقت سے اس کے پاس پوری پوری روشنی کا چراغ پہنچتا رہا۔

طائع اللہ کا انتقال:

شب عید الفطر ۳۹۳ ہجری میں اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر سفر آخرت کر گیا۔ قادر باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔اس کے دوست خدام وا کا بر اس کے ساتھ ہو کر منزل مقصود تک پہنچا آئے۔شریف رضی نے اس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ لکھا۔طائع آل ابی طالب سے بہت زیادہ منحرف تھا۔اس کے زمانہ میں لوگوں کے دلوں سے بالکل ہیبت اٹھ گئی تھی حتی کہ شعراء نے اس کی ہجو لکھی تھی۔

اس کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا:

"حافظ ابن سنی، ابن عدی، قفال کبیر، سیرانی نحوی، ابوسہل صعلوکی، ابو بکر رازی حنفی، ابن خانویہ، زہری امام اللغت، ابو ابراہیم فارابی صاحب دیوان الادب، رفاء شاعر، ابو زید المروزی الشافعی، دارکی، ابو بکر ابہری شیخ المالکیہ، ابو اللیث سمرقندی امام الحنفیہ ابو علی الفارسی نحوی، ابن جلاب مالکی رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔"

القادر باللہ ابو العباس

القادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحاق بن مقتدر یہ بادشاہ ایک ام ولد موسومہ بہ تمنی کے پیٹ سے ۳۳۶ھ میں پیدا ہوا اور طائع کی علیحدگی کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا۔

الطائع للہ کی علیحدگی کے وقت چونکہ یہ موجود نہیں تھا۔دس رمضان المبارک کو بغداد پہنچا اور گیارہ (۱۱) رمضان کو مجلس عام کے سامنے تخت پر بیٹھا شعراء نے اس کے سامنے قصائد تہنیت پڑھے شریف رضی شاعر کہتا ہے (ترجمہ شعر) اے بنی عباس خلافت کی شرافت کو آج پھر ابو العباس نے زندہ کر دیا ہے اس صاحب قوت کو زمانہ ایک اتفاق کے ساتھ قائم رکھے۔

خطیب کہتے ہیں کہ قادر باللہ نہایت دیانتدار اور صاحب سیاست تھا ہمیشہ تہجد ادا کیا کرتا تھا صدقہ اور خیرات بہت کرتا تھا حسن طریقت میں بہت مشہور تھا۔فقہ میں علامہ ابی بشر ہروی شافعی کا شاگرد تھا ایک کتاب "فضائل صحابہ، تکفیر معتزلہ، قائلین خلق قرآن" میں لکھی تھی جو ہر جمعہ کو محدثین کے سامنے جامع مسجد مہدی میں پڑھی جایا کرتی تھی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ شوال سنہ اول تخت نشینی میں ایک مجلس عظیم منعقد کی گئی جس میں قادر باللہ اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بہاء الدولہ نے دونوں نے آپس میں وفاداری کی قسمیں کھائیں اور قادر نے سوائے اپنے گھر کے تمام سلطنت اس کے سپرد کر دی۔

اسی سال والی مکہ ابو الفتوح الحسن بن جعفر علوی نے لوگوں سے اپنی بیعت لے لی اور راشد باللہ اپنا لقب اختیار کر لیا۔ خلافت اس کے سپرد ہوگئی اور مکہ معظمہ سے بادشاہ کی سلطنت اٹھ گئی مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابو الفتوح میں ضعف آگیا اور عزیز عبیدی کی اطاعت پھر قبول کر لی۔

۳۸۲ھ میں وزیر ابو نصر سابور اروشیر نے کرخ میں ایک مکان بنوا کر اس کو آباد کیا دار العلم اس کا نام رکھا اس میں ایک کتب خانہ قائم کیا کتابیں خرید کر اس میں رکھیں اور ان سب کو علماء کے لیے وقف کر دیا۔

۳۸۴ھ میں عراقی حج کو گئے تھے وہ راستے میں سے ہی واپس آگئے۔ کیونکہ اصیفر الاعرابی نے بلاٹیکس کے ان کو جانے سے روک دیا تھا اسی طرح اہل شام اور اہل یمن بھی واپس ہو گئے تھے البتہ اہل مصر نے حج کیا تھا۔

۳۸۷ھ میں سلطان فخر الدولہ مرگیا اور اس کے قائم مقام اس کا بیٹا رستم جس کی عمر کل چار برس کی تھی رے وغیرہ کا حاکم مقرر ہوا اس کا لقب قادر نے مجد الدولہ تجویز کیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ یہ بات نہایت عجیب وغریب ہے کہ ۳۸۷ھ میں صرف ایک سال میں نو بادشاہ فوت ہو گئے منجملہ ان کے، منصور بن نوح بادشاہ ماوراء النہر، فخر الدولہ والی رے وجبال، عزیز عبید صاحب مصر بھی تھے۔ ابو منصور عبد الملک شاعر نے ان نو بادشاہوں کے متعلق مرثیہ بھی لکھا ہے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ عزیز صاحب مصر ۳۸۶ھ میں انتقال کر گیا اس نے اپنے والد کی فتوحات میں حمص حماۃ، حلب کا اضافہ کیا۔ موصل اور یمن میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور ان ممالک میں اس کے نام کا سکہ بھی تیار ہوا۔ جھنڈے پر اس کا نام لکھا گیا اس کے انتقال کے بعد اس کی جگہ اس کا بیٹا منصور بیٹھا اور اپنا لقب الحاکم بامر اللہ مقرر کیا۔

حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کی محبت میں قتل:

۳۹۰ھ میں سجستان میں ایک سونے کی کان برآمد ہوئی لوگ وہاں کی مٹی کو صاف کر کے سونا نکالتے تھے ۳۹۳ھ میں نائب دمشق اسود الحاکمی نے علامہ مغربی کو پکڑوا کر ایک گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرائی اور منادی آگے آگے ندا کرتا جاتا تھا کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) و (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) سے محبت رکھے تشہیر کے بعد ان کو قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کے قاتل اور اس کے بادشاہ حاکم کو قیامت کے دن نہایت ہی رسوا کرے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۳۹۴ھ میں تشریف ابواحمد حسین بن موسیٰ موسوی کو بہاء الدولہ نے قاضی القضاۃ بنایا اور اسی کے ساتھ امیر الحاج منصف حج وغیرہ کا عہدہ بھی سپرد کیا اور ان کی ماتحتی میں شیراز تک علاقہ کر دیا مگر چونکہ القادر باللہ نے ان کو منظور نہ کیا اس لیے انہوں نے اپنے عہدہ کے متعلق کام نہیں کیا۔

صحابہ پر سب وشتم: ۳۹۵ھ میں حاکم نے مصر میں ایک علماء کبار کی جماعت کو قتل کر ڈالا۔ مسجدوں کے دروازوں اور عام راستوں پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں لکھوائیں حکام کو حکم دیا کہ صحابہ کو گالیاں دلوائی جائیں کتے پالنے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ فقاع (ایک قسم کا شربت یا شراب غیر نشہ آور ہے) اور ملوخیار (ایک دوا ہے جس کو جنازی بتاتی اور بقول بعض سفید مرد بولتے ہیں) کو باطل قرار دیا اور اس مچھلی کو جس پر چھلکا نہ ہو کھانے سے منع کر دیا اور منع کرنے کے بعد جس شخص نے اسے فروخت کیا اس کو قتل کر ڈالا۔

۳۹۶ھ میں حاکم نے مصر اور حرمین شریفین میں حکم دیا کہ جس جگہ میرا نام لیا جائے بازار ہو یا جلسہ عام سننے والا ادب اور تعظیم کے لیے کھڑا ہو جایا کرے اور سجدہ کیا کرے۔

شیعہ سنی فسادات: ۳۹۸ھ میں بغداد کے اندر شیعہ سنیوں میں فساد ہو گیا فساد نے اتنا طول کھینچا کہ قریب تھا کہ شیخ ابو حامد اسفرائنی قتل ہو جائیں۔ رافضیوں نے بغداد میں یا حاکم یا منصور کہہ کر چیخنا شروع کیا۔ قادر باللہ کو غصہ آیا اس نے اس فساد کو رفع کیا اور جو فوجی سوار قادر کے دروازہ پر موجود تھے ان کو اہل سنت کی مدد کے لیے روانہ کیا جنہوں نے شیعوں کی سرکوبی کر دی۔

گرجے گرانے کا حکم اور بعد میں تعمیر: اسی سال حاکم نے قمامہ کے گرجا کو جو بیت المقدس میں تھا گروا دیا۔ مصر کے تمام گرجاؤں کو اس کے ساتھ گرا دینے کا حکم دیا نصاریٰ کے متعلق احکام جاری کیے کہ وہ اپنی گردنوں میں ایک ہاتھ لمبی اور پانچ رطل مصری وزنی صلیب لٹکائے رکھیں۔ یہودیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی گردنوں میں قرامی لکڑی صلیب کی ہموزن لٹکائے رکھیں سیاہ عمامے باندھیں یہ دیکھ کر بہت سے یہودی اور عیسائی مسلمان ہو گئے کچھ دنوں بعد پھر ان احکام کو منسوخ کر دیا اور گرجے بنانے کی اجازت دے دی اور جو لوگ مجبوراً مسلمان ہوئے تھے ان کو ان کے دین میں جانے کا حکم دیا۔

۳۹۹ھ میں ابوعمرو قاضی بصرہ علیحدہ کر دیئے گئے اور ان کی جگہ قاضی ابوالحسن بن ابی شوارب مقرر کیے گئے۔

اسی سال سلطان بنی امیہ کی اندلس میں سلطنت کمزور ہو گئی اور ان کا نظام جاتا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۴۰۰ھ میں دجلہ میں پانی اتنا کم ہوگیا کہ کبھی نہ ہوا تھا جو جزیرے ظاہر ہوئے تھے اور کرایہ پر دیئے گئے۔

۴۰۲ھ میں حکم نے تر کھجور اور انگور کی فروخت بند کر دی اور بہت سے انگور کے درخت برباد کر دیئے۔

۴۰۴ھ میں رات یا دن میں عورتوں کو راستوں میں نکالنے سے ممانعت کر دی اور یہ حکم اس کے مرنے تک بحال رہا۔

۴۱۱ھ میں حاکم مصر کے علاقہ میں موضع حلوان کے اندر قتل کر دیا گیا اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، اس کے بعد اس کی جگہ اس کا بیٹا علی بیٹھا اور اپنا لقب اس نے الظاہر لاعزاز دین اللہ مقرر کیا انہیں دنوں سے اس کی سلطنت کمزور ہوگئی اور حدود سلطنت سے حلب اور اکثر شام نکل گیا۔

القادر کا انتقال:

۴۲۲ھ میں القادر باللہ شب دوشنبہ ۱۱ ذوالحجہ کو بعمر ستاسی سال اکتالیس برس تین ماہ حکومت کرکے انتقال کر گیا۔

اس کے زمانہ حکومت میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا:

ابو احمد عسکری ادیب، رمانی نحوی، ابو الحسن ماسرجسی شیخ شافعیہ، ابو عبداللہ المرزبانی، صاحب بن عباد وزیر موید الدولہ (یہی ہے جس نے وزراء میں سب سے پہلے صاحب کا لقب حاصل کیا تھا) مشہور محدث دارقطنی الحافظ، ابن شاہین، ابو بکر اودی امام شافعیہ، یوسف ابن سیرانی، ابن رولاق المصری، ابن ابی زید المالکی شیخ المالکیہ، ابو طالب مکی صاحب قوت القلوب، ابن بطتہ الحنبلی، ابن شمعون واعظ، خطائی اللغوی، اودی ابوبکر، زاہر سرخسی شیخ الشافعیہ، ابن غلبون المقرئی، کشمینی راوی الصحیح البخاری، معانی بن زکریا النہروانی، ابن خویز منداد، ابن جنی، جوہری صاحب الصحاح، ابن فارس صاحب المجمل، ابن مندۃ الحافظ اسماعیل شیخ الشافعیہ، اصبغ بن الفرج شیخ المالکیہ، بدیع الزمان (جس نے سب سے پہلے مقامات مرتب کیے) ابن لال، ابن ابی زمنین، ابو حیان التوحیدی، الواد شاعر، الہروی صاحب الفریبین، ابو الفتح البستی شاعر، حلیمی شیخ الشافعیہ، ابن الفارض، ابو الحسن القالبسی، قاضی ابوبکر باقلانی، ابو طیب صعلوکی، ابن اکفانی، ابن نباتہ صاحب الخطیب، صمیری شیخ الشافعیہ، حاکم صاحب مستدرک، ابن کج، شیخ ابو حامد الاسفرائنی، ابن فورک، شریف الرضی، ابوبکر الرازی صاحب الالقاب، حافظ عبدالغنی بن سعید ابن مردویہ، ہبتہ اللہ بن سلامۃ (نابینا) صاحب تفسیر ابو عبدالرحمن سلمیٰ شیخ الصوفیہ، ابن البواب صاحب الخط، عبدالجبار المعتزلی، محاملی امام الشافعیہ، ابوبکر القفال شیخ الشافعیہ، استاد ابو اسحاق الاسفرائنی اللالکائی ابن الفحد عالم اندلس، علی بن عیسیٰ ربعی نحوی ودیگر اشخاص۔

امام ذہبی کہتے ہیں کہ اس کے زمانہ میں حسب ذیل حضرات بھی تھے۔ سرتاج مذہب اشعریہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ابو اسحاق الاسفرائنی ۔ سرتاج معتزلہ قاضی عبد الجبار ۔ سرتاج رافضہ شیخ المفید ۔ سرتاج کرامیہ محمد بن الہصیم ۔ سرتاج القراء ابو الحسن حمامی ۔ سرتاج المحدثین حافظ عبدالغنی بن سعید ۔ سرتاج الصوفیہ ابو عبدالرحمن سلمی ۔ سرتاج الشعراء ابوعمر بن دراج المجودین ابن ابواب ۔ سرتاج الملوک سلطان محمود بن سبکتگین ۔ اور میرے نزدیک اس فہرست میں یہ لوگ بھی زیادہ کرنے چاہئیں ۔ سرتاج الزنادقہ حاکم بامراللہ ۔ سرتاج اللغویین جوہری سرتاج نحویان ابن جنی ۔ سرتاج بلغاء بدیع ۔ سرتاج خطباء ابن نباتہ ۔ سرتاج المفسرین ابو القاسم بن حبیب نیشاپوری ۔ سرتاج الخلفاء قادر باللہ ۔ اس واسطے کہ وہ بھی بہت بڑا فقیہ اور صاحب تصنیف تھا اس کی نسبت یہ کہہ دینا کافی ہے کہ شیخ تقی الدین بن صلاح نے اس کو فقہاء شافعیہ سے شمار کیا ہے اور اس طبقہ فقہا ہی میں ذکر کیا ہے ۔ علاوہ یہ کہ اس کی سلطنت بہت زیادہ رہی ہے ۔

القائم بامر اللہ ابو جعفر

القائم بامر اللہ ابوجعفر عبداللہ بن القادر باللہ، ۱۵ ذیقعدہ ۳۹۱ھ کو ایک اومینی ام ولد موسومہ بدر الدجی (وبقول بعض قطر الندا) کے شکم سے پیدا ہوا یہ اپنے والد ہی کی زندگی میں ولیعہد تھا اس کے والد نے ہی اسے قائم بامراللہ کا خطاب دیا تھا اس کے باپ کے مرنے کے بعد ۴۲۲ھ میں خلافت اس کے سپرد کر دی گئی ۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ القائم بامراللہ نہایت خوبصورت ملیح، متقی، عابد، زاہد، عالم خدا پر بھروسہ رکھنے والا بہت خیرات کرنے والا صابر، اعلیٰ درجہ کا ادیب، خوشخط، عادل، محسن، حاجتیں پوری کرنے والا تھا ۔ جس شخص نے جو کچھ مانگا کبھی کسی کو محروم نہیں رکھا ۔

بساسیری کا ظلم وستم: خطیب کہتے ہیں کہ ۴۵۰ھ کے زغنہ تک جو اس پر ہوا یہ باعزت قائم رہا ۔ زغنہ کا سبب یہ ہوا کہ ارسلان ترکی بساسیری کی عظمت اور عزت بہت زیادہ ہو گئی تھی اور اس کا مدمقابل چونکہ کوئی شخص نہیں تھا اس لیے اس کی شان اور وقعت اور بھی زیادہ ترقی کر گئی تھی اس کا ذکر ہر شخص کی زبان پر جاری تھا عربی اور عجمی سب اس سے ڈرتے تھے منبروں پر اس کے لیے دعائیں مانگی جاتی تھیں (کہ اس کے چنگل سے نجات ملے) لوگوں کا مال لوٹتا تھا ۔ گاؤں خراب کر دیتے تھے قائم چونکہ مرعوب تھا اس لیے کوئی چارہ کار نہیں تھا اول تو وہ قائم سے اچھی طرح رہا مگر بعد میں کچھ بدگمان ہو گیا اس نے دارالخلافت کے لوٹنے اور خلیفہ کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کر لیا یہ دیکھ کر خلیفہ نے ابو طالب محمد بن مکیال سلطان غز المعروف بہ طغرل بک سے مدد چاہی جو رے میں حاکم تھا اس

کے آنے تک بساسیری کے گھر میں آگ لگا دی طغرل بک ۴۴۷ھ میں مدد کے لیے آپہنچا بساسیری رحبہ کی طرف بھاگ گیا وہاں اس سے بہت ترک آملے پھر اس نے والی مصر کو لکھا اس نے مال سے اس کی امداد کی پھر تیال طغرل بک کے بھائی کو اس نے اپنی مدد کو لکھا اور اس کو اس بات کا لالچ دیا کہ اگر میری فتح ہوگئی تو میں تجھے طغرل بک کی بجائے منصب عطا کر دوں گا تیال نے اس لالچ میں آکر اپنے بھائی طغرل بک پر حملہ کر دیا بساسیری اب باطمینان تمام ۴۵۰ھ میں بغداد چلا آیا اس کے ساتھ جھنڈے مصر یہ بھی تھے خلیفہ نے باہر نکل کر اس کا مقابلہ کیا جامع مسجد منصور میں والی مصر المستنصر کا خطبہ پڑھا جانے لگا اذان میں ''حی علی خیر العمل'' زیادہ ہوگیا اس کے بعد خلیفہ قائم بامر اللہ کی خاص مسجد کے علاوہ تمام جگہ اس کے نام کا خطبہ شروع ہوگیا۔ لڑائی نے ایک مہینے کا طول کھینچا۔ آخر ذوالحجہ میں بساسیری نے خلیفہ کو گرفتار کر کے غانہ لیجا کر اس کو وہاں قید کر دیا۔

ادھر طغرل بک نے اپنے بھائی پر فتح پائی اور اسے قتل کر دیا پھر غانہ کے متولی کو لکھا کہ خلیفہ کو رہا کر کے باعزت تمام دارالخلافہ میں پہنچا دے چنانچہ اس نے خلیفہ کو رہا کر دیا اور خلیفہ ۵ ذیقعدہ ۴۵۱ھ میں اپنے گھر پر پہنچ گیا۔ جس وقت خلیفہ دارالخلافت میں داخل ہوا ہے تو نہایت بزرگی اور احتشام کے ساتھ تھا۔ امراء اور حاجبین اس کے جلو میں تھے طغرل بک نے ایک لشکر تیار کر کے بساسیری پر فوج کشی کر دی اور اس پر فتح پا کر قتل کر دیا اور سر کاٹ کر بغداد بھیج دیا۔

جس وقت قائم بامر اللہ لوٹ کر دارالخلافہ میں آیا ہے اس نے مصلے پر سونا اختیار کر لیا دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نمازیں پڑھتا رہتا تھا جس نے اس کو تکلیف پہنچائی تھی اس کو معاف کر دیا جس جس نے اس کے گھر سے کچھ لوٹا تھا وہ بغیر قیمت کے واپس نہیں لیا اور یہ کہا کہ ان سب چیزوں کا ثواب مجھے اللہ تعالیٰ سے لینا ہے۔ تکیہ پر بھر کبھی سر نہ رکھا۔

کہتے ہیں کہ جب اس کا گھر لوٹا گیا تھا تو کوئی چیز لہو ولعب کی اس کے مکان سے برآمد نہیں ہوئی تھی جو اس کی دینداری کی ایک اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے۔

روایت کرتے ہیں کہ جس وقت اس کو بساسیری نے قید کر دیا تو اس نے یہ دعا لکھ کر مکہ معظمہ میں بھیج کر کعبہ شریف کے دروازہ پر آویزاں کرا دی تھی۔

بندۂ مسکین کی طرف سے اللہ العظیم کی بارگاہ میں۔ رب العالمین! تو بھیدوں کے جاننے والا ہے دلوں کا حال تجھ پر خوب روشن ہے۔ مولیٰ کریم! تو علم میں غنی ہے اور اپنی مخلوق کا حال پوری طرح جانتا ہے۔ مولیٰ کریم! اس بندے نے تیری نعمتوں کا کفران کیا تھا شکر نعمت نہیں بجالایا تھا برے نتیجوں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سے ناامید ہوگیا تھا موت کو بھول گیا تھا تیرے حکم کی تعمیل سے قاصر رہا حتی کہ ہم پر ایک باغی مسلط ہوگیا ہمارے ساتھ اس نے دشمنی کی۔ مولیٰ کریم! نصرت اور مدد کم ہوگئی۔ ظلم غالب ہوگیا۔ مولیٰ کریم! تو ہر چیز پر مطلع ہے تو عالم اور منصف ہے حاکم ہے تجھ ہی سے ہم فریاد کرتے ہیں۔ تجھ ہی کی طرف بھاگتے ہیں۔ تجھ ہی سے پناہ مانگتے ہیں۔ مولیٰ کریم! تیری مخلوق نے مجھ پر غلبہ کیا ہے میں تجھ ہی سے فریاد کرتا ہوں تجھ ہی کو انصاف سونپتا ہوں تو ہم سے ظلمات کے پردے اٹھا دے اور اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دے، ہم میں انصاف کر، تو ہی خیر الحاکمین ہے:

۴۲۸ھ میں الظاہر عبیدی والی مصر مر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا المستنصر ہفت سالہ قائم ہوا اس نے آٹھ برس اور چار مہینہ حکومت کی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اتنی مدت کسی خلیفہ یا بادشاہ نے حکومت نہیں کی اس کی دوران حکومت میں مصر کے اندر ایسا قحط پڑا جس کی نظیر سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے اور کسی زمانہ میں نہیں ملتی یہ قحط سات سال تک رہا بعض لوگوں نے دوسرے لوگوں کو کاٹ کاٹ کر کھالیا ایک ایک روٹی پچاس پچاس دینار میں فروخت ہوگئی۔

۴۴۳ھ میں معز بن نادیس نے خطبوں سے عبیدیوں کا نام ملک مغرب میں نکلوا دیا اور وہاں بنو عباس کا نام پڑھا جانے لگا۔

سلطان ابراہیم اور والی خراسان میں جنگ:

۴۵۱ھ میں سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود بن سبکتگین بادشاہ غزنی (افغانستان) اور سلطان جعفری بک بن سلجوق طغرل بک کے بھائی والی خراسان کے درمیان ایک بہت زبردست جنگ کے بعد عہد نامہ صلح مرتب ہوا اور اس کے ایک سال بعد ہی جعفری بک کا انتقال ہوگیا اس کی جگہ اس کا بیٹا الپ ارسلان تخت نشین ہوا۔

۴۵۴ ہجری میں سلطان قائم بامر اللہ نے اپنی لڑکی کی شادی طغرل بک سے کر دی۔ قائم بامر اللہ اس شادی پر کسی طرح تیار نہ تھا لیکن اس کی تمام مدافعانہ کوششیں ناکام ہوگئیں۔ اس کو یہ شادی کرنا ہی پڑی۔ یہ ایک ایسی بات تھی جو آج تک کبھی نہیں ہوئی کہ یعنی کسی عباسیہ عورت کی شادی غیر خاندان سے ہوئی ہو حتی کہ بنی بویہ کو بھی باوجود ان کی حکومت اور قہر پر جو خلفاء پر تھا کبھی لڑکی نہیں دی تھی۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں اب تو میرے زمانہ میں یہ حال ہے کہ میرے زمانہ کے خلیفہ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اپنی بیٹی نائب السلطنت کے ایک غلام سے بیاہ دی اگر نائب السلطنت سے شادی کرتا تو بہتر تھا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

۴۵۵ھ میں خلیفہ کی بیٹی کو لے کر طغرل بک بغداد آیا مواریث اور خراج کو واپس کر دیا پھر بغداد پر ڈیڑھ لاکھ دینار کا ٹیکس لگا کر رے کو چلا گیا وہاں پہنچ کر رمضان شریف میں انتقال کر گیا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف نہ کرے، اس کے بعد اس کا قائم مقام اس کا بھتیجا الپ ارسلان والی خراسان ہوا اس کو بھی قائم نے خلعت وغیرہ روانہ کیا۔

مدرسہ نظامیہ کی بنیاد: امام ذہبی کہتے ہیں کہ یہ سب سے پہلا بادشاہ ہے جو بغداد کے منبروں پر سلطان کے لقب سے پکارا گیا جتنی عزت (الپ ارسلان) کو حاصل ہوئی کسی سلطان کو حاصل نہیں ہوئی اس نے نصاریٰ کے اکثر شہروں کو فتح کیا نظام الملک کو اپنا وزیر بنایا اس نے وزیر سابق عمید الملک کی برائیوں مثلاً اشعریوں کو برا بھلا کہنا ترک کرایا شافعیہ کی مدد کی امام الحرمین اور امام ابو القاسم القشیری کی تعظیم و تکریم کی مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ بیان کرتے ہیں کہ سب سے اول فقہا کے لیے یہی مدرسہ بنایا گیا تھا۔

۴۵۸ھ میں باب ازخ میں ایک ایسی لڑکی پیدا ہوئی جس کے ایک بدن پر دو سر دو چہرے اور دو گردنیں تھیں۔

چاند جیسا ستارہ: اسی سال ایک ستارہ چاند کے برابر نمودار ہوا جس کی بہت بڑی روشنی پڑتی تھی، لوگ اسے دیکھ کر خوف کھاتے تھے، دس رات تک اسی آب و تاب کے ساتھ نکلا پھر روشنی کم ہوتی گئی حتیٰ کہ بالکل غائب ہو گیا۔

مدرسہ نظامیہ کی تعمیر مکمل: ۴۵۹ھ میں بغداد میں مدرسہ نظامیہ بالکل مکمل ہو گیا اس کے مدرس شیخ ابو اسحاق شیرازی مقرر ہوئے طالب علم ہر چہار طرف سے آئے مگر شیخ ابو اسحاق کہیں چھپ گئے ان کے بجائے ابن صباغ صاحب شامل نے درس دینا شروع کر دیا اس کے بعد لوگوں نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کو بھی راضی کر لیا اور انہوں نے درس تدریس کا کام دوبارہ شروع کر دیا۔

۴۶۰ھ میں رملہ میں اس قدر شدید زلزلہ آیا کہ شہر بالکل تباہ و برباد ہو گیا، کنوؤں سے پانی اوچھل کر گرنے لگا پچیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے سمندر اپنی جگہ سے بقدر ایک دن کی مسافت کے دور ہٹ گیا مچھلیاں جو وہاں رہ گئی تھیں لوگ ان کو پکڑنے لگے کہ یکایک پھر پانی لوٹ کر آیا اور تمام آدمی وہیں رہ گئے اور ہلاک ہو گئے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۴۶۱ھ میں جامع مسجد دمشق میں آگ لگ گئی اس کی نقش ونگار پر پانی پھر گیا اس کی خوبصورتی جاتی رہی، اس کی چھت میں جو چاندی سونا لگا ہوا تھا سب جاتا رہا۔

۴۶۲ھ میں سلطان الپ ارسلان کو امیر مکہ کے ایلچی نے آ کر اطلاع دی کہ مکہ معظمہ میں مستنصر کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر پھر عباسیوں کا نام خطبہ میں پڑھنا شروع ہو گیا ہے۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" پڑھنا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سلطان نے اس خوشخبری کو سن کر ایلچی کو تیس ہزار دینار اور خلعت عطا فرمائی، اس خطبہ کے تغیر کا سبب وہی قحط تھا جس کی وجہ سے سلطنت مصر کے نظام میں سخت خلل اور ضعف آ گیا تھا کیونکہ یہ قحط برابر سات سال تک رہا حتی کہ انسانوں نے انسانوں کو کھا لیا تھا، ایک پیمانہ غلہ کی قیمت سو دینار ہو گئی تھی ایک کتا پانچ دینار اور ایک بلی تین دینار میں فروخت ہو گئی تھی۔

کہتے ہیں کہ ایک عورت قاہرہ سے ایک پیمانہ میں جواہر بھر کر نکلی اور اس نے آواز دی کہ کوئی شخص ہے جو ان جواہرات کے بدلہ میں اس پیمانہ کو غلہ سے بھر دے مگر اس کی طرف کسی نے التفات نہیں کیا۔

۴۶۳ھ میں حلب والوں نے جب عباسیوں اور سلطان الپ ارسلان کی قوت اور مستنصر کی زوال سلطنت دیکھتی تو اپنے یہاں عباسیوں کے نام کا خطبہ شروع کر دیا۔

اسی سال مسلمانوں اور اہل روم میں سخت معرکہ آرائی ہوئی اور الحمدللہ کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اس جنگ میں سلطان الپ ارسلان نے خود بنفس نفیس بحیثیت سپہ سالار کے کام کیا تھا اور بادشاہ روم کو گرفتار کر لایا تھا مگر بعد میں ایک بہت بڑی رقم لے کر اس کو چھوڑ دیا تھا اور پچاس سال کے لیے صلح عہد نامہ میں لکھا گیا۔ بادشاہ روم کی رہائی کے بعد سلطان الپ ارسلان سے دریافت کیا کہ بغداد کا رخ کدھر ہے؟ لوگوں کے بتلانے کے بعد سلطان نے سر ننگا کر کے جھکایا، اس امر کا اظہار مقصود تھا کہ میں اب بھی بادشاہ کا تابع فرمان ہوں۔

۴۶۴ھ میں بکریوں میں ایک عام وبا آئی کہ ریوڑ کے ریوڑ صاف ہو گئے۔

سلطان الپ ارسلان کا قتل:

۴۶۵ھ میں سلطان الپ ارسلان قتل ہو گیا اور اس کے بجائے اس کا بیٹا ملک شاہ قائم ہوا۔ اس کا لقب جلال الدولہ مقرر ہوا اور اس نے بھی قلمدان وزارت نظام الملک کے سپرد کیا اور اس کو اتابک جس کے معنی امیر الدولہ کے ہیں خطاب دیا یہ پہلا شخص ہے جس کو یہ اول خطاب دیا گیا۔

اس سال مصر میں بدستور قحط قائم رہا حتی کہ ایک عورت نے ایک خمیری روٹی ہزار دینار کی خرید کر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کھائی۔وہ بھی زیادہ رہی۔

۴۶۶ھ میں بغداد میں سیلاب چڑھ آیا دجلہ میں تیس ہاتھ سے بھی زیادہ پانی آگیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔جان و مال کا نقصان ہوا جو پائے مر گئے لوگ کشتیوں میں پناہ گزیں ہوئے حتی کہ دو مرتبہ جمعہ کی نماز کشتیوں میں ہی ہوئی۔خلیفہ نے نہایت تضرع و زاری کے ساتھ بارگاہ خداوندی دعائیں مانگیں۔ایک لاکھ بلکہ زیادہ مکان مسمار ہونے کی وجہ سے بغداد ایک چٹیل میدان بن گیا۔

قائم بامر اللہ کا انتقال:

۴۶۷ھ میں ۱۳ شعبان جمعرات کی رات کو قائم بامر اللہ کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے فصد کھلوائی تھی رات کو آرام سے سویا مگر سوتے ہوئے کہیں زخم میں رگڑ لگی اور منہ کھل گیا رات بھر خون نکلتا رہا، صبح آنکھ کھلی تو نقاہت اس درجہ تھی کہ ہلا نہیں جاتا تھا یہ دیکھ کر اس نے اپنے پوتے عبداللہ بن محمد کو جو ولیعہد تھا بلایا اور اس کو وصیتیں کرنے کے بعد انتقال کر گیا قائم بامر اللہ نے پینتالیس سال خلافت کی۔

اس کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

ابو بکر برقانی، ابو الفضل فلکی، ثعلبی مفسر، علامہ قدوری شیخ الحنفیہ، ابن سینا شیخ الفلاسفہ، مہیار شاعر، امام ابو نعیم صاحب حلیۃ، ابو زید دبوسی، برازعی مالکی صاحب تہذیب، ابو الحسن بصری معتزلی، مکی صاحب الاعراب، شیخ ابو محمد جوینی، مہدوی صاحب تفسیر، اقلیلی، ثمانینی، ابو عمرو ردانی خلیل صاحب ارشاد، سلیم رازی، ابو العلاء مصری، علامہ ابو عثمان صابونی، ابن بطال شارح بخاری، قاضی ابو الطیب طبری، ابن شیطی مقری، ماوردی شافعی، ابن باب شاد قضاعی صاحب شہاب، ابن برہان نحوی، ابن حزم ظاہری، مورخ علامہ بیہقی، ابن سیدہ صاحب محکم، ابو یعلی بن فراء شیخ حنابلہ، شافعی ہذلی صاحب الکامل فی القرات، فریابی، خطیب بغدادی، ابن رشیق صاحب عمدہ، علامہ ابن عبد البر رحمہم اللہ تعالیٰ

المقتدی بامر اللہ ابو القاسم

المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن قائم بامر اللہ، یہ ابھی حمل ہی میں تھا کہ اس کا باپ مر گیا باپ کے مرنے کے چھ ماہ بعد ایک ام ولد ارجوان نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔اپنے دادا کے انتقال کے بعد انیس سال تین ماہ کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا اس کی تاج پوشی کے وقت شیخ ابو اسحاق شیرازی (شیخ الاستاذہ مدرسہ نظامیہ) اور ابن صباغ اور دامغانی موجود تھے۔

اس کے زمانہ خلافت میں شہروں کے اندر بہت سی خیر و برکت آثار ظاہر ہوئے۔اس کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

زمانہ خلافت میں قواعد خلافت غلبہ پکڑ گئے حرمت خلافت بڑھ گئی بخلاف گذشتہ زمانہ کے کہ وہاں اس کے بالکل برعکس تھا اس کے محاسن میں سے یہ ہے کہ بغداد میں گانے بجانے کی ممانعت کر دی گئی گانے والے مرد و عورت اور رنڈیاں سب نکال دی گئیں۔ حمام میں بغیر لنگی باندھے ہر شخص کے جانے کی بالکل بندش ہوگئی۔ لوگوں کے گھروں کی تاکہ بے پردگی نہ ہو اس لیے حماموں کے برج گرا دیئے۔ بنی عباس میں یہ خلیفہ نہایت دیندار، مخیر قوی النفس عالی ہمت تھا۔ اس کی خلافت کے سال اول میں مکہ معظمہ میں عبیدیوں کا پھر خطبہ پڑھا جانے لگا۔

اسی سال نظام الملک (طوسی) نے منجموں کو جمع کر کے اول نقطہ برج حمل سے نوروز شروع کرایا اس سے قبل نوروز نصف برج حوت میں آفتاب کے آجانے کے روز سے شروع کیا جاتا تھا۔ اب تقویم نظامی ہی مبداء التقادیم ہوگیا جو اب تک چلا آرہا ہے۔

۴۶۸ھ میں دمشق میں مقتدی کے نام کا خطبہ شروع ہوگیا۔ اذان میں سے "حی علی خیر العمل" نکال دیا گیا۔ یہ سن کر لوگوں کو بہت خوشی ہوئی۔

۴۶۹ھ میں بغداد میں ابونصر استاد ابو القاسم قشیری اشعری (صاحب رسالہ قشیریہ) آئے اور مدرسہ نظامیہ میں وعظ کہا۔ وعظ میں چونکہ تمام دلائل اشعریہ بیان کیے تھے لہٰذا حنابلہ کو غصہ آیا اور ایک فتنہ کبیر کھڑا ہوگیا لوگ مخالف اور موافق بڑھ گئے جس کی وجہ سے بہت ہی فتنہ نے ترقی کی اور ایک جماعت اس فساد میں مقتول ہوگئی۔

اسی سال فخر الدولہ بن جہیر وزارت مقتدی سے علیحدہ کیا گیا کیونکہ وہ سخت حنبلی تھا۔

۴۷۵ھ میں مقتدی نے سلطان کی طرف شیخ ابو اسحاق شیرازی کو روانہ کر کے عمید ابوالفتح کی شکائتیں کیں۔ ۴۷۶ھ میں قحط جاتا رہا اور تمام شہروں میں ارزانی شروع ہوگئی۔

اسی سال خلیفہ مقتدی نے ابوشجاع محمد بن حسن کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اس کا لقب ظہیر الدین رکھا میرے (امام سیوطیؒ) خیال میں یہ پہلا خطاب ہے جس میں دین کی طرف نسبت کی گئی ہے۔

۴۷۷ھ میں سلیمان بن قلتمش سلجوقی والی قونیہ واقصرا اپنے لشکر کو لے کر شام کی طرف گیا اور انطاکیہ پر جو ۳۵۸ھ سے بادشاہ روم کے قبضہ میں تھا فتح کر لیا۔ سلطان ملک شاہ نے اس پر مبارکباد دی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ روم کے شہروں کے بادشاہ آل سلجوق سے تھے ان کی سلطنت ایک مدت تک رہی ان کی اولاد زمانہ ملک الظاہر بیس برس تک بادشاہ رہی۔

۴۷۸ھ میں بغداد میں کالی آندھی آئی بجلی اور کڑک بے انتہا تھی۔ ریت مٹی آسمان سے بارش

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کی طرح برسی بجی جگہ بجلی گری لوگوں نے خیال کر لیا کہ قیامت آ گئی مگر عصر کے بعد یہ حالت جاتی رہی۔ اس حالت کو امام ابو بکر طرطوسی نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا اور اپنی کتاب امالی میں لکھا ہے۔

۴۷۹ھ میں یوسف بن تاشقین والی سبتہ و مراکش نے مقتدی کے حضور میں درخواست کی کہ جو ممالک اس کے قبضہ میں ہیں اس کو وہ عنایت کر کے سلطان کا لقب مرحمت فرمایا جائے۔ اس کی یہ درخواست منظور ہوگئی اور اس کو خلعت اور علم بھیج کر امیر المسلمین کا خطاب عطا کر دیا گیا، ان عطیات سے اس کے علاوہ فقہاء مغرب بھی بہت خوش ہوئے اسی یوسف بن تاشقین نے شہر مراکش کی بنیاد رکھی ہے۔

اسی سال سلطان ملک بغداد میں پہلی مرتبہ داخل ہوا۔ دار المملکت میں قیام کیا خلیفہ کے ساتھ چوگان کھیلا اور پھر اصفہان واپس چلا گیا۔

اسی سال حرمین شریفین میں مقتدی کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور عبیدی کا موقوف ہوگیا۔

۴۸۱ھ میں المؤید ابراہیم بن مسعود بن محمود سبکتگین والی غزنی (افغانستان) کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا جلال الدین مسعود تخت نشین ہوا۔

۴۸۳ھ میں تاج الملک مستوفی الدولہ نے بغداد کے باب الابزر میں مدرسہ بنایا اور ابو بکر الشاشی نے اس میں درس دینا شروع کیا۔

۴۸۴ھ میں فرنگیوں نے تمام جزیرہ سقلیہ پر قبضہ کر لیا اس جزیرہ کو مسلمانوں نے ۲۰۰ھ میں فتح کیا تھا اور اس پر آل اغلب بہت دن تک خلیفہ کی طرف سے حکمران رہے تھے اس کے بعد اس پر عبیدی مہدی نے قبضہ کر لیا تھا ان سے فرنگیوں نے چھین لیا۔

اسی سال ملک شاہ پھر بغداد آیا اور ایک بہت بڑی جامع مسجد بنوائی امراء نے اس کے چاروں طرف اپنے مکانات بنوائے پھر ملک شاہ اصفہان چلا گیا۔

ملک شاہ کا بغداد آنا اور اس کا انتقال:

۴۸۵ھ میں پھر بغداد آیا، اس مرتبہ وہ شر و فساد پر آمادہ تھا، اس نے بغداد پہنچ کر خلیفہ مقتدی کو کہلا بھیجا کہ فوراً بغداد خالی کر کے جہاں سینگ سمائیں چلا جائے یہ سن کر خلیفہ بہت گھبرایا اور کچھ مہلت مانگی خواہ مہلت ایک ہی ماہ کی ہو مگر ایک ساعت کی مہلت دینے سے بھی انکار کر دیا خلیفہ نے بادشاہ کے وزیر سے مہلت مانگی آخر اس نے بہت مشکل سے دس روز کی مہلت دی ابھی دس روز گذرنے بھی نہ پائے تھے کہ سلطان ملک شاہ اچانک بیمار ہو کر مر گیا لوگوں نے اس اتفاق کو خلیفہ کی کرامت سمجھا۔

کہتے ہیں کہ خلیفہ مقتدی نے ایام مہلت میں روزے رکھنے شروع کر دیئے تھے اور افطار کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وقت راکھ پر بیٹھ کر خداوند جل مجدہ سے نہایت عجز وانکساری کے ساتھ ملک شاہ کے متعلق دعا مانگا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی۔

جس وقت سلطان ملک شاہ کا انتقال ہو گیا تو اس کی بیوی نے اس کی موت کو چھپایا اور خفیہ طور پر امراء سے اپنے بیٹے محمود کے لیے جس کی عمر پانچ سال کی تھی ولیعہدی کا عہد لے لیا، انہوں نے اس کا حلف اٹھا لیا۔ پھر مقتدی سے درخواست کی کہ اس کو سلطان بنا دیا جائے مقتدی نے یہ درخواست منظور کر لی اور اس کو ناصر الدنیا والدین کا خطاب دے دیا۔ چند دن کے بعد محمود کے بھائی برکیاروق بن ملک شاہ نے حملہ کر دیا خلیفہ نے اس کو بھی سلطان بنا کر رکن الدولہ کا خطاب عنایت کیا اور ممالک محروسہ میں اس کی اطلاع بھیج دی۔ یہ واقعہ محرم ۴۸۷ھ میں واقع ہوا۔

اس کے اگلے روز خلیفہ مقتدی بامر اللہ کا انتقال ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ خلیفہ کو اس کی لونڈی شمس النہار نے زہر دے دیا تھا اس کے بعد اس کے بیٹے المستظہر سے بیعت ہوگئی۔

مقتدی کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا:

عبدالقاہر جرجانی، ابو الولید باجی، ابو اسحاق شیرازی، اعلم النحوی، ابن صباغ صاحب شامل، المتولی، امام الحرمین، الدامغانی، الحنفی ابن فضالہ مجاشعی، بزودی شیخ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ

المستظہر باللہ ابو العباس

المستظہر باللہ ابو العباس احمد بن المقتدی باللہ شوال ۴۷۰ھ میں پیدا ہوا اپنے باپ کی موت کے وقت بعمر سولہ سال تخت خلافت پر بیٹھا۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ مستظہر باللہ نہایت نرم طبیعت کریم الاخلاق، نیک کاموں کی طرف بہت جلد رغبت کرنے والا، خوشخط انشاء پرداز تھا ان فنون میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا جو اس کے علم عزیز پر ایک عجیب دلیل ہے علم وسیع رکھتا تھا سخی، علماء کو دوست رکھنے والا الاصلحاء کا جاں نثار تھا۔

لیکن خلیفہ کو بدقسمتی سے خلافت میں چین نہ ملا بلکہ اس کے ایام خلافت جنگوں کی وجہ سے ہمیشہ مضطرب رہے سال اول خلافت میں مستنصر عبیدی والی مصر مر گیا اس کی بجائے اس کا بیٹا مستعلی احمد تخت پر بیٹھا اسی سال بلنسیہ پر رومیوں کا قبضہ ہو گیا۔

۴۸۸ھ میں احمد شاہ بادشاہ سمرقند قتل ہو گیا کیونکہ یہ زندیق تھا، اس کو امراء نے گرفتار کر لیا تھا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اور فقہاء نے اس کے قتل کا فتویٰ دے دیا تھا (اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے) اس کی جگہ اس کے چچیرے بھائی کو امراء نے تخت نشین کر دیا۔

۴۸۹ھ میں سوائے ستارہ زحل کے تمام ہفت ستارے برج حوت میں جمع ہو گئے اس پر نجومیوں نے متفقہ حکم لگایا کہ عنقریب حضرت نوح علیہ السلام جیسا طوفان آئے گا۔ مگر اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوا کہ حجاج جس وقت دار المناقب میں جمع ہوئے تو ایک سیلاب آیا اور اکثر حجاج کو بہا لے گیا۔

۴۹۰ھ سلطان ارسلان ارغون بن الپ ارسلان سلجوقی والی خراسان قتل ہو گیا اور سلطان برکیاروق نے اس کے تمام ممالک پر قبضہ کر لیا اور تمام شہر اور آدمی اس سے آملے۔

اسی سال حلب اور انطاکیہ، معرہ، شیرز میں ایک مہینہ تک عبیدیوں کا خطبہ پڑھا گیا اور پھر عباسیوں کا پڑھا جانے لگا۔

فرنگیوں کا ظلم وستم اور مسلمانوں کا قتل عام:

اسی سال فرنگی آئے اور تیقیہ پر قبضہ کر لیا یہ سب سے پہلا شہر ہے جو ان کے قبضہ میں آیا اور اپنی مرضی کے موافق اس میں کفر جاری کیا اس کے قرب و جوار میں خوب لوٹ مار کی یہ اہل فرنگ کی شام پر پہلی پیش قدمی تھی کہ دریائے قسطنطنیہ کے راستہ سے ایک بڑی فوج کے ساتھ کی تھی بادشاہ اور رعیت کے درمیان اس سے ایک سخت اضطراب پھیل گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ مصر نے جب سلجوقیوں کی قوت اور غلبہ شام پر دیکھا تو اہل فرنگ کو لکھ بھیجا کہ تم آ کر شام پر قبضہ کر لو لیکن ہر طرف سے لوگ فرنگیوں کیخلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

۴۹۲ھ میں باطنیوں (قرامطی) کا اصفہان میں پوری طرح زور ہو گیا۔ اسی سال اہل فرنگ نے ڈیڑھ ماہ کے محاصرہ کے بعد بیت المقدس کو فتح کر لیا اور اسی کے ساتھ علماء عابدوں زاہدوں کی ایک جماعت کو جن کی تعداد ستر ہزار سے بھی زائد تھی قتل کر ڈالا۔ مشاہد منہدم کر دیا۔ یہودیوں کو ایک کنیسہ میں جمع کر کے اس میں آگ لگا دی گئی، باقیماندہ لوگ بھاگ کر بغداد آگئے اور انہوں نے وہاں کے مظالم ایسے ایسے بیان کیے کہ جن کو سن کر بے اختیار آنسو نکل آئے ان اندوہناک مظالم کو سن کر شاعروں نے ایسے پر زور قصیدے لکھے کہ بادشاہوں نے غیرت زدہ ہو کر باتفاق حملہ کر دیا اور بیت المقدس فرنگیوں سے چھین لیا۔

اسی سال محمد بن ملک بادشاہ نے اپنے بھائی برکیاروق پر حملہ کر دیا جس میں یہ فتحیاب ہو گیا خلیفہ نے محمد بن ملک شاہ کو خلعت اور غیاث الدنیا والدین کا لقب عنایت کیا بغداد کے خطبوں میں اس کا نام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بھی داخل ہوگیا مگر کچھ دنوں کے بعد ان دونوں میں کچھ کشمکش ہوگئی۔

اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن مجید طبریہ سے کسی خوف کے سبب دمشق میں لایا گیا لوگ دور دور سے اس کی زیارت کرنے کو آئے اور آخر اس مصحف شریف کو مقصورہ کی جامع مسجد کے ایک حجرہ میں رکھ دیا۔

۴۹۴ھ میں باطنیوں کا عراق میں زور پھیل گیا، انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا انہیں مقتولوں میں رویانی صاحب البحر بھی تھے لوگ ان سے سخت خوفزدہ ہو گئے امراء نے دہشت کے مارے کپڑوں کے نیچے زرہیں پہننی شروع کر دیں۔

اسی سال اہل فرنگ نے شہر سروج، حیفا، ارسوف، قیساریہ پر قبضہ کرلیا۔

۴۹۵ھ میں المستعلی والی مصر فوت ہوگیا اور اس کے بجائے اس کا پنج سالہ بیٹا الآمر باحکام اللہ منصور تخت پر بیٹھا۔

۴۹۶ھ میں سلطان کے خلاف بہت سے فتنے اٹھے اس کا نام خطبوں سے نکال دیا گیا اور محض خلیفہ کا نام خطبوں میں باقی رہ گیا۔

۴۹۷ھ میں دونوں سلطانوں یعنی محمد اور برکیاروق کی آپس میں صلح ہوگئی جس کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت ان دونوں میں لڑائی اور عداوت ہوگئی تو ایک عام فساد پیدا ہوگیا کھلے عام غارتگری اور خونریزی ہونے لگی۔ شہر کے شہر تباہ ہوگئے سلطنت پر لوگوں نے دست تطاول دراز کرنا شروع کر دیا جو بادشاہ مقہور تھے قاہر نظر آنے لگے یہ حالت دیکھ کر عقلاء نے بیچ میں پڑ کر صلح کرادی صلح ناموں کو قسم اور عہدوں کے ساتھ مضبوط اور مرتب کرادیا خلیفہ نے خلعت سلطنت برکیاروق کے پاس بھیج دیا اور خطبوں میں بھی اس کا نام داخل کرادیا۔

۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق کا انتقال ہوگیا اس کے بعد امراء نے اس کے بیٹے جلال الدولہ ملک شاہ کو جس کی عمر پانچ سال کی تھی قائم مقام کر دیا مگر اس کے اوپر اس کے چچا نے حملہ کر دیا اور اکثر آدمی اس کے ساتھ ہوگئے خلیفہ نے بھی محمد کو خلعت دے دیا اور وہ بحیثیت سلطان کے اصفہان کی طرف چلا گیا۔ یہ سلطان نہایت ہیبت ناک متمکن اور بہت سی فوج والا تھا۔

اسی سال بغداد میں مرض چیچک کا اتنا زور ہوا جس میں لاتعداد بچے ضائع ہو گئے اس کے بعد سخت وبا پھیل گئی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جھوٹے نبی کا قتل:

۴۹۹ھ میں ایک شخص نے نواحی نہاوند میں نبوت کا دعویٰ کیا بہت سے آدمی اس کے ساتھ ہو گئے آخر قتل کر دیا گیا۔

۵۰۰ھ میں قلعہ اصفہان جو باطنیوں کے قبضہ میں تھا، چھین کر منہدم کیا گیا جس میں بہت سے آدمی باطنیوں کے قتل ہوئے ان کے اکثر کی کھال کھچوا کر اس میں بھوسہ بھروا دیا گیا اور اس کامیابی کا سہرا ایک سخت محاصرہ کے بعد سلطان محمد کے سر رہا۔ فللّٰہ الحمد

۵۰۱ھ میں سلطان محمد نے سرائے کا محصول اور بغداد کا ٹیکس موقوف کر دیا جس کی وجہ سے لوگوں نے بہت دعائیں دیں اسی کے ساتھ عدل اور حسن اخلاق سے لوگوں کے ساتھ پیش آنے لگا۔

باطنیوں کی فتنہ انگیزی:

۵۰۲ھ میں باطنیوں نے پھر زور پکڑا اور اہل شیرز کی غفلت دیکھ کر شیرز میں گھس آئے قلعہ پر قابض ہو گئے دروازے بند کر لیے قلعہ کا سردار کہیں ٹہلنے گیا تھا جب واپس آیا فوراً قتل کر دیا اس دار و گیر میں شیخ شافعیہ رویانی صاحب البحر بھی بغداد میں قتل ہو گئے جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔

۵۰۳ھ میں دو سال کے حصار کے بعد اہل فرنگ نے طرابلس فتح کر لیا۔

۵۰۴ھ میں اہل فرنگ نے مسلمانوں کو بیحد تکالیف پہنچائیں۔ لوگوں نے شام کے اکثر حصہ پر ان کے قابض ہونے کا یقین کر لیا۔ مسلمانوں نے ان سے صلح کرنی چاہی مگر انہوں نے فوراً انکار کر دیا آخر لاکھوں دینار لے کر صلح کی باوجود صلح کے پھر غدر کر کے پھر کہرام مچا دیا، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

اسی سال مصر میں کالی آندھی آئی اور کچھ اس قسم کی تھی کہ مارے اندھیرے کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں دکھائی دیتا تھا آسمان سے ریت برس رہی تھی لوگوں نے یہ حالت دیکھ کر ہلاکت کا یقین کر لیا پھر کچھ روشنی نمودار ہوئی اور اس کے بعد پھر زردی چھا گئی یہی حالت عصر سے مغرب کے بعد تک باقی رہی۔

اسی سال اہل فرنگ اور ابن تاشقین بادشاہ اندلس (اسپین) میں لڑائی ہو گئی مگر مسلمانوں کی خدا کے فضل سے فتح ہو گئی بہت سے فرنگی قتل اور قید ہوئے۔ بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا بڑے شجاعان فرنگ مارے گئے۔

۵۰۷ھ میں مودود بادشاہ موصل ایک لشکر لے کر فرنگیوں کے بادشاہ سے بیت المقدس میں لڑنے کے لیے پہنچا ایک سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پھر مودود دمشق گیا اور جمعہ کی نماز پڑھ کر جامع مسجد سے نکل رہا تھا کہ اچانک ایک باطنی نے حملہ کیا بادشاہ زخمی ہو گیا اور اسی کے صدمہ سے اسی روز انتقال کر گیا بادشاہ فرنگ نے والی دمشق کے نام خط روانہ کیا کہ تمہارے ایک ادنیٰ غلام نے تمہاری عید

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کے دن خدا کے گھر میں تمہارے بادشاہ کو مارڈالا نہایت شرم کی بات ہے تم ہلاکت کے لائق ہو۔

۵۱۱ھ میں ایک سیلاب آیا اور نہایت بارش ہوئی جس کی وجہ سے بخارا اور اس کے گردونواح کے اکثر گاؤں ڈوب گئے۔ بہت آدمی ہلاک ہو گئے حتی کہ شہر کے دروازہ تک پانی پہنچ گیا دروازہ کو چند فرسخ تک پانی بہا کر لے گیا اور مٹی کے اندر چھپ گیا چند سال کے بعد پھر نظر آیا۔ خدا کی شان یہی سیل ایک لڑکے کی چارپائی جس پر بچہ لیٹا ہوا تھا بہالے گیا مگر چارپائی ایک زیتون کے درخت میں الجھ گئی اور بچہ بچ گیا اور بڑا بوڑھا ہو کر اس سے انتقال ہوا۔

اسی سال سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا محمود جس کی عمر اس وقت چودہ سال کی تھی سلطان بنایا گیا۔

المستظہر کا انتقال:

۵۱۲ھ میں خلیفہ المستظھر باللہ بروز چہار شنبہ تیرہ ربیع الاول کو پچیس سال خلافت کرکے اس دنیائے فانی سے چل بسے۔

ابن عقیل شیخ حنابلہ نے اسے غسل دیا اور اس کے بیٹے المسترشد باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر کچھ تھوڑی مدت کے بعد اس کی دادی ارجوان نامی والدہ بھی مرگئی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے کسی عباسی خلیفہ کی دادی اپنے پوتے کے زمانہ خلافت تک سوائے مقتدی کی والدہ کے کوئی زندہ نہیں رہی اس نے اپنے پوتے اور پڑپوتے کو تخت خلافت پر دیکھا ہے مستظہر اشعار بھی کہا کرتا تھا اور اس کے اشعار مشہور ہیں۔

سلفی (صاحب طیوریات) کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوالخطاب بن جراح نے بیان کیا کہ میں نے مستظہر کو رمضان شریف میں ایک روز نماز پڑھائی اور کسائی کی روایت کے مطابق جو اس نے مجھ سے روایت کی تھی سورۂ یوسف میں: "ان ابنك سرق" ترجمہ: "تحقیق تیرا بیٹا چوری کیا گیا ہے۔" پڑھا جب میں نے سلام پھرا تو مستظہر نے کہا کہ یہ قرأت بہت درست ہے کیونکہ اس کی رو سے اولاد انبیاء علیہم السلام کی جھوٹ سے دور ہوتی ہے۔

المستظھر کے زمانہ میں حسب ذیل حضرات علماء نے انتقال فرمایا:

ابوالمظفر سمعانی، نصر المقدسی، ابوالفرج الرازی، شیدلہ، رویانی، خطیب تبریزی، کیا ہراسی، امام غزالی، امام شاشی جس نے مستظہر کے لیے کتاب الحلیہ لکھی اور اس کا نام مستظہر رکھا۔ ابیوردی اللغوی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

المسترشد باللہ ابو منصور

المسترشد باللہ ابو منصور بن المستظہر باللہ ربیع الاول ۴۸۵ھ میں پیدا ہوا اور اپنے والد کی وفات کے وقت ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں تخت پر بیٹھا۔ نہایت باہمت عالی جرأت باہیبت صاحب الرائے شخص تھا امور خلافت اچھی طرح ضبط میں لایا اور ایک خوبصورتی کے ساتھ ان کو ترتیب دیا۔ رسم خلافت کو زندہ کیا اور ازسر نو قوت دی۔ ارکان شریعت کو پختہ اور مضبوط کیا اس کی باتوں کو آراستہ کیا خود بہ نفس نفیس جنگوں میں شریک ہوا چند مرتبہ حلہ، موصل، خراسان کی طرف گیا حتی کہ آخیر مرتبہ ہمدان کے قریب اس کی فوج نے شکست کھائی اور یہ قید کر کے آذربائیجان بھیج دیا گیا۔

المسترشد نے ابوالقاسم بن بیان، عبدالوہاب بتہ اللہ السبتی سے حدیث سنی اور اس سے محمد ابن عمر بن مکی الاہوازی اور اس کے وزیر علی بن طراد اور اسماعیل بن طاہر الموصلی نے روایت کی ہے۔ (اس کو ابن سمعانی نے بیان کیا ہے)

اس کے علم و فضل کے متعلق اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ابن صلاح نے اس کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ وہ خلیفہ ہے کہ جس کے لیے ابو بکر الشاشی نے فقہ میں ایک کتاب الفقہ العمدۃ لکھ کر اس کو اس کے نام سے مشہور کیا ہے کیونکہ یہ خلیفہ ان دنوں میں عمدۃ الدنیا والدین کے خطاب سے مشہور تھا نیز ابن بکی نے بھی اس کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ مسترشد باللہ اوائل میں بہت عابد وزاہد تھا اون کا لباس پہنا کرتا تھا اپنے گھر میں علیحدہ ایک جگہ عبادت کیلئے بنا رکھی تھی یہ بدھ کے روز ۱۸ شعبان ۴۸۶ھ میں پیدا ہوا تھا۔

اس کو اس کے باپ نے ہی اپنے زمانہ میں ولیعہد مقرر کر کے اس کا نام سکوں پر مضروب کرا دیا تھا یہ نہایت خوشخط تھا خاندان بنی عباس کے تمام خلفاء پر اس فن میں سبقت رکھتا تھا۔ اکثر کاتب اس سے اصلاحیں لیا کرتے تھے۔ اس کی دلیری، ہیبت، بہادری، پیش قدمی، اظہر من الشمس ہے مگر اس کے زمانہ میں تشویش بہت رہی اور مخالفین نے اس کے مطلع کو مکدر رکھا اس حالت اور تشویش کو دور کرنے کے لیے خود نکلا کرتا تھا حتی کہ آخر مرتبہ جس وقت وہ عراق کی طرف گیا ہے تو شکست کھا کر گرفتار ہوا اور جام شہادت نوش کر گیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ ۵۲۵ھ میں جب سلطان محمود بن ملک شاہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا داؤد سلطان مقرر ہوا کچھ دنوں کے بعد داؤد پر اس کے چچیرے بھائی مسعود بن محمد نے حملہ کر دیا دونوں

میں خوب جنگ ہوئی۔ آخر سلطنت کی شرکت پر صلح ہوگئی بغداد میں سلطنت کے نام کا خطبہ مسعود کے نام کا شروع ہوگیا اور اس کے بعد داؤد کا نام بھی لیا جاتا تھا۔ چند دنوں کے بعد خلیفہ اور مسعود میں ان بن ہوگئی مسعود، خلیفہ سے جنگ کیلئے نکلا تو خلیفہ خود فوج کی کمان کرنے کے لیے باہر نکلا مگر خلیفہ کے لشکر نے نمک حرامی کی اور اکثر فوج نے خلیفہ کا ساتھ چھوڑ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسعود کو فتح اور خلیفہ کو شکست ہوئی اور خلیفہ معہ خواص کے اس قلعہ میں جو ہمدان کے قریب ہے قید کر دیا گیا اہل بغداد نے جس وقت اس کی اطلاع سنی تو لوگ اپنے سروں میں خاک ڈالتے روتے شور کرتے ہوئے بازاروں میں نکلے اور عورتیں خلیفہ کے لیے سر کے بال کھولے بین کرتی ہوئی گھروں سے نکل پڑیں اس روز نماز اور خطبہ سب بند رہا۔

ابن جوزی کہتے کہ اس روز بغداد میں بہت زلزلے آئے اور پانچ روز تک برابر پانچ پانچ چھ چھ مرتبہ زلزلے آتے رہے لوگ اس سے ڈر کر دعائیں کرتے تھے۔

سلطان سنجر نے اپنے بھتیجے مسعود کے پاس قاصد بھیجا کہ تم فوراً خود خلیفہ کے پاس جاؤ اور زمین خدمت چوم کر خود کو گنہگار ثابت کر کے معافی چاہو کیونکہ آندھی، بجلی، زلزلے اور اکا بیس روز تک رہنا لشکر میں تشویش، شہروں میں انقلاب عظیم کا پیدا ہو جانا (ایسی آسمانی اور زمینی علامتیں ہیں کہ جن کے دیکھنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنی جان کا خوف ہے نیز جامع مسجدوں میں نماز اور خطبوں کا نہ ہونا کتنی بڑی غضب کی بات ہے کہ جس کا بار اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ اللہ، اللہ تم فوراً امیر المومنین سے اس کی تلافی کرو اور ان کو نہایت احترام کے ساتھ دار الخلافہ میں پہنچا دو جیسے ہمارے آباؤ اجداد کی عادت رہی ہے اس کے مطابق ان کا چادر کا کونہ اٹھاؤ۔ مسعود نے سلطان سنجر کے تمام احکام کی پوری طرح تعمیل کی زمین خدمت چوم کر معافی مانگی اس اثناء میں سلطان سنجر نے ایک اور قاصد مع ایک لشکر کے مسعود کے پاس بھیجا تا کہ خلیفہ کو با عزت دار الخلافہ تک لائیں مگر اس فوج میں سترہ باطنی (قرامطی) چھپ کر ساتھ ہو لیے جن کی نہ سلطان سنجر کو خبر ہوئی نہ مسعود کو۔

بعض کہتے ہیں کہ خود مسعود ہی نے ان کو متعین کیا تھا بالآخر یہ تمام باطنی خلیفہ کے خیمے پر ٹوٹ پڑے اور معہ خلیفہ اور خواص کے اس کو قتل کر ڈالا اور لشکر کو اس واقعہ کی اس وقت خبر ہوئی جس وقت وہ لعنتی اپنا کام تمام کر چکے تھے۔ آخر سب گرفتار کر کے قتل کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ سلطان عزاداروں کی طرح بیٹھا اور بہت سوگ کیا لوگوں کے شور وغوغا سے ایک قیامت برپا ہوگئی جس وقت اس واقعہ ہائلہ کی خبر بغداد پہنچی تو اور بھی حشر برپا ہوگیا۔ لوگ برہنہ پا کپڑے پھاڑتے ہوئے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دوڑے عورتیں برہنہ سر بال کھولے لوٹتی تھیں اور مرثیہ پڑھتی تھیں۔ کیونکہ مسترشد اپنی بہادری اور عدل اور نرم مزاجی کی وجہ سے ہر شخص کے نزدیک محبوب تھا۔

انتقال: مسترشد پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے پنج شنبہ بتاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۵۲۹ھ میں شہید ہوا اس کے بعض اشعار یہ ہیں (ترجمہ اشعار) میں وہ گھوڑا ہوں جو جنگوں میں بلایا جاتا ہوں۔ میں دنیا کو بغیر مزاحمت کے قبضہ میں لے آتا ہوں۔ میرا گھوڑا بہت جلد ارض روم پر پہنچ کر اس پر قابض ہو جائے گا۔ قریب ہے کہ میری تلوار کی چمک اہل چین بھی دیکھ لیں۔

جس وقت یہ قید ہوا اس وقت کے اشعار ہیں (ترجمہ اشعار) کچھ تعجب نہیں اگر شیر پر پاگل کتے نے فتح پائی کیونکہ وحشی (قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کے ہتھیار نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جام شہادت پلایا تھا اور ابن ملجم (قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تھا۔

جس وقت مسترشد کو شکست ہوئی تو لوگوں نے اسے بھاگ جانے کی رائے دی مگر اس نے انکار کر دیا اور قید ہونے تک برابر جما رہا اور کہا (ترجمہ اشعار) لوگ کہتے ہیں کہ دشمنوں نے نرغہ کیا ہے تم اپنی جگہ قائم رہو گے۔ جو نہ بھاگنے کی رائے دیتا ہے میں نے اس کا کہنا مان لیا۔ میں جس وقت سے پیدا ہوا ہوں مجھ سے خیر کبھی نہیں روکی گئی اور نہ زمانہ نے مجھے شر سے ستایا۔ میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع پہنچاتا ہے اور وہی نقصان دیتا ہے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ مسترشد نے عید الضحیٰ میں ایک مرتبہ نہایت بلیغ خطبہ پڑھا تھا جو اپنی شان کا آپ ہی ہے۔

وزیر جلال الدین الحسن بن علی بن صدقہ مسترشد کی تعریف میں کہتا ہے (ترجمہ اشعار) اگر تمام تمام دنیا کو بمنزلہ پانی کے تسلیم کیا جائے تو امیر المومنین اس کا زلال ہیں۔ میں نے جس وقت سے عقل کی مجسم تصویر کھچوائی تو بالکل امیر المومنین کی تصویر ہوئی۔ اگر دین شرع اور تقوی کا پاس ولحاظ نہ ہوتا تو میں امیر المومنین کی عظمت دیکھ کر جل جلالہ کہتا۔

بادلوں سے آگ کی برسات: ۵۲۴ھ میں مسترشد کے زمانہ خلافت میں موصل میں بادلوں سے آگ برسی جس کی وجہ سے بہت سے مکانات اور دیہات جل گئے۔

اسی سال الآمر باحکام اللہ منصور (عبیدی) والی مصر لاولد قتل ہو گیا اور اس کی بجائے اس کا عم زاد عبد المجید بن محمد بن منتصر قائم ہوا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اسی سال بغداد میں پردار بچھو ظاہر ہوئے جن کے دو کانٹے بھی تھے۔ لوگ ان سے بہت خوف کرتے تھے بہت سے بچوں کی ان کی وجہ سے جان جاتی رہی۔

مسترشد کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا ہے:

شمس الائمہ ابوالفضل امام الحنفیہ، ابوالوفاء بن عقیل الحنبلی۔ قاضی القضاۃ ابوالحسن الدامغانی ابن بیلمتہ المقرئی، طغرائی صاحب لامیتہ العجم۔ ابوعلی الصدفی الحافظ، امام ابونصر القشیری، ابن القطاء اللغوی، محی السنتہ امام البغوی، ابن اللحام المقرئی۔ حریری صاحب مقامات، میدانی صاحب الامثال، ابوالولید بن رشد المالکی، امام ابوبکر الطرطوسی، ابوالحجاج السرقسطی، ابن السید البطلیوی، ابوعلی الفاروقی شافعی، ابن الطروۃ النحوی، ابن بارش، ظافر الحداد شاعر، عبدالغافر فارسی وغیرہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

الراشد باللہ ابوجعفر

الراشد باللہ ابوجعفر منصور بن مسترشد ۵۰۲ھ میں ایک ام ولد کے پیٹ سے پیدا ہوا کہتے ہیں کہ جس وقت یہ پیدا ہوا تو اس کے پاخانہ کی جگہ بند تھی۔ اطباء نے باہم مشورہ کر کے ایک سونے کے آلے سے چیرا دے دیا اور یہ آپریشن کامیاب ہوگیا۔

اس کے والد مسترشد نے اسے اپنی زندگی میں ۵۱۳ھ میں ولیعہد مقرر کیا اور یہ اپنے باپ کے قتل کے بعد ذیقعدہ ۵۲۹ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا۔

راشد نہایت فصیح، ادیب شاعر، بہادر، عقلمند سخی، نیک سیرت، عادل اور شر سے نفرت رکھنے والا شخص تھا۔

جس وقت سلطان مسعود بغداد واپس آیا تو یہ موصل کی طرف نکل گیا اس نے قاضیوں اور اعیان سلطنت اور علماء کو جمع کر کے ایک محضر لکھوایا جس میں بہت سے آدمیوں کی شہادت قلمبند کرائی کہ راشد نے یہ یہ ظلم کیا فلاں فلاں کا مال چھین لیا۔ خونریزی کی شراب پی۔ یہ محضر لکھوا کر علماء اور قاضیوں کے سامنے پیش کر کے فتویٰ چاہا کہ آیا ایسے ایسے حرکات کرنے والے خلیفہ کا علیحدہ کرنا نائب السلطنت کو جائز ہے یا نہیں اور وہ اس کی علیحدگی کا مجاز رکھتا ہے یا نہیں آیا اس کی امامت صحیح ہے۔ سلطان وقت اس کے بجائے کسی دوسرے کو خلیفہ منتخب کرسکتا ہے۔ علماء نے اس کی علیحدگی کا جواز کا فتویٰ دے دیا جس میں قاضی شہر ابن کرخی بھی موجود تھے لوگوں نے فوراً اس کے چچا محمد بن مستظہر کو المقتضی لامر اللہ کا خطاب دے کر ۱۶ ذیقعدہ ۵۳۰ھ میں اس سے بیعت کر لی۔

جب راشد کو اس امر کی اطلاع پہنچی تو موصل سے آذربائیجان کی طرف ایک بڑی فوج کو ساتھ لے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

کر چلا گیا فوج کو بہت سا مال تقسیم کیا اس لالچ سے انہوں نے وہاں پہنچ کر ایک فساد شروع کر دیا وہاں سے پھر ہمدان چلے گئے اور وہاں بھی وہی فساد مچایا بہت سوں کو قتل کیا کچھ کو سولی پر چڑھا دیا علماء کی ڈاڑھیاں منڈوا ڈالیں پھر اصفہان پہنچا اس کا محاصرہ کر لیا خوب لوٹ مار کی اور یہیں سخت بیمار پڑ گیا آخر ۱۶ رمضان ۵۳۲ھ میں عجمی اس کے خیمے میں آ گھسے اور چھریوں سے اسے قتل کر ڈالا پھر اس کے باقیماندہ مصاحبین کو بھی قتل کر دیا۔ یہ خبر بغداد پہنچی تو ایک روز اس کا ماتم کیا گیا۔

عماد کاتب کہتے ہیں کہ راشد باللہ حسن یوسف اور سخاوت حاتم رکھتا تھا۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ صولی کا بیان ہے کہ لوگوں کا قول ہے کہ چھٹا خلیفہ جو مقرر ہوا وہ علیحدہ ہوا میں نے جو اس پر غور و تامل کیا تو مجھے بہت ہی عجیب بات معلوم ہوئی اور مجھے اس پر تعجب ہوا میں نے ان کا تمام قول شروع کتاب میں نقل کر دیا ہے۔

چادر اور چھڑی مرتے دم تک راشد ہی کے پاس رہیں اور اس کے قتل کے بعد مقتفی کے پاس پہنچیں۔

المقتفی لامر اللہ ابو عبد اللہ

المقتفی لامر اللہ ابو عبد اللہ محمد بن المستظہر باللہ ۱۲ ربیع الاول ۴۸۹ھ کو ایک حبشیہ ام ولد کے شکم سے پیدا ہوا اور راشد باللہ کی علیحدگی کے بعد جبکہ اس کی عمر چالیس سال تھی تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ المقتفی لامر اللہ کے لقب اختیار کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس نے خلیفہ ہونے کے چھ روز پہلے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ اس سے ارشاد فرما رہے ہیں عنقریب خلافت تجھ کو پہنچنے والی ہے تو اپنا لقب المقتفی لامر اللہ اختیار کرنا چنانچہ اس نے یہی لقب اختیار کیا۔ جس وقت تخت خلافت پر متمکن ہو کر المقتفی عدل و انصاف کرنے لگا اور بغداد پر اچھی طرح قابض ہو گیا تو سلطان مسعود نے دار الخلافہ کی تمام چیزیں جیسے جانور، سامان، گھر، چاندی، سونا چوپائے بردے وغیرہ لے لیے اور خلافت کے اصطبل میں سوائے چار گھوڑوں آٹھ خچروں کے اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔

کہتے ہیں کہ مقتفی سے مسعود نے بیعت کرتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ نہ گھوڑے چھوڑے جائیں گے نہ کوئی دوسرا سامان آلات سفر وغیرہ پھر ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود نے تمام وہ چیزیں جو بارگاہ خلافت سے تعلق رکھتی تھیں سوائے چند باغات وغیرہ کے تمام لے لیں اس کے بعد پھر اپنے وزیر کو بھیجا کہ خلیفہ سے ایک لاکھ دینار وصول کرے مقتفی نے کہا سخت تعجب کی بات ہے تم اس بات کو اچھی طرح

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIC ISLAMIA ACADEMY

سے جانتے ہو کہ مسترشد اپنا تمام مال لے کر مسعود کے پاس چلا گیا تھا اس پر جو حالت گذری وہ دنیا جانتی ہے جو کچھ باقی بچا تھا اس کو خود مسعود لے گیا تھا حتی کہ گھر کا سامان بھی نہیں چھوڑا تھا۔ راشد جس وقت خلیفہ ہوا اس پر بھی جو کچھ گذرا اظہر من الشمس ہے مسعود نے انہیں دنوں میں ٹکسال کی بھی تلاشی لے لی تھی اور جو کچھ ملا تھا لے گیا تھا اب میں تم کو مال کہاں سے لا کر دوں البتہ ابھی اس بات کی کسر باقی ہے کہ میں اپنا گھر بار تمہارے سپرد کر کے کہیں نکل جاؤں میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ میں مسلمانوں پر ظلم کر کے ایک حبہ بھی وصول نہ کروں گا۔ سلطان مسعود یہ سن کر اپنے ارادے سے باز آ گیا مگر لوگوں سے مال جمع کرنے میں بڑی سختی کرنا شروع کر دی تاجروں پر بڑے بڑے ٹیکس لگا دیئے اور لوگوں پر بہت سختی کرنے لگا آخر جمادی الاول میں خلیفہ کے تمام شہر اور تمام معاملات اور ترکات خلیفہ کی طرف لوٹ آئے۔

عجیب وغریب رویت ہلال: اسی سال ۲۹ رمضان شریف کو چاند نظر نہ آیا اہل بغداد نے تمام دن روزہ رکھا جس وقت شام ہوئی تو ۳۰ تاریخ کو بھی چاند نہ دکھلائی دیا حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا یہ ایک ایسی بات تھی جو کبھی نہیں ہوئی۔

۵۳۳ھ میں بحترہ میں دس فرسنگ تک سخت زلزلہ آیا جس بہت لوگ ہلاک ہو گئے حتی کہ بحترہ زمین میں دھنس گیا اور اس کی جگہ زمین سے سیاہ پانی نکلا۔ اسی سال شہروں کی آمدنیوں پر امراء قابض ہو گئے سلطان مسعود عاجز اور ایسا بے بس ہوا کہ اس کا نام ہی باقی رہ گیا سلطان سنجر کا بھی یہی حال ہوا کہ وہ مغلوب ہوتا چلا گیا اللہ تعالیٰ کتنا بے نیاز ہے جسے چاہے ذلیل کرے، ان دونوں کی ذلت پر خلیفہ مقتفی کی عزت بڑھ گئی اور ممالک محروسہ پر پورا کنٹرول ہو گیا۔ دولت بنو عباس کی اصلاح کی ابتدا ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

۵۴۱ھ میں سلطان مسعود بغداد آیا اور ایک ٹکسال کی بنیاد ڈالی خلیفہ نے جو شخص سکہ بناتا تھا اسے گرفتار کر لیا ادھر سلطان مسعود نے خلیفہ کے حاجب کو پکڑ لیا خلیفہ کو اس پر بہت غصہ آیا مسجدوں کے دروازے تین دن تک بند رہے آخر دونوں فریق نے اپنا اپنا قیدی چھوڑ دیا اور یہ فساد مٹ گیا۔

اسی سال ابن عبادی واعظ مجلس وعظ میں بیٹھے تھے سلطان مسعود بھی وعظ میں آیا واعظ صاحب نے سلطان سے لوگوں پر ظلم اور ان کی لاچاری بیان کر کے یہ کہا کہ محصول لوگوں سے ظلم کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے اور آپ اس مال محصولہ کو ایک ہی رات میں کسی مطرب کو دے دیتے ہیں چاہیے تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے سلطان نے ان کی اس نصیحت کو قبول کر لیا اور شہر میں منادی کرا دی کہ اب

کوئی محصول نہیں لیا جائے گا یہی حکم تختیوں پر لکھ کر اول ان تختیوں کو شہر میں ایک شان وشوکت اور باجے گاجے کے ساتھ پھرایا پھران کو نصیب کرا دیا۔ تختیاں الناصر لدین اللہ کے وقت تک بغداد نصب رہیں مگر اس نے یہ کہہ کر اکھڑ وادیں کہ عجمیوں کی رسم کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔

نورالدین زنگی کی فرنگیوں سے جنگ:

۵۴۳ھ میں اہل فرنگ نے دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ نورالدین محمود بن زنگی والی حلب اور اس کے بھائی نے ان کا مقابلہ کیا الحمدللہ مسلمانوں کو فتح ہوئی نورالدین فرنگیوں سے برابر لڑتا رہا اور آخر وہ تمام شہر جو فرنگیوں نے مسلمانوں سے چھینے تھے واپس لے لیے۔

زلزلہ اور خون کی بارش:

۵۴۴ھ میں الحافظ الدین اللہ والی مصر مرگیا اس کی جگہ اس کا بیٹا الظاہر اسمٰعیل سلطنت پر قابض ہوا۔ اسی سال بغداد میں سخت زلزلہ آیا اور اس بار بغداد کے در و دیوار بری طرح ہل گئے۔ یہاں تک کہ حلوان کا ایک پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑا۔

۵۴۵ھ میں یمن میں خون کی بارش ہوئی زمین کئی روز تک سرخ رہی لوگوں کے کپڑے بھی سرخ ہو گئے۔

سلطان مسعود کا انتقال:

۵۴۷ھ میں سلطان مسعود انتقال کر گیا۔

ابن ہبیرہ وزیر مقتفی کہتا ہے کہ جس وقت مسعود کے آدمیوں نے مقتفی پر دست تطاول دراز کیا اور بے ادبی کی اور ہم نے خود میں طاقت ظاہراً مقابلہ نہ دیکھی تو یہ رائے ہوئی کہ ایک مہینہ برابر مسعود کیلئے بد دعا کی جائے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رعل اور ذکوان کیلئے ایک مہینہ تک دعا کی تھی۔ (رعل اور ذکوان عرب میں دو قبیلے تھے۔ مترجم) چنانچہ میں نے اور خلیفہ نے پوشیدہ طور پر اپنی جگہ تہجد میں ۲۹ جمادی الاول کی رات سے بد دعا کرنی شروع کی۔ پورا ایک مہینہ گزرنے نہ پایا تھا کہ مسعود اپنے تخت پر مرگیا، نہ ایک دن مہینہ سے زیادہ ہوا نہ کم۔ مسعود کے انتقال کے بعد تمام لشکر ملک شاہ کی سلطنت پر متفق ہو گیا اور ملک شاہ سلطان ہو گیا مگر خاص بیگ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر خاص بیگ نے اس کے بھائی محمد کو خوزستان سے بلا بھیجا سلطنت اس کے حوالے کر دی۔ اس روز سے خلیفہ خود مختار خلیفہ ہو گیا اور تمام جگہ اس کے احکام جاری ہو گئے۔ مدرسہ نظامیہ میں جتنے مدرس سلطان کی طرف سے تھے تمام علیحدہ کر دیئے گئے۔ اب خلیفہ کو خبر ملی کہ نواحی واسطہ میں کچھ شورش ہو رہی ہے۔ خلیفہ خود لشکر لے کر پہنچا اور ان کی سرکوبی کے بعد حلہ اور کوفہ پر قبضہ کرتا ہوا بغداد واپس آیا۔ اس روز بغداد میں عجیب زینت کی گئی تھی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

بے ملک نواب: ۵۴۸ ہجری میں ترکوں نے سلطان سنجر پر زغنہ بول دیا۔اس کو گرفتار کر کے خوب ذلیل کیا،اس کے ممالک محروسہ پر قابض ہو گئے۔خطبہ البتہ اسی کے نام کا باقی رکھا۔گویا بے ملک نواب ہوگیا،یہ اپنے نفس پر روتا تھا،آخر برائے نام اس کو سلطان کا لقب دے کر ایک سائیس کے برابر اس کی تنخواہ مقرر کر دی۔

۵۴۹ ہجری میں بظاہر باللہ عبیدی قتل ہوگیا،اس کے قائم مقام اس کا بیٹا الفائز عیسیٰ جس کی عمر بہت ہی کم تھی ہوا اس کی صغرسنی کی وجہ سے سلطنت کے کاموں میں بہت زیادہ خرابی واقع ہوگئی موقع دیکھ کر مقتفی نے نورالدین محمود بن زنگی کو لکھا کہ تم فوراً مصر پہنچ کر اس پر قابض ہو جاؤ۔نورالدین اس وقت فرنگیوں سے برسرپیکار تھا،اس نے جنگ چھوڑنا نامناسب نہ سمجھا کیونکہ دمشق میں اس نے بہت سے قلعے اور شہر فتح کر لیے تھے،جس کی وجہ سے اس کی حدود سلطنت بہت زیادہ وسیع ہوگئی تھی۔اسی کے ساتھ بلاد روم پر بھی قابض ہوگیا تھا،اس کی ہیبت دور دور کے لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی تھی،مگر مجبوراً مقتفی کے حکم کے مطابق نورالدین مصر چلا گیا،خلیفہ نے اسے ملک العادل کا خطاب بخشا۔

مقتفی کا انتقال: اس وقت مقتفی کی شان وشوکت اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔مخالفین اس سے مرعوب ہو گئے،دشمنوں پر جہات مختلفہ کے یکدم متفق ہو کر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں اور اس کی سلطنت ہمیشہ بڑھتی رہی حتیٰ کہ شب یکشنبہ ۲ ربیع الاول ۵۵۵ ہجری اس کا انتقال ہوگیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ مقتفی سرتاج خلفاء عالم، ادیب، بہادر، بردبار، خوش اخلاق، خلافت کی تمام خوبیاں رکھنے والا، امین شخص تھا ائمہ میں بھی اس کی کم مثال ملتی ہے۔اس کے خلافت کے زمانہ میں کوئی بات دیانت اور امانت کے خلاف نہیں ملتی۔اس نے اپنے استاد ابوالبرکات ابن ابی الفرج بن السنی سے حدیث سنی تھی۔

ابن سمعانی کہتے ہیں کہ کچھ اس نے اپنے بھائی مسترشد کے ساتھ ابوالقاسم بن بیا سے بھی سنی تھیں اور اس سے اس کے امام ابومنصور الجوالیقی بغوی اور اس کے وزیر ابن ہبیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔مقتفی نے کعبہ شریف میں ایک نیا دروازہ بنوایا تھا اور اپنے دفن کیلئے عقیق کا ایک تابوت تیار کرایا تھا۔یہ شخص نیک سیرت،مشکور الدولت، دیندار، عقلمند، فاضل صاحب الرائے سیاستدان خلیفہ تھا،اس نے معاملات خلافت کو از سرنو زندہ کیا۔رسوم خلافت کو جاری فرمایا،تمام کاروبار سلطنت خود کرتا تھا۔جنگوں میں بہ نفس نفیس شامل ہوتا تھا،اس کے زمانہ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی تھی۔

ابوطالب عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالسمیع ہاشمی اپنی کتاب مناقب العباسیہ میں لکھتے ہیں کہ مقتفی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کا زمانہ عدل اور نیک کاموں کی وجہ سے سرسبز و شاداب تھا. یہ شخص خلیفہ ہونے سے پہلے اکثر عبادت میں مصروف رہا کرتا تھا۔ اوائل میں شغل دین، تلاوت قرآن پاک اور تحصیل علوم میں اس کا وقت صرف ہوتا تھا۔ خلیفہ معتصم کے بعد ایسا نرم دل، خوش اخلاق دلیر، بہادر شجیع کوئی خلیفہ نہیں گزرا۔ جیسا کہ مقتفی گزرا ہے۔ باوجود اس بہادری دلیری اور شجاعت کے عبادت اور پرہیزگاری بھی اس کی خصوصیات میں داخل تھیں، اس کی فوج نے جہاں کہیں جانے کا قصد کیا، وہاں ہمیشہ فتح مند ہی رہی، خصوصاً اس کی جگہ جہاں فتح کا گمان نہ تھا۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ مقتفی کے زمانہ خلافت میں بغداد اور عراق پھر خلفاء کے قبضہ میں آ گیا، اس وقت کوئی شخص جھگڑا کرنے والا نہیں رہا تھا۔ مقتدر کے زمانہ خلافت کے وقت سے اس کے شروع زمانہ تک بغداد اور عراق پر خلفاء کا قبضہ برائے نام تھا، نائب السلطنت دراصل بادشاہ ہوتے تھے۔ مقتفی نہایت سخی مہربان حدیث شریف کو دوست رکھنے والا خود عالم اور عالموں کا قدردان تھا۔

سلام کا سنت طریقہ:

ابن سمعانی نے بروایت ابومنصور جوالیقی ایک حدیث بھی المقتضی لامر اللہ امیر المومنین سے بطور حدثنا کے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کی ہے۔ جب مقتفی نے امام بومنصور جوالیقی بغوی کو امام بنانے کیلئے بلایا اور وہ آئے تو انہوں نے حاضر ہو کر اس طرح سلام کیا "السلام علی امیر المومنین ورحمۃ اللہ" اس وقت طبیب ابن تلمیذ نصرانی بھی دربار میں موجود تھا۔ اس نے امام ابومنصور سے مخاطب ہو کر کہا: یا شیخ! کیا امیر المومنین کو سلام کرنے کا یہی طریقہ ہے؟ امام ابومنصور، نصرانی کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوئے اور مقتفی سے کہا کہ امیر المومنین میرا یہ سلام سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہے، پھر اپنی تائید میں ایک حدیث بھی سنادی پھر کہا کہ اگر کوئی شخص اس بات پر قسم کھالے کہ کوئی نصرانی یا یہودی کوئی بھی علم حاصل نہیں کر سکتا تو اس پر کبھی کفارہ نہیں آئے گا کیونکہ ان دونوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے جو بغیر ایمان لائے کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ (یعنی یہ لوگ کوئی بات نہیں سمجھ سکتے نہ کوئی علم حاصل کر سکتے ہیں۔ مترجم) مقتفی نے کہا: واقعی سچ فرماتے ہیں۔ ابن تلمیذ بھی عالم نہایت ادیب تھا، مگر اس وقت گویا اس کے منہ میں پتھر کی لگام لگ گئی تھی۔

مقتفی کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا۔

"ابن الابرش نحوی، یونس بن مغیث، جمال الاسلام بن مسلم الشافعی، ابوالقاسم الاصفہانی صاحب الترغیب، ابن برجان، مارزی مالکی صاحب العلم، زمخشری، رشاطی صاحب الانساب، جوالیقی امام خلیفہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مقتفی۔ابن عطیہ صاحب التفسیر۔ابوالسعادات بن شجری۔امام ابوبکر بن عربی۔ناصح الدین ارجانی شاعر۔ قاضی عیاض، حافظ ابولید بن دباغ۔ابوالاسعد ہبۃ الرحمن القشیری۔ابن علام الفرس المقری۔رفاع الشاعر شہرستانی صاحب الملل والنحل، قیسرانی شاعر، محمد بن یحییٰ شاگرد امام غزالی۔ابوالفضل بن ناصر الحافظ۔ ابوالکرام شہروزی المقری۔الواؤ شاعر۔ابن النحل امام شافعیہ و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔''

المستنجد باللہ ابوالمظفر

المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتضی ۵۱۸ ہجری میں ایک گرجستانی ام ولد طاؤس نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ ۵۴۷ ہجری میں اس کو مقتضی نے ولی عہد مقرر کیا اور مقتضی کی موت کے وقت اس سے بیعت کی گئی۔

مستنجد عدل و انصاف اور نرم طبیعت کا مالک تھا۔لوگوں پر بہت سے ٹیکس معاف کر دیئے تھے حتیٰ کہ عراق سے تمام ٹیکس ختم کر دیئے تھے۔مفسدین کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتا تھا۔ایک شخص گرفتار ہو کر آیا جو لوگوں کو بہت تنگ کیا کرتا تھا، اسے قید کر دیا۔ایک شخص اس کا بدلہ دس ہزار دینار دینے لگا کہ اس کو چھوڑ دیا جائے، خلیفہ نے چھوڑنے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر اس کے ساتھی کو بھی گرفتار کر کے لاؤ گے تو دس ہزار دینار اور انعام میں دوں گا تاکہ مخلوق خدا ان کی شر سے محفوظ رہے۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ مستنجد باللہ فہیم روشن، صاحب الرائے تھا، بہت ذکی اور فضل و کمال کا مالک تھا۔نظم بدیع اور نثر بلیغ لکھتا تھا۔علم ہیئت میں اتنا ماہر تھا کہ عمل آلات فلک اور اسطرلاب کی معرفت خوب رکھتا تھا۔اس کے اشعار حسب ذیل ہیں:

غیر تنی بالشیب و ھو وقار — لیتھا غیرت بما ھو عار
ان تکن ثابت الذوائب منی — فا للیالی تزینھا لاقمار

ترجمہ: ''مجھے میری محبوبہ نے میرے سفید بالوں کی وجہ سے عار دلایا حالانکہ وہ وقار ہے۔
کاش کہ وہ مجھے عار کی باتوں سے عار دلاتی اگر میرے بال سفید ہو گئے تو کچھ حرج نہیں
کیونکہ رات کی زینت چاند سے ہی ہوتی ہے۔''

بخیل کے متعلق کہتا ہے:

ترجمہ اشعار: ''ہماری عزت کیلئے بخیل لوگوں کے گھروں میں جب شمع جلتی ہے اور وہ اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

کے اجالے میں بیٹھتے ہیں تو جس وقت شمع کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں تو ان کے آنسو بھی نکل پڑتے ہیں۔"

اپنے وزیر ابن ہبیرہ کی تدبیر مسلمانوں کی مصلحتوں میں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور کہا:

ترجمہ اشعار: "دو نعمتیں جو تیرے لیے خاص و عام ہیں، صفت کی گئی ہیں ان کا ذکر قیامت تک رہے گا اول تیری سخاوت کہ دنیا بھر اس میں تیری فقیر ہے۔ دوسرے تیرا وجود جو لوگوں پر احسان کرتا ہے۔ جس وقت یحییٰ مر گیا تھا تو اس کی جگہ جعفر ہو گیا تھا۔ مگر تیرے بعد کوئی یحییٰ اور جعفر ہونے والا نہیں ہے جو تیرے ساتھ برائی کی نیت کرتا ہے۔ میں اسے پاتا ہی نہیں بلکہ تجھے ہی تجھے مظفر پاتا ہوں۔"

مستنجد کی خلافت کے سال اول یعنی ۵۵۵ ہجری میں الفائز حاکم مصر کا انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا عاضد الدین اللہ جو عبیدیین میں سب سے آخری خلیفہ ہے، تخت پر بیٹھا۔

فرنگیوں کا منہ توڑ جواب:

۵۶۲ ہجری میں امیر اسد الدین شیر کوہ کو سلطان نور الدین زنگی نے دو ہزار سوار دے کر مصر کی طرف روانہ کیا۔ اس نے جزیرے میں اتر کر مصر کا محاصرہ کر لیا۔ دو ماہ برابر یہ محاصرہ رہا۔ والی مصر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی اور وہ دمیاط کی طرف سے اس کی مدد کو آپہنچے۔ اسد الدین صعید کی طرف چلا گیا۔ یہاں پہنچ کر مصریوں کے ساتھ خوب جنگ ہوئی اور باوجود اپنے لشکر کی کمی اور دشمن کی کثرت کے فتح پائی جس میں بیس ہزار فرنگی انگریز واصل جہنم ہوئے۔ اسد الدین نے جنگ کے بعد صعید کا خراج معاف کر دیا۔ اہل فرنگ نے اسکندریہ کا قصد کیا مگر ان سے پہلے صلاح الدین یوسف بن ایوب اسد الدین کا بھتیجا قابض ہو چکا تھا۔ اہل فرنگ نے یہاں پہنچ کر اسکندریہ کا چار ماہ برابر محاصرہ رکھا۔ آخر اسد الدین اس طرف بڑھا۔ یہ خبر سن کر انگریز بھاگ پڑے اور اسد الدین خالی میدان پا کر شام کی طرف چلا گیا۔

۵۶۴ ہجری میں اہل فرنگ ایک بہت بڑا لشکر لے کر دیار مصر کی طرف بڑھے اور حملہ کے بعد بلبیس پر قابض ہو گئے۔ قاہرہ کا محاصرہ کر لیا والی مصر نے ان کے خوف سے قاہرہ میں آگ لگا دی، پھر سلطان نور الدین زنگی کو اپنی مدد کیلئے لکھا۔ اسد الدین اپنے لشکر کے ساتھ اس کی مدد کو پہنچا، جس وقت انگریزوں نے اسد الدین کی آمد کے متعلق سنا تو وہ قاہرہ سے بھاگ نکلے۔ اسد الدین یہاں پہنچا تو العاضد والی مصر نے اس کے سامنے قلمدان وزارت پیش کیا اور خلعت عطا کی جس کو اس نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا، مگر اس کی عمر نے وفا نہ کی اور یہ ۵۶۵ ہجری میں انتقال کر گیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اسدالدین کے بعد والی مصر العاضد نے اس کی جگہ اس کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن ایوب کو وزیر بنایا اور اس کا لقب ملک الناصر مقرر کیا۔ صلاح الدین آخر عمر تک اس کا وزیر رہا اور بہت دنوں تک وزارت کی۔

مستنجد کا انتقال: ۱۸ ربیع الثانی ۵۶۶ ہجری میں خلیفہ المستنجد باللہ نے انتقال کیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ جس وقت سے مستنجد بیمار ہوا تھا، اس کے مرنے تک آسمان پر گہری شفق نمودار ہوتی رہی۔ جس کی روشنی اور سرخی دیواروں پر نظر آتی تھی۔

اس کے وقت میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

''دیلمی صاحب مسند الفردوس، عمرانی صاحب البیان شافعیہ، ابن بزری شافعی، وزیر ابن ہبیرہ، حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی'' ، امام ابوسعید سمعانی، حضرت ابن نجیب سہروردی، ابوالحسن بن ہزیل المقری و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔''

المستضیٔ بامر اللہ الحسن

المستضیٔ بامراللہ الحسن بن المستنجد باللہ ۵۳۶ ہجری میں ایک ام ولد ارمینیہ غضہ نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا، اور اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس نے تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد منادی کرا دی، کہ آج سے تمام ٹیکس معاف ہیں۔ اس کے مظالم کی روک تھام کی اور ایسا عدل پھیلایا کہ ہم نے اپنی زندگی میں کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔ ہاشمیوں، علویوں، علماء، مدرسین، سراؤں پر بے انتہا مال خرچ کیا۔ مال ہمیشہ خرچ کرتا رہتا تھا۔ اس کے نزدیک مال کی کوئی قدر و قیمت نہ تھیں۔ نہایت حلیم بامروت اور طبیعت کا بے حد نرم تھا، جس وقت تخت خلافت پر بیٹھا تمام ارباب دولت کو خلعتیں عطا کیں چنانچہ ایک ہزار تین سو قبائیں ابریشم کی لوگوں پر تقسیم کیں۔ بغداد میں جس وقت اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تو اس نے حسب عادت قدیم بہت دینار تصدق کیے، روح بن حدیثی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا اور ان کیلئے سترہ غلام عنایت کیے۔

حیص بیص شاعر متضی کی شان میں لکھتا ہے:

ترجمہ اشعار: ''اے امام المہدی تیری سخاوت بارش پر بھی فوقیت لے گئی جو تو مال اور سونے چاندی کے ساتھ کرتا ہے کن الفاظ کے ساتھ تیری تعریف کروں حالانکہ تیری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سخاوت نے برسات پر بھی تجاوز کرلیا تو ایک مستقل معجزہ ہے جو عقلوں اور فکروں کا خارق ہے۔ تیرے نفس نے خوف اور بخشش کو آگ اور پانی کے درمیان جمع کر دیا۔" (یعنی دشمنوں کیلئے تو آگ ہے اور دوستوں کیلئے پانی ہے۔ مترجم)

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ خلیفہ مستضی بامر اللہ اکثر لوگوں سے پردے میں رہا کرتا تھا بغیر خدام کے کبھی سوار نہیں ہوتا تھا اور نہ خدمتگاروں کے سوا اس کے پاس کوئی جا سکتا تھا۔

المستضی کے زمانہ خلافت میں دولت بنی عبید کا خاتمہ ہوگیا۔ مصر میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور سکوں پر بھی مصر میں اسی کا نام مضروب ہوگیا جب یہ خوشخبری لے کر ایک شخص بغداد آیا تو بازار میں چراغاں کیا گیا۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "النصر علی مصر" ہے۔

روافض کا زور ٹوٹ گیا:

ذہبی کہتے ہیں کہ مستضی کے زمانہ خلافت یعنی ۵۶۷ ہجری میں بغداد کے اندر روافض کا زور بالکل کم ہوگیا۔ لوگوں کو امن نصیب ہوا، بڑی سعادت حاصل ہوئی۔ یمن، برقہ، تورند، مصر اور اسوان تک اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا، اکثر بادشاہ اس کے زیر فرمان ہوگئے۔

مصر پر سلطان صلاح الدین کا قبضہ:

عماد کاتب کہتے ہیں کہ سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۶۷ ہجری میں جامع مسجد مصر کے اندر اطاعت وفرمانبرداری کا آغاز کیا۔ اول جمعہ میں مصر کے اندر بنی عباس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ بدعت کو نیست و نابود کیا، راہ شریعت کو صاف کیا۔ دوسرے جمعہ میں قاہرہ کے اندر بنی عباس کا خطبہ پڑھا۔ اسکے بعد یوم عاشورا کو العاضد باللہ صاحب مصر مر گیا۔ سلطان صلاح الدین نے قصر اور اس کے تمام ذخیروں اور نفیس وعمدہ چیزوں پر قبضہ کرلیا جو جو چیزیں پسند کیں، ان کو رکھ لیا اور باقی کو فروخت کر دیا۔ اس فروختگی کا سلسلہ دس سال تک جاری رہا۔ سلطان نور الدین نے یہ خوشخبری دے کر شہاب الدین المظفر بن العلامہ شرف الدین ابن ابی عصرون کو بغداد روانہ کیا اور مجھے (عماد کاتب) حکم دیا کہ ایک بشارت نامہ لکھو تاکہ وہ تمام ممالک اسلامی میں پڑھا جائے۔ میں نے تعمیل حکم میں ایک تہنیت نامہ لکھا، جس کی ابتدا اس طرح تھی کہ اللہ تعالیٰ کا حق بلند کرنے والے اور اس کے ظاہر کرنے والے اور باطل کو نابود کرنے والے کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے آگے چل کر میں نے لکھا تھا کہ ان شہروں میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کوئی منبر ایسا نہیں رہا جس پر ہمارے امام مستضی بامراللہ امیرالمومنین کا خطبہ نہ پڑھا گیا ہو تمام مسجدیں، عابدوں اور زاہدوں کیلئے چھوڑ دی گئیں ۔ بدعت کی تمام خانقاہیں ڈھائی گئیں ۔اس کے بعد لکھا تھا جس جگہ قریب ڈھائی سو سال کے جھوٹے دعویداروں اور شیطان کے تابعداروں کا دور دورہ تھا، وہاں اللہ تعالیٰ نے ہماری حکومت قائم کر دی ۔ ہمارے لیے زمین کو کشادہ کر دیا اور ہمیں ہماری آرزوؤں کے مطابق الحاد اور رفض کے مٹا دینے پر قدرت دیدی اور ہم نے ان کو مٹا دیا۔ہمیں اس بات کی توفیق دی کہ ہم نے بنی عباس کی سلطنت حقہ کو قائم کرا دیا اور ایسے لوگوں کو رکھ دیا جو عباسیوں کے دعویٰ کو جاری رکھے اور بے دینی پھیلانے والے برباد کر دیئے جائیں وغیرہ وغیرہ ۔عماد شاعر کا یہ قصیدہ بھی موجود تھا:

ترجمہ قصیدہ:''ہم نے مصر میں مستضی کے نام کا خطبہ قائم کر دیا جو نائب مصطفی اور امام عصر ہے ہم نے اس کی مدد کے ساتھ العاضد کو ذلیل کیا اور اسی کے ساتھ اس کے مددگاروں کو بھی ہم نے اسے چھوڑ دیا جو ہلاکی کی طرف بلاتا تھا وہ اس وقت ذلت کے ساتھ پتھروں کے نیچے اور بورے کے اندر ہے۔''

جب یہ تہنیت نامہ مستضی کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے جواب میں سلطان نورالدین اور صلاح الدین کو خلعت اور عزت کی چیزیں اور مصر کے خطیبوں کو علم اور عماد کاتب کو خلعت اور ایک سو دینار روانہ کیے ۔تو عماد کاتب نے ایک اور قصیدہ لکھا ۔

علامہ ابن اثیر کہتے ہیں کہ جس وقت سلطان صلاح الدین مصر پر پوری طرح قابض و مسلط ہو گیا اور اس کے قابض ہونے کے ساتھ عاضد کمزور ہوتا چلا گیا تو سلطان نورالدین نے سلطان صلاح الدین کو لکھا کہ مصر میں خلفاء بنوعباس کا خطبہ پڑھا جائے مگر سلطان صلاح الدین نے اس وجہ سے کہ کہیں مصری سرکشی نہ کر بیٹھیں اس حکم کی تعمیل میں پہلوتہی کی لیکن سلطان نورالدین نے سلطان صلاح الدین کو اس بارے پھر مزید تاکید لکھی ۔اس عرصہ میں اتفاقیہ عاضد بیمار ہو گیا۔سلطان صلاح الدین نے اس امر کے متعلق امراء سے مشورہ کیا۔بعض نے اس کی تائید کی اور بعض نے مخالفت ،اتفاق سے مصر میں ایک شخص عجمی جس کا نام امیرالعالم تھا آ گیا جب اس نے یہ لیت و لعل دیکھا تو اس نے کہا کہ اچھا سب سے اول میں اس کام کو شروع کرتا ہوں چنانچہ محرم کے سب سے پہلے جمعہ میں وہ امام سے پہلے منبر پر چڑھ گیا اور مستضی کے لیے دعا کی کسی شخص نے اس کی مخالفت نہ کی، جب دوسرا جمعہ آیا تو صلاح الدین نے خطیبوں کو عاضد کا خطبہ چھوڑ دینے کے متعلق حکم دیا اور انہوں نے تعمیل حکم کی ۔کسی شخص کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جرأت نہ ہوئی کہ منع کرے۔عاضد کا مرض روز بروز بڑھتا گیا۔آخر روز عاشورا کو مرگیا۔

سلطان نورالدین کی طرف سے خلیفہ کیلئے تحائف:

۵۶۹ ہجری میں سلطان نورالدین نے آستانہ خلافت میں بہت سے تحائف روانہ کیے، جن میں ایک گدھا بھی تھا جس کے بدن پر خط بنے ہوئے تھے وہ گدھا بہت کودنے والا تھا۔ خطوط کی وجہ سے اس کو عتابی کہتے تھے۔(عتابی بضم عین وہ کپڑا ہے ریشمی جس پر خطوط موجوں کی طرح بنے رہتے تھے۔مترجم) لوگ جوق درجوق ان تحائف کو دیکھنے کیلئے آئے جن میں ایک شخص عتابی نامی بھی تھا جو نہایت کند ذہن ناقص الفضیلۃ ڈنگمارنے والا تھا۔لوگوں نے کہا اگر سلطان نورالدین نے ہمارے پاس حمار عتابی (حمار بمعنی گدھا) روانہ کیا ہے تو ہمارے پاس عتابی حمار موجود تھا۔

اسی سال نارنگی کے برابر اولے پڑے جن کی وجہ سے گھر منہدم ہوگئے، مویشی مرگئے، دجلہ اس قدر چڑھ آیا کہ بغداد ڈوب گیا اور جمعہ خارج شہر لوگوں نے پڑھا، فرات بھی چڑھ آیا، جس کی وجہ سے گاؤں اور کھیتیاں غرق ہوگئیں۔لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز وانکساری سے دعائیں مانگیں۔یہ بات تعجب کی ہے کہ یہ پانی اس قدر تھا مگر دجیل کے باغات اور کھیتی بغیر پانی کے خشک رہے، اور دیہاتی پیاس سے مرگئے۔

سلطان صلاح الدین کا وصال:

اسی سال سلطان نورالدین والی دمشق کا انتقال ہوگیا۔اس کی جگہ اس کا بیٹا ملک الصالح اسماعیل جو بہت خورد سال تھا تخت پر بیٹھا، اہل فرنگ نے سواحل کی طرف حرکت کی مگر بہت سا مال دے کر صلح کرلی گئی اگرچہ وہ قریب ہی آگئے تھے۔

اسی سال عبیدین کے خیرخواہوں نے سلطنت عبیدی کو پھر قائم کرنا چاہا۔صلاح الدین کے امراء بھی اکثر ان کے ساتھ مل گئے مگر بروقت سلطان صلاح الدین کو اس سازش کی اطلاع ہوگئی اور اس نے ان سب کو پکڑ کر قصرین کے درمیان سولی پر چڑھادیا۔

مصر اور قاہرہ کے گرد فصیل:

۵۷۲ ہجری میں سلطان صلاح الدین نے مصر اور قاہرہ کے گرد ایک فصیل بنوانے کا حکم دیا اور اس کا اہتمام امیر بہاء الدین قراموش کے سپرد کیا گیا۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ اس فصیل کا چکر انتیس ہزار تین سو ہاتھ ہاشمی تھا۔اسی سال سلطان الدین نے جبل مقطم میں قلعہ بنوانے کا حکم دیا اور یہیں دارالسلطنت منتقل کرنے کا ارادہ کیا مگر ابھی یہ قلعہ پایہ

تکمیل کو نہیں پہنچا تھا کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوگیا۔اس کی تکمیل سلطان ملک الکامل یعنی سلطان صلاح الدین کے بھتیجے کے زمانہ میں ہوئی اور یہی سب سے اول اس میں آباد ہوا۔اسی سال سلطان صلاح الدین نے حضرت امام شافعیؒ کا مزار شریف بنوایا۔

۵۷۴ ہجری میں بغداد کے اندر نہایت ہی زبردست آدھی رات کے قریب آندھی آئی اور آسمان کے اطراف میں آگ کے ستون نظر آنے لگے۔لوگوں نے یہ دیکھ کر بارگاہ خداوندی میں خشوع وخضوع سے دعائیں کیں،صبح کو یہ کیفیت جاتی رہی۔

مستضی کا انتقال: ۵۷۵ ہجری میں ماہ شوال کی آخری تاریخ کو خلیفہ مستضی نے انتقال فرمایا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا احمد تخت نشین ہوا۔

اس کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

"ابن خشاب نحوی، ملک النحاۃ ابونزار الحسن بن صافی، حافظ ابوالعلاء ہمدانی، ناصح الدین بن دہان نحوی، حافظ الکبیر ابوالقاسم ابن عساکر اخلاف امام شافعی حیص بیص شاعر، ابوبکر بن خیر و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔"

الناصر لدین اللہ احمد

الناصر الدین اللہ احمد ابوالعباس بن المستضی بامر اللہ رجب ۵۵۳ ہجری کو ایک ترکی ام ولد زمرد نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔اور ذیقعدہ ۵۷۵ ہجری کی چاندرات کو تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس کو حدیث کی روایت میں محدثین کی ایک جماعت نے اجازت دیدی تھی، جن میں ابوالحسین عبدالحق الیوسفی اور ابوالحسن علی بن عساکر البطاحی بھی داخل ہیں،اس نے بھی خود ایک جماعت کو اجازت حدیث دی تھی۔لوگ اس کی زندگی میں اس سے روایت کیا کرتے تھے مگر بطور اسناد کے نہیں بلکہ بطور فخر کے اس سے روایت کرنے میں رغبت کرتے تھے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ کسی خلیفہ نے اتنی لمبی مدت تک خلافت نہیں کی۔اس کی مدت خلافت سینتالیس سال ہے۔یہ شخص مدت العمر عزت وجلالت کے ساتھ رہا،تمام دشمنوں کا اس نے قلع وقمع کردیا۔تمام بادشاہوں نے اس کی اطاعت کا اظہار کیا۔کسی شخص نے اس کے ساتھ سرکشی کی جرات نہیں کی، نہ کسی نے اس پر حملہ کیا اگر کسی نے حملہ کیا تو اس کی فوراً سرکوبی ہوگئی۔کوئی مخالف اگر اٹھا تو فوراً دفع ہوگیا اگر کسی شخص نے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو فوراً اس کو اللہ تعالیٰ نے تباہ و برباد کردیا۔یہ اپنے دادا کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM
ISLAMIA ACADEMY

طرح مصالح ملک میں شدید الاہتمام تھا۔ اس کا اقبال نہایت زبردست تھا۔ رعایا کے تمام کام خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب سے خبردار تھا۔

اس کے اخبار نویس یا پرچہ نگار تمام شہروں میں موجود تھے جو روزانہ تمام بادشاہوں کی خفیہ اور ظاہر باتیں اس کو لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ اس کو نہایت لطیف حیلے اور غضب کی چالیں یاد تھیں، سیاسی اور پولیٹیکل چالیں ایسی بے ڈھب چلتا تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی، نہ کوئی شخص سمجھ سکتا تھا، دو دشمن بادشاہوں میں دوستی کرا دیتا تھا اور ان کو خبر بھی نہ ہوتی تھی، دو دوست بادشاہوں میں عداوت ڈلوا دیتا تھا اور انہیں پتہ بھی نہ چلتا تھا۔ جب بادشاہ مازندران کا ایلچی بغداد میں آیا تو اس کا خفیہ نویس اس کی شبینہ افعال و اعمال کا پرچہ ہر صبح کو خلیفہ کے حضور میں پہنچا دیتا تھا۔ یہ دیکھ کر ایلچی نے اپنے تمام کاروبار نہایت احتیاط سے پوشیدہ کرنے شروع کر دیئے مگر جتنا اس نے زیادہ پوشیدگی میں اہتمام کیا، اتنا ہی الناصر نے اور بھی زیادہ اس پر اظہار کیا۔ ایک دن رات کو ایلچی نے چور دروازے سے ایک عورت کو بلوایا، رات بھر اس کو اپنے پاس رکھا، صبح کو اس کی بھی اطلاع پہنچ گئی اور حسب معمول یہ پرچہ چسپاں ہو گیا۔ اس میں یہاں تک درج تھا کہ ان دونوں نے رات کو جو لحاف اوڑھا تھا، اس پر ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر ایلچی نہایت متحیر ہوا، اور بغداد سے چلا گیا۔ اس کو کامل یقین ہو گیا کہ خلیفہ علم غیب جانتا ہے کیونکہ فرقہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ امام معصوم حاملہ کے پیٹ کا یعنی اس میں لڑکا ہے یا لڑکی اور دیوار کے پچھلی طرف کی کیفیت تک کا علم ہوتا ہے۔

شاہ خوارزم کا بغداد پر حملے کا ارادہ اور آسمانی عذاب:

خوارزم شاہ کا ایلچی ایک خفیہ خط جو سربمہر تھا، لے کر آیا۔ الناصر نے فوراً کہہ دیا کہ مجھے خط کی ضرورت نہیں، مجھے معلوم ہے جو خط کا مضمون ہے تم واپس چلے جاؤ، وہیں جواب پہنچ جائے گا اس کو یقین ہو گیا کہ واقعی اس کو علم غیب ہے اور فوراً واپس چلا گیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ لوگوں میں عام خیال تھا کہ الناصر کے جن تابع ہیں جس وقت خوارزم شاہ خراسان اور ماوراء النہر آیا اور اس نے وہاں لوگوں پر ظلم و زیادتی کی اور بڑے بڑے بادشاہوں سے اطاعت کرائی۔ لوگوں میں لوٹ مار کی اپنے مقبوضہ ممالک سے بنی عباس کا خطبہ موقوف کرا دیا۔ بغداد کے ارادے سے نکلا اور ہمدان پہنچا تو بیس روز تک برابر اس کے اوپر بغیر موسم کے برف پڑتی رہی جس کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اس کے بعض خواص اور ساتھیوں نے کہا چونکہ آپ خلیفہ پر حملہ کے ارادہ سے نکلے تھے، اس لیے یہ غضب الٰہی آپ پر نازل ہوا ہے۔ اسی اثنا میں اسے خبر پہنچی کہ ترک متفق

www.waseemziyai.com
MAKTABA-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہو کر اس کے ممالک اور دارالسلطنت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کو یہ جرأت محض اس وجہ سے ہوئی ہے کہ آپ دارالسلطنت سے بہت زیادہ دور ہیں۔ یہ سن کر شاہ خورازم کو واپس لوٹنا پڑا اور الناصر بغیر لڑائی جھگڑے کے اس کے شر سے محفوظ رہا۔ (لوگوں نے اس کو بھی الناصر کی کرامت سمجھا۔)

الناصر عجیب وغریب طبیعت کا مالک تھا کہ اگر کسی کو کچھ دیتا تھا تو بھرپور دیتا تھا، اور اگر سزا دیتا تھا تو نہایت بیدردی کے ساتھ دیتا۔ اکثر اتنا دیدیتا تھا کہ دوسرے کو فقیری کا پھر کبھی خوف نہ رہے۔

ایک شخص، الناصر الدین اللہ کیلئے ہندوستان سے ایک طوطا لے کر چلا جو "قل ھو اللہ احد" پڑھتا تھا جب وہ بغداد پہنچ چکا تو رات کو طوطا مرا ہوا پایا۔ صبح کو یہ شخص نہایت حیران و پریشان ہوا۔ اتنے میں خلیفہ کا ایک خادم آیا اور اس سے وہ طوطا طلب کیا یہ رو پڑا اور کہا کہ وہ تو رات کو مر گیا۔ خادم نے کہا: ہاں! مجھے معلوم ہے کہ وہ مر چکا ہے، تم مرا ہوا ہی دیدو اور یہ بتا کہ تجھے خلیفہ سے کتنے انعام کی توقع تھی۔ اس نے کہا کہ پانچ سو دینار کی امید کر کے چلا تھا۔ خادم نے پانچ سو دینار کھول کر رکھ دیئے اور کہا: یہ لے خلیفہ نے تجھے عنایت کیے ہیں۔ جس وقت سے تو ہندوستان سے اسے لے چلا تھا اسی وقت سے سلطان کو تیری خبر تھی،

صدر جہاں کے ساتھ عجیب واقعہ:

جب صدر جہاں بغداد آئے تو ان کے ہمراہ بہت سے فقہاء بھی موجود تھے، ان میں سے ایک فقیہ کے پاس نہایت نفیس گھوڑا تھا، جب وہ اپنے گھر یعنی سمرقند سے چلنے لگا تو ان کی بیوی نے ان سے یہ کہا کہ تم اس گھوڑے کو یہیں چھوڑ جاؤ ایسا نہ ہو بغداد میں خلیفہ اسے خوبصورت دیکھ کر چھین لے۔ اس فقیہہ نے جواب دیا کہ مجھ سے خلیفہ یہ گھوڑا لینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ الناصر کو اس کے آنے سے پہلے ہی خبر پہنچ چکی تھی۔ اس نے اپنے باورچی کو حکم دیا کہ جس وقت وہ فقیہہ بغداد میں داخل ہو، فوراً اس کو مار کر وہ گھوڑا چھین لیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس وقت یہ فقیہہ بغداد میں آیا، گھوڑا چھین لیا گیا۔ بے چارے نے بہت زیادہ چیخ و پکار اور ہر جگہ فریاد کی مگر کون سنتا تھا جب صدر جہاں حج کر کے واپس جانے لگے تو ان کو اور ان کے ہمراہیوں کو بارگاہ خلافت سے خلعت و انعام دیا گیا۔ ان حضرات کے ساتھ فقیہہ صاحب کو بھی خلعت ملا جس میں ان کا وہی گھوڑا اور اس کے ساتھ ساز اور طوق طلائی بھی شامل تھا، دیتے وقت ان سے کہا گیا کہ خلیفہ کو تو تمہارے گھوڑے کے لینے کی جرأت نہیں تھی، مگر اس کے ایک ادنیٰ غلام نے اس کو چھین لیا۔ یہ سن کر فقیہہ بہت گھبرایا اور غش کھا کر گر پڑا اور خلیفہ کی کرامت کا قائل ہو گیا۔

الموفق عبداللطیف کہتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں الناصر کی ہیبت اور خوف بیٹھ گیا تھا، اس سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اہل ہند اور اہل مصر انتہائی ڈرتے تھے. جتنے اہل بغداد. اس نے بیبت خلافت کو جو معتصم کے بعد مر چکی تھی. دوبارہ زندہ کر دیا تھا اور پھر اسکی موت کے ساتھ وہ ہیبت مرگئی۔ بڑے بڑے جلیل القدر بادشاہ جیسے بادشاہ مصر اور شام جس وقت الناصر کاذ کر کیا کرتے تھے تو اپنی خلوت گاہوں میں اسکی ہیبت اور جلال کی وجہ سے نہایت دھیمی اور پست آواز سے باتیں کیا کرتے تھے۔

ایک عجیب وغریب واقعہ: ایک دفعہ ایک سوداگر جس کے پاس دمیاط کی چادریں تھیں اور جن پر طلائی کام تھا. بغداد میں آیا چنگی والوں نے اس سے محصول طلب کیا مگر اس نے انکار کر دیا کہ میرے پاس کوئی چیز ایسی نہیں جس پر محصول عائد ہوتا ہو چنگی والوں نے اس کے سامان کے اعداد اور ان کی رنگت واقسام بھی بیان کرنا شروع کیں مگر وہ پھر بھی انکار کرتا رہا. آخر اس سے بارگاہ خلافت کی ہدایت کے مطابق کہا گیا کہ کیا تو نے اپنے فلاں ترکی غلام کو دمیاط میں فلاں قصور کی وجہ سے خفیہ قتل نہیں کیا تھا اور اس کو فلاں جگہ نہیں دفن کر رکھا اور اس کی آج تک کسی کو خبر نہیں ہوئی۔ یہ سن کر وہ حیران ہو گیا کیونکہ اس کی سوائے اس کے کسی کو خبر نہیں تھی اور محصول ادا کر دیا۔

ابن بخار کہتے ہیں کہ الناصر کے پاس بادشاہ آیا کرتے تھے اور اس کی اطاعت قبول کر لیا کرتے تھے جو شخص اس کا مخالف ہوا، وہ بے حد ذلیل ہوا. سرکش اور نافرمان شخصوں کو نہایت ذلت اٹھانا پڑی۔ متکبروں اور سرکشوں کو اس کی تلوار نے سرنگوں کر دیا۔ اس کے دشمنوں کا پیر لڑکھڑا گیا۔ اس کی فتح اس قدر ہوئی کہ اس کا ملک تمام بنی عباس سے وسیع ہو گیا تھا حتی کہ اس کے نام کا خطبہ چین اور اسپین کے بھی بہت سے شہروں میں پڑھا گیا۔ یہ خلیفہ بنی عباس کے تمام خلفاء میں شدید تھا اور اس کی ہیبت سے پہاڑ بھی کانپتے تھے، نہایت خوش خلقی خوبصورت ہاتھ پیر کا مضبوط فصیح زبان. بلیغ البیان شخص تھا. اس کے فرامین اور کلمات علم ادب کے. بہت اچھے ذخیرے ہیں، اس کا زمانہ روشن جبیں اور طرہ تاج فخر تھا۔

ابن واصل کہتے ہیں کہ الناصر نہایت ذہین چالاک بہادر، صاحب فکر صاحب الرائے عقل رسا کا مالک. اور سیاسی تدبر میں تو اس کا جواب نہیں تھا۔ اس کے جاسوس اور مخبر عراق بلکہ تمام اکناف عالم میں چھپے ہوئے تھے جو اسے جزئیات تک کی اطلاع دیا کرتے تھے۔ حتی کہ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے بغداد میں چند دوستوں کی دعوت کی اور اتفاقاً مہمانوں سے قبل اپنے ہاتھ دھو لیے. اس کی خبر بھی مخبر نے الناصر تک پہنچا دی. الناصر نے اس کو تنبیہ کی کہ مہمانوں سے پہلے اپنے ہاتھ دھونا، سوء ادبی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ہے وہ یہ سن کر سخت حیران ہو گیا۔

ابن واصل کہتے ہیں کہ باوجود ان سب باتوں کے الناصر اپنی رعایا کے حق میں اچھا نہ تھا ظلم کی طرف بہت مائل تھا۔ حتی کہ اکثر شخص اسکے مقبوضہ ممالک سے ترک وطن کر گئے اور اس نے ان کے اموال و املاک کو ضبط کر لیا۔ اس کے کام کچھ متضاد کیفیت کے حامل تھے۔ کبھی کچھ اور کبھی کچھ اپنے باپ دادا کے خلاف عقیدہ رکھتا تھا اور اس کا میلان شیعہ مذہب کی طرف تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل شخص کون ہے؟:

ایک روز الناصر نے علامہ ابن جوزی سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کون شخص افضل ہے؟

علامہ ابن جوزی کھل کر تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نہ لے سکے اور صرف ابہام کیساتھ جواب دیا کہ "افضلھم بعدہٗ من کانت ابنتہ تحتہ" کہ انکی بیٹی ان کے عقد میں تھی۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ الناصر سیرت کا اچھا نہیں تھا، اس نے جو اہل عراق پر ٹیکس عائد کیے، ان ٹیکسوں کی وجہ سے عراق بالکل تباہ ہو گیا تھا لوگوں کا مال اور ان کی املاک خالصہ میں شامل کر لیتا تھا اگر کوئی خود ہی فعل کرتا تھا تو اس کے برعکس بھی ضرور ہی کرتا تھا اس کی یہ مثال تھی کہ اول کبوتر کو بندوق مارتا تھا اور پھر ناراض ہوتا تھا کہ یہ کیوں مر گیا۔

شوق حدیث:

الموفق عبداللطیف کہتے ہیں کہ اسے درمیان زمانہ خلافت میں تحصیل حدیث شریف کا شوق ہوا، اور اس نے دور دور سے محدثین کو بلا بلا کر حدیث سنی اور ان سے اجازت حاصل کی، پھر اپنی طرف سے اکثر بادشاہوں اور علماء کو اجازت روایت دی۔ ایک کتاب میں ستر احادیث جمع کر کے حلب بھیج دی جس کو وہاں لوگوں نے خوب سنا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ الناصر نے بہت سے اعیان علماء کو اجازت حدیث دی تھی جن میں ابن سکینہ، ابن احضر بن بخار، ابن الدامغانی قابل ذکر ہیں۔

ابوالمظفر کہتے ہیں کہ علامہ ابن جوزی وغیرہ نے لکھا ہے کہ آخر عمر میں الناصر کی نظر کم ہو گئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ بالکل جاتی رہی تھی مگر رعایا میں سے کسی کو بلکہ خود اس کے وزیر اور گھر والوں کو بھی مطلقاً اس کی خبر نہیں تھی۔ اس نے اپنی ایک کنیز کو اپنے خط کی مشق کرا رکھی تھی جو بالکل الناصر کے خط کے موافق لکھتی تھی اس سے یہ حکم احکام لکھوایا کرتا تھا۔ کسی کو یہ شناخت نہیں ہوتی تھی کہ یہ خلیفہ کا لکھا ہوا نہیں ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الناصر کا انتقال:

شمس الدین الجوزی کہتے ہیں الناصر اپنے پینے کے پانی میں بہت زیادہ احتیاط کرتا تھا۔ بغداد سے سات فرسخ کے فاصلہ سے اس کا پانی آیا کرتا تھا جس کو سات دن تک ایک ایک جوش دیا جاتا تھا۔ پھر سات جوش کے بعد سات دن تک برتنوں میں بھروا کر رکھ دیا جاتا تھا، تب کہیں اس کو الناصر پیتا تھا مگر پھر بھی کئی مرتبہ مرنے سے پہلے نیند لانے والی دوا پی۔ پیشاب کے راستہ سے ایک پتھر نکلا جس کی وجہ سے اس کا عضو مخصوص پھٹ گیا اور اس کے صدمہ سے یک شنبہ ختم رمضان المبارک ۶۲۲ ہجری کو انتقال کر گیا۔

جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ سلطان صلاح الدین کا خطاب، الملک الناصر تھا۔ ۵۷۷ ہجری میں اس کو الناصر نے سخت تنبیہ کی کہ تم نے باوجود اس کے تم جانتے ہو کہ ہمارا خطاب الناصر الدین اللہ ہے۔ اپنا خطاب الملک الناصر رکھ دیا۔ ۵۸۰ ہجری میں الناصر الدین نے احکام جاری کیے کہ جو شخص مشہد امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ میں پناہ لے، وہ مامون ہے اس سے باز پرس نہ کی جائے، اکثر مجرم وہاں پہنچنے لگے جس کی وجہ سے بہت سے مفاسد پیدا ہو گئے۔

۵۸۱ ہجری میں عث کے اندر ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا جس کی پیشانی ایک بالشت چار انگل کی تھی اور اس کا ایک کان تھا۔ اسی سال یہ اطلاع پہنچی کہ بلاد مغرب میں الناصر کا خطبہ شروع ہو گیا۔

۵۸۲ ہجری میں ساتویں ستارے برج میزان میں جمع ہو گئے۔ اس پر منجموں نے حکم لگایا کہ جمادی الآخر کی نویں رات کو سخت آندھی آئے گی، جس سے تمام شہر کے مسمار ہونے کا اندیشہ ہے۔ لوگوں نے یہ سن کر گڑھے کھود کھود کر ان میں رہنے کا ارادہ کر لیا۔ کھانا اور پانی بھی ان گڑھوں میں لے گئے اور نہایت تشویش کے ساتھ اس رات کا انتظار کرنے لگے جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ قوم عاد کی سی آندھی آئے گی لیکن اس رات اتنی بھی ہوا نہ چلی کہ چراغ ہی گل کر دے۔ اس پر شعراء کو موقع مل گیا اور انہوں نے منجموں کی اپنے اشعار میں خوب ہی مٹی پلید کی چنانچہ ابو الغنائم محمد بن العلم کہتا ہے:

ترجمہ اشعار: ''کوئی ابو الفضل سے ذرا جا کر کہہ دے کہ جمادی الآخر گزر کر رجب بھی آ گیا،
نہ کوئی ان کے قول کے مطابق آندھی آئی، نہ زلزلہ، نہ کوئی دمدار ستارہ نکلا، نہ آفتاب ہی چھپا،
نہ اس کے کان سے کوئی شعلہ نکلا۔ یہ مخلوق سماوی پر ایسا حکم لگاتے ہیں جو ان پر بھی کبھی
نہ گزرا ہو گا۔ بس منجموں کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور انہوں نے سچ ہی کب بولا تھا جو اب سچ ہوتا۔

۵۸۳ ہجری میں یہ بات عجائبات سے ہے کہ اس سال کی پہلی تاریخ ہفتہ کے پہلے دن (یعنی شنبہ) واقع ہوئی۔ اسی روز سال شمسی کی پہلی تاریخ اور سال فارسی کی بھی پہلی ہی تاریخ تھی اور شمس وقمر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

دونوں پہلے برج میں تھے۔

بیت المقدس کی فتح: اس سال مسلمانوں کو بے حد فتوحات ہوئیں۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے شام کے اکثر شہر جو اہل فرنگ کے قبضہ میں تھے، فتح کیے اور سب سے بڑی فتح یہ ہوئی کہ بیت المقدس جو فرنگیوں کے قبضہ میں اکیانوے برس سے چلا آ رہا تھا۔ صلاح الدین نے فتح لیا۔ فرنگیوں نے جو دیگر آثار قبضہ کر رکھے تھے، ان کو بھی فتح کیا اور بیت المقدس میں کنیسے انہوں نے بنا لیے تھے، ان کو گرا کر ایک مدرسہ شافعیہ قائم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسلام کی طرف سے جزاء خیر عنایت کرے۔ قمامہ کو سلطان صلاح الدین نے بدستور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اتباع کے موافق قائم رکھا کیونکہ آنجناب نے بھی فتح بیت المقدس کے بعد اس کو بدستور رکھا تھا۔ محمد بن اسعد شاعر نے فتح بیت المقدس کے متعلق ایک قصیدہ لکھا۔

قرآن سے ایک عجیب پیشین گوئی: ابن برجان نے "الم غلبت الروم" کی تفسیر میں بحساب آیت یہ بیان کیا ہے کہ بیت المقدس ۵۸۳ ہجری تک روم والوں کے قبضہ میں رہے گا، پھر وہ مغلوب ہوں گے اور مسلمان ان پر غلبہ پائیں گے اور بیت المقدس فتح کر لیں گے جو پھر انشاء اللہ العزیز ابد تک دارالسلام رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابوشامہ کہتے ہیں کہ ابن برجان نے یہ جو کچھ تفسیر بیان کی ہے نہایت ہی عجیب ہے۔ ابن برجان فتح بیت المقدس سے پہلے انتقال کر چکے تھے۔

سلطان صلاح الدین کا انتقال: ۵۸۹ ہجری میں سلطان صلاح الدینؒ کا انتقال ہوگیا۔ ایک ایلچی ان کی زرہ جو ان کے ساتھ رہتی تھی، ایک گھوڑا ایک دینار چھتیس درہم لے کر بغداد آیا۔ انہوں نے ان چیزوں کے علاوہ کوئی چیز ترکہ میں نہیں چھوڑی تھی، ان کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا عماد الدین عثمان الملک العزیز مصر کا، دوسرا بیٹا الملک الافضل نورالدین علی دمشق کا اور تیسرا بیٹا الملک الظاہر غیاث الدین غازی حلب کا بادشاہ مقرر ہوا۔

۵۹۰ ہجری میں سلطان طغرل بیگ شاہ ابن ارسلان بن طغرل بیگ بن محمد بن ملک شاہ جو خاندان سلجوقیہ کا سب سے آخری بادشاہ تھا مر گیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اس خاندان میں کچھ اوپر بیس بادشاہ گزرے ہیں، جن میں سب سے پہلا بادشاہ طغرل بیگ ہے جو خلیفہ القائم بامر اللہ کا ہم عصر تھا، ان سب کی مدت حکومت ایک سو ساٹھ سال ہے۔

۵۹۲ ہجری میں مکہ معظمہ میں کالی آندھی آئی، جس کی وجہ سے دنیا میں اندھیرا ہوگیا، لوگوں پر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سرخ ریت برسی۔ رکن یمانی سے ایک ٹکڑا گر گیا۔

اسی سال جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے خوارزم شاہ نے خلیفہ پر لشکر کشی کی تھی اور پچاس ہزار فوج کے ساتھ دریائے جیحون پر آ گیا تھا اور خلیفہ کو لکھا تھا کہ مجھے سلطان کا خطاب دیدیا جائے۔ میں بغداد آنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ کو ملوک سلجوقیہ کی طرح میرا ماتحت ہو کر رہنا چاہیے۔ خلیفہ نے خوارزم شاہ کے ایلچی کو بغیر کسی جواب کے واپس کر دیا تھا اور جیسا کہ اوپر بیان کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے ناصر کو اس کے شر سے محفوظ رکھ لیا تھا۔

۵۹۳ ہجری میں ایک بہت بڑا ستارہ ٹوٹا اور اس کے ٹوٹنے کے ساتھ اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ جس کی وجہ سے مکان اور دیواریں ہل گئیں۔ لوگوں نے دعائیں مانگنی شروع کیں اور خیال کر لیا کہ قیامت آ گئی۔ ۵۹۳ ہجری میں الملک العزیز مصر میں مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا منصور تخت پر بیٹھا، مگر الملک العادل سیف الدین ابو بکر بن ایوب نے اس پر حملہ کر کے اس کا تاج و تخت سب چھین لیا اور خود قابض ہو گئے۔ ملک العادل کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ملک الکامل بادشاہ ہوا۔

قحط سالی کی وجہ سے مردوں کا گوشت کھا گئے:

۵۹۶ ہجری میں دریائے نیل کا پانی اتر گیا اور تیرہ گز پانی نیچے اتر گیا، اس کی وجہ سے اتنا قحط پڑا کہ لوگوں نے مردار اور چمڑے کھانے شروع کر دیئے اور کھلم کھلا کھانے لگے۔ اس قحط کے متعلق عجیب عجیب روایات ہیں۔ لوگوں نے بھوک کے مارے یہاں تک کیا کہ مردوں کو قبروں سے اکھاڑ اکھاڑ کر کھا گئے، مصر بالکل تباہ ہو گیا۔ بھوک کے مارے اتنے لوگ مر گئے کہ جس طرف قدم یا آنکھ پڑتی تھی تو مردوں ہی پر پڑتی تھی۔ یا کوئی شخص جانکنی کی حالت میں دکھائی دیتا تھا اور بس۔ اور گاؤں والے تو تمام کے تمام ہی مر گئے تھے، اگر مسافر کسی گاؤں میں سے گزرتا تھا تو کہیں آگ جلتی نظر نہ آتی تھی۔ گھر کے دروازے کھلے کے کھلے رہ گئے تھے اور ان میں مردے پڑے ہوئے نظر آتے تھے۔ ذہبی نے اس قحط کے متعلق عجیب عجیب واقعات قلمبند کیے ہیں جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مردوں سے سڑک بھری پڑی رہتی تھی، ان کا گوشت پرند یا چوپائے کھاتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ لوگوں نے آزاد لوگوں کو اپنی اولاد بہت تھوڑے داموں میں بیچ ڈالی تھی۔ یہ حالت ۵۹۸ ہجری تک بدستور قائم رہی۔

۵۹۷ ہجری میں مصر، شام اور جزیرہ میں بہت سخت زلزلہ آیا، جس کی وجہ سے مکان اور قلعے منہدم ہو گئے اور بصریٰ کے قریب گاؤں زمین میں دھنس گئے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

۵۹۹ ہجری میں محرم کی آخری رات کو صبح تک اور اس قدر تارے ٹوٹے کہ ٹڈیوں کی طرح اڑتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ لوگ سخت پریشان ہوئے اور بارگاہ رب کریم عزوجل میں تضرع وزاری کرنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت بھی ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس کے بعد اب یہ صورت ظہور میں آئی۔

اہم واقعات: ۶۰۰ ہجری میں انگریزوں نے دریائے نیل کے راستے سے رشید پر حملہ کیا۔ شہر پر قبضہ کرکے اس کو خوب لوٹا اور قتل عام کر کے چلتے بنے۔

۶۰۱ ہجری میں انگریزوں نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا، رومیوں کو وہاں سے نکال دیا اور خود قابض ہو گئے۔ قبل از اسلام یہ شہر رومیوں کے قبضہ میں تھا۔ ۶۶۰ ہجری تک یہ شہر فرنگیوں کے قبضہ میں رہا۔ اس کے بعد اس کو پھر رومیوں نے فتح کر لیا۔ اسی سال ایک عورت کے قطعیاء میں ایک عجیب طرح کا لڑکا پیدا ہوا۔ جس کے دو سر، دو ہاتھ اور چار پیر تھے مگر وہ زندہ نہیں رہا۔

۶۰۶ ہجری میں تاتار کا زور شروع ہوا جس کی تفصیل ہم آگے لکھیں گے۔

۶۱۵ ہجری میں انگریزوں نے دمیاط کے برج سلسلہ پر قبضہ کر لیا۔ ابوشامہ کہتے ہیں کہ یہ برج دیار مصر کی کنجی تھی۔ وسط نیل میں ایک بہت بڑا برج تھا۔ اسکے شرقی پہلو دمیاط اور غربی پہلو پر جزیرہ واقع تھا۔ اس کے سامنے دو سلسلے تھے۔ ایک سلسلہ نیل سے لے کر دمیاط تک اور دوسرا نیل سے جزیرہ تک چلا تھا۔ ان دونوں سلسلوں کی وجہ سے جہاز بحر شور سے نہیں آسکتے تھے۔

۶۱۶ ہجری میں انگریزوں نے دمیاط پر بہت سی لڑائیوں اور محاصروں کے بعد قبضہ کر لیا۔ ملک الکامل ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گیا تھا اور دفاع نہ کر سکا۔ انگریزوں نے نئے کام کیے، جامع مسجد کو گرجا بنا لیا، ملک الکامل نے نیل کے ڈیلٹا پر یعنی جہاں دو دریا جدا ہوتے ہیں، ایک شہر آباد کیا، جس کا نام اس نے منصورہ رکھا۔ اس کے اردگرد فصیل بنوائی اور اپنے لشکر سمیت وہیں قیام کر لیا۔ اسی سال قاضی القضاۃ رکن الدین ظاہر کو ملک معظم والی دمشق نے ایک بغچہ بھیجا جس میں ایک زہر آلود قبا تھی اور حکم دیا کہ اس کو پہن کر اجلاس کرے۔ قاضی القضاۃ تاب انکار نہ لا سکے اور اس کو پہن لیا وہاں سے اٹھ کر گھر چلے گئے اور پھر مر کر ہی باہر قدم نکالا۔ کہتے ہیں کہ اس قبا کی وجہ سے قاضی صاحب کا جگر کٹ کٹ کر گر گیا تھا۔ لوگوں نے سخت افسوس کیا۔ اس کے بعد ہی ملک معظم نے شرف بن عنین زاہد کے پاس چند دوپٹے چادریں بھیجیں اور حکم دیا کہ اس میں نماز پڑھا کیجئے۔ انہوں نے قصیدہ لکھ کر روانہ کیا۔

ترجمہ قصیدہ: ''اے ملک معظم یہ تیری سنت ہمیشہ ہمیشہ ابد تک باقی رہے گی، تیرے بعد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

بادشاہوں قاضیوں کو خلعت اور زاہدوں کو تحفہ بھیجا کریں گے۔"

۶۱۸ ہجری میں انگریزوں سے پھر مسلمانوں نے دمیاط چھین لیا۔

۶۲۱ ہجری میں دارالحدیث قاہرہ میں قصرین کے پاس بنایا گیا جس کے صدر مدرس ابوالخطاب بن دحیہ مقرر ہوئے۔ مامون کے زمانہ سے لے کر اب تک کعبہ شریف پر سفید ریشمی پردے ڈالے جاتے تھے۔ اب الناصرالدین اللہ نے سبز ریشمی پردے ڈالنے شروع کیے، اس کے بعد سیاہ ڈالے اور یہ دستور اب تک قائم ہے۔

ناصر کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف:

الناصرلدین اللہ کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

"حافظ ابوطاہر سلفی، ابوالحسن بن القضاء اللغوی، کمال ابوالبرکات بن الانباری، شیخ احمد بن رفاعی زاہد، ابن بشکوال، یونس، والد بنی یونس شافعی، ابوبکر بن طاہر الاحداب نحوی، ابوالفضل ولد الرافعی، ابن ملکون نحوی، عبدالحق اشبیلی صاحب احکام، ابوزید السہیلی منصف روض الانف، حافظ ابوموسیٰ المدینی، ابن بری اللغوی، حافظ ابوبکر حازمی، شرف بن ابی عصرون، ابوالقاسم بخاری العثمانی، مصنف الجامع الکبیر، اکابر علماء حلیفہ، النجم جبوسانی، ابوالقاسم بن فیرہ انشاطی صاحب القصیدہ، فخرالدین ابوشجاع محمد بن شعیب بن الدہان الفرضی جس نے سب سے اول جدول فرائض منبر کی شکل پر تیار کیے، برہان، مرغنیانی صاحب الہدایہ حنفی، قاضی خان صاحب الفتاویٰ حنفی، عبدالرحیم بن جحون زاہد، ابوالولید بن رشید صاحب علوم فلسفہ، ابوبکر بن زہر طبیب، جمال بن فضلان شافعی، قاضی فاضل صاحب الانشاء والترسل شہاب طوسی، ابوالفرج بن جوزی، عماد کاتب، ابن عظیمہ مقرئی، حافظ عبدالغنی المقدسی صاحب العمدہ، برکی الطاؤی صاحب الخلاف، شمیم الحلی، ابوذر خشنی نحوی، امام فخرالدین رازی، ابوالسعادت ابن اثیر صاحب جامع الاصول ونہایۃ الغرب، عماد بن یونس صاحب شرح الوجیز، شرف صاحب التنبیہ، حافظ ابوالحسن المفضل، ابومحمد بن حوط اللہ اور ان کے بھائی ابوسلیمان، حافظ عبدالقادر ہادی، زاہد ابوالحسن بن صباغ بقنی دجیہ بن دہان نحوی، تقی الدین بن مقترح، ابوالیمن کندی النحوی، معین حاجری صاحب الکفایہ شافعی، رکن العمید یصاحب الطریقہ فی الخلاف، ابوالبقاء، عکبری صاحب الاعراب ابن ابی اصیعہ طبیب، عبدالرحیم بن سمعانی، نجم الدین کبریٰ، ابن ابوالسیف یمعنی، موفق الدین قدامۃ الحنبلی، فخرالدین بن عساکر و دیگر حضرات رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔"

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الظاہر بامر اللہ ابو نصر

الظاہر بامر اللہ ابونصر محمد بن الناصر الدین اللہ ۵۷۱ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کے باپ الناصر الدین اللہ نے اس کو ولی عہد بنایا اور اس کے بعد یہ تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ الظاہر بامر اللہ جس وقت تخت پر بیٹھا تو اس کی عمر باون سال کی تھی۔ ارکان سلطنت نے عرض کیا کہ آپ فتوحات کی طرف توجہ کیوں نہیں فرماتے؟ جواب دیا کہ کھیت سوکھ چکا۔ اب مجھ میں کیا رکھا ہے۔ عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا کریگا۔ اس نے کہا: جو شخص عصر کے بعد دکان کھول کر بیٹھے وہ کیا خاک امید رکھ سکتا ہے کہ کچھ کمائے گا۔ اس کے بعد اس نے رعایا کے ساتھ بہت احسانات کیے تمام ٹیکس معاف کر دیئے۔ مظالم رو کے عطیات بے انتہا کیں۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ جب الظاہر بامر اللہ خلیفہ ہوا تو اس قدر عدل و انصاف کیا کہ ان کے سوا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) کی سنت جو عدل و انصاف کے متعلق تھی کسی نے ادا نہیں کی، اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بعد ان جیسا کوئی خلیفہ نہیں ہوا، تو بالکل صحیح اور درست ہے۔ اس نے وہ تمام املاک اور اموال جو اس کے باپ اور دادا نے ضبط کیے تھے، یا اپنے کام میں لگائے تھے مستحقین کو واپس کر دیئے۔ تمام ممالک کے تمام ٹیکس معاف کر دیئے اور یہ حکم دیا کہ جو قدیم میں خراج تھا وہی خراج تمام عراق سے وصول کیا جائے اور بس اور جو کچھ والد الناصر الدین نے اضافہ کر دیا تھا، وہ ترک کر دیا جائے اور یہ رقم ایک بہت بڑی مقدار میں تھی چنانچہ زمانہ خلفاء قدیم میں عراق سے محض دس ہزار دینار وصول ہوتے تھے مگر اس کے باپ نے بڑھا کر اسی ہزار کر دیئے تھے۔ اس سے معافیوں کا خود اندازہ ہو جاتا ہے۔ خلیفہ الظاہر نے معاف کر کے صرف دس ہزار ہی رہنے دیئے، باقی تمام معاف کر دیئے۔

ظاہر کی دیانت اور انصاف:

ظاہر کے بعد رعایا کے لوگ پھر آئے اور انہوں نے آ کر استغاثہ کیا کہ ہمارے ملکوں کے اکثر درخت سوکھ گئے ہیں، خراج میں کچھ اور کمی ہونی چاہیے۔ اس پر دربار خلافت سے حکم جاری ہوا کہ صرف سبز اور سالم درختوں پر محصول لیا جائے، باقی معاف کر دیا جائے۔ اس کے عدل کا اندازہ اس حکایت سے ہو سکتا ہے کہ خزانہ کی ترازو میں آدھے قیراط کے قریب کان تھی، خزانہ کے اہلکار چیز لیتے وقت ہلکے پلڑے کی طرف تول کر لیتے تھے اور دیتے وقت بھاری پلڑے کی طرف تول کر دیتے تھے۔ یہ اطلاع الظاہر بامر اللہ کو بھی ملی۔ اس نے وزیر کو ایک تہدید آمیز خط جس کے اول میں چند آیات قرآنی جو کم تولنے والوں کے متعلق آئی ہیں: "وَيْلٌ

لِلْمُطَفِّفِیْنَ وغیرہ لکھیں اور حکم دیا کہ مجھے ایسی ایسی اطلاعات ملی ہیں اگر یہ سچ ہیں تو عامل خزانہ کو ہدایت کی جائے کہ لوگوں کو بلا کراب وزن کر کے پورا کر دیا جائے۔ وزیر نے جواب میں لکھا کہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ خرابی بہت مدت سے چلی آئی ہے جس کا حساب ہم نے لگا کر دیکھا تو پینتیس ہزار دینار ہمیں لوگوں کو دینا پڑیں گے۔ (وزیر کا مقصود یہ تھا کہ خلیفہ یہ رقم کثیر سن کر باز آجائیں گے۔) لیکن خلیفہ نے وزیر کو جواب میں لکھا کہ اگر پینتیس کروڑ دینار بھی دینے پڑیں تو کچھ ہرج نہیں۔

دوسری حکایت اس کے عدل کی یہ بیان کرتے ہیں کہ واسط سے ایک دفتر کا افسر آیا جس کے پاس ایک لاکھ دینار موجود تھے۔ جن کو اس نے ظلم سے جمع کیے تھے۔ دارالخلافت سے حکم ہوا کہ یہ تمام مال مستحقین کو واپس کر دیا جائے۔ رعایا کے جو لوگ قرضہ کی علت میں گرفتار تھے۔ ان کے متعلق قاضی کے پاس دس ہزار دینار بھیج کر یہ حکم دیا کہ اس رقم سے ان کا قرضہ اتار کر ان سب کو رہا کر دیا جائے۔

علماء وصلحاء کی خدمت:

عیدالاضحی کی شب کو علماء وصلحاء پر ایک لاکھ دینار تقسیم کر دیئے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اتنا خرچ کرتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص بادشاہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں خرچ کر سکتا۔ (ذرا سوچ سمجھ کر خرچ کیجئے) اس کے جواب میں کہا کہ میں نے شام ہوئے دکان کھولی ہے مجھے اچھی طرح نیکیاں کر لینے دو، میری زندگی ہی کتنی باقی ہے۔ اس کے تحت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد دفتر خلافت میں ہزاروں کاغذات جو سربمہر تھے پائے گئے۔ (جن کو الناصر نے اپنے جانشین کیلئے بطور ہدایت کے چھوڑے تھے۔) اس نے ان کو کھول کر بھی نہیں دیکھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان کو کس لیے نہیں کھولتے؟ جواب دیا کہ کھول کر کیا کروں گا۔ ان میں کسی نہ کسی کی چغلی ہی ہوگی۔ (ابن کثیر)

سبط ابن جوزی کہتے ہیں کہ الظاہر جب خزانہ میں داخل ہوئے تو خادم نے عرض کیا کہ حضور! آپ کے باپ کے زمانہ میں یہ بھرا رہتا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے خزانے بھرنے کیلئے نہیں بنائے، مجھے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا آتا ہے، جمع کرنا سوداگروں کا کام ہے۔

ظاہر کا انتقال:

ابن واصل کہتے ہیں کہ الظاہر نے عدل کیا اور ٹیکس معاف کر دیا۔ لوگوں میں نکل کر بیٹھا۔ اس کا باپ الناصر اکثر پردے میں رہتا تھا۔ ۱۳ رجب المرجب ۶۲۳ ہجری کو (اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے) انتقال کر گیا۔ اس کی مدت خلافت نو ماہ چند یوم ہیں۔ الظاہر نے روایت حدیث کی اجازت اپنے والد سے حاصل کی تھی اور اس سے ابوصالح نصر بن سیدنا عبدالرزاق بن سیدنا عبدالقادر جیلانی حضرت غوث اعظمؒ نے روایت حدیث کی ہے۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس سال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

چاند گرہن دو مرتبہ ہوا۔

والی موصل نے اس کے انتقال پر تعزیت کا ایک خط ابن اثیر نصر اللہ کے ہاتھ روانہ کیا۔ جس میں اس نے لکھا تھا کہ رات اور دن کیوں نہ آہ و فغاں کریں جبکہ ان پر ایک عظیم حادثہ پیش آیا اور سورج و چاند کو کیوں گرہن لگے جبکہ ان کا تیسرا ساتھی جاتا رہا اور وہ ہمارے سید ہمارے مولا امام الظاہر امیر المومنین تھے جن کی ولادت میں آخر تک ایک شان رحمت موجود تھی۔

المستنصر باللہ ابو جعفر

المستنصر باللہ ابو جعفر منصور بن الظاہر بامر اللہ صفر ۵۸۸ ہجری میں ترکیہ ام ولد کے شکم سے پیدا ہوا اور اپنے والد کی موت کے بعد رجب المرجب ۶۲۳ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔

رعایا میں عدل پھیلایا مقدمات میں انصاف کیا۔ اہل علم و دین کو مقرب بنایا، مسجدیں تعمیر کرائیں، سرائیں بنوائیں، مدارس جاری کیے، شفا خانے کھولے، دین کو مضبوط کیا، دشمنوں کو غارت کیا، سنت کی اشاعت کی فتنوں کو روکا، لوگوں کو سنت پر چلنے کی تاکید کی، جہاد کا بہت اچھا انتظام کیا، مدد اسلام کیلئے فوجیں جمع کیں، سرحد کی حفاظت کا بندوبست کیا، اکثر قلعے فتح کیے۔

موفق عبد اللطیف کہتے ہیں کہ جب ابو جعفر تخت خلافت پر بیٹھا تو اخلاق اچھے اختیار کیے، بدعتوں کو مٹایا شعائر دین کو قائم کیا، منارہ اسلام کو مضبوط کیا۔ وہ دینی کام جن کا تقریباً نشان بھی مٹ چکا تھا، ان کو جاری کیا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہوگئی۔ زبانوں پر اس کی تعریف جاری ہوگئی، اس کا عیب جوئی دکھلائی نہیں دیتا تھا۔ اس کا دادا الناصر الدین اللہ کو اس کو اپنی زندگی میں بہت اچھا سمجھتا تھا اور اس کی ہدایت اور عقل اور برائیوں سے منع کرنے اور پرہیز کو دیکھ کر اسے قاضی کہا کرتا تھا۔

دینی مدارس کا قیام:

حافظ زکی الدین عبد العظیم منذری کہتے ہیں کہ مستنصر نیک کاموں میں بہت زیادہ راغب اور نیکیوں کے زیادہ کرنے پر بہت مائل تھا، اس کے متعلق اس کے بہت سے آثار جمیلہ موجود ہیں۔ اس نے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس کا نام مدرسۃ المستنصریہ رکھا تھا اور اس کیلئے بڑی تنخواہوں پر اہل علم کو بلاتا تھا۔

ابن واصل کہتے ہیں کہ مستنصر نے ایک مدرسہ دجلہ کی شرقی کنارہ پر بنوایا تھا، اس سے بہتر مدرسہ روئے زمین پر نہیں بنا، نہ اس سے زیادہ اہل علم کسی اور مدرسہ کو نصیب ہوئے ہوں گے۔ اس میں چاروں مذہبوں کے چار مدرس مقرر کیے تھے، اس میں ایک شفا خانہ اور فقہاء کیلئے ایک باورچی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIE ISLAMIA ACADEMY

خانہ بنوایا تھا۔ ٹھنڈے پانی کا بھی انتظام تھا اور فقہاء کیلئے۔ مکان چارپائی بستر۔ تیل۔ روشنائی کاغذ وغیرہ کا پورا پورا انتظام تھا۔ اس کے علاوہ فقیہ کو ہر مہینہ ایک دینار ملا کرتا تھا اور فقہاء کیلئے حمام بھی بنوائے گئے اور یہ ایک ایسا کام تھا جس کی مثال پہلے زمانہ میں نہیں ملتی۔ مستنصر کے پاس ایک بہت بڑی فوج تھی جو اس کے باپ دادا کو ایسی فوج میسر نہیں آئی تھی۔ یہ خود بھی عالی ہمت اور بہادر شخص تھا۔ اقدام عظیم کرتا تھا۔ جس وقت اہل تاتار نے اس کے مقبوضہ ممالک پر فوج کشی کی تو اس کی فوج نے اہل تاتار کے ہوش بگاڑ دیئے جس سے اہل تاتار کو شکست فاش ہوئی۔ اس کا ایک بھائی تھا جس کا نام خفاجی تھا اس میں سے بھی زیادہ دلیری اور سجاعت موجود تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اگر میں بادشاہ بن جاؤں تو میں ایک فوج لے کر دریائے جیحون کو پار کر کے اہل تاتار کی جڑیں اکھاڑ پھینکوں اور ان کا تمام مقبوضہ ممالک چھین لوں۔ جس وقت مستنصر کا انتقال ہوا تو بدنصیبی کہ دو بدار اور شرابی نے اس کی سخت مزاجی کی وجہ سے اس سے بیعت نہ کی بلکہ مستنصر کے بیٹے ابواحمد سے اس کے نرم مزاج ہونے کی وجہ سے بیعت کر لی جو نہایت کم عقل تھا تاکہ کاروبار سلطنت تمام کا تمام ہمارے ہاتھوں میں آجائے، جو کچھ اللہ تعالیٰ کو ہلاکت مسلمین سے کرنا مقصود تھا، وہ اس کی خلافت میں ہوا مسلمان تباہ ہو گئے اور تاتاریوں کا غلبہ ہوگیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

مدرسہ مستنصریہ کے تعمیری اخراجات:

ذہبی کہتے ہیں کہ مدرسہ مستنصریہ کی تعمیر پر ستر ہزار مثقال (سونا) خرچ ہوا۔ اس کی عمارت کی ابتدا ۶۲۵ ہجری سے شروع ہو کر ۶۳۱ ہجری تک رہی۔ اس میں ایک کتب خانہ قائم کیا گیا تھا جس میں ایک سو ساٹھ بوجھ اونٹوں پر لا کر کتابیں نہایت نفیس اور عمدہ جمع کی گئی تھیں، دوسو اڑتالیس فقہاء چاروں مذہب کے اس میں علم حاصل کرتے تھے اور چار مدرس تھے۔ حدیث نحو، طب، فرائض کے علیحدہ علیحدہ اساتذہ مقرر تھے۔ ان سب کے کھانے پینے اور مٹھائی میووں کا پورا پورا انتظام تھا۔ تین سو یتیم بھی اس میں تعلیم پاتے تھے۔ اس کیلئے بے انتہا مال وقف تھا۔ ذہبی نے ان گاؤں اور زمینوں کی تفصیل بھی بیان کی ہے جو اس میں وقف تھے۔

مدرسہ مستنصریہ کا عظیم الشان افتتاح:

اس مدرسہ کا افتتاح پنج شنبہ ماہ رجب المرجب میں ہوا تھا۔ افتتاح کے وقت تمام قضاۃ، مدرسین، اعیان سلطنت کے سامنے ایک عام جلسہ منعقد ہوا تھا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ایک اور مدرسہ کی تعمیر: ۶۲۸ ہجری میں ملک اشرف والی دمشق نے مدرسہ اشرفیہ کی بنیا ڈالی جس کی تکمیل ۶۳۰ ہجری میں ہوئی۔

۶۳۲ ہجری میں مستنصر نے چاندی کے درہم تیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ تاکہ وہ سونے کے چھوٹے ٹکڑے جو اس وقت رائج تھے، ان کا بدل ہو جائے چنانچہ چمڑے کے دسترخوان پر درہم پھیلائے گئے۔ وزیر نے حکام تجار اور صرافوں کو بلا کر یہ کہا کہ امیرالمومنین نے تمہارے لیے یہ چاندی کے درہم تیار کرائے ہیں تاکہ سونے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی وجہ سے تم لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے، وہ رفع ہو جائے اور ان کی وجہ سے جو سود کے ساتھ تم حرام کے مرتکب ہوتے تھے، اس سے بچ جاؤ۔ یہ سنکر لوگوں نے مستنصر کو بہت دعائیں دیں۔

۶۳۵ ہجری میں قاضی شمس الدین احمد الجونی دمشق میں قاضی مقرر ہوئے۔ یہ سب سے پہلے قاضی ہیں جنہوں نے شہروں میں گواہوں کیلئے ایک خاص مقام مقرر کر دیا، ورنہ اس سے پہلے شہادت کیلئے عدالتوں میں جانا پڑتا تھا۔ اسی سال سلطان الاشراف والی دمشق کا انتقال ہو گیا اور کامل والی مصر کا بھی اس کے دو ماہ بعد انتقال ہو گیا۔ مصر میں کامل کا بیٹا اس کی جگہ تخت پر بیٹھا جس نے اپنا لقب عادل سلطان مقرر کیا مگر کچھ دنوں کے بعد علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی الصالح ایوب نجم الدین تخت پر بیٹھا۔

۶۳۷ ہجری میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام دمشق کے خطیب مقرر ہوئے۔ انہوں نے ایک خطبہ پڑھا جو اپنی سادگی کی وجہ سے بدعت سے بالکل خالی تھا۔ انہوں نے طلائی کام کے پرچم وغیرہ یکسر موقوف کر دیئے اور ان کی جگہ محض سیاہ پرچم مقرر کیے۔ ایک موذن کے سوا تمام موذن موقوف کر دیئے۔ اسی سال نورالدین عمر بن علی بن رسول الترکمانی والی یمن کا ایلچی بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور یہ عرض کیا کہ ملک مسعود بن ملک الکامل کی موت کے بعد نورالدین عمر کو سلطنت عنایت کی جائے چنانچہ ۷۶۵ ہجری تک اسی کے خاندان میں سلطنت رہی۔

۶۳۹ ہجری میں الصالح والی مصر نے قصرین کے درمیان ایک مدرسہ اور روضہ کے پاس ایک قلعہ بنوایا مگر اس کے غلاموں نے اس قلعہ کو ۶۵۱ ہجری میں خراب اور ویران کر دیا۔

المستنصر کا انتقال: ۶۴۰ ہجری میں بروز جمعہ دس جمادی الآخر کو مستنصر نے انتقال کیا۔ شعراء نے اس کے مرنے پر بہت سے مرثیے لکھے، جن میں صفی الدین عبداللہ بن جمیل کا مرثیہ نہایت اعلیٰ پیمانہ کا تھا۔ اس کے مناقب میں یہ روایت بیان کرتے ہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

کہ ایک مرتبہ مرثیہ وجیہ قیروانی شاعر نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس میں یہ شعر بھی تھا:

ترجمہ شعر: "اگر تو سقیفہ کے دن ہوتا تو تجھے ہی پرہیز گاروں کا پیش رو اور مقدم سمجھتے۔"

یہ شعر سن کر ایک شخص نے کہا تم نے سخت غلطی کھائی۔ سقیفہ کے دن امیر المومنین کے جد اعلیٰ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور باوجود ان کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوئی پیش رو نہیں مانا گیا۔ یہ سن کر مستنصر نے بھی اس کی تائید کی اور کہا یہ شعر تمہارا گستاخی پر مبنی ہے اسے خلعت وغیرہ کچھ نہیں دیا بلکہ اس کو شہر بدر ہونے کا حکم دیدیا وہ بیچارہ مصر چلا گیا اور اس قائل کو خلعت دیئے۔

المستنصر کے زمانہ میں وفات پانے والے اسلاف:

مستنصر کے زمانہ میں حسب ذیل نے انتقال کیا:

"امام ابوالقاسم الرافعی، جمال المصری، ابن معزوز النحوی، یاقوت الحموی، سکاکی صاحب المفتاح، حافظ ابوالحسن بن قطان، یحییٰ بن معطی صاحب الغیہ فی النحو، موفق عبداللطیف بغدادی، حافظ ابوبکر ابن نقطہ، حافظ عزالدین علی بن اثیر صاحب التاریخ والانساب واسد الغابہ، ابن عتبی شاعر، سیف الامدی ابن فضلان عمر بن الفارض صاحب التائیہ، حضرت شہاب الدین سہروردی صاحب عوارف المعارف، بہاء بن شداد ابوالعباس عوفی صاحب المولد النبیؐ، علامہ ابوالخطاب بن دحیہ، ابوعمران کے بھائی، حافظ ابولرابیع بن مسلم صاحب الاکتفاء فی المغازی، ابن الشورا شاعر، حافظ زکی الدین برزالی، جمال الحصری شیخ حنفیہ شمس حنفیہ، شمس الجونی، حرانی، حافظ ابوعبداللہ الزینی، ابوالبرکات ابن المستوفی، ضیاء بن اثیر صاحب المثل السائر، حضرت محی الدین ابن عربی صاحب الفصوص (فصوص الحکم)، کمال بن یونس شارح التنبیہ و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔"

المستعصم باللہ ابواحمد

المستعصم باللہ ابواحمد عبداللہ بن المستنصر باللہ عراق میں آخری عباسی سلطان یا خلیفہ ہے۔ المستعصم باللہ ۶۰۹ ہجری میں ایک ام ولد ہاجر نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا اور اپنے باپ کی موت کے وقت تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس نے ابن النجار المؤید الطوسی، ابوروح الہروی، النجم البادرائی، امام شرف الدمیاطی وغیرہ سے سند اجازت روایت حدیث حاصل کی۔ دمیاطی نے اس کو چالیس احادیث لکھ کر دی تھیں، جن کو میں (امام سیوطیؒ) نے انہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہیں۔

المستعصم سخی، بردبار، صاحب دل اور دیندار شخص تھا۔

www.waseemziyai.com MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

شیخ قطب الدین کہتے ہیں کہ یہ اپنے باپ اور دادا کی طرح دیندار اور پابند سنت تھا لیکن اس میں ان کی طرح نہ بیدار مغزی تھی نہ ہوشیاری، نہ علو ہمت۔ مستنصر کا ایک بھائی تھا جس کا نام خفاجی تھا اس میں البتہ یہ تمام صفات بہت زیادہ تھیں۔ شجاعت اور دلیری اس کی مشہور زمانہ تھی وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلافت سپرد کر دی تو میں دریائے جیحون سے لشکر کے ساتھ پار کر کے تاتاریوں پر حملہ کر کے ان کی جڑیں اکھاڑ کر ان کے ملک پر تسلط حاصل کرلوں گا جب مستنصر کا انتقال ہوا تو دویدار اور شرابی و دیگر ارکان سلطنت نے اس کے خوف کی وجہ سے اس سے بیعت نہ کی اور مستعصم سے اس کی نرم طبیعت دیکھ کر اور یہ سوچ کر کہ اس کے زمانہ خلافت میں ہمارا اثر اور اقتدار قائم رہے گا، بیعت کرلی۔

مستعصم نے تخت نشینی کے بعد اپنا وزیر موید الدین علقمی رافضی کو بنایا، اس کم بخت نے تمام خلافت تباہ کر دی اور خلیفہ کو اپنے ہاتھ کی ایک کٹھ پتلی بنالیا اور در پردہ اہل تاتار سے ملا رہا اور ان کو اپنی سلطنت کی خفیہ خبریں پہنچاتا رہا۔ اس نے ان کو عراق آنے کی رائے دی اور بغداد پر قبضہ جمانے کیلئے برانگیختہ کیا، دولت عباسیہ کی جڑیں کاٹتا رہا اور اس سے اس کا مقصد محض یہ تھا کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں خلافت قائم کر دے، اگر اہل تاتار کی کوئی خبر یہاں پہنچتی تو اس کو چھپا لیتا اور خلافت کی تمام خبریں ان تک پہنچا دیتا، آخر اس کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ ہوا۔

۶۴۷ ہجری میں اہل فرنگ نے دمیاط پر قبضہ کرلیا اور سلطان ملک الصالح بیمار تھا، اس کا انتقال پندرہ (۱۵) شعبان کو ہوگیا۔ سلطان ملک الصالح کی ایک کنیز ام خلیل موسومہ شجر الدر اس حادثہ سے خوفزدہ ہوگئی اور اس نے ملک الصالح کے لڑکے توران شاہ ملک المعظم کو بلا بھیجا چنانچہ یہ آگیا، مگر محرم ۶۴۸ ہجری کو اسے اس کے باپ کے غلاموں نے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد کنیز شجر الدر اور اس کے نائب عزالدین ایبک ترکمانی سے ترکوں نے حلف لیا۔ شجر الدر نے امراء کو خلعت اور عطیات عنایت کیے پھر عزالدین ربیع الآخر میں مستقل سلطان ہوگیا اور اپنا لقب ملک المعز رکھا، مگر یہ خود لوگوں سے بیزار ہو گئے اور لشکر نے ملک الاشرف ابن صلاح الدین یوسف بن مسعود الکامل سے جس کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی حلف لیا اور عزالدین اس کا اتالیق یعنی سردار قائم رہا، دونوں کے نام کا خطبہ اور سکہ شروع ہوگیا۔ اسی سال یعنی ۶۴۸ ہجری میں اہل فرنگ سے پھر دمیاط چھین لیا گیا۔

۶۵۲ ہجری میں عدن میں ایک آگ ظاہر ہوئی۔ اس کے شرارے رات کو سمندر کی طرف اڑتے ہوئے معلوم ہوتے تھے اور دن کو دریا سے دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اسی سال معز نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ملک الاشرف کا نام اڑا دیا اور خود مستقل بادشاہ بن گیا۔

مدینہ طیبہ میں آگ کا نکلنا:

۶۵۴ ہجری میں مدینہ طیبہ میں آگ ظاہر ہوئی۔ ابو شامہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ منورہ سے خطوط آئے کہ چہار شنبہ ۳ جمادی الآخرہ کو یہاں گرج کر آواز سنائی دی اور اس کے بعد سخت زلزلہ آیا۔ یہ زلزلہ تھوڑی دیر کے بعد برابر آتا رہا۔ یہ حالت ۵ جمادی الآخرہ تک رہی، اس کے بعد مقام حرہ میں قرنطہ بن امر کے پاس آگ لگ گئی۔ یہ آگ اتنی شدید تھی کہ مدینہ منورہ میں ہم گھروں میں اندر بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں وہاں ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا آگ ہمارے پاس ہی لگ رہی ہے۔ اس کی وجہ سے وادیوں میں وادی شطا تک پانی نکل آیا۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ اچانک پہاڑ آگ ہو کر بہنے لگے اور ان سے ایک بڑے محل کے برابر شرارے اور شعلے نکلتے ہوئے معلوم ہوتے تھے حتیٰ کہ اہل مکہ کی آنکھیں ان شراروں کی وجہ سے چندھیا گئیں، لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے مزار مقدس پر حاضر ہوئے اور کثرت سے توبہ استغفار کی یہ حالت مہینہ بھر سے بھی زیادہ دنوں تک رہی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اس آگ کی خبریں متواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں، جس میں شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہ وہی آگ تھی جس کی خبر مخبر صادق حضور نبی کریم ﷺ نے دی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک حجاز سے آگ نہ ظاہر ہو کہ جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نہ چمک اٹھیں جو لوگ اس زمانہ میں بصریٰ کے اندر موجود تھے، ان میں سے اکثر نے بیان کیا ہے کہ رات کے وقت اس آگ کی وجہ سے اونٹوں کی گردنیں اچھی طرح نظر آتی تھیں۔

۶۵۵ ہجری میں المعز ایبک سلطان مصر کو اس کی زوجہ شجر الدر نے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الملک المنصور تخت پر بیٹھا۔ انہیں دنوں میں تاتاریوں نے ممالک محروسہ خلافت کو اپنا جولانگاہ بنا رکھا تھا، ان کا شر بڑھتا جاتا تھا اور فساد کی آگ زیادہ مشتعل ہوتی جاتی تھی۔ خلیفہ اور رعایا ان کے احوال سے بالکل غافل اور بے پرواہ تھے۔ وزیر علقمی ازالہ دولت عباسیہ کا حریص ہو رہا تھا اور اس نے قیام دولت علویہ کا بیڑا اٹھا رکھا تھا۔ یہ وزیر خفیہ طور پر اہل تاتار سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا۔ مستعصم اپنی لذتوں میں مٹا ہوا تھا۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا تھا مستعصم اس سے بالکل بے خبر تھا، اسے اصلاح امور اور مصلحت سے کوئی تعلق نہیں تھا، مستعصم کا باپ مستنصر باوجود اپنی کثیر افواج کے اہل تاتار سے صلح رکھتا تھا اور ان کو خوش رکھتا تھا جس وقت مستعصم خلیفہ ہوا تو چونکہ یہ عقل رائے اور تدبیر سے بالکل بے بہرہ تھا، کورنمک وزیر نے اکثر فوج کو موقوف کر دینے کا مشورہ دیا اور یہ رائے دی کہ اہل تاتار کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رشوت دینے اور ان کا اکرام کرنے سے مطلب حاصل ہوگا چنانچہ مستعصم نے ان سب کاموں کو قبول کر لیا۔ وزیر نے خفیہ اہل تاتار کو لکھا کہ تم ان شہروں پر قبضہ کرلو اور ان کیلئے سہولتیں بہم پہنچا دیں اور یہ بھی وعدہ لے لیا کہ بغداد میں بادشاہ ہوکر وہ اسے اپنا نائب السلطنت بنائیں گے۔

اہل تاتار کے مختصر حالات:

موفق عبداللطیف اہل تاتار کے حالات میں لکھتے ہیں کہ اس قوم کی زبان اہل ہند کی زبان سے بہت مشابہ ہے کیونکہ ان کا ملک ہندوستان سے ملا ہوا ہے۔ تاتار اور مکہ معظمہ کے درمیان چار ماہ کا راستہ ہے۔ یہ لوگ ترکوں سے مشابہ ہیں، ان کے چوڑے چہرے اور چکلے سینے ان کے سرین چھوٹے اور گندمی رنگ ہوتا ہے۔ یہ قوم تیز حرکت اور تیز رائے ہوتے ہیں، ان کو غیر ممالک کی خبریں پہنچ جاتی ہیں، مگر ان کے ملک کی خبریں کسی کو معلوم نہیں ہوتیں کیونکہ بہت کم کوئی شخص ان کے ملک میں جاسوسی کرسکتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ملک میں جا کر اجنبی شخص فوراً پہچانا جاتا ہے جس وقت یہ کسی جگہ کا ارادہ کرتے ہیں تو اپنے مقصد کو چھپائے رکھتے ہیں اور اچانک بحالت بے خبری فوراً حملہ کر دیتے ہیں، اہل شہر کو اس وقت خبر ہوتی ہے جب وہ اس میں داخل بھی ہو جاتے ہیں۔ کسی لشکر کو خبر بھی نہیں ہونے پاتی کہ دفعتہ وہ ان کے ہاتھوں میں گرفتار بھی ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے لوگوں کو وہ کہیں بھاگنے کا موقع نہیں دیتے کہ ان کا راستہ بند کر دیتے ہیں۔ بہت حیلے جانتے ہیں، ان کے مردوں کے دوش بدوش ان کی عورتیں بھی جنگ میں لڑتی ہیں۔ شمشیر زنی اور تیراندازی میں وہ مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہوتیں جس چیز کا انہیں گوشت مل جاتا ہے فوراً کھا لیتے ہیں۔ کسی چیز کا ان میں پرہیز نہیں۔ مردوں، عورتوں اور بچوں کو بیدریغ قتل کر دیتے ہیں، ان کے قتل میں کوئی استثناء نہیں۔ ان کا مقصد نسل کشی ہوتا ہے۔ اسی لیے وہ عورتوں اور بچوں تک کو نہیں چھوڑتے، ان کا ارادہ دنیا کو تباہ کرنا ہے نہ ملک و مال حاصل کرنا۔ یہاں تک موفق عبداللطیف کا بیان ہے۔

دیگر مؤرخین کے آراء:

ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی تاتاریوں کے خصائل و عادات کے بارے میں لکھا ہے۔ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ زمین تاتار ملک چین سے ملحق ہے۔ یہ لوگ صحرا نشین اور شر و غدر میں مشہور زمانہ، ان کے ظہور اور خروج کا یہ سبب ہے کہ ملک چین اتنا وسیع ملک ہے کہ چند مہینے بھی آدمی اس میں پوری طرح دورہ نہیں کرسکتا۔ اس میں چھ ممالک شامل ہیں اور ان چھ ملکوں کا ایک ہی بادشاہ ہوتا ہے۔ اس کو القان اکبر کہتے ہیں۔ جو طمغاج میں رہتا ہے۔ اس کی یہی حیثیت ہوتی ہے۔ جو اسلام میں خلیفۃ المسلمین کی ہوتی ہے، ان چھ ممالک

میں سے ایک کا نائب السلطنت دوش خان تھا جس کا نکاح چنگیز خان کی پھوپھی سے ہوا تھا۔ دوش خان مر چکا تھا کہ ایک مرتبہ چنگیز خان اپنی پھوپھی سے ملنے کیلئے آیا۔ اس کے ساتھ کشلو خان بھی تھا۔ اس کی پھوپھی نے کشلو خان سے بیان کیا کہ دوش خان چونکہ لاولد مر گیا ہے۔ اسی لیے یہ مناسب ہے کہ چنگیز خان اس تخت کو سنبھال لے چنانچہ چنگیز خان تخت پر بیٹھ گیا اور مغلوں کو اپنے ساتھ ملا لیا پھر القانِ اکبر کے پاس حسب دستور قدیم تحائف بھیجے مگر القانِ اکبر نے جو گھوڑے چنگیز خاں نے تحائف میں روانہ کیے تھے کٹوا دیئے اور ایلچیوں کو قتل کر ڈالا جب اس کی خبر چنگیز خان اور کشلو خان کو پہنچی تو انہوں نے آپس میں حلف اٹھایا اور القان اکبر کے خلاف ہتھیار اٹھا دیئے، تمام تاتاری ان کے ساتھ آملے اور ان کی قوت و جمعیت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ القان اکبر جب ان کی قوت اور شر سے واقف ہوا تو بہت گھبرایا، لوگوں کو بھیج کر ان کی دلجمعی کی کچھ ڈرایا دھمکایا مگر ان باتوں سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر دونوں کا مقابلہ ہوا اور ایک بہت سخت فوج کشی اور مقابلہ آرائی اور کشت و خون کے بعد القانِ اکبر کو شکست فاش ہوئی۔ اس کے مقبوضات اور ممالک پر چنگیز خان اور کشلو خان قابض ہو گئے اور ان کا شر اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ چنگیز خان اور کشلو خان ان ممالک مشترکہ پر حکومت کرتے رہے پھر چین کے شہروں میں سے شاقون پر فوج کشی کر دی اور اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس دوران میں کشلو خان مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا قائم ہوا۔ مگر چنگیز خان نے اول تو اپنی تدبیر سے اس کی قوت کو ضعیف کر دیا اور پھر حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا اور اب چنگیز خان مستقل بادشاہ ہو گیا۔

چنگیز خاں کو تاتاری خدا سمجھنے لگے:

تاتاری اول سے ہی اس کے ساتھ اب اور بھی زیادہ مطیع ہو گئے اور چنگیز خاں کو بمنزلہ خدا سمجھنے لگے اور اس کی اطاعت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنے لگے، پھر سب سے پہلے ان کا حملہ ۶۰۶ ہجری میں اپنے ملک سے ممالک ترک اور فرغانہ کی طرف ہوا، اور خوارزم شاہ محمد بن تکش والی خراسان پر حملہ کیا۔

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خوارزم شاہ محمد بن تکش بہت سے بادشاہوں سے جنگ کرتا اور ان کے ممالک فتح کرتا ہوا خلیفہ کی طرف چلا تھا مگر بوجہ برف باری اپنے ارادہ میں ناکام رہا تھا، جب اس نے تاتاریوں کا رخ اپنی طرف دیکھا تو فرغانہ، شاش، کاسان، اور اکثر دوسرے شہروں کو تباہ کر کے ان کے باشندوں کو لے کر سمرقند کی طرف چلا گیا پھر اپنے میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر کہیں اور نکل بھاگا۔

چنگیز خاں اور خوارزم شاہ کی صلح:

تاتاریوں نے ۶۱۵ ہجری تک مختلف مقامات میں خوب لوٹ مار رکھی۔ آخر چنگیز خاں نے سلطان شاہ خوارزم کو ایک ایلچی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

معہ چند تحائف کے روانہ کیا۔ اس ایلچی نے خوارزم شاہ سے کہا کہ القان اعظم (چنگیز خاں) نے تم کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ تمہیں میری عظمت شان اور جلالت پوری طرح معلوم ہے اور اپنی حیثیت اور حکومت بھی پوشیدہ نہیں، میں اپنی اور تمہاری مصالحت میں بہت مصلحتیں دیکھتا ہوں اور اس صلح کو ضروری سمجھتا ہوں، تم میرے نزدیک میری اولاد سے زیادہ عزیز ہو، تم بے فکر رہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمام چین پر قابض ہوں جہاں لشکر اور گھوڑوں کی کوئی کمی نہیں، اس میں چاندی اور سونے کی کانیں بھی موجود ہیں۔ اہل چین کو سب کچھ چیز میسر ہونے کے باعث کسی دوسرے ملک کا دست نگر بھی ہونا نہیں پڑتا۔ اب اگر تم مناسب سمجھو تو مجھ سے عہد دوستی کر لو اور تاجروں کو اپنے مقبوضات اور آمد و رفت کی اجازت دیدو۔ خوارزم شاہ نے اس کو تسلیم کر لیا جس سے چنگیز خاں کو بہت خوشی ہوئی۔ عہد نامہ کے بموجب تاجروں کو آزادی مل گئی، بہت دنوں تک یہ دوستی اور عہد نامہ قائم رہا۔

خوارزم شاہ کی بدعہدی اور ایلچیوں کا قتل:

خوارزم شاہ کا ماموں ماوراء النہر کا حاکم تھا، جس کے پاس بیس ہزار سوار رہا کرتے تھے۔ اس کے ملک میں جو یہ چین کے سوداگر گزرے تو اس کی نیت بدل گئی۔ اس نے خوارزم شاہ کو لکھا کہ جو سوداگر چنگیز خاں کے یہاں سے آتے ہیں وہ اگرچہ تاجرانہ لباس میں ہوتے ہیں مگر ان کا مقصد جاسوسی کرنا ہوتا ہے اگر تم مجھے اجازت دو تو ان کی نگرانی کی جایا کرے۔ خوارزم شاہ نے بطور احتیاط کے اس کو لکھ دیا مگر اس نے ان کا گرفتار کر کے ان کا مال چھین لیا، جب چنگیز خاں کو اس کی اطلاع ملی تو فوراً چنگیز خاں کا ایلچی خوارزم شاہ کے پاس یہ خبر لایا کہ تو نے اول تاجروں کو آزادی دی اور پھر غداری کر دی اور غداری ہر حال میں بری ہے اور پھر جبکہ مسلمانوں کے بادشاہ سے صادر ہو تو بہت ہی زیادہ قبیح ہے اگر تجھے اس فعل کی جو تیرے ماموں نے کیا ہے کوئی اطلاع نہیں اور اس نے یہ کام تیری مرضی کے بغیر کیا ہے۔ تو اس کو میرے سپرد کر دے، ورنہ میری تلواریں تجھے وہ کچھ دکھلائی دیں گی جن کو تو اچھی طرح جانتا ہے۔ یہ سن کر خوارزم شاہ کے ہوش اڑ گئے اور ایسا رعب چھایا کہ عقل جاتی رہی، حواس کھو بیٹھا، جلدی میں ایلچیوں کو قتل کر ڈالا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ایک قطرہ خون کے عوض میں مسلمانوں کے خون کے ہر طرف دریا بہہ گئے پھر چنگیز خاں اس کی طرف بڑھا اور یہ سراسیمہ دریائے جیحون عبور کر کے نیشاپور پہنچا وہاں سے تاتاریوں کے رعب سے پھر برج ہمدان میں چلا گیا۔ آخر تاتاریوں نے اسے گھیر لیا اور اس کے تمام ساتھی ایک ایک کر کے مار دیئے گئے۔ خوارزم شاہ تن تنہا کسی طرح جان بچا کر نکل گیا اور دریا عبور کر کے جزیرہ میں پہنچا وہاں اسے ذات الجنت کا مرض

www.waseemziyai.com
MAKTABAH FAIZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

لاحق ہوگیا اور بے چارہ تن تنہا بے یار و مددگار وہیں مرگیا جو بستر وغیرہ اس کے ساتھ تھا، وہی اس کا کفن ہوا اور اسی کفن میں ۶۱۷ ہجری میں دفن کر دیا گیا۔ اس کے تمام ممالک محروسہ تاتاریاں کے قبضہ میں آگئے۔

چنگیز خاں کا ظلم وستم:

سبط ابن جوزی کہتے ہیں کہ تاتاریوں کا سب سے اول ظہور ۶۱۵ ہجری میں ماوراء النہر میں ہوا۔ بخارا اور سمرقند پر قبضہ کیا اور ان کے شہروں کے رہنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ کا محاصرہ کیا پھر دریا عبور کیا۔ خراسان کو خوارزم شاہ پہلے ہی تباہ و برباد کر چکا تھا رہا سہا چنگیز خاں نے لوٹ لیا، جب اہل خراسان کے پاس کچھ نہ رہا تو انہیں بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ آخر چنگیز خان یہ قتل و غارت کرتا ہوا اسی سال ہمدان اور قزوین پہنچ گیا۔

تاتاریوں کے ظلم وستم کی مثال دنیا پر نہیں ملتی:

ابن اثیر اپنی تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ حادثہ تاتار حوادث عظمیٰ اور مصائب کبریٰ میں سے ہے جس کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ مخلوق خدا کو ایسی مصیبت کا سامنا کبھی نہیں ہوا، خاص کر مسلمانوں کو تو ایسے حادثہ جانکاہ سے کبھی سروکار نہیں ہوا، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے اس وقت سے اب تک ایسی بلا میں مخلوق خدا گرفتار نہیں ہوئی تو یہ بالکل صحیح ہے تواریخ اس کی مثال دکھانے سے بالکل عاری ہے۔

اہل تواریخ بخت نصر کے ظلم کو جو اس نے بیت المقدس میں بنی اسرائیل کے ساتھ روا رکھا تھا۔ سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں مگر اس ملعون (چنگیز خاں) نے جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کیا، اس کے مقابلہ میں بخت نصر کا ظلم عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ بیت المقدس کے واقعہ اور بنی اسرائیل کو کچھ ان واقعات سے نسبت نہیں ہے جو مسلمانوں پر انہیں کے ممالک میں اس ملعون کے ہاتھ سے پیش آئے، نہ بنی اسرائیل اس وقت اتنے قتل ہوئے تھے جتنے مسلمان اس کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

یہ حادثہ ایک آگ تھی جس کے شرارے بھڑک رہے تھے اور جس کا ضرر عام تھا۔ اہل تاتار ایک ایسے بادل تھے جن کو ہوا بہت تیزی کے ساتھ اڑائے پھرتی تھی، یہ چین سے نکلے۔ ترکستان کے شہروں جیسے کاشغر، شاغرق کو تباہ کیا۔ بخارا سمرقند پہنچے، انہیں لوٹا ظلم کیا، ان میں سے کچھ پھر خراسان گئے وہاں کی ہلاکت بخریب، قتل بربادی سے فارغ ہوئے، رے اور ہمدان سے بھی یہی سلوک کرتے، حدود عراق پر پہنچے یہاں سے آذربائیجان کا قصد کیا، اسے اور اس کے نواحی کو تباہ کر ڈالا اور ان تمام ملکوں کو ایک ہی سال میں خاک سیاہ کیا اور ساری آفات ایک ہی سال میں توڑ دیں جس کی مثال بہت کم ملتی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہے کہ ایک ہی سال میں کسی قوم نے اتنی فتوحات کی ہوں. آذربائیجان سے نکلے تو دربند شیرواں جا پہنچے اور اس کو برباد کر دیا پھر وہاں سے لان اور لکز گئے اور ان کو جلا کر خاکستر کر دیا، بہت سوں کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا۔ یہاں سے قفجان کی طرف رخ کیا تو وہاں کے باشندوں کو جو اکثر ترک تھے قتل کر ڈالا۔ یہاں جو رہ گئے تھے وہ قتل ہو گئے اور جو بھاگ نکلے تھے وہ بچ گئے اور اہل تاتار ان کے ملک پر قابض ہو گئے۔ اہل تاتار کا ایک حصہ ان کے علاوہ غزنی سجستان اور کرمان کی طرف گیا اور وہاں اس سے بھی زیادہ ظلم ڈھایا جس کی نظیر صفحہ تاریخ پر نہیں مل سکتی۔ اسکندر رومی جو دنیا کے اکثر حصہ پر قابض و متصرف ہو گیا تھا، وہ بھی اس تیزی کے ساتھ ترقی نہیں کر سکا تھا کیونکہ اس کی فتوحات میں اسے کم از کم دس سال کا عرصہ لگا تھا اور اس فتوحات کے باوجود اس نے قتل و غارت اپنا مقصد نہیں بنایا تھا، نہ اس نے کسی کو قتل کیا تھا اور جہاں سختی کے بغیر کام نکلا اس نے وہاں میان سے تلوار تک نہیں نکالی تھی۔ برخلاف اس کے ان ملعونوں نے اکثر معمورہ زمین کو ایک سال میں فتح کر لیا اور ان میں اپنا رعب و دبدبہ قائم کر دیا، ایسا کوئی شہر نہیں بچا کہ جس میں ہر شخص ان کے خوف سے نہ کانپتا ہو، سب سے زیادہ لطف یہ ہے کہ ان کو نہ مدد کی ضرورت تھی نہ رسد کی محض قوت لایموت اور بہت کم خوراک کے محتاج تھے اور وہ خود ان کے پاس موجود تھی کیونکہ بھیڑ، بکریاں، بیل، گھوڑے ان کے ساتھ تھے جو ان کی خوراک کیلئے کافی ذخیرہ تھا، انہی کا گوشت کھا کر پیٹ بھر لیتے تھے ان کے گھوڑے اپنی ٹاپوں اور سموں سے زمین کھود کر گھاس کی جڑیں نکال کر پیٹ بھر لیتے تھے، دانہ (چنہ) وغیرہ کا تو ان گھوڑوں نے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔ باقی رہا ان لوگوں کا مذہب اس کا حال یہ تھا کہ آفتاب کو اس کے طلوع کے وقت سجدہ کر لیتے تھے اور بس ان کے یہاں کوئی چیز حرام نہیں تھی۔ تمام جانور بلکہ انسان تک بھی ان کے یہاں حلال تھا۔ نکاح کا جھگڑا بھی ان کے ہاں بالکل نہیں تھا۔ ایک عورت کئی کئی مردوں کیلئے کافی ہوتی تھی۔

تاتاریوں کا بغداد پر تباہ کن حملہ:

۶۵۶ ہجری میں دو لاکھ فوج ان لٹیروں کی سرکردگی میں ہلاکو خاں کی بغداد پر حملہ آور ہوئی، خلیفہ کی افواج نے ان کا مقابلہ کیا مگر افسوس کہ اس نے شکست کھائی اور کم بخت غارتگر تاتاری دس محرم الحرام کو بغداد میں داخل ہو گئے۔ لعنتی وزیر نے خلیفہ مستعصم کو ان سے صلح کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ آپ سپہ سالار افواج تاتار سے چل کر ملیئے. میں اس سے صلح کے متعلق گفت و شنید کر رہا ہوں۔ نمک حرام وزیر یہ کہہ کر اول خود گیا اور اپنے لیے امان لے کر اور عہد و پیمان کر کے پھر خلیفہ مستعصم کے پاس آیا اور کہا کہ بادشاہ تاتار اپنی بیٹی کی شادی آپ کے بیٹے امیر ابو بکر کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ آپ کو اسی طرح

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

منصب خلافت پر قائم رکھے۔ جس طرح آنجناب کے بزرگوں کو سلاطین سلجوق نے رکھا تھا اور وہ خود بحیثیت نائب السلطنت سلجوقیوں کی طرح بننا چاہتا ہے کہ سیاہ وسفید کا مالک وخود ہوا۔ اس کے بعد وہ اپنی تمام افواج لے کر واپس چلا جائے گا۔ بہتر ہے اگر آپ اس کو بخوشی اور بطیب خاطر منظور کرلیں کیونکہ اس کے علاوہ کوئی تدبیر مسلمانوں کے خون بچانے کی نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہے آپ جو کچھ چاہیں گے وہ کرسکیں گے مگر اب یہی مصلحت ہے کہ آپ ہلاکو خاں کے پاس تشریف لے چلیں۔ یہ سن کر خلیفہ معتصم تمام اعیان کو لے کر ہلاکو خاں کے پاس چلا اور ایک خیمہ میں جا کر سب کے ساتھ بیٹھ گیا، سب سے پہلے وزیر ہلاکو خاں کے پاس پہنچا اور اس نے وہاں جا کر سب سے اول علماء فقہاء کو شرائط صلح طے کرنے کے حیلے سے بلوایا جس وقت یہ حضرات وہاں پہنچے فوراً ان کی گردنیں مار دی گئیں۔ اس کے بعد اسی طرح ایک ایک طائفہ اور جماعت کو بلوا کر قتل کراتا رہا، جب تمام علماء امراء حجاب اور اعیان سلطنت ختم ہو چکے تو راستہ صاف ہو گیا۔ تلوار میان سے باہر رہی کئی لاکھ آدمی قتل ہو گئے جو لوگ کنوؤں یا نامعلوم جگہوں میں چھپ گئے وہ بچ گئے، ورنہ تمام تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے، بے چارہ مصیبت زدہ خلیفہ ٹھوکریں اور لاتیں کھاتا مر گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔)

مستعصم کو دفن ہونا بھی نصیب نہ ہوا:

ذہبی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں بیچارے مستعصم کو دفن ہونا بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ اس کی بہت سے اولاد اور رشتہ دار جیسے چچا تائے وغیرہ بھی قتل ہوئے اور بعض قید کر لیے گئے۔ تاتاریوں کی مسلمانوں کیلئے یہ ایسی بلا تھی کہ اس سے پہلے کبھی مسلمانوں کو دیکھنا نصیب نہیں ہوئی تھی۔ نامراد وزیر عقلمی لعین بھی اپنی مرادوں میں کامیاب نہ ہوا۔ اس نے بھی تاتاریوں کے ہاتھ خوب ذلت اٹھائی۔ اس واقعہ کے بعد زیادہ دنوں تک وہ زندہ بھی نہیں رہا، بلکہ موت نے اس کی بھی جلدی ہی خبر لے لی۔

بغداد کی تباہی پر شعراء کے مرثیے:

شعراء نے بغداد کی تباہ و بربادی پر بہت سے مرثیے لکھے ہیں۔ سبط تعاویذی کا یہ شعر لوگوں کی زبان پر بطور تمثیل کے زبان زد عوام ہو گیا۔

بادت و اھلو ھا معا فبیوتھم ببقاء مولانا الوزیر خراب

ترجمہ: "بغداد اور اہل بغداد تباہ ہو گئے، انکے گھروں کو وزیر نے خراب کر دیا۔"

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

ترجمہ شعر: "اے اسلامی قوت نوحہ کر اور رو مستعصم پر جو گزرا ہے اس کی غمگینی کر کے

وزارت نے مجھے تباہ کر دیا، اسی وزارت نے جو پہلے ابن فرات کے ہاتھ میں تھی اور اب ابن علقمی کے ہاتھ میں ہے۔"

آخر جو خطبہ بغداد میں پڑھا گیا اس کو خطیب نے ان الفاظ میں شروع کیا۔ تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے مضبوط عمارتوں کو منہدم کر دیا اور اس کے شہر کے رہنے والوں کیلئے فنا کا حکم جاری کر دیا اور اب تک بھی تلوار میان میں نہیں پہنچی۔

تقی الدین ابن ابی البسرہ کا بغداد کی تباہی کے متعلق ایک مشہور قصیدہ ہے۔ وہ کہتا ہے:

ترجمہ: جو شخص بغداد کی خبروں پر آنسو بہاتا ہے اس سے کہہ دو کہ تو کیوں کھڑا ہے احباب تو سب چلے گئے۔ ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں سے کہہ دو کہ یہ نہ دعویٰ کریں کہ ہم تم پر فدا ہوں۔ اس اجڑے ہوئے گھر کے مقابلہ میں جنگل کی کیا حقیقت ہے۔ تاج خلافت اور بڑے گھروں کی نشانیاں رہ گئی ہیں۔ تباہی نے ان کو کہنہ جنگل بنا دیا ہے۔ بلا کے آنے سے محض گھروں کے نشان باقی رہ گئے ہیں اور آنسوؤں سے گھروں کے آثار پر آثار باقی ہیں۔ اے میرے دل کی آگ جو لڑائی سے مشتعل ہوئی ہے بھڑک، تباہی کی ہوا نے تجھے اور بھی بھڑکا دیا ہے۔ بغداد کے اونچے اونچے منبروں پر صلیب بلند ہوگئی ہے اور اس پر وہ قابض ہیں جو زنار کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اکثر لوگوں پر ترکوں نے قبضہ جما لیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کیلئے پردوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ بہت سے بدریہ (محلہ بغداد) کے گھروں میں گھن لگ گیا، ان میں ایک بھی لوٹ کے نہیں آیا۔ بہت سے خزانے لوٹ کی وجہ سے بکھر گئے اور ان پر کفار نے بھی قبضہ کر لیا۔ میں نے آواز دی تو معلوم ہوا کہ قیدیوں کو جلاد کھینچتے ہیں اور ذلیل کرنے والوں کی طرف لیے جا رہے ہیں۔

جب ہلاکو خان خلیفہ اور اہل بغداد کے قتل سے فارغ ہوا تو عراق میں اپنے نائب قائم کیے۔ ابن علقمی نے بہت منت سماجت کی کہ کوئی علوی خلیفہ مقرر کیا جائے مگر ایک نہ چلی بلکہ تاتاریوں نے اسے کتے کی طرح دھتکار دیا۔ یہ ایک ادنیٰ غلام کی طرح ان کے ساتھ رہا اور مر گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کم بخت پر رحم کرے، نہ اس نمک حرام کے گناہ معاف فرمائے۔

ہلاکو خان کا والی دمشق کے نام خط:

اس کے بعد ہلاکو خان نے ناصر والی دمشق کو یہ خط لکھا کہ سلطان ملک ناصر طال بقاءہ کو معلوم ہونا چاہیے جب ہم عراق کی طرف متوجہ ہوئے تو ان کی فوجوں نے ہمارا مقابلہ کیا مگر ہم نے ان سب کو خدائی تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر ہمارے شہر کے رئیس آئے اور یہ سبب دو نفسوں کی ہلاکت نہ بول سکے۔ اس لیے وہ بھی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سزائے موت کے مستحق ہوئے، پھر اہل شہر ہمارے خدمت میں حاضر ہوئے اور ہماری عبودیت کا دم بھرا مگر ہم نے ان سے کچھ سوالات کیے تو انہوں نے جھوٹ بولا لہٰذا وہ عدم آباد کو پہنچا دیئے گئے، ان کا جھوٹ ہم پر ظاہر ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنے کیے کی سزا پائی اے بادشاہ! تو بھی ہماری اطاعت کر اور اس بات کا دل میں خیال تک نہ لا کہ ہمارے قبضہ میں بچانے والے قلعے اور شمشیر زن شخص ہیں، ہمیں معتبر ذرائع سے خبر ملی ہے کہ بقیتہ السیف لوگوں نے تیرے یہاں جا کر پناہ لی ہے حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتے کہ وہ ہم سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ ہم بحروبر کے مالک ہیں۔ یہی بہتر ہے کہ اس خط کے دیکھتے ہی شام کے تمام قلعے مسمار کر دیئے جائیں۔ والسلام

دوسرا خط: اس کے بعد پھر ایک دوسرا خط لکھا کہ بخدمت ملک الناصر طال عمرہ، امابعد! واضح ہو کہ ہم نے بغداد کو فتح کر لیا ہے۔ اس ملک کی بیخ کنی کر دی ہے، وہاں کے رہنے والوں نے مال دینے میں بخل کیا اور یہ سمجھا تھا کہ ہمارا ملک اسی طرح اسی حال میں رہے گا، اب ہر جگہ اسی کا ذکر ہے اور اس بدر کامل کو گھن لگ گیا ہے۔

ترجمہ شعر: ''جب کوئی کام کمال کو پہنچ جاتا ہے تو زوال شروع ہو جاتا ہے، جب لوگ یہ کہیں کہ یہ پورا ہو گیا تو زوال کی توقع رکھنی چاہیے، اب ہم ہلاکت اور بربادی کو اپنے ساتھ لے کر آگے بڑھنے والے ہیں لہٰذا تم کو چاہیے کہ تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے نفسوں کو بھلا دیا اور خدا نے بھی ان کو بھلا دیا جو کچھ تمہارا ارادہ ہے فوراً ظاہر کر دو، خواہ وہ نرمی سے ہو یا سختی سے۔''

تم تمام دنیا کے بادشاہ کی دعوت قبول کرو تا کہ ہمارے شر سے امن پاؤ اور ہمارے انعام و احسان سے مالا مال ہو جاؤ تم اپنے مال اور آدمیوں سے بخل نہ کرو، ہمارے ایلچیوں کو جلدی رخصت کر دو، زیادہ نہ ٹھہراؤ۔ والسلام

تیسرا خط: پھر ایک تیسرا خط لکھا، تمہیں معلوم ہوا کہ ہم اللہ کے لشکر ہیں وہ ہمارے ہی ذریعہ سے گنہگاروں، ظالموں، متکبروں سے انتقام لیتا ہے۔ ہم جو کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے کرتے ہیں اگر ہمیں کبھی غصہ آ جاتا ہے تو ہم لوگوں کی حالتیں دگرگوں کر دیتے ہیں اگر ہم سے کوئی سیدھی طرح پیش آتا ہے۔ تو اسکو ایسی حالت پر قائم رکھتے ہیں۔ ہم نے شہروں کو ہلاک اور خدا کے بندوں کو قتل و غارت کر ڈالا۔ ہم نے عورتوں اور بچوں پر بھی رحم نہیں کھایا۔ اے باقی ماندہ لوگو! تمہارے ساتھ یہی ہونے والا ہے اور اے غافلو! تم بھی اس راستہ پر چلنے والو ہو۔ ہمارا لشکر برباد کرنے والا ہے۔ رحم کرنے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIE ISLAMIA ACADEMY

والا نہیں، ہمارا مقصود انتقام ہے ملک گیری نہیں۔ ہمارے مہمان پر ظلم نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے عدل وانصاف ہمارے ملکوں میں مشہور ہے، ہماری تلوار کے سامنے سے کوئی نہیں بھاگ سکتا۔

ترجمہ شعر: ''ہم سے کوئی بھاگ کر کہاں جائے گا کیونکہ بحر و بر میں ہماری ہی سلطنت ہے۔ ہماری ہیبت سے دنیا کانپ اٹھی، ہمارے قبضہ میں امراء اور خلفاء آ گئے۔''

اب ہم تمہاری طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں تم بھاگو، ہم تمہارا تعاقب کریں گے۔

ترجمہ شعر: ''میری رات عنقریب جان لے گی کہ کون سے دین کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اور کونسا قرض خواہ اپنے قرض کا تقاضا کرتا ہے۔''

ہم نے شہروں کو برباد، بچوں کو یتیم اور بڑوں کو قتل کر دیا ہے اور انہیں عذاب کا مزہ چکھا دیا ہے۔ ہم ان کے بڑوں ذلیل اور امیروں کو قید کر دیا ہے۔ کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم سے بچ کر بھاگ نکلو گے یا چھوٹ جاؤ گے اور تھوڑی ہی مدت میں تم یہ سب کچھ جان لو گے اور جو تم کو ڈرا رہا ہے وہ بہت جلد تم پر ظاہر ہو جائے گا۔

سیف الدین قطن کا والی مصر بننا اور تاتاریوں پر حملہ کی مشاورت:

۶۵۷ ہجری سال شروع ہوا، اور اس وقت دنیا خلیفہ سے خالی تھی۔ اب اہل تاتار شہر آمد کی طرف بڑھے، ان دنوں میں والی مصر المنصور علی بن معز تھا جو لڑکا ہی تھا اس کا اتالیق امیر سیف الدین قطن المعزی تھا جو اس کے باپ کا غلام تھا۔ اس سے الصاحب کمال الدین عدیمی نے اہل تاتار کے مقابلہ میں مدد مانگی۔ امیر سیف الدین نے امراء اور اعیان سلطنت کو جمع کیا۔ علامہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام (شیخ الاسلام) بھی تشریف لائے، آپ سے فتویٰ دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی دشمن حملہ آور ہو تو تمام دنیا پر اس کا مقابلہ واجب ہو جاتا ہے، ایسے موقع پر رعایا سے جنگ کی تیاری کیلئے بشرطیکہ بیت المال خالی ہو جائے تو کچھ لے لیا جائے جائز ہے۔ اس کام کیلئے اعلیٰ درجہ کی اور بیش بہا چیزوں کو صرف گھوڑے اور ہتھیار کے علاوہ فروخت کر دیا جائے۔ اس میں تم لوگ اور عام رعایا برابر ہیں اور بشرطیکہ فوج کے پاس اموال و آلات فاخرہ موجود نہ ہوں تو عام لوگوں سے مال لینے میں کچھ حرج نہیں۔

چند روز کے بعد امیر سیف الدین قطن نے علماء سے یہ بیان کیا کہ بادشاہ وقت بچہ ہے اور وقت نہایت نازک ہے اسکے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ کوئی شجاع اور جری بادشاہ جو جہاد کر سکے تخت نشین ہو، چنانچہ امیر سیف الدین قطن بادشاہ ہوا اور اس کا لقب الملک المظفر مقرر ہوا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حلب پر تاتاریوں کا حملہ:

۶۵۸ ہجری اب شروع ہو گیا اور اب تک کوئی خلیفہ مقرر نہیں ہوا۔ تاتاری فرات عبور کر آئے اور انہوں نے حلب میں خوب قتل و غارت کی، پھر دمشق پہنچے۔

تاتاریوں کو شکست:

ادھر ماہ شعبان میں اہل تاتار کے مقابلہ کیلئے مصری لشکر بڑھا اور فوج کے ہمراہ خود الملک المظفر بھی چلا، سپہ سالار فوج رکن الدین بیبرس بندقداری تھا۔ تاتاری اس وقت نہر جالوت پر تھے۔ جمعہ ۱۵ رمضان المبارک ۶۵۸ ہجری کو یہ لشکر بھی یلغار کرتا ہوا یہاں پہنچ گیا اور ایک گھمسان کی جنگ کے بعد تاتاریوں کو شکست فاش اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ (وللہ الحمد)

بہت سے تاتاری قتل ہوئے اور جو باقی بچے وہ دم دبا کر بھاگ گئے۔ المظفر دمشق رہ گیا تھا۔ اس فتح کی خوشخبری اس کے پاس پہنچائی گئی۔ لوگ خوشی کے مارے اچھلنے لگے اور مظفر کو بے حد دعائیں دیں اور اس سے بہت محبت کرنے لگے۔ رکن الدین مبیبرس نے تاتاریوں کا تعاقب کیا اور جب تک وہ حلب وغیرہ سے نہیں نکال دیئے گئے پیچھا نہیں چھوڑا۔

سلطان مظفر نے رکن الدین بیبرس کو اس فتح کے عوض میں حلب دیدینے کا وعدہ کیا تھا مگر اب کام نکال لینے کے بعد نیت بدل گئی۔ بیبرس کو بھی اس کی خبر پہنچ گئی جس سے کبیدگی کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ مظفر حلب کی طرف اس نیت سے چلا کہ تاتاریوں کا جو کچھ اثر باقی ہو، اس کو دور کر دیا جائے مگر راستہ میں اسے اطلاع ملی کہ بیبرس مجھ سے کبیدہ خاطر ہے اور میرے خلاف کچھ کارروائی کرنے والا ہے۔ یہ سن کر وہ مصر کی طرف لوٹ آیا اور خفیہ خفیہ بیبرس کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ بیبرس بھی مصر پہنچ گیا اور دونوں (مظفر اور بیبرس) اپنے اپنے دوستوں سے مشورے کرنے لگے۔ آخر بیبرس نے امراء کو اپنے ساتھ متفق کر کے ۱۶ ذیقعدہ ۶۵۸ ہجری کو مظفر کو قتل کر ڈالا اور خود اپنا لقب الملک القاہر مقرر کر کے تخت پر بیٹھ گیا۔ مظفر نے اپنے دوران حکومت میں جو کچھ مظالم کیے تھے ان کا استیصال کیا۔ اپنا وزیر زین الملت والدین ابن زبیر کو مقرر کیا۔ ایک روز موقع دیکھ کر وزیر نے القاہر سے کہا کہ جس بادشاہ نے اپنا لقب القاہر مقرر کیا۔ اس نے کبھی کامیابی نہیں پائی۔ لہٰذا بہتر ہے کہ آپ اپنا لقب بدل دیں۔ دیکھئے القاہر بن المعتضد نے یہ لقب اختیار کیا تھا چند ہی روز کے علیحدہ ہوا، آنکھیں نکلوا دی گئیں۔ والی موصل نے اپنا لقب القاہر رکھا تھا، اس کو زہر دیدیا گیا۔ یہ سن کر سلطان نے اپنا لقب قاہر سے ظاہر کر دیا۔

۶۵۹ ہجری آیا۔ دنیا میں اب بھی کوئی خلیفہ نہیں تھا۔ رجب تک کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔ آخر ساڑھے تین برس انقطاع خلافت کے بعد مصر میں مستنصر کی خلافت قائم ہوئی۔ جس کا ذکر ہم ابھی بیان کریں گے۔

مستعصم کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

"حافظ تقی الدین صریفینی۔ حافظ ابوالقاسم بن الطیلسان۔ شمس الائمہ الکردی ایک جلیل القدر حنفی عالم، شیخ تقی الدین بن صلاح، علم السخاوی، حافظ محب الدین بن النجار مؤرخ بغداد، منتخب الدین شارح المفصل، ابن یعیش النحوی، ابوالحجاج الاقصری زاہد، ابوعلی لشرینی النحوی، ابن بیطار صاحب المفردات۔ علامہ جمال الدین بن الحاجب امام المالکیہ، ابوالحسن بن الدباج النحوی، قفطی صاحب تاریخ النحاۃ، افضل الدین النحونجی صاحب المنطق ازدی۔ حافظ یوسف بن خلیل، بہاء بن بنت الحمیری، جمال بن عمروان النحوی، الرضی الصفانی اللغوی صاحب العباب وغیرہ، کمال عبدالواحد الزملکانی صاحب المعانی والبیان واعجاز القرآن، شمس خسروشاہی، مجد بن تیمیہ، یوسف سبط بن جوزی صاحب مراۃ الزمان، ابن باطیش من کبار الشافعیہ، نجم باردائی، ابن ابی الفضل المرسی صاحب التفسیر و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔"

اب ہم ان چند علماء وفضلاء کا ذکر کرتے ہیں جن کا انتقال اس زمانہ میں ہوا جبکہ عباسیہ خاندان کا تخت سلطنت جس کو تخت خلافت سے تعبیر کیا جاتا رہا۔ وہ حضرات یہ حسب ذیل ہیں:

الزکی عبدالعظیم المنذری، شیخ ابوالحسن شاذلی شیخ الطائفہ شاذلیہ، شعبۃ المقرئی فاسی شارح الشاطبیہ، سعد الدین بن عربی، شاعر صرصری، شاعر ابن الابار مورخ اندلس (اسپین) و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

المستنصر باللہ احمد (خلفاء عباسیہ مصر)

المستنصر باللہ احمد ابوالقاسم بن الظاہر بامر اللہ ابونصر محمد بن ناصر الدین اللہ احمد۔

شیخ قطب الدین فرماتے ہیں کہ المستنصر باللہ بغداد میں قید تھا، جب فتنہ تاتار رونما ہوا تو یہ اسی دار وگیر میں قید سے چھوٹ کر غرب عراق کی طرف بھاگ کر چلا گیا۔

جب الملک الظاہر بیبرس سلطان ہوا تو وہ ماہ رجب میں بنی مہارش کے دس آدمیوں کو بطور وفد کے اپنے ہمراہ لے کر سلطان کے پاس آیا۔ سلطان مع قاضیوں اور اعیان سلطنت کے اس کے استقبال کیلئے نکلا اور اس کو قاہرہ میں لے آیا۔ قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز نے اس کا نسب ثابت کیا اور ۱۳ رجب المرجب ۶۵۹ ہجری کو سب سے اول سلطان نے اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔ اس کے بعد قاضی القضاۃ تاج الدین اور ان کے بعد شیخ عزالدین بن عبدالسلام (شیخ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

الاسلام) نے بیعت کی۔ پھر معززین اور ارکان سلطنت نے اپنے مراتب کے لحاظ سے یکے بعد دیگرے بیعت کرلی۔ سکوں پر اس کا لقب المستنصر مسکوک و مضروب کرایا گیا۔ لوگوں کو اس کی تخت نشینی سے بڑی خوشی ہوئی۔

جمعہ کی امامت: المستنصر جمعہ کے دن جلوس کے ساتھ سوار ہو کر جامع مسجد میں آیا اور وہاں برسر منبر اس نے ایک برجستہ خطبہ پڑھا جس میں اس نے اول بنی عباس کی فضیلت اور ان کا شرف بیان کیا اور اس کے بعد سلطان اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا کی اور پھر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد حسب رسم قدیم خلیفہ المستنصر نے سلطان کو خلعت عطا کیا۔ قاہرہ کے باہر ایک خیمہ نصب کیا گیا اور دوشنبہ ۴ شعبان ۶۵۹ ہجری کو خلیفہ المستنصر باللہ مع سلطان کے سوار ہو کر خیمہ کی طرف گیا، قضاۃ امراء۔ وزیر بھی حاضر ہوئے۔ خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے سلطان کو خلعت اور طوق پہنایا، منبر بچھا اور اس پر فخر الدین بن لقمان نے کھڑے ہو کر خلیفہ کا فرمان سنایا۔ سلطان خلعت لے کر سوار ہو کر چلا اور اس کے مصاحب اپنے سواریوں پر سوار ہو کر چلے امراء پیدل ساتھ ہوئے۔ قاہرہ کی زینت کی گئی تھی یہ تمام کے تمام باب نصر سے قاہرہ میں داخل ہوئے۔ سلطان نے خلیفہ کیلئے ایک اتالیق، چوبدار، باورچی، خزانچی، حاجب اور کاتب خط مقرر کیے۔ خزانہ اور تمام ملک اس کے قبضہ میں دیدیئے، سو گھوڑے تیس خچر دس قطار اونٹ وغیرہ اس کے اصطبل میں بھجوا دیئے۔

المستنصر کا انجام: ذہبی کہتے ہیں کہ کسی کو سوائے اس مستنصر اور متقی کے اپنے بھتیجے کے بعد خلافت نہیں پہنچی۔ امیر شمس الدین اقوش والی حلب نے الحاکم بامر اللہ کا خطاب مقرر کر کے خلافت کا دعویٰ کیا اور اپنی خلافت حلب میں قائم کردی، سکوں اور خطبوں میں اپنا نام جاری کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد خلیفہ المستنصر نے عراق جانے کا ارادہ کیا۔ سلطان اس کو دمشق تک پہنچانے کیلئے گیا۔ سلطان نے دمشق میں خلیفہ اور والی موصل کی اولاد کو بطور زاد راہ ایک لاکھ دینار اور چھیاسٹھ ہزار درہم دیئے۔ خلیفہ المستنصر مع بادشاہان شرق والیان موصل و بخارا جزیرہ حلب کی طرف چلا والی حلب بھی اپنی خلافت ترک کر کے اس کی اطاعت میں آگیا اور بہت عجز و انکساری کی۔ خلیفہ آگے چلا اور حدثیہ فتح کرلیا مگر تاتاریوں کا لشکر یہاں پہنچ گیا اور تاتاریوں سے مقابلہ اور مقاتلہ ہو گیا۔ اس میں اکثر مسلمان شہید ہوئے اور خلیفہ مستنصر گم ہو گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ شہید ہو گیا اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کسی طرف بھاگ گیا اور پھر پتہ نہیں چلا۔ یہ واقعہ ۳ محرم الحرام ۶۶۰ ہجری میں واقع ہوا۔ اس حساب سے اس کی مدت خلافت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

صرف چھ ماہ ہے۔ اس کے بعد الحاکم جس نے حلب میں دعویٰ خلافت کا کیا تھا۔ اسی لقب الحاکم بامر اللہ سے تخت خلافت پر بیٹھا۔

الحاکم بامر اللہ ابو العباس

الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد ابن ابی علی الحسن القی ابن علی ابن ابی بکر بن خلیفہ المسترشد باللہ بن المستظہر باللہ۔

بغداد کے ہنگامہ اور لوٹ مار کے وقت یہ چھپ کر بچ گیا تھا بغداد سے ایک جماعت کے ہمراہ حسین بن فلاح امیر بنی خفاجہ کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس کچھ مدت رہ کر عربوں کے ساتھ دمشق پہنچا یہاں امیر عیسیٰ بن مہنا کے پاس کچھ دنوں تک رہا یہاں سے اس کو الناصر والی دمشق نے بلا بھیجا مگر یہ ابھی چلا بھی نہیں تھا کہ اس اثناء میں اچانک تاتاریوں نے حملہ کر دیا جب الملک المظفر دمشق میں لڑائی سے فارغ ہو کر آیا تو امیر فلج بغدادی کے ہاتھ پھر سے دمشق میں بلایا گیا لوگ اس پر مجتمع ہو گئے اور اس سے بیعت کر لی، امیر عرب کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ ہو گئی۔ ان کی معیت میں حاکم نے غانہ، حدثیہ، ہیت، انبار کو فتح کیا پھر تاتاریوں سے لڑا اور ان پر فتح پائی۔

پھر اس کو علاء الدین طیبرس نائب دمشق کا خط پہنچا کہ ملک الظاہر آپ کو بلاتے ہیں یہ ماہ صفر میں دمشق پہنچا اور دمشق سے اس کو نائب دمشق علاء الدین طیبرس نے سلطان الملک الظاہر کے پاس بھیج دیا مگر اس کے جانے کے تین روز پہلے قاہرہ میں مستنصر سے بیعت ہو چکی تھی اس لیے یہ ڈرا کہ کہیں قید نہ کر لیا جاؤں یہ سوچ کر یہ حلب کی طرف لوٹ گیا۔ حلب میں والی حلب اور روساء حلب نے اس سے بیعت کر لی۔ بیعت کرنیوالوں میں عبدالحلیم بن تیمیہ بھی تھے ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا۔ حاکم نے غانہ کا قصد کیا۔ جب مستنصر غانہ پہنچا تو حاکم نے مستنصر کی اطاعت قبول کر لی اور اس کا فرمانبردار ہو گیا جب مستنصر تاتاریوں کی جنگ میں گم ہو گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو حاکم رحبہ عیسیٰ بن مہنا کے پاس پہنچا یہاں سے اس کو الملک الظاہر بیبرس نے بلا بھیجا حاکم مع اپنے بیٹوں اور ایک جماعت کے قاہرہ آ گیا۔

ملک الظاہر نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اس سے خلافت پر بیعت کر لی۔ (اس کو خلافت ایسی مبارک اور راس آئی کہ چالیس سال خلافت کی) ملک الظاہر نے اس کو قلعہ کے ایک بہت بڑے برج میں اتارا۔ حاکم نے یہاں چند مرتبہ خطبہ پڑھا۔

شیخ قطب الدین کہتے ہیں کہ ثبوت نسب کے بعد جمعرات ۸ محرم ۶۶۱ھ کو سلطان نے ایک مجلس

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عام منعقد کی حاکم بامر اللہ سوار ہو کر قلعۃ الجبل کے ایوان کبیر میں پہنچا سلطان کے ساتھ بیٹھا سلطان نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور بیعت کی خلیفہ نے سلطان کو خلعت عطا کیا اس کے بعد لوگوں نے یکے بعد دیگرے اپنے مراتب کے موافق بیعت کی اگلے روز چونکہ جمعہ تھا اس لیے حاکم نے منبر پر خطبہ پڑھا حمد وصلوٰۃ کے بعد جہاد اور امامت کا بیان کیا حرمت خلافت کی جو ہتک ہوئی تھی اس کو یاد دلایا پھر کہا کہ یہ سلطان الملک الظاہر باوجود قلت افواج کے امام کی مدد کیلئے اٹھا کفار کی فوجوں کو بھگا دیا اور اپنے ملکوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ خطبہ میں خدا کی تعریف ان لفظوں میں کی تھی کہ اس خدا کی تعریف ہے جس نے آل عباس کے لیے ایک مددگار بنا دیا خطبہ کے بعد یہ نیچے آیا اور اس کی بیعت کی اعلان ہو گیا۔

تاتاریوں کا مسلمان ہونا:

اسی سال اور اس کے بعد بہت سے تاتاری مسلمان ہو ہو کر آنے لگے اور مستامن ہو کر ممالک اسلام میں سکونت اختیار کر لی یہاں ان کے وظیفے اور روزینے مقرر کر دیئے گئے اور اس طرح سے ان کا شر کم ہونا شروع ہو گیا۔

مدرسہ ظاہریہ کی تعمیر مکمل اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع:

۶۶۲ھ میں مدرسہ ظاہریہ قصرین میں مکمل تعمیر ہو گیا۔ تدریس فقہ شافعیہ کے لیے اس میں تقی بن زرین اور تدریس حدیث کے لیے امام شرف الدین دمیاطی مقرر ہوئے اسی سال مصر میں ایک سخت زلزلہ آیا۔

۶۶۳ھ میں سلطان المسلمین ابو عبداللہ بن الاحمر بادشاہ (اندلس) اسپین کو فرنگیوں پر فتح ہوئی اور بتیس شہر جو ان کے قبضہ میں تھے چھین لیے گئے منجملہ ان شہروں کے اسبیلیہ اور مرسیہ بھی تھے۔ اسی سال قاہرہ کے مختلف مقامات میں آگ لگی۔ اسی سال سلطان نے بحر اشمون کھدوا دیا اور اس کام میں خود بہ نفس نفیس حصہ لیا اور امراء کو بھی کام میں اپنے ساتھ رکھا۔

ہلاکو خاں کی موت:

اسی سال تاتاریوں کا سردار ہلاکو خاں مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابغا بادشاہ ہوا۔ اسی سال سلطان نے اپنے بیٹے ملک السعید کو جس کی عمر اس وقت چار سال تھی ولیعہد بنایا اور جلوس کے ساتھ اس کو قلعۃ الجبل سے سوار کر کے نکالا اور خود سلطان باب سر سے باب سلسلہ تک اس کی چادر کا کونہ اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر چلا پھر وہاں سے قاہر کی طرف لوٹے ملک السعید سوار تھا اور تمام امراء جلوس کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔

اسی سال ملک مصر میں ہر مذہب کے چار قاضی از سر نو مقرر کیے گئے (ہر مذہب کا ایک ایک) اس کا سبب یہ ہوا کہ قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز نے بہت سے احکام ناقد کیے تھے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اکثر باتیں ٹال رکھی تھیں قاضی شافعی کے لیے یتیموں کے مال اور بیت المال کا انتظام بھی رکھا پھر دمشق میں بھی ایسا ہی کیا گیا۔

اسی سال رمضان شریف میں سلطان نے خلیفہ کو پردہ میں رکھا اور لوگوں کو خلیفہ کے پاس آنے سے روک دیا کیونکہ بہت سے لوگ شہر میں جا کر لایعنی باتیں اڑایا کرتے تھے۔

حسینیہ میں جامع مسجد کی تعمیر:

۶۶۵ھ میں سلطان نے حسینیہ میں جامع مسجد کی تعمیر کا حکم دیا ۶۶۷ھ میں جس وقت وہ بن کر تیار ہوگئی تو اس میں حنفی خطیب مقرر کیا گیا۔

۶۷۴ھ میں سلطان نے نوبہ اور دنقلہ پر فوج کشی کی چنانچہ دونوں کو فتح کیا نوبہ کے بادشاہ کو گرفتار کر کے سلطان الملک الظاہر کے سامنے پیش کیا گیا اور اہل دنقلہ پر جزیہ مقرر ہوگیا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ سب سے اول ۳۲ھ میں نوبہ پر عبداللہ بن ابی سرح نے پانچ ہزار سواروں کے ساتھ حملہ کیا تھا۔ مگر آپ فتح نہ کر سکے تھے بلکہ صلح کر کے واپس آگئے تھے پھر ہشام کے زمانہ میں فوج کشی کی گئی مگر پھر بھی فتح نہیں ہوئی تھی اس کے بعد منصور بھی لڑا تھا مگر اس کا نتیجہ بھی بے سود رہا تھا۔ پھر تکین زنگی کافور اخشیدی ناصر الدولہ بن حمدان نے یکے بعد دیگر سے پھر توران شاہ برادر سلطان صلاح الدین نے ۵۶۸ھ میں اس پر حملہ کیا مگر تمام ناکام رہے۔ اب اس سال فتح ہوگیا۔ ابن عبدالظاہر نے اس پر ایک قصیدہ لکھا جس میں ایک شعر یہ بھی ہے

ترجمہ شعر: "یہ ایسی فتح ہوئی کہ کبھی نہیں سنی گئی تھی نہ آنکھوں نے دیکھی تھی نہ لوگوں نے بیان کی تھی۔"

سلطان الظاہر کا انتقال:

محرم ۶۷۶ھ میں سلطان ملک الظاہر کا انتقال ہوگیا اس کے قائم مقام اس کا بیٹا ملک السعید محمد جس کی عمر اس وقت ۱۸ سال کی تھی ہوا۔

اسی سال تقی بن زریں مصر اور قاہرہ دونوں کے قاضی مقرر ہوئے اس سے پہلے مصر اور قاہرہ کا علیحدہ قاضی ہوا کرتا تھا اس کے بعد قضاء مصر کبھی بھی قضائے قاہرہ سے علیحدہ نہیں ہوئی۔

۶۷۸ھ میں ملک السعید سلطنت سے علیحدہ کر دیا گیا اور کرک جا کر اسی سال انتقال کر گیا اس کی جگہ اس کا بھائی بدر الدین شلامش ہفت سالہ مصر میں سلطان بنایا گیا اس کا لقب ملک العادل اور دوسری طرف امیر سیف الدین کا نام مسکوک ہوا خطبہ میں دونوں کا نام شروع ہوگیا۔ مگر رجب میں بلا کسی نزاع کے شلامش سلطنت سے علیحدہ کر دیا گیا اور قلادون خود مستقل بادشاہ بلقب الملک المنصور ہوگیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

۶۷۹ھ میں ملک مصر میں عرفہ کے روز بڑے بڑے اولے پڑے اور بجلی گری۔

تاتاریوں کو شکست: ۶۸۰ھ میں تاتاری لشکر شام پہنچا اور وہاں سخت اضطراب پیدا کر دیا سلطان ان سے لڑنے کیلئے چلا مقابلہ ہوا اور گھمسان کی جنگ ہوئی مگر الحمد للہ کی فتح مسلمانوں کے ہاتھ رہی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں طرابلس فتح ہو چکا تھا مگر ۵۰۳ھ میں نصاریٰ کے قبضہ میں چلا گیا تھا اور جب سے اب تک برابر ان کے قبضہ میں چلا آرہا تھا۔ ۶۸۸ھ میں سلطان نے اس کو بزور شمشیر چھین لیا۔ تاج ابن اثیر نے والی یمن کو اس فتح کی بشارت میں ایک خط لکھا تھا۔

کہتے ہیں کہ رومی زبان میں طرابلس کے معنی تین قلعے کے ہیں اس زمانہ میں تمام خلفاء اور بادشاہوں کی حالت نہایت خراب تھی ہر شخص کو اپنی فکروں سے اتنی فرصت ہی نہ ہوتی تھی کہ دوسرے کی خبر لیتا جان بچ جانے کو غنیمت جانتے تھے ان کے نام سے صرف سکہ جاری تھا اور خطبوں میں نام لیا جاتا تھا بس ورنہ مال لوٹے جاتے اور چھینے جاتے تھے مگر یہ لوگ کچھ نہ کر سکتے تھے پھر امن اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے کفر اور شیطانوں کو ذلیل کر دیا اور مٹا دیا۔

سلطان قلادون کا انتقال: ذوقعدہ ۶۸۹ھ میں سلطان قلادون کا انتقال ہو گیا اس کے بجائے اس کا بیٹا الملک الاشرف صلاح الدین خلیل سلطان ہوا۔ خلیفہ جواب تک گمنامی میں تھا حتیٰ کہ سلطان نے اپنے بیٹے کی ولیعہدی کے وقت بھی نہیں بلایا تھا ظاہر ہونے لگا چنانچہ جمعہ میں خلیفہ نے خطبہ پڑھا اور اس میں ملک الاشرف کا سلطان ہونا تسلیم کیا خطبہ کے بعد قاضی القضاۃ بدر الدین ابن جماعۃ نے نماز پڑھائی خلیفہ نے پھر دوسری مرتبہ خطبہ پڑھا اور جہاد کا ذکر کر کے بغداد یاد دلا کر اس پر قبضہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ ۶۹۱ھ میں سلطان نے قلعۃ الروم کا جا کر محاصرہ کیا۔

۶۹۳ھ میں سلطان قتل ہو گیا اور اس کا بھائی محمد بن منصور اس کی جگہ تخت پر بیٹھا جس کا الملک الناصر لقب مقرر ہوا تخت نشینی کے وقت اس کی عمر نو سال کی تھی مگر محرم ۶۹۴ھ میں اس سے علیحدہ ہو گیا اور کتبغا المنصوری بہ لقب ملک العادل تخت پر بیٹھا۔

ہلاکو خاں کا پوتا مسلمان ہو گیا: اسی سال قاذان بن ارغون بن الغا بن ہلاکو خاں بادشاہ تاتار مسلمان ہو گیا لوگ اس خبر سے بہت خوش ہوئے اس کے لشکر میں بھی اسلام پھیل گیا۔

۶۹۶ھ میں چونکہ سلطان ملک العادل دمشق گیا ہوا تھا لاجین نے زبردستی ماہ صفر میں تخت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سلطنت دبالیا تمام امراء سے لاجین نے حلف اطاعت اٹھوایا اور کسی شخص کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی لاجین نے اپنا لقب الملک المنصور مقرر کیا خلیفہ نے بھی حسب رسم قدیم سیاہ خلعت عطا کیا۔ ملک العادل صرخد کی طرف بھاگ گیا جمادی الاخر ۶۹۸ھ میں لاجین قتل کر دیا گیا اور ملک الناصر محمد بن منصور قلادون جو اس وقت علیحدہ ہو کر کرک میں جا پڑا تھا پھر بادشاہ ہو گیا خلیفہ نے اسے بھی خلعت عطا کیا۔ الملک العادل نائب سلطنت ہو کر حمات میں چلا گیا اور مرتے دم یعنی ۷۰۲ھ تک وہیں اور اسی حیثیت میں رہا۔

الحاکم کا انتقال: ۱۸ جمادی الاول شب جمعہ ۷۰۱ھ میں خلیفہ الحاکم کا انتقال ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے) عصر کے وقت قلعہ کے نیچے سوق خیل میں اس کے جنازہ کی نماز ادا کی گئی اہل دولت اور اعیان سلطنت اس کے جنازہ کی نماز میں شریک ہونے کے لیے پا پیادہ آئے تھے سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے قریب اس کو دفن کیا گیا سب سے اول اس جگہ یہی خلیفہ دفن ہوا ہے اس وقت سے اب تک اس کے خاندان کا مدفن یہیں چلا آتا ہے۔

خلیفہ الحاکم نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے ابو الربیع سلیمان کو ولیعہد بنایا تھا۔

حاکم کے زمانہ میں سب ذیل علماء نے انتقال کیا:

علامہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام (شیخ الاسلام)، علم اللورقی ابو القاسم قباری زاہد، زین خالد النابلسی، حافظ ابو بکر بن سدی، امام ابو شامہ، تاج بن بنت الاعز، ابو الحسن بن عدلان، مجدالدین بن دقیق العید، ابو الحسن بن عصفور نحوی، کمال بن ملاء الاربلی، عبدالرحیم بن یونس صاحب التعجیز، قرطبی صاحب التفسیر و تذکرہ شیخ جمال الدین بن مالک اور ان کے صاحبزادے بدرالدین، نصیر طوسی سردار فلسفیان خاصۃ التتار، تاج بن السباعی خازن المستنصریہ، برہان بن جماعت، نجم الکاتبی المنطقی شیخ محی الدین النوری، صدر سلیمان امام حنفیہ، تاج بن میسر المورخ، کواشی مفسر، تقی بن رزمین، ابن خلکان صاحب وفیات الاعیان، ابن ایاز نحوی، عبدالحکیم بن تیمیہ، ابن جعوان، ناصر الدین بن منیر، نجم بن بارزی برہان النسفی صاحب التصانیف علم الکلام، رضی شاطبی لغوی، جمال شریشی، نفیسی شیخ الاطباء ابو الحسین بن ربیع النحوی، اصبہانی شارح المحصول، عفیف تلمسانی شاعر (جو ملحد مشہور تھا) تاج بن الفرکاح، زین بن مرحل، شمس الجونی عزالفاروقی، محب الطبری، تقی بن بنت الاعز، رضی قسطنطینی، بہاء بن نحاسی نحوی، یاقوت مستعصی صاحب الخط النسوب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المستکفی باللہ ابو الربیع

المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ پندرہ محرم ۶۸۴ھ میں پیدا ہوا۔ اپنے

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

باپ کے زمانہ خلافت میں ولیعہدی کی وجہ سے خلیفہ مقرر ہوا۔ جمادی الاول ۷۰۱ھ میں ملک مصر و شام میں اس کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا یہ بشارت تمام اطراف اور ممالک اسلامیہ میں بھیج دی گئی۔

خاندان خلافت کبش میں رہا کرتا تھا سلطان نے اس کو قلعہ میں بلالیا اور ان کو الگ اس میں ایک مکان دے دیا۔

شام میں تاتاریوں کی یلغار اور شکست:

۷۰۲ھ میں تاتاریوں نے شام پر حملہ کیا سلطان اور خلیفہ دونوں مقابلہ کے لیے نکلے فتح مسلمانوں کے ہاتھ رہی اہل تاتار کثیر تعداد میں قتل ہوئے اور جو بچے بھاگ گئے۔

اسی سال مصر اور شام میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا مکانوں کے نیچے اکثر آدمی دب کر مر گئے۔

۷۰۴ھ میں امیر بیبرس الجاشنکیر منصوری نے جامع مسجد حاکم میں وظیفے اور درس و تدریس جاری کیا جتنا حصہ اس کا زلزلہ میں منہدم ہو گیا تھا اس کو پھر تعمیر کرایا۔ چار قاضی مقرر کیے دو مدرس فقہ کے اور سعد الدین حارثی علم حدیث کے استاد اور ابوحیان علم نحو کے مقرر کیے۔

ماہ رمضان ۷۰۸ھ میں سلطان الملک الناصر محمد بن قلادون حج کے لیے مصر سے چلا امراء کی جماعت اسے رخصت کرنے کی غرض سے ساتھ ہوئی اور کچھ دور جا کر لوٹ آئی۔ جب سلطان کرک پہنچا اس کے لیے یہاں ایک پل بنایا گیا۔ جس وقت سلطان پل کے عین وسط میں پہنچا تو پل گر گیا جو لوگ پہلے گذر چکے تھے وہ بچ گئے۔ سلطان کے گھوڑے نے ایک جست بھری اور اسے بچا لے گیا جو آدمی پچاس کے قریب پیچھے پیچھے تھے وہ گرے جن میں چار کا انتقال ہو گیا۔ اکثر کے چوٹ آئی سلطان کرک ہی میں ٹھہر گیا اور ملک مصر میں خود ہی نے یہ اطلاع بھیج دی کہ میں نے سلطنت سے دست کشی اختیار کر لی ہے قضاۃ مصر اور شام علی الترتیب المذکورہ بعد از ثبوت ۲۳ شوال ۷۰۸ھ کو رکن الدین بیبرس الجاشنکیر سے بیعت کی اس کا لقب الملک المظفر مقرر ہوا خلیفہ نے الملک المظفر رکن الدین کو خلعت سیاہ اور عمامہ مدور عطا کیا۔ فرمان شاہی اطلس کے کیسہ میں بند ہو کر شام روانہ کیا گیا وہاں جس وقت کھول کر پڑھا گیا تو فرمان کی ابتداء ان لفظوں میں تھی:

انه من سليمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم۔

یہ قرآن مجید کی آیت ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں مرقوم ہے حضرت سلیمان نے بلقیس کو انہیں لفظوں سے خط شروع کیا تھا خلیفہ سلیمان بن حاکم نے بھی تبرکاً انہیں لفظوں سے شروع کیا ہے۔ (مترجم)

رجب ۷۰۹ھ میں الملک الناصر نے پھر سلطنت کا دعویٰ کیا امراء کی ایک جماعت نے اس کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اعانت کی چنانچہ شعبان میں یہ دمشق میں داخل ہو گیا عید الفطر کے روز مصر پہنچ کر قلعہ پر چڑھ آیا مظفر اپنے ساتھیوں کو لے کر پہلے ہی بھاگ چکا تھا بالآخر پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ علاء الوداعی نے الناصر کی اعادۂ سلطنت پر قصیدہ لکھا (ترجمہ) الملک الناصر کی دولت اپنے تخت کی طرف پھر لوٹ آئی۔ جیسا کہ سلیمان پھر تخت پر آ گیا (یہ شعر بھی اپنی معنوی حیثیت سے عجیب واقع ہوا ہے۔ یعنی جس طرح سلیمان پھر تخت پر لوٹ آیا۔ یہ کنایہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہ گویا خلیفہ سلیمان حضرت سلیمان علیہ السلام کی جگہ آ گئے۔ مترجم)

اسی سال وزیر سلطنت نے ذمیوں کیلئے سفید عمامہ (پہچان کیلئے) باندھنے کے متعلق کہا حالانکہ انہوں نے سات لاکھ دینار جزیہ خلافت راشدہ سے زیادہ بھی دیدیا تھا۔ شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے وزیر کی اس بارے میں سخت مخالفت کی اور اس بات کو نہ چلنے دیا۔

روافض کی ترقی اور زوال:

اسی سال تاتاریوں کے بادشاہ فوبند نے اپنی سلطنت کی حدود میں مذہب روافض کو رواج دیا۔ خطیبوں کو حکم دیا کہ وہ خطبوں میں سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی اہلبیت اور اولاد کے کسی کا ذکر نہ کیا کریں۔ چنانچہ اس کے مرنے تک یعنی ۷۱۶ ہجری اس کی قلمرو میں خطبہ اسی طرح پڑھے جاتے رہے، اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوسعید تخت نشین ہوا۔ اس نے ہر طرف عدل وانصاف پھیلایا۔ سنت کو قائم کیا اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام خطبوں میں جاری کیا بہت سے فتنے دب گئے۔ (و للہ الحمد)

یہ بادشاہ ملوک تاتار میں سب سے اچھا ہوا ہے اور اس کا طریقہ تمام بادشاہوں کے طریقوں سے اچھا رہا ہے اس کی موت یعنی ۸۳۶ ھ تک یہی طریقہ رہا یہ پابند سنت تھا اپنے مرنے کے بعد اقبال بھی اپنے ساتھ لے گیا اس کے بعد سلطنت تاتار میں بہت رخنے پڑ گئے۔

۷۱۷ ھ میں بھی دریائے نیل میں اتنی طغیانی آئی کہ کبھی سننے میں بھی نہیں آئی تھی بہت سی بستیاں اور لوگ ڈوب گئے۔

۷۶۸ ھ میں بھی دریائے نیل پھر چڑھا اور ساڑھے تین مہینے برابر پانی کھڑا رہا اس کا نقصان اس کے نفع سے بہت زیادہ تھا۔

۷۶۸ ھ میں مکہ معظمہ کی مسجد حرام اور اس کے دروازوں کی تعمیر کی گئی اور اکلا حصہ باب شیبہ تک ہوا۔

۷۳۰ ھ میں سب سے اول مدرسہ صالحیہ کے ایوان شافعیہ میں جمعہ قائم کیا گیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس سال قوصون نے جس جامع مسجد کی بنا باب زویلہ کے باہر رکھی تھی تیار ہو گئی سلطان اور اعیان سلطنت تمام جمع ہوئے قاضی القضاۃ جلال الدین قزوینی اول اس وقت کے لیے خطیب مقرر ہوئے پھر فخر الدین بن شکر مستقل خطیب مقرر ہو گئے۔

۷۳۳ھ میں سلطان نے بندوق چلانے اور کمان بیچنے کو بند کیا اور نجومیوں کو منع کر دیا۔

اسی سال سلطان نے کعبہ شریف کا دروازہ آبنوس کا بنوایا اور اس پر چاندی کے تیرے جڑھوائے جن کا وزن پینتیس ہزار تین سو پینتالیس مثقال تھا۔ پرانا دروازہ جس پر والی یمن کا نام کندہ تمام اکھاڑ دیا گیا اس کے تختے بنو شیبہ میں منگا لیے گئے۔

المستکفی کی قید اور انتقال:

۷۳۶ھ میں خلیفہ اور سلطان کی آپس میں چل گئی سلطان نے خلیفہ کو پہلے قلعہ کے بروج میں نظر بند رکھا اور لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے سے بند کر دیا پھر ماہ ذوالحجہ ۷۳۷ھ میں اس کو مع اس کی اولاد اور متعلقین کے قوص بھیج دیا اور ان کے لیے کافی تنخواہ مقرر کر دی یہ کنبہ قریب سو آدمیوں کے تھا "انا للہ و انا الیہ راجعون"۔ آخر خلیفہ مستکفی نے اسی حالت قید میں پچاس سال کی عمر کے تجاوز سے شعبان ۷۴۰ھ میں انتقال کیا اور اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔

ابن حجر اپنی کتاب الدرر میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ مستکفی فاضل، سخی، نہایت خوشخط شجاع شخص تھا۔ چوگان کھیلنے اور بندوق کا نشانہ لگانے میں استاد مانا جاتا تھا۔ علماء اور ادباء کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا ان کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تھا ان سے بہت محبت تھی اس کی مدت خلافت میں حتیٰ کہ زمانہ نظر بندی اور قیام قوص میں بھی برابر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا رہا اول خلیفہ اور سلطان کی آپس میں بیحد محبت تھی سیر و تفریح کے لیے دونوں ساتھ ہی نکلا کرتے تھے۔ چوگان بھی دونوں سے ساتھ ہی کھیلتے تھے آپس میں بھائیوں کا طرح رہا کرتے تھے۔ جھگڑے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز سلطان کے سامنے خلیفہ کا ایک خط پیش کیا گیا جس میں خلیفہ نے کسی کو یہ تحریر کیا تھا کہ میں سلطان کو مجلس شرع شریف میں کسی معاملہ کی وجہ سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دیکھ کر سلطان بگڑ گیا اور قوص بھیج دینے اور تنخواہ مقرر کر دینے کی نوبت پہنچ گئی۔ باوجود اس کے خلیفہ کی عزت یہاں مصر سے زیادہ تھی۔ ابن فضل اللہ کتاب المسلک کے ترجمے میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ مستکفی بہمہ صفت موصوف اور خصوصاً رمی میں بہت زیادہ مشہور تھا۔

مستکفی کے زمانہ خلافت میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا:

قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید، شیخ زین الدین الفاروقی شیخ الشافعیہ و شیخ دار الحدیث جو

بعداز وفات نووی کے اس عہدہ پر مقرر ہوئے تھے اوران کے مرنے کے بعد صدرالدین بن وکیل مقرر ہوئے شرف الفزاری صدر بن وزیر بن حاسب، حافظ شرف الدین دمیاطی، ضیاء الطوی شارح حادی، شمس السروجی شارح ہدایہ حنفی، امام نجم الدین بن الرفعہ امام شافعیہ، حافظ سعید الدین حارثی، فخر الثوری محدث مکہ معظمہ، رشید بن المعلم ازکبار علماء حنفیہ، اربوی، صدر بن وکیل شیخ شافعیہ، کمال بن شریشی، تاج التبریزی، فخر بن بنت ابی سعد، شمس بن ابی العز شیخ حنفیہ، رضی طبری امام مکہ معظمہ، صفی ابو الثنار، محمود ارموی، شیخ نورالدین بکری، علاء بن عطار شاگرد امام نووی، شمس اصفہانی صاحب التفسیر و شرح مختصر ابن حاجب وشرح تجرید وغیرہ، تقی الصائغ الصائغ المقرئی قاریوں کے آخری شیخ شہاب محمود شیخ صاۃ الانشاء، جمال بن مطہر شیخ الشیعہ، کمال بن قاضی شہبہ، نجم القمولی صاحب الجواہر والبحر، کمال بن زملکانی شیخ تقی الدین بن تیمیہ، ابن الجبارہ شیخ الشاطبیہ، نجم البالسی شارح التنبیہہ، برہان الفزاری شیخ شافعیہ، علاء القونوی شارح الحادی، فخر الترکمانی حنفی شارح جامع کبیر، الملک المؤید صاحب حمات جن کی بہت سی تصانیف ہیں منجملہ ان کے ایک نظم الحادی ہے۔ شیخ یاقوت العرشی شاگرد شیخ ابوالعباس مرسی، برہان جعیری، بدر بن جماعہ، تاج بن فاکہانی، فتح بن سیدالناس، قطب حلبی، زین کتانی، قاضی محی الدین ابن فضل اللہ، رکن بن قویع، زین بن مرحل، شرف بن بارزی جلال قزوینی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

الواثق باللہ ابراہیم

الواثق باللہ ابراہیم بن ولیعہد المستمسك باللہ ابوعبداللہ محمد بن الحاکم بامراللہ ابوالعباس احمد۔

اس کے دادا الحاکم نے اپنے بیٹے محمد کو المستمسك باللہ کا خطاب دے کر ولیعہد بنایا تھا مگر المستمسك کا انتقال اپنے باپ کے سامنے ہی ہوگیا اس لیے حاکم نے اس ابراہیم اپنے پوتے کو ولیعہد کر دیا حاکم کو یہ گمان تھا کہ اس میں خلافت کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی مگر بعد میں اسے خود تجربہ ہوگیا کہ وہ اس کام کے لیے نالائق ہے کیونکہ یہ کھیل کود میں نہایت منہمک کمینوں سے صحبت رکھنے والا تھا حاکم نے جب یہ دیکھا کہ اس کی اصلاح ناممکن امر ہے اس لیے حاکم نے اسے ولیعہدی سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ اپنے دوسرے بیٹے المستکفی ابراہیم کے چچا کو ولیعہد بنا دیا اس پر ابراہیم نے یہ حرکت کی کہ خلیفہ اور سلطان جو آپس میں بھائیوں کی طرح رہا کرتے تھے ان میں تفرقہ ڈلوا دیا۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ دنیا پر ظاہر ہے۔

جب مستکفی کی موت کا وقت آیا تو اس نے مرتے وقت وہیں قوص میں اپنے بیٹے احمد کو ولیعہد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

بنایا مگر سلطان نے اس کی طرف ذرہ برابر بھی توجہ نہ کی بلکہ اس ابراہیم سے بیعت کر لی اور اس کا لقب الواثق باللہ مقرر کر دیا جب سلطان کی موت کا وقت آیا تو سلطان بھی اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوا اور آخر یکم محرم ۷۴۲ھ کو ابراہیم کو علیحدہ کر کے ولیعہد احمد کو الحاکم بامر اللہ کا خطاب دیکر خلیفہ مقرر کر دیا۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ ابراہیم کی شکایت لے کر سلطان کے پاس گئے اور اس کی بد خلقی اور بد اعمالی کی شکایتیں کیں مگر سلطان نے ایک کی نہ سنی اور اس سے بیعت کر لی۔ عام لوگوں نے اسے مستعطی باللہ کا خطاب دیا۔ (اللہ کے نام سے مانگنے والا)

عیاشی اور برے افعال:

ابن فضل اللہ مسالک میں لکھتے ہیں کہ واثق باللہ ابراہیم کو اس کے دادا نے خیال کر کے کہ شاید اس میں خلافت کی صلاحیت آجائے یا یہ داعی خلافت کی آواز کو سن سکے ولیعہد مقرر کر دیا تھا مگر وہ بجائے نیک اور صالح ہونے کے جوان ہو کر بدنام کنندہ نکونامے چند ہوا۔ جوانی میں اور زیادہ بدکار بن گیا عبادت سے نفرت، حرام اور گندے کاموں کی وجہ سے ذلیل ہو گیا۔ ہمیشہ لایعنی اور بے فائدہ کام کیا کرتا تھا رذیلوں میں اس کی مجلس ہوتی تھی، برے کاموں پر فخر کرتا تھا، برے کام اس کو بہت آسان تھے۔ بداعمال کو اپنی زینت اور اس کو نیک کام سمجھتا تھا۔ کبوتر، باز، مینڈھے اور مرغ وغیرہ لڑانے والا تھا اور بہت سے افعال اسی طرح کیا کرتا تھا کہ جن سے مروت جاتی رہتی ہے اور وقار اٹھ جاتا ہے۔ بد معاملہ تھا لوگوں سے چیز خرید کر قیمت نہیں دیتا تھا۔ مکانوں کا کرایہ نہ دینا حیلہ فریب سے روپیہ لینا خاص کام تھا حرام طریقہ پر کماتا خود بھی کھاتا اور اپنے عیال کو بھی کھلاتا اور اس وجہ سے ہمیشہ ذلت اور اس کی غیبت ہونے لگی۔

جب مستکفی کی موت کا وقت آیا تھا انہیں صاحبزادہ کی عنایت سے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے سلطان کے غصہ کی آگ خلیفہ پر بھڑک رہی تھی اور سلطان کے غضب کا سمندر موجیں مار رہا تھا اس سے واثق کو جو عقل سے کورا اور بیہوش شخص تھا بلایا یہ مع عہد نامہ کے جس کو اس کے دادا نے ولیعہد بنایا تھا حاضر کیا گیا سلطان نے کسی شبہ کی وجہ سے عہد نامہ خلافت احمد کے سر سے اتار کر واثق کے سر منڈھ دیا اور اگرچہ اس کی ولیعہد کا نسخ پہلے ہی ہو چکا تھا مگر سلطان نے اس کا مطلق خیال نہ کیا قاضی القضاۃ ابو عمر بن جماعتہ لے سلطان کی رائے کی مخالفت کی مگر کچھ نہ ہو سکا آخر اس پر قرار پایا کہ خطبوں میں واثق کا نام نہ لیا جایا کرے بلکہ بجائے دونوں کے نام خطبوں میں محض سلطان کا نام پکارا جایا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مستکفی کی موت کے ساتھ خطبوں اور منبروں اور دعاؤں میں سے خلفاء کا نام بھی مٹ گیا اور دعا میں محض سلطان کا نام باقی رہ گیا گویا یہ آخری خلفاء بنی عباس تھا اس کے سوگ

میں سب کچھ چھوڑ دیا گیا۔لوگوں نے اس اشعار کو مٹا دیا اور ایک تیز تلوار کو نیام میں کر دیا یہ حالت سلطان کے بستر مرگ پر پہنچنے تک رہی جب موت نے سلطان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی آنکھ کھلی اور یہ اپنے کیے پر پچھتایا اور جس کے متعلق خلیفہ کی وصیت تھی اس طرف خلافت پہنچانے پر متوجہ ہوئیں اس پر ظاہر ہو گیا اور اپنی وعدہ خلافی پر پشیمان اور نادم ہوا۔ بیوقوف ابراہیم کو علیحدہ کیا اور حق حقدار کو پہنچ گیا۔ابراہیم بھیڑ کے لباس میں بھیڑیا۔شریفوں کے لباس میں پاجی۔لحیم وشحیم کی شکل میں متورم تھا اللہ اللہ کہاں وہ واثق (ہارون رشید) کہ جس کا رعب دلوں میں سرایت کر گیا تھا اور اس کی ہیبت نے مشرق ومغرب میں تہلکہ مچا دیا تھا۔سچ ہے کرگس (گدھ) سونڈھ کی طرح ڈاڑھی بڑھا کر ہاتھی نہیں بن سکتا اور بلی زیادہ پھول کر شیر نہیں ہو سکتی مگر بازار میں کبھی کم قیمت چیز کی بڑی قیمت ہو جاتی ہے۔اب واثق ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا اور اپنی بے عزتی کے ساتھ خاندان کا نام بھی ڈبو دیا۔سچ ہے جو شخص کسی کو ذلیل کرتا ہے وہ خود ذلیل ہوتا ہے۔انتہی کلام ابن فضل اللہ۔

الحاکم بامر اللہ ابو العباس

الحاکم بامر اللہ ابو لعباس احمد بن المستکفی۔

قوص میں المستکفی یعنی الحاکم بامر اللہ کے باپ کا جب انتقال ہونے لگا تو اس نے الحاکم کو ولیعہد مقرر کیا لیکن سلطان الملک الناصر نے اس پر اس کے چچیرے بھائی ابراہیم کو ترجیح دی اور چونکہ ابراہیم کی سیرت بہت زیادہ خراب تھی اس لیے قاضی عز الدین بن جماعۃ نے اس کی مخالفت میں بہت زیادہ کوشش کی مگر ان کی کوشش بالکل نہ چلی اور سلطان نے ابراہیم سے ہی بیعت کر لی۔

آخر الملک الناصر اپنی موت کے وقت اس پر بہت پچھتایا اور امراء کو وصیت کی کہ ابراہیم کو علیحدہ کر کے احمد سے بیعت کر لی جائے چنانچہ الناصر کے انتقال کے بعد جب المنصور ابو بکر بن الناصر بادشاہ ہوا تو اس نے پنجشنبہ ۱۱ ذوالحجہ ۷۴۱ھ میں ایک مجلس منعقد کی۔ابراہیم اور ولیعہد الحاکم کو بھی بلایا قاضیوں سے دریافت کیا گیا کہ شرعاً خلافت کا مستحق کون شخص ہے قاضی عز الدین بن جماعہ نے کہا کہ خلیفہ المستکفی نے شہر قوص میں اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے احمد کو ولیعہد بنایا تھا اور اس پر خلیفہ نے شہر قوص کے چالیس عادل گواہوں کو شاہد بنا لیا تھا اول اس کا ثبوت میرے نائب قاضی قوص کے سامنے گذرا تھا اور پھر میرے روبرو بھی اس کا ثبوت ہو چکا ہے سلطان نے یہ سن کر فوراً ابراہیم سے علیحدگی اور احمد سے بیعت کر لی اور اس کے دادا کے اوپر ہی اس کا لقب الحاکم بامر اللہ

مقرر کر دیا۔

ابن فضل اللہ مسالک میں لکھتے ہیں کہ الحاکم بامر اللہ ہمارے زمانہ کا امام اور ہمارے ممالک کا ابر رحمت بادشاہ ہے اس نے دشمنوں کو غصہ اور دوستوں کو فیض پہنچایا تمام امور کو بخوبی انجام دیا اس کی طرف سب کی نظریں محبت سے اٹھنے لگیں۔ رسوم خلافت کو از سر نو زندہ کیا اس کی مخالفت کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی اپنے آباء و اجداد کے قدم بقدم چلا جو عظمت دلوں سے محو ہو چکی تھی اس کو پھر زندہ کیا اور اپنی اولاد کیلئے راستہ صاف کر لیا اپنے خاندان کی پریشانیوں اور اختلافات کو مبدل بہ اطمینان کر دیا جو کچھ بے اطمینانیاں پیدا ہو گئی تھیں ان کا مٹا دیا منبروں پر اس کے نام کے خطبوں کا اجراء ہو گیا اور تمام مملکت اسلام میں اس کا اعتبار بڑھ گیا۔ (انتہی مختصراً)

ابن فضل اللہ فرماتے ہیں کہ الحاکم کے لیے ایک مبایعت نامہ لکھا گیا تھا جس کے اندر تمام حالات مشرح طور سے لکھے گئے تھے اور جس میں ہر طرح کا ذکر کیا گیا تھا اور جس کی ابتداء قرآن مجید کے ان الفاظ سے کی گئی تھی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ الخ

ابن فضل اللہ کا وہ مبایعت نامہ پورا مصنف نے نقل کیا ہے جو قریب سات صفحوں کے ہے وہ اپنی بلاغت و فصاحت اور رقت الفاظ سے کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ اردو خواں حضرات تو درکنار عربی عالم بھی کم ہی مستفید ہو سکتے ہیں اس لیے اس کا ترجمہ ترک کر دیا گیا۔ (مترجم)

علامہ ابن حجر عسقلانی درر میں لکھتے ہیں کہ اول اس کا لقب **المستنصر** مقرر ہوا تھا مگر بعد میں الحاکم مقرر ہو گیا۔

شیخ زین الدین عراقی کہتے ہیں کہ الحاکم نے بعض متاخرین سے حدیث سنی تھی۔

الحاکم کا انتقال درمیانی ۷۵۳ھ میں مرض طاعون کے اندر ہو گیا۔

حاکم کے زمانہ میں اہم واقعات:

الحاکم کے زمانہ خلافت اور ولایت میں حسب ذیل واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

سلطان منصور اپنے فساد اور شراب خوری کی وجہ سے علیحدہ کر دیا گیا۔

کہتے ہیں کہ اس کی بدکاری کی انتہا اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اس نے اپنے باپ کی بیویوں کو بھی نہیں چھوڑا علیحدگی کے بعد وہ قوص بھیج دیا گیا اور وہیں قتل ہو گیا دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بدکاری کا بدلہ تھا جو اس کے باپ نے خلیفہ **المستکفی** کے ساتھ کی تھی کیونکہ یہ عادت اللہ ہمیشہ سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جاری رہی ہے کہ جس نے آل عباس کو کوئی ایذا یا تکلیف پہنچائی اس کو بھی فوراً سزا مل گئی۔
منصور کی علیحدگی کے بعد اس کا بھائی الملک الاشرف کجک بادشاہ ہوا مگر اسی سال تخت سے اتار دیا گیا اس کے بعد اس کا بھائی احمد تخت نشین ہوا جس نے اپنا لقب الناصر مقرر کیا قاضی شام شیخ تقی الدین بکی نے سلطان اور خلیفہ میں مبایعت کرائی۔
۷۴۳ھ میں الناصر احمد بھی علیحدہ ہو گیا اس کی جگہ اس کا بھائی اسماعیل بہ لقب صالح سلطان مقرر ہوا۔
۷۴۶ھ میں صالح کا انتقال ہو گیا خلیفہ نے اس کے بھائی شعبان کو الکامل کا خطاب دیکر بادشاہ بنا دیا۔
۷۴۷ھ میں الکامل قتل ہو گیا اور اس کا بھائی امیر حاج بہ لقب المظفر تخت نشین ہوا۔
۷۴۸ھ میں مظفر بھی علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ اس کا بھائی حسن بہ لقب الناصر سلطان ہو گیا۔
۷۴۹ھ میں ایسا طاعون پھیلا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں سنا گیا تھا۔
۷۵۲ھ میں حسن الناصر بھی علیحدہ ہو گیا اور اس کا بھائی صالح بادشاہ ہوا الملک الصالح لقب مقرر ہوا یہ آٹھواں شخص تھا جو اولاد الناصر محمد بن قلادون سے بادشاہ ہوا تھا۔ شیخو اس کا اتالیق تھا مسالک میں لکھا ہے کہ سب سے اول مصر میں یہی اتالیق الامیر الکبیر کے لقب سے ملقب ہوا ہے۔
الحاکم کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے وفات پائی:
حافظ ابو الحجاج المزی، تاج عبدالباقی یمنی، شمس بن عبدالہادی، ابو حیان، ابن الوردی، ابن اللبان، ابن عدلان، ذہبی، ابن فضل اللہ، ابن قیم جوزی فخر المصری شیخ شافعیہ بالشام، تاج المراکشی و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المعتضد باللہ ابو الفتح

المعتضد باللہ ابو الفتح ابو بکر بن المستکفی۔
۷۵۳ھ میں اس کے بھائی کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس سے بیعت کی یہ نیک اور متواضع اہل علم کو دوست رکھنے والا شخص تھا جمادی الاولیٰ ۷۶۳ھ میں اس دنیا فانی سے انتقال کر گیا۔
اس کے عہد خلافت کے واقعات حسب ذیل ہیں۔
۷۵۴ھ میں بقول علامہ ابن کثیر وغیرہ طرابلس میں ایک لڑکی تھی جس کا نام نفیسہ تھا۔ یکے بعد دیگرے تین مردوں سے اس کا نکاح ہوا مگر کوئی اس پر قادر نہ ہو سکا لوگوں کا گمان تھا کہ اسے رتق کی بیماری ہے (رتق عورتوں کی ایک بیماری ہوتی ہے کہ فرج کے منہ پر ایک زیادتی پیدا ہو جاتی ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جس کی وجہ سے اذ خال ذکر نا ممکن ہو جاتا ہے۔(مترجم)

جب اس لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو اس کے پستان غائب ہو گئے اور شرمگاہ سے کچھ تھوڑا تھوڑا گوشت ابھرنا شروع ہو گیا حتیٰ کہ وہ رفتہ رفتہ بقدر انگشت کے ہو گیا اور انثیین بھی نمودار ہو گئے۔

۷۵۵ھ میں الملک الصالح علیحدہ ہوا اور الناصر حسن پھر بادشاہ ہو گیا۔

۷۵۶ھ میں پیسے دینار کے برابر مسکوک کرائے گئے اور اسی کے وزن کے برابر بنوائے ایک درہم کے چوبیس پیسے مقرر ہوئے اس سے پہلے ایک درہم کے ڈیڑھ رطل پیسے آتے تھے انہیں نئے پیسوں سے نقرئی داموں کا حساب کر کے شیخو اور مرغتمش کے حکم سے ارباب وظائف کی تنخواہیں ملتی تھیں۔

۷۶۲ھ میں الناصر حسن قتل ہو گیا اور اسکا بھتیجا محمد بن المظفر ملقب بہ المنصور تخت پر بیٹھا

معتضد کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا:

شیخ تقی الدین بکی، سمین صاحب الاعراب قوام الاتقانی، بہاء بن عقیل، صلاح العلائی، جمال بن ہشام، حافظ مغلطائی، ابو امامہ بن النقاش و دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المتوکل علی اللہ ابو عبداللہ

المتوکل علی اللہ ابو عبداللہ محمد بن المعتضد (چند خلفائے عصر کا باپ)

یہ اول ولیعہد تھا اپنے والد کے انتقال کے بعد جمادی الاولیٰ ۷۶۳ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اس کی مدت خلافت پینتالیس برس ہے اور اسی میں وہ زمانہ بھی شامل ہے جس میں معزول اور قید رہا ہے جس کا ذکر ہم عنقریب ہی کریں گے اس نے اپنے پیچھے بہت اولاد چھوڑی۔

کہتے ہیں کہ اس کے ایک سو بچے پیدا ہوئے، کچھ پورے ہوئے، کچھ اسقاط حمل ہو گیا، اکثر بڑے ہو کر مرے، بعض بچپن میں انتقال کر گئے۔ ان میں سے پانچ اولاد کو خلافت پہنچی جس کی نظیر دوسرے خلفاء میں نہیں ملتی جنہیں خلافت پہنچی ان کے نام حسب ذیل ہیں المستعین العباس، المعتضد داؤد، المستکفی سلیمان، القائم حمزہ، المستنجد یوسف۔ اس کی اولاد میں سے ایک موسیٰ باقی ہے جو بالکل ابراہیم بن المستکفی کے مشابہ ہے بنی عباس میں اس وقت جس قدر لوگ موجود ہیں وہ اسی متوکل کی اولاد میں سے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان کی ذریت میں اضافہ فرمائے اور ان کا معاون و مددگار ہو۔)

اس کے زمانہ کے واقعات حسب ذیل ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۷۶۴ھ میں المنصور محمد علیحدہ ہوا اور شعبان بن حسین بن الناصر بن محمد بن قلادون سلطان ہوا جس کالقب اشرف رکھا گیا۔

۷۷۳ھ میں سلطان کا حکم ہوا کہ تمام شرفاء عمامہ پر سبز طرے باندھا کریں تاکہ وہ دوسرے لوگوں سے الگ پہنچانے جایا کریں یہ ایک نئی بات تھی۔عبداللہ بن جابر الاعمی نحوی شارح الفیہ جو الاعمی والبصیر کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے اس علامت کے متعلق کہا ہے (ترجمہ) ابناء حضور نبی کریم ﷺ کیلئے انہوں نے ایک علامت مقرر کی ہے حالانکہ علامت اس چیز کی ہونی چاہیے جو مشہور نہ ہو ان کے چہروں پر نور نبوت کا چمکنا سبز طروں کی علامت سے مستغنی کرتا ہے۔

تیمورلنگ کا تعارف اور اس کا ظلم:

اسی سال سرکش تیمورلنگ نے حملہ کیا جس نے شہروں کو تباہ لوگوں کو ہلاک کر دیا۔خدا کی زمین پر بہت ہی فساد پھیلایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس لعنتی کو ۸۰۷ھ میں اٹھالیا۔

اس شخص تیمورلنگ کی اصل یہ ہے کہ یہ ایک دہقان (کسان) کا لڑکا تھا۔چوری، رہزنی شروع کر دی پھر صاحب خیل السلطان کی خدمت میں چلا گیا اور اس کے مرنے کے بعد خود اسکی جگہ دبا بیٹھا اور رفتہ رفتہ اتنی ترقی کی کہ تواریخ میں قیامت تک اس کا نام چلا جائے گا۔

کسی شخص سے دریافت کیا گیا کہ تیمورلنگ کا حملہ اول کس سال میں ہوا تھا اس نے جواب دیا کہ سال عذاب میں کیونکہ ابجد کے حساب سے لفظ عذاب کے عدد ۷۷۳ نکلتے ہیں۔

درس بخاری شریف:

ماہ رمضان المبارک ۷۷۵ھ میں سلطان کے سامنے قلعہ کے اندر درس بخاری شریف کا شروع ہوا حافظ زین الدین عراقی اول قاری مقرر ہوئے پھر شہاب الدین عریانی بھی ان کے ساتھ شامل ہوئے۔۷۷۷ھ میں دمشق میں انڈے اس قدر مہنگے ہوئے کہ ایک ایک انڈا تین تین درہم کا بک گیا۔

۷۷۸ھ میں اشرف شعبان قتل ہو گیا اور اس کے بجائے اس کا بیٹا علی بہ لقب المنصور بادشاہ ہوا اس کے قتل اور منصور کی تخت نشینی کا واقعہ اس طرح ہوا کہ اشرف شعبان مع خلیفہ اور قضاۃ اور امراء کے حج کو چلا راستہ میں امراء چھپ گئے تو اشرف قاہرہ کو بھاگ گیا اور خلیفہ بھی چلا آیا تمام لوگوں کا یہ ارادہ ہوا کہ خلیفہ کو مصر کا بادشاہ بنا دیا جائے مگر خلیفہ نے اس سے انکار کر دیا انہوں نے ابن اشرف کو تخت پر بٹھلا دیا یہ سن کر کہیں چھپ گیا مگر ذوالقعدہ میں گرفتار کر کے گلا گھونٹ کر مار دیا گیا۔

اسی سال آفتاب و ماہتاب دونوں کو پورا گہن لگا۔شعبان کی ۱۴ تاریخ کو جب چاند نکلا تو گہن لگا ہوا

اور اٹھائیس شعبان کو آفتاب میں گہن لگا۔

۴ ربیع الاول ۷۷۹ھ کو ایک البدری اتابک العسا کرنے زکریا بن ابراہیم بن المستمسك بن خلیفہ الحاکم کو بلا کر خلعت دے دیا اور خلیفہ بنا دیا حالانکہ کسی نے اس سے بیعت کی نہ اس پر اجماع ہوا۔ زکریا بن ابراہیم کو المستعصم کا خطاب دے دیا اور متوکل کو قوص جانے کا حکم نافذ کر دیا۔

اس عزل ونصب کا سبب وہ کینہ تھا جو اشرف کے قتل کے وقت اتابک کے دل میں خلیفہ کی طرف سے پیدا ہو گیا تھا خلیفہ قوص چلا گیا اور اگلے ہی روز واپس آ گیا اور آخر ۲۰ ربیع الاول کو پھر خلیفہ ہو گیا المستعصم محض پندرہ روز خلیفہ رہ کر پھر علیحدہ کر دیا گیا۔

جو خلفاء مصر میں رہے ان میں متوکل چھٹا خلیفہ تھا اس کی بھی علیحدگی ہوئی یہ عجیب اتفاق ہے جس پر ہم شروع کتاب میں ذکر کر چکے ہیں۔

دوران نماز بیہودہ بکنے پر سور بن گیا:

۷۸۲ھ میں حلب سے عجیب وغریب خبر پہنچی کہ امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے بیہودہ بکنا شروع کیا امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے بیہودہ بکنا شروع کیا امام صاحب نے نیت نہ توڑی بلکہ نماز پوری کر کے جب سلام پھیرا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس بیہودہ بکنے والے کی صورت سور کی سی ہو گئی ہے اور جنگل کی طرف بھاگا چلا جا رہا ہے لوگوں نے یہ دیکھ کر بڑا تعجب کیا اور ہر طرف اطلاع بھیجی۔

صفر ۷۸۳ھ میں منصور کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی حاجی بن الاشرف مقرر ہوا اس کا لقب الصالح قرار پایا۔ رمضان شریف ۷۸۴ھ میں الصالح علیحدہ ہوا اور برقوق بادشاہ ہوا اس کا لقب الظاہر مقرر ہوا یہ خاندان جراکسہ کا سب سے پہلا بادشاہ ہے۔

رجب ۷۸۵ھ میں برقوق چوکس نے خلیفہ المتوکل کو پکڑ کر علیحدہ کر کے قلعۃ الجبل میں قید کر دیا اور محمد بن ابراہیم المستمسك بن الحاکم کو الواثق باللہ کا خطاب دے کر بیعت کر لی۔ محمد بن ابراہیم خلیفہ رہا حتی کہ چہار شنبہ ۱۷ شوال ۷۸۸ھ میں کو اس کا انتقال ہو گیا لوگوں نے برقوق سے خلیفہ المتوکل کی بحالی کے متعلق عرض کیا مگر اس نے نامنظور کر دیا اور اس کے بھائی محمد زکریا کو بلا کر المستعصم باللہ کا خطاب دے کر خلیفہ بنا دیا ۷۹۱ھ تک یہ خلیفہ رہا آخر برقوق اپنے کیے پر نادم ہوا اور متوکل کو قید سے نکال کر پھر اسے خلیفہ کر دیا زکریا علیحدہ ہو کر گھر بیٹھ گیا۔ اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا المتوکل مرتے دم تک خلیفہ رہا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

اسی سال جمادی الآخرہ میں الصالح حاجی پھر سلطنت پر لوٹ آیا اور اپنا لقب بدل کر المنصور رکھ لیا برقوق کرگ میں قید کر دیا گیا۔

اسی سال موذنوں نے ایک نئی بدعت ایجاد کی یعنی اذان کے آخر میں "الصلوٰۃ التسلیم علی النبی ﷺ" اور شامل کر دیا یہ بالکل ایک نئی بات تھی موذنوں کو یہ حکم المحتسب نجم الدین الطبندی نے دیا تھا۔

صفر ۷۹۲ھ میں برقوق قید سے رہا ہوا کر پھر بادشاہ ہو گیا اور مرتے دم تک یعنی شوال ۸۰۱ھ تک بادشاہ رہا اس کے بعد اس کا بیٹا فرج سلطان ہوا اور اس نے اپنا لقب الناصر رکھا ۶ ربیع الاول ۸۰۸ھ کو علیحدہ کر دیا گیا اس کے بھائی عبدالعزیز کو المنصور کا خطاب دے کر تخت پر بٹھلا دیا۔ ۴ جمادی الآخرہ کو وہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور پھر دوبارہ الناصر ہی سلطان ہو گیا۔

اسی سال یعنی شب سہ شنبہ ۱۸ رجب المرجب ۸۰۸ھ کو خلیفہ المتوکل کا انتقال ہو گیا۔

اسی کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

شمس بن مفلح عالم حنبلی، صلاح الصفدی شہاب بن نقیب، محب ناظر الجیش، شریف الحسینی الحافظ، قطب تحتانی، قاضی القضاۃ عز الدین بن جماعہ، تاج بن سبکی ان کے بھائی شیخ بہاء الدین، جمال استوی، ابن صائغ حنفی جمال بن بناتہ، عفیف یافعی، جمال شریشی، شرف بن قاضی جبل، سراج الہندی، ابن ابی حجلہ، حافظ تقی الدین بن رافع، حافظ عماد الدین بن کثیر، عتابی نحوی، بہاء ابو البقاء سبکی، شمس بن خطیب بیرود، عماد حسبانی، بدر بن حبیب، ضیاء القرمی شہاب الازرعی، شیخ اکمل الدین، شیخ سعد الدین تفتازانی، بدر الزرکشی، سراج ابن ملقن، سراج بلقینی، حافظ زین الدین عراقی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

الواثق باللہ عمر

الواثق باللہ عمر بن ابراہیم بن ولیعہد المستمسک بن الحاکم متوکل کی علیحدگی کے بعد رجب ۷۸۵ھ میں لوگوں نے اس سے بیعت کی اور چہار شنبہ ۱۹ شوال ۷۸۸ھ تک خلیفہ رہ کر انتقال کر گیا۔

المستعصم باللہ زکریا

المستعصم باللہ زکریا بن ابراہیم بن المستمسک اس سے اس کے بھائی الواثق کے مرنے کے بعد بیعت ہوئی اور ۷۹۱ھ میں علیحدہ کر دیا گیا۔ مرتے وقت تک علیحدہ رہا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ متوکل پھر خلیفہ بنا دیا گیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

المستعین باللہ ابوالفضل

المستعین باللہ ابوالفضل العباس بن المتوکل اس کی والدہ ایک ترکی ام ولد بائی خاتون نامی تھی رجب ۸۰۸ھ میں متوکل کے انتقال کے بعد اس سے بیعت کی گئی اس زمانہ میں الملک الناصر فرج سلطان تھا۔

جب الناصر شیخ سے لڑنے کے لیے نکلا اور شکست کھا کر قتل ہو گیا تو محرم ۸۱۵ھ میں خلافت پر مستزاد ہو کر بحیثیت سلطان بھی خلیفہ سے بیعت کی گئی۔ خلیفہ نے اس بیعت کو بغداد تو ثیق اور عہد و پیمان از امراء قبول فرمایا اس کے بعد امراء کے جلوس میں مصر آیا اور ولایت وعزل میں تصرف کیا سکوں پر اس کا نام مسکوک ہو گیا لقب اس نے بدستور رکھا کوئی تبدل و تغیر نہ کیا۔

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر نے اس کے متعلق ایک بہت بڑا مشہور قصیدہ لکھا ہے جس کے بعض اشعار حسب ذیل ہیں:

ترجمہ: ہم میں بہ سبب مستعین عباس عادل کے ملک کی بنیاد استوار ہو گئی اولاد عم حضور نبی کریم ﷺ نے بعد از مدت بسیار کے اجلاس فرمایا ۲ ربیع الآخر سہ شنبہ کا دن بہت مبارک ہے کہ اس میں خوشی برستی ہے اسی دن مہدی زمانہ امین مامون عیب سے خالی طاہر انفاس تخت پر بیٹھا۔ اے آقا تیرا غلام امیدوار بن کر آیا ہے اگر تو قبول کرے تو نا امید اس کے پاس نہ پھٹکے۔

جب مستعین مصر میں آیا تو قلعہ میں ٹھہرا۔ شیخ الاصطبل بھی قلعہ میں ہی رہا۔ ملک مصر کی تدبیر مملکت شیخ الاصطبل کے سپرد کر دی اور اس کو نظام الملک کا خطاب عنایت کیا۔ امراء کو جب اپنی خدمات سے فرصت ہوتی تو وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ تمام کاموں کا جوڑنا توڑنا سب اس کے اختیار میں تھا پھر داؤد خلیفہ مستعین کے پاس فرمانوں پر دستخط کرانے لے جاتا پھر آگے بڑھ کر شیخ نے حکم جاری کر دیا کہ میرے بغیر حکم کوئی فرمان خلافت میں پیش نہ ہو۔ اس نے رفتہ رفتہ تمام کام اپنے ہاتھ میں لینے شروع کر دیئے حتی کہ فرامین وغیرہ کی خبر خلیفہ تک کو نہ ہوتی تھی اور محض اس کے حکم سے نافذ ہو جاتے۔ خلیفہ کو اس سے سخت وحشت اور قلق ہوا، اور بہت زیادہ طبیعت گھبرائی۔

آخر شیخ الاصطبل نے خلیفہ سے درخواست کی کہ سلطنت اس کے سپرد کر دی جائے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے دستور چلا آتا ہے۔ خلیفہ نے اس کو اس شرط پر قبول کر لیا کہ وہ قلعہ چھوڑ کر اپنے گھر سکونت اختیار کرے۔ شیخ نے اس شرط کو قبول نہ کیا اور یہ جبراً سلطان بن گیا اور المؤید خطاب رکھ لیا۔ صاف اور صریح

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

طور پر خلیفہ کو علیحدہ کر کے اس کے بھائی داؤد سے بیعت کر لی۔ مستعین بیچارہ مع اپنے اہل وعیال کے قلعہ کے محل سے اپنے گھر چلا آیا۔

شیخ نے حکم نافذ کیا کہ کوئی شخص مستعین سے نہ مل سکے اور وہاں اجتماع نہ ہو، جب یہ اطلاع نوروز نائب شام کو ملی تو اس نے قاضیوں اور علماء کو جمع کر کے اس کے متعلق فتویٰ دریافت کیا تو انہوں نے موید کے خلاف فتویٰ دیا اور اس کی خلافت کو غلط ٹھہرایا۔ اس پر نوروز نے موید سے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔

اور مؤید کو بھی یہ خبریں پہنچ رہی تھیں، چنانچہ اس نے بھی جنگی تیاریاں شروع کر دیں چنانچہ مؤید ۸۱۷ ہجری میں اس سے جنگ کیلئے نکلا۔

مستعین اسکندریہ چلا گیا اور وہاں پکڑ کر قید کر دیا گیا لیکن جب اسکندریہ کا ططر بادشاہ ہوا تو اس کو رہا کر کے قاہرہ میں آجانے کی اجازت دیدی گئی، مگر اس نے اسکندریہ ہی کو اپنا وطن بنا لیا اور اسے اسکندریہ ہی پسند آگیا، وہاں اس نے تجارت سے بہت سا مال پیدا کیا۔ آخر وہیں جمادی الآخر ۸۳۳ ہجری میں بمرض طاعون اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے زمانہ کے عجیب واقعات یہ ہیں:

۸۱۲ ہجری میں پہلے دن دریائے نیل اس قدر نیچے اتر گیا کہ جس کی کوئی انتہا نہ تھی، پھر از خود ہی اتنا چڑھ آیا کہ معمول سے بائیس گز اوپر آگیا۔

۸۱۴ ہجری میں غیاث الدین اعظم شاہ بن اسکندر شاہ بادشاہ ہندوستان نے خلیفہ مستعین کو بہت سا مال اور تحفے روانہ کیے اور بارگاہ خلافت سے خطاب وغیرہ کی درخواست کی اور سلطان کیلئے بھی تحائف روانہ کیے۔

مستعین کے زمانہ میں وفات پانے والے اسلاف:

مستعین کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

"الموفق الناشری، شاعر یمن، نصر اللہ بغدادی عالم حنبلی، شمس المعید نحوی مکی، شہاب الحسانی، شہاب الناشری فقیہ یمن، ابن الہائم صاحب الفرائض والحساب، ابن العفیف شاعر یمن، محب بن سحنہ عالم حنفیہ والد قاضی العسکر رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔"

المعتضد باللہ ابوالفتح

المعتضد باللہ ابوالفتح داؤد بن المتوکل ایک ترکی ام ولد کزل نامی سے پیدا ہوا اور اپنے بھائی کی علیحدگی کے بعد ۸۱۵ ہجری میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس وقت سلطنت پر المویدقابض

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تھا۔سلطان نے محرم ۸۲۴ ہجری میں انتقال کیااور اس کی جگہ اس کا بیٹا احمد بہ لقب المظفر تخت سلطنت پر قابض ہوا۔ططر اس کا ناظم مقرر ہوا اور شعبان میں ططر نے اسے گرفتار کرلیا۔خلیفہ نے ططر کو سلطنت عنایت کردی اور اس کا لقب الظاہر مقرر کردیا۔ططر اسی سال ذوالحجہ میں انتقال کر گیا۔اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد بہ لقب الصالح سلطان مقرر ہوا۔اور اس کی نظامت برسیائی کو سپرد ہوئی۔برسیائی نے حملہ کرکے الصالح کو تخت سے اتار دیا اور خلیفہ نے برسیائی کو ربیع الآخر ۸۲۵ ہجری میں سلطان بنا دیا۔یہ حالت سلطنت میں ہی ذوالحجہ ۸۴۱ ہجری کو انتقال کر گیا۔اس کی جگہ اس کا بیٹا بہ لقب العزیز بادشاہ مقرر ہوا۔ چقمق اس کا ناظم بنا۔ چقمق نے عزیز سے ۸۴۲ ہجری میں سلطنت چھین لی اور خلیفہ نے اس کو الظاہر کا لقب دے کر سلطان بنادیا۔خلیفہ نے اسی سلطان کے زمانہ میں انتقال کیا۔

معتضد سردار خلفاء نجیب، ذکی عقیل ہوشیار شخص تھا۔علماء وفضلاء کی صحبت اختیار کیا کرتا تھا اور ان سے فائدہ حاصل کرتا اور ماحضر میں ان کو شریک رکھتا بے انتہا سخی تھا۔یک شنبہ ۴ ربیع الاول ۸۴۵ ہجری میں انتقال کرگیا۔اس کی عمر قریب ستر سال کے تھی۔یہ علامہ ابن حجر کی تحقیق ہے مگر مجھ (امام سیوطیؒ) سے خود اس کے برادر زادہ نے بیان کیا کہ اس کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

اس کے زمانہ میں عجیب واقعات رونما ہوئے جو حسب ذیل ہیں:

۸۱۶ ہجری میں صدرالدین بن الادمی کو عہدہ قضا کے ساتھ محتسب کا بھی عہدہ دیا گیا۔یہ پہلا شخص ہے جسے دونوں عہدوں کے جامع ہونے کا فخر حاصل ہے۔ ۸۱۹ ہجری میں عمدہ محتسب منکلی بغا کے سپرد کیا گیا،ترکوں میں یہ اول شخص ہے جو اس عہدہ پر مامور ہوا۔اسی سال میں مصر میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں آسمان پر گیا وہاں خدا کو دیکھا اور اس سے ہم کلام ہوا۔بہت سے عوام اس کے معتقد ہو گئے۔ایک مجلس منعقد کر کے اس کو اس دعویٰ سے توبہ کرنے کیلئے کہا گیا مگر اس نے توبہ سے انکار کر دیا۔اس پر فتویٰ لیا گیا۔مالکی مفتی نے حکم دیا کہ اگر دو شخص اس کے فتور عقل کی گواہی نہ دیں تو اس کو قتل کر دیا جائے۔اطباء نے مشاہدہ کے بعد یہ کہا کہ یہ شخص پاگل ہے،ہوش درست نہیں،اس لیے اس کو پاگل خانہ میں بھیج دیا گیا۔ ۸۲۱ ہجری میں ایک بھینس نے ایک عجیب قسم کا بچہ دیا جو صنعت خداوندی کا ایک عجیب نمونہ تھا جس کے دوسر دو گردنیں چار اگلے ہاتھ اور ریڑھ کی دو ہڈیاں،ایک پاخانہ کی جگہ،دو پچھلے پیر،ایک پیشاب کی جگہ مادہ کی طرح تھی اور دو میں بھی دو تھیں۔

المدرسۃ المؤیدہ کی تعمیر: ۸۶۲ ہجری میں ارزگان میں ایک سخت زلزلہ آیا،جس کی وجہ سے اکثر لوگ مر گئے،اسی سال المدرسۃ المویدہ بن کر تیار ہو گیا۔اس کے مدرس شیخ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شمس بن مدیری مقرر ہوئے۔ درس سلطان کے سامنے ہی شروع ہوا۔ المویدی سلطان کے بیٹے ابراہیم نے شیخ کا مصلیٰ خود اپنے ہاتھ سے بچھایا۔

۸۲۳ ہجری میں شہر غزہ میں ایک اونٹ حلال کیا گیا تو اس کا گوشت اس طرح چمکتا تھا، جیسے چراغ چمکتا ہے، اس میں سے تھوڑا سا کتے کو ڈالا گیا تو اس نے بھی نہ کھایا۔

۸۲۴ ہجری میں دریائے نیل اپنے پورے منتہا تک چڑھ آیا، جس کی وجہ سے بہت سی زراعت غرق ہوگئی۔

۸۲۵ ہجری میں فاطمہ بنت قاضی جلال الدین بلقینی کے ہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جس میں مرد وعورت دونوں کی علامات موجود تھیں اور ایک ایک ہاتھ زائد تھا، سر میں دو سینگ بیل جیسے تھے۔ یہ فوراً ہی مرگیا۔ اسی سال قاہرہ میں ایک خفیف زلزلہ آیا اور دریائے نیل زیادہ ہوگیا۔

معتضد کے زمانہ میں فوت ہونیوالے اسلاف:

معتضد کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال کیا:

”شہاب بن حجہ فقیہ شام، برہان بن رفاہ ادیب، زین ابوبکر المراغی فقیہ ومحدث مدینہ منورہ، حسام الابیودوی، جمال بن ظہیر حافظ مکہ، مجد شیرازی صاحب قاموس، خلف النحریری مالکی، شمس بن قبانی ازکبائر احناف، ابوہریرہ بن نقاش، وانوعی، استاد عزالدین بن جماعۃ، ابن ہشام عجمی، صلاح اقفہسی، شہاب العزی شافعی، جلال بلقیتی برہان بیجوری، ولی عراقی شمس بن مدیری، شرف قبانی، علاء بن معلی، بدر بن دمامینی، تقی الحصینی، شارح ابن شجاع، ہروی، سراج قاری الہدایہ، نجم بن حجی، بدر لشکی، شمس البرمادی، شمس الشطنوفی تقی القاسی، زین القمنی، نظام یحییٰ سیرانی، قراء یعقوب الرومی، شرف بن مفلح حنبلی شمس بن قیشری، ابن جزری شیخ القراء، ابن خطیب الدہشۃ، شہاب الاشبیطی زین تفہنی، بدر المقدسی، شرف بن مقرئ عالم یمن صاحب عنوان الشرف، تقی بن حجہ شاعر، جلال المرشدی نحوی مکہ، ہمام شیرازی شاگرد شریف جمال بن خیاط عالم یمن، بوصیری محدث شہاب بن محمد (مولف قصیدہ بردہ شریف)، علاء البخاری، شمس البساطی، جمال گازرونی عالم طیبہ، البغدادی حنبلی، شمس بن عمار و دیگر حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔“

المستکفی باللہ ابوالربیع

المستکفی باللہ ابوالرابیع سلیمان بن المتوکل اپنے بھائی المعتضد باللہ کے زمانہ میں ولی عہد ہوا۔ یہ معتضد کا حقیقی بھائی تھا۔ میرے (امام سیوطیؒ) والد ماجدؒ نے تولیت نامہ لکھا جس کے الفاظ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حسب ذیل ہیں:

یہ عہد نامہ جو میں ابوالربیع کے نفس شریف کیلئے لکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور برائیوں سے بچائے اور اس کی رعایت کرے، ہمارے سردار مولا و مواقف الشریفہ طاہر امام الاعظم امیر المومنین حضور نبی کریم ﷺ کے چچا کی اولاد وارث خلفاء راشدین المعتضد باللہ تعالیٰ ابوالفتح داوٗد ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے وجود سے دین کو غلبہ اور مسلمانوں اور اسلام کو نفع پہنچائے۔ میں نے یہ دستاویز اپنے برادر خورد کے حق میں لکھی ہے جو اعلیٰ معلم مولوی اصلی حسبی نسبی ملکی سیدی ابوالربیع سلیمان المستکفی باللہ ہے، خلافت معظمہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کی شان بلند کرے اور اس کو خلیفہ کے ساتھ مسلمانوں کا امام بنائے۔ یہ عہد شرعی معتبر برضا و رغبت خود مسلمانوں کی نصیحت کیلئے لکھا ہے تا کہ لوگ اس پر مطلع ہو کر جو چیز ان پر از قبیلہ مراعات مسلمین اور مصالح مومنین واجب ہے اس کو پورا کریں اور سنت خلفاء راشدین اور ائمہ مہدین کی اقتداء کریں۔ یہ تربیت نامہ اس وقت لکھا گیا اور معرض وجود میں لایا گیا جب المستکفی باللہ ابوالربیع کے دین اور نیکی، عدالت، کفایت اہل بیت اور استحقاق کو پوری طرح سمجھ لیا گیا ہے اور اس کی حالت اور پوشیدہ باتوں کو اچھی طرح جانچ لیا گیا ہے اور یہ معلوم کر لیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں نہایت ثقہ اور معتبر شخص ہے اس کے اندر کوئی ایسی بات نہیں پائی گئی جو اس کے استحقاق کے منافی ہو، اہل حل و عقد کے معاملات پر اس کو پوری واقفیت حاصل کرنے کا ملکہ ہے اسی لیے ان لوگوں پر شفقت کرنے کی غرض سے اور جو بری الذمہ ہونے کیلئے اور حق دار کو حق پہنچانے کیلئے اس دستاویز کے لکھنے میں سبقت کی گئی تا کہ عندالحاجت جو لوگ اس کو دیکھیں یا سنیں وہ اس کی تعمیل کریں اور اس کی اطاعت کو اپنا فرض منصبی شمار کریں۔ لوگوں کو اس کی اطاعت کیلئے بلائیں۔ یہ دستاویز امیر المومنین المعتضد باللہ کی موجودگی اور اذن سے لکھی گئی اور سیدی المستکفی ابوالرابیع سلیمان نے اس پر قبول شرعی کیا۔ فقط

المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان خلفاء میں نہایت صالح ہوا ہے۔ یہ صالح، دیندار، عابد، بہت عبادت کرنے والا، قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا، خاموش، لوگوں کے جرائم سے چشم پوشی کرنے والا، بااخلاق شخص تھا۔ اس کے متعلق معتقد اکثر کہا کرتا تھا اور اس کا حق پہچانتا تھا، میرے (امام سیوطیؒ) والد ماجد اس کے امام تھے۔ مستکفی ان کا بہت ادب اور لحاظ کرتا تھا۔ ان کو ہمیشہ اپنا مخدوم سمجھتا رہا اور میں نے تو اسی کے گھر میں پرورش پائی اور اس کی تربیت میں اتنا بڑا ہوا ہوں۔ اس کی اولاد بھی نہایت دیندار عابد نیکی کی طرف مائل ہے، میرا گمان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی اولاد

www.waseemziyai.com
MAKTABA-UL-ULOOM-E-ISLAMIA ACADEMY

کے بعد کسی خلیفہ کی اولاد اتنی عابد اور زاہد نہ ہوئی ہوگی۔ جیسے خلیفہ المستکفی کی اولاد ہے۔

المستکفی کا انتقال:

مستکفی بروز جمعہ ختم ذی الحجہ ۸۵۴ ہجری میں بعمر تریسٹھ سال انتقال کر گیا۔ میرے (امام سیوطیؒ) والد ماجد بھی خلیفہ المستکفی کے بعد زیادہ دن زندہ نہ رہے اور انہوں نے مستکفی کے چالیس روز بعد انتقال فرمایا۔ سلطان الملک الظاہر اس کے جنازے کے ساتھ قبر تک گیا اور جنازے کو خود کندھا دیا۔

مستکفی کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا: ''تقی المقریزی شیخ عبادہ، ابن کمیل شاعر، وفائی، قایاتی، شیخ الاسلام علامہ ابن حجر، رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔''

القائم بامر اللہ ابو البقاء

القائم بامر اللہ ابو البقاء حمزہ بن المتوکل، اس سے اس کے بھائی المستکفی کے بعد بیعت کی گئی۔ مستکفی نے اسے یا کسی اور کو ولی عہد نہیں بنایا تھا۔ القائم تیز طبیعت اور بہادر شخص تھا، کچھ دنوں باشوکت خلیفہ رہا۔ بخلاف اپنے دوسرے بھائیوں کے باجبروت شخص تھا۔

۸۵۷ ہجری کے شروع میں الملک الظاہر کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا عثمان بہ لقب المنصور جانشین ہوا، مگر ڈیڑھ ہی مہینہ سلطنت کرنے پایا تھا کہ اینال نے اس پر حملہ کر کے قید کر دیا۔ خلیفہ نے اینال کو ربیع الاول میں اشرف کا خطاب دے کر سلطان بنا دیا۔ چند روز کے بعد ایک لشکر کشی کے متعلق سلطان اور خلیفہ میں ان بن ہو گئی، جس کی وجہ سے جمادی الاول ۸۵۹ ہجری میں اس نے خلیفہ کو علیحدہ کر کے اسکندریہ میں بھیج دیا اور اس کی موت آنے تک یعنی ۸۶۳ ہجری تک اس کو قید رکھا جب یہ قید کے ساتھ قید ہستی سے بھی چھوٹ گیا تو اس کو اس کے بھائی مستعین کے پاس دفن کر دیا گیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان دونوں بھائیوں کو علیحدہ کیا گیا اور دونوں اسکندریہ میں ہی قید ہوئے اور پاس ہی دفن کیے گئے۔

القائم بامر اللہ کے زمانہ میں حسب ذیل علماء نے انتقال فرمایا:

''میرے (امام سیوطیؒ) والد ماجد ابو بکر سیوطی اور علاء قلقشندی رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔''

المستنجد باللہ ابو المحاسن

المستنجد باللہ (خلیفۃ العصر) ابو المحاسن یوسف بن المتوکل اپنے بھائی کی علیحدگی کے بعد تخت خلافت پر آیا۔ ان دنوں اشرف اینال تخت سلطنت پر تھا۔ جو ۸۶۵ ہجری میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا احمد سلطان ہوا، جس نے اپنا لقب المؤید اختیار کیا، لیکن وہ ابھی سنبھلنے نہ پایا تھا کہ خوش

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قدم (ترک امیر) نے اس پر حملہ کر دیا اور ماہ رمضان المبارک میں اسی سال اسے قید کرلیا اور خود اپنا لقب الظاہر مقرر کر کے سلطان ہوگیا۔

ربیع اولا ۸۷۶ ہجری میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی جگہ بلبائی الظاہر کا لقب اختیار کر کے مقرر ہوا، مگر دو ماہ کے بعد اس پر فوج نے حملہ کر کے اسے تخت سے اتار دیا اور تمریغا کو الظاہر خطاب دے کر سلطان بنا دیا۔ دو ماہ کے بعد اس پر بھی حملہ ہوا اور اس کی جگہ سلطان العصر فاتیانی بہ لقب اشرف سلطان ہوا۔ اس نے اچھی طرح سلطنت پر قبضہ کیا اور نہایت شان وشوکت تیزی اور چالاکی کے ساتھ حکومت کرنی شروع کی۔ الناصر محمد بن قلادون کے عہد سلطنت سے اب تک کوئی ایسا سلطان نہیں ہوا تھا، چنانچہ مصر سے فرات تک اس نے بہت تھوڑے لشکر کے ساتھ بے خوف وخطر سفر کیا۔ اس کی خوش اخلاق اور سیرت جمیلہ اس بات سے اچھی طرح واضح ہے کہ اس نے مصر میں کسی وظیفہ خوار کو مثل قاضی، مشائخ، مدرسین کو مقرر نہیں کیا مگر یہ کہ موجودہ لوگوں کی اصلاح کی اور انہیں کا وظیفہ مقرر رکھا۔ کسی قاضی اور شیخ کو مال کے عوض میں نے مقرر نہیں کیا۔ الظاہر خوش قدم جب سلطان مقرر ہوا تھا تو اس سے حاکم نائب شام ملنے کیلئے آیا تھا، جب الظاہر کو اس کے آنے کی خبر ہوئی تو اس نے خلیفہ اور چاروں قاضیوں (مذاہب اربعہ کے) اور لشکر کو قلعہ میں آنے کے متعلق کہا اور نائب شام کو کچھ شرائط طے کرنے کے بعد لوٹا دیا۔ قاضیوں اور لشکر کو بھی ان کے مقامات کو واپس کر دیا۔ خلیفہ المستنجد کو قلعہ ہی میں روک دیا، اور پھر مرتے دم تک اس کو اپنے ایوان خلافت میں جانا نصیب نہ ہوا اور آخر دم تک وہیں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ ۱۴ محرم الحرام ۸۸۴ ہجری میں دو سال مرض فالج میں مبتلا رہ کر انتقال کر گیا۔ قلعہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مدفن خلفاء میں مشہد نفیسی کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اس وقت اس کی عمر نوے برس یا اس سے کچھ زائد کی تھی۔

المتوکل علی اللہ ابو العز

المتوکل علی اللہ ابو العز عبدالعزیز بن یعقوب بن المتوکل علی اللہ، جندی کی بیٹی حاج ملک نامی کے پیٹ سے ۸۱۹ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کو خلافت نہیں پہنچی تھی۔ یہ خود جب جوان ہوا تو اپنے خصائل جمیلہ اور مناقب حمیدہ تواضع حسن سیرت، خندہ پیشانی اور کثرت ادب کے باعث مقبول اور خاص وعام کا محبوب اور مشار الیہ با عظمت ہوگیا۔

یہ علم دوست اور علم میں مشغول اور منہمک تھا۔ میرے (امام سیوطیؒ) والد ماجد وغیرہ سے علم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

حاصل کیا تھا، اس کے چچا المستکفی نے اپنی لڑکی کے ساتھ اس کی شادی کی تھی۔اس سے ایک لڑکا نہایت صالح پیدا ہوا جو خود ہاشمی اور ہاشمیہ کی اولاد ہے، جب اس کے چچا المستنجد کے مرض نے طول کھینچا تو اس کو ولی عہد بنا دیا گیا اور جس وقت اس نے وفات پائی تو لوگوں نے ۱۶ محرم ۸۸۴ ہجری میں پیر کے روز سلطان قاضیوں اور اعیان سلطنت کی موجودگی میں اس سے بیعت کی۔ اول اس نے المستعین باللہ لقب اختیار کرنا چاہا پھر مستعین اور متوکل میں تردد اور غور و فکر کیا مگر آخر رائے یہی قرار پائی کہ المتوکل ہی مقرر کیا چنانچہ یہی خطاب مقرر رہا۔ بیعت کے بعد قلعہ سے سوار ہو کر ایوان خلافت میں گیا، تمام قاضی، مصاحب اور اعیان سلطنت اس کے جلو میں تھے، یہ دن بھی بڑی شان کا ہوا ہے، پھر شام کو ایوان سے قلعہ میں لوٹ آیا اور جس طرح مستنجد قلعہ میں رہتا تھا، یہ بھی رہنے لگا۔

سلطان اشرف کا حج کرنا:

اسی سال سلطان ملک الاشرف حج کیلئے حجاز کی طرف چلا، اس سے پہلے کسی سلطان نے سو برس سے حج نہیں کیا تھا۔ حج سے پہلے مدینہ منورہ میں زیارت کیلئے گیا اور وہاں چھ ہزار دینار خرچ کیے پھر مکہ معظمہ میں آیا اور پانچ ہزار دینار خرچ کیے۔ یہاں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس میں بہت بڑے عالم دین اور صوفی مقرر کیے اور مناسک حج کر کے واپس لوٹا، جب شہر میں داخل ہوا تو اس کے آنے کی خوشی میں کئی روز تک زینت اور چراغاں کیا گیا۔

۸۸۵ ہجری میں مصر سے لشکر نے بہ سرکردگی دوادار عراق پر حملہ کیا۔ ادھر سے یعقوب شاہ بن حسن چلا راہی کے قریب مقابلہ ہوا۔ مصریوں کو شکست ہوئی، بہت سے مصری مارے گئے، باقی قید ہو گئے، دوادار بھی قیدیوں میں شامل تھا جو قتل کر دیا گیا۔ یہ لڑائی آخر رمضان المبارک میں واقع ہوئی۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ قاضی حنفیہ شمس الدین امشاطی اور اس دوادار کی آپس میں سخت رنجش تھی۔ ایک دوسرے کے زوال کا خواستگار رہتا تھا جس روز دوادار فرات کے کنارہ پر قتل ہوا۔ اسی روز قاضی شمس الدین کا بھی مصر میں انتقال ہو گیا۔ ۱۷ محرم ۸۸۶ ہجری کو سخت زلزلہ آیا، جس کی وجہ سے پہاڑ زمین بیابان سب پانی کی طرح حرکت کرنے لگے۔ مگر الحمد للہ بہت تھوڑی دیر یہ حالت رہ کر سکون ہو گیا۔ اس زلزلہ کی وجہ سے مدرسہ صالحیہ کی چھت قاضی القضاۃ شرف الدین بن عبد پر آ گری، جس کی وجہ سے آپ کا انتقال ہو گیا۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

اسی سال ماہ ربیع الاول میں ایک شخص فاکی نامی ہندوستان سے مصر میں آیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس کی عمر ڈھائی سو سال کی ہے، اس سے میں (امام سیوطیؒ) خود جا کر ملا وہ ایک تومند شخص تھا۔ تمام داڑھی سیاہ تھی، عقل کسی طرح باور نہیں کرتی تھی کہ اس کی عمر ستر سال کی ہو گی چہ جائیکہ زیادہ کی ہو۔ اس

نے کہا کہ میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں حج کیا تھا، پھر میں اپنے وطن ہندوستان چلا گیا۔ بغداد پر تاتاریوں کا حملہ سن کر سلطان حسن کے زمانہ میں قبل از بناء مدرسہ میں مصر آیا تھا۔ میری رائے جو کچھ اس نے بیان کیا، اس میں وہ جھوٹا تھا کیونکہ کوئی بات جو اس کے دعوے کی صحت اور وضاحت کرتی ہو، اس نے بیان نہیں کی۔

اسی سال سلطان محمد بن عثمان ملک الروم کے انتقال کی خبر پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا اس کے دونوں لڑکوں میں بادشاہت کے اوپر خوب جنگ وجدل ہوا۔ ایک ان میں غالب ہو کر بادشاہ بن گیا اور دوسرا مغلوب ہو کر مصر چلا گیا۔ سلطان مصر نے اس کا بیحد اکرام کیا اور اس کو اپنا مہمان رکھا، پھر وہ شام کو ہوتا ہوا فریضہ حج ادا کرنے کیلئے حجاز کی طرف چلا گیا۔

شوال میں مدینہ منورہ سے خطوط بھیجے کہ ۱۳ رمضان المبارک کو مدینہ پر بجلی گری، جس کی وجہ سے مدینہ، مسجد شریف کی چھت، خزانہ اور کتابیں جل گئیں۔ سوائے دیواروں کے کچھ باقی نہیں رہا، جو ایک ہولناک واقعہ ہے۔

المتوکل کا انتقال: چہار شنبہ ختم محرم الحرام ۹۰۳ ہجری کو امیر المسلمین متوکل علی اللہ کا انتقال ہو گیا اور اپنے بیٹے یعقوب کو المستمسک باللہ کا خطاب دے کر ولی عہد بنا گیا۔ امیر المسلمین متوکل علی اللہ کے حالات آخری حالات ہیں جو میں نے اس تاریخ ''تاریخ الخلفاء'' میں لکھے ہیں۔

میں نے اس کتاب کی تصنیف میں حوادثات کے متعلق تاریخ ذہبی سے لیے ہیں، جس میں ۷۰۰ ہجری تک کے حالات درج ہیں۔ پھر تاریخ ابن کثیر سے جس سے ۷۳۸ ہجری تک کے واقعات قلمبند ہیں، پھر مسالک سے جس سے ۷۷۳ ہجری تک کے حالات موجود ہیں۔ پھر ابناء العمر مصنفہ علامہ ابن حجرؒ سے لیے ہیں، جس میں ۸۵۰ ہجری تک کے واقعات لکھے ہیں۔ حوادث کے علاوہ میں نے حسب ذیل تواریخوں سے اقتباس لیے ہیں۔ تاریخ بغداد مصنفہ خطیب (دس جلدیں) تاریخ دمشق مصنفہ ابن عساکر (ستاون جلدیں) اوراق مصنفہ صولی (سات جلدیں) طیورات (تین جلدیں) حلیہ ابونعیم (سات جلدیں) مجالسہ مصنفہ دینوری، تاریخ کامل مصنفہ مبرد (دو جلدیں) امالی مصنفہ ثعلب (ایک جلد) و دیگر کتب تواریخ وغیرہ۔

حکومت امویہ جو اسپین میں قائم ہوئی پر ایک نظر

سب سے پہلے یہاں کا بادشاہ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام عبدالملک بن مروان ہے، جب یہ

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۱۴۸ ہجری میں اسپین بھاگ کر گیا تو یہاں سے اس کی خلافت پر بیعت کی گئی۔صاحب علم اور عادل شخص تھا۔ربیع الآخر ۱۷۰ ہجری میں انتقال کیا۔اس کے بعد اس کا بیٹا ہشام ابو لولید تخت نشین ہوا جس نے صفر ۱۸۰ ہجری میں انتقال کیا۔ہشام کے بعد اس کا بیٹا الحکم ابو المظفر بہ لقب المرتضیٰ تخت پر بیٹھا اور ذی الحجہ ۲۰۲ ہجری میں مر گیا۔اس کا جانشین اس کا بیٹا عبد الرحمن ثانی ہوا۔یہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے بنی امیہ کی سلطنت کو اسپین میں مضبوط کیا اور اس کی جڑیں قائم کر دیں۔خلافت کی بزرگی اسپین میں جاری کی۔اس کے زمانہ میں اسپن کے اندر لباس میں زینت کی گئی۔درہم تیار کرائے گئے اس سے پہلے یہاں دار الضرب (ٹکسال) نہیں تھا بلکہ اہل مشرق اپنے یہاں سے جو درہم لاتے تھے وہی یہاں چلا کرتے تھے۔اس نے دار الضرب قائم کیا، یہ اپنی جبروت وسطوت میں ولید بن عبد الملک کے مشابہ تھا اور کتب فلسفہ رائج کرنے میں مامون عباسی کے مثل تھا۔اسی نے اسپین میں سب سے اول فلسفہ کو روشناس کرایا۔

۲۳۹ ہجری میں اس کا انتقال ہوا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا محمد تخت نشین ہوا جو صفر ۲۷۳ ہجری میں فوت ہوا۔اس کے بعد اسپن میں اس کا بیٹا المنذر بادشاہ ہوا اور اس نے صفر ۲۷۵ ہجری میں وفات پائی۔بعد ازاں اس کا بھائی عبد اللہ تخت نشین ہوا۔یہ خلفاء اندلس میں از روئے علم اور دین کے سب سے بہتر تھا۔ربیع الاول ۳۰۰ ہجری میں اس کا انتقال ہوا اور اس کی جگہ اس کا پوتا عبد الرحمن بن محمد بہ لقب الناصر تخت نشین ہوا۔یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس کو خلافت کا لقب دیا اور امیر المومنین کے نام سے پکارا گیا۔اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب مقتدر کے زمانہ میں خلافت عباسیہ کمزور ہوگئی تو اس نے خلافت کا دعویٰ کر کے امیر المومنین کا لقب اختیار کر لیا۔اس سے پہلے تمام بادشاہ اسپن محض امیر کے لفظ سے یاد کیے جاتے تھے۔

رمضان المبارک ۳۵۰ ہجری میں اس کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ اسکا بیٹا الحاکم المستنصر بادشاہ ہوا جو صفر ۳۶۶ ہجری میں مر گیا۔اس کے بعد اس کا بیٹا ہشام المؤید تخت پر بیٹا۔ ۳۹۹ ہجری میں اس کو علیحدہ کیا گیا اور قید کر دیا گیا۔اس کی جگہ محمد ہشام بن عبد الجبار بن الناصر عبد الرحمن بہ لقب المہدیٰ تخت پر بیٹھا۔ابھی چھ مہینے ہی حکومت کی تھی کہ اس پر اس کے بھتیجے ہشام بن سلیمان بن الناصر عبد الرحمن نے حملہ کر دیا اور وہ بادشاہ ہوگیا۔اس نے اپنا لقب الرشید مقرر کیا۔اس پر اسکا چچا چڑھ آیا اور اس کو قتل کر کے خود بادشاہ بن گیا۔رعایا نے متفق ہو کر اس کو علیحدہ کر دیا۔یہ کہیں چھپ گیا مگر آخر تلاش کے بعد قتل کر دیا گیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

لوگوں نے ہشام مقتول کے بھتیجے سلیمان بن حکم المستنصر سے بیعت کر لی اور المستعین اس کا لقب مقرر کر دیا پھر خود لوگوں نے اس کے ساتھ لڑائی کر کے اسے ۴۰۶ ہجری میں قید کر دیا۔ اور عبدالرحمن بن عبدالملک بن الناصر کو المرتضیٰ کا خطاب دے کر اس سے بیعت کر لی اور یہ بھی آخر سال میں قتل ہو گیا۔ اس کے بعد دولت امویہ مردہ ہو گئی اور حکومت علویہ حسنیہ قائم ہو گئی۔ حکومت علویہ کا بادشاہ الناصر علی بن حمود محرم ۴۰۷ ہجری میں تخت نشین ہوا۔

ذوالقعدہ ۴۰۸ ہجری میں قتل ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی المامون القاسم بادشاہ ہوا اور ۴۱۱ ہجری میں اس کو علیحدہ کیا گیا۔ اس کی علیحدگی کے بعد اس کا بھتیجا یحییٰ بن الناصر علی بن حمود بہ لقب مستعلی بادشاہ ہوا۔ اور ایک سال سات ماہ کے بعد قتل ہو گیا۔ دولت امویہ اب پھر لوٹ آئی اور المستظہر عبدالرحمن بن ہشام بن عبدالجبار اموی بادشاہ ہوا۔ مگر پچاس روز کے بعد قتل کر دیا گیا اور محمد بن عبدالرحمن بن عبیداللہ بن الناصر عبدالرحمان بہ لقب المستکفی تخت نشین ہوا۔ ایک سال چار ماہ کے بعد علیحدہ ہوا، اور اس کی جگہ ہشام بن محمد بن عبدالملک بن الناصر عبدالرحمن بہ لقب المعتمد بادشاہ ہوا، کچھ دنوں کے بعد اس کو بھی علیحدہ کیا گیا اور قید کر دیا گیا۔ اور صفر ۴۰۰ ہجری سے کچھ زائد ہجری میں یہ قید میں مر گیا اور اسی کی موت کے ساتھ حکومت امویہ کا بھی اسپین میں خاتمہ ہو گیا۔

دولت خبیثہ عبیدیہ پر ایک نظر

جس شخص نے اس حکومت کو سب سے اول مغرب میں قائم کیا وہ المہدی عبیداللہ ہے۔ اس نے اس حکومت کی بنیاد ۲۹۶ ہجری میں ڈالی اور خود ۳۲۲ ہجری میں مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا القائم بامر اللہ محمد جانشین ہوا۔ ۳۳۳ ہجری میں یہ بھی مر گیا۔ اس کے قائم مقام اس کا بیٹا المنصور اسمٰعیل تخت نشین ہوا جو ۳۴۱ ہجری میں مر گیا۔ اس کا بیٹا المعز الدین اللہ سعد بادشاہ ہوا، جو ۳۶۲ ہجری میں قاہرہ میں داخل ہوا، اور ۳۶۵ ہجری میں مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا جانشین اس کا بیٹا العزیز بزار قائم ہوا، اور وہ بھی ۳۸۶ ہجری میں مر گیا۔ اسکے بعد اس کا بیٹا الحاکم بامر اللہ منصور تخت نشین ہوا، جو ۴۱۱ ہجری میں قتل کر دیا گیا، پھر اس کا لڑکا الظاہر لاعزاز دین اللہ علی سلطنت پر قائم ہوا۔ ۴۲۸ ہجری میں یہ بھی مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر محمد تخت سلطنت پر قابض ہوا، جو ۴۸۷ ہجری میں فوت ہو گیا۔ اس حساب اس نے ساٹھ سال چار ماہ حکومت کی۔

علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ میری رائے میں کسی خلیفہ یا بادشاہ اسلام نے اتنی مدت تک حکومت نہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کی۔اس کے بعد اس کا بیٹا المستعلی باللہ احمد قائم ہوا۔ جو ۴۹۵ ہجری میں مرگیا۔اس کے بعد اس کا بیٹا الآمر باحکام اللہ منصور بعمر پانچ سال بادشاہ ہوا۔ ۵۲۴ ہجری میں بغیر کوئی اولاد چھوڑے قتل کر دیا گیا۔اس کے بعد اس کا چچازاد بھائی الحافظ لدین اللہ عبدالمجید ابن محمد بن المستنصر قائم ہوا۔ ۵۴۴ ہجری میں یہ بھی مرگیا۔اس کی جگہ اس کا بیٹا الظافر باللہ اسماعیل قائم ہوا جو ۵۴۹ ہجری میں قتل کر دیا گیا۔اس کے بعد اس کا بیٹا الفائز بنصر اللہ عیسیٰ تخت نشین ہوا۔ یہ بھی ۵۵۵ ہجری میں مرگیا۔ سلطنت پر اب العاضد الدین اللہ عبداللہ بن یوسف ابن الحافظ لدین اللہ قائم ہوا۔ ۵۶۷ ہجری میں علیحدہ ہوا، اور اسی سال مرگیا۔اب مصر میں دولت عباسیہ قائم ہوگئی اور دولت عبیدیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ عبیدیہ کے چودہ بادشاہ ہوئے جو بہ تکلف خلیفہ بنے کسی نے از خود ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔

حکومت بنی طباطبا علویہ حسینیہ پر ایک نظر

اس حکومت کی بنیاد ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم طباطبا نے جمادی الاول ۱۹۹ ہجری میں قائم کی اور اسی زمانہ میں الہادی یحییٰ بن الحسین بن قاسم بن طباطبا نے یمن میں حکومت قائم کی اور امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ ذوالحجہ ۲۰۸ ہجری میں اس کا انتقال ہوگیا۔اس کی جگہ اس کا بیٹا المرتضیٰ محمد تخت پر بیٹھا جو ۳۲۰ ہجری میں فوت ہوگیا۔اس کے بعد اس کا بھائی الناصر احمد تخت پر قائم ہوا۔اس کا انتقال ۳۲۳ ہجری میں ہوگیا۔اس کے بجائے اس کا بیٹا المنتخب الحسین تخت پر آیا اور ۳۲۹ ہجری میں مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی مختار القاسم تخت نشین ہوا۔ماہ شوال ۳۴۴ ہجری میں یہ بھی قتل کر دیا گیا، پھر اس کا بھائی الہادی محمد پھر اس کے بعد الرشید العباس بیٹھا اور اس کے بعد ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

دولت طبرستان پر ایک نظر

حکومت طبرستانیہ پر چھ آدمی برسر اقتدار ہوئے۔اول تین بنی الحسن سے اور ان کے بعد تین بنی الحسین سے، ہشام الداعی الی الحق حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسین بن زید بن جواد بن حسن بن حسین بن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ۲۵۰ ہجری میں رے اور دیلم میں حکومت قائم کی۔اس کے بعد اس کا بھائی القائم بالحق محمد جانشین ہوا اور ۲۸۸ ہجری میں قتل ہوا۔اس کے بعد اس کا پوتا المہدی الحسن بن زید القائم بالحق برسر حکومت آیا اور اس کے بعد (مصنف نے اس سے آگے اصل

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

کتاب میں جگہ خالی چھوڑ دی ہے اور کچھ بیان نہیں کیا۔مترجم)

فائدہ: ابن حاتم نے اپنی تفسیر میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ جس وقت سے دنیا عدم سے ظہور میں آئی ہے اس وقت سے دنیا میں کوئی نہ کوئی حادثہ ہر صدی کے شروع میں ضرور واقع ہوا ہے۔

میں (امام سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ سب سے پہلی صدی ہجری میں فتنہ حجاج ظہور میں آیا۔

دوسری صدی میں خلیفہ مامون کا فتنہ اٹھا۔یعنی وہ اپنے بھائی امین سے لڑا،جس میں بغداد کے محاسن پر پانی پھر گیا،اہل بغداد تباہ ہوئے،امین قتل ہوا۔پھر اس نے لوگوں ک خلق قرآن میں آزمایا۔ یہ اس امت میں سب سے بڑا فتنہ اور بدعت کے اعتبار سے سب پہلی بدعت ہے۔اس سے پہلے کسی خلیفہ نے کسی کو کسی بدعت کی طرف نہیں بلایا تھا۔

تیسری صدی ہجری میں قرامطی کا خراج ہوا۔اس کے بعد مقتدر کا فتنہ اٹھا جبکہ اس کو علیحدہ کیا گیا اور ابن معتز سے بیعت کی گئی۔اس کے بعد مقتدر دوسرے روز پھر خلیفہ ہوا۔قاضی ذبح ہوا۔اکثر علماء قتل ہوئے اس سے پہلے اسلام میں کوئی قاضی قتل نہیں ہوا تھا۔اس کے بعد تفریق کا کلمہ کا فتنہ متغلبین کا غلبہ جو شہروں پر اب تک چلا آتا ہے ہے ہوا۔منجملہ ان کے دولت عبیدیہ کا قائم ہونا تجھے اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ لوگوں نے فساد کفر علماء کا قتل صلحاء کو ذبح کرایا۔

چوتھی صدی ہجری میں الحاکم کا فتنہ جو شیطان لئیم کے اشارہ سے تھا،نہ خداوند کریم کے حکم سے اس پر خود اس کے افعال شاہد ہیں۔

پانچویں صدی ہجری میں شام اور بیت المقدس کا فرنگیوں کے پاس چلا جانا۔

چھٹی صدی ہجری سخت قحط کا پڑنا،جس کی نظیر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے بعد کہیں نہیں ملتی۔نیز تاتاریوں کی آمد کی ابتدا۔

ساتویں صدی ہجری میں تاتاریوں کا فتنہ عظمیٰ کہ جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔جس میں مسلمانوں کے خون کے دریا بہہ گئے۔

آٹھویں صدی ہجری یں فتنہ تمرلنگ کہ جس کے فتنہ عظیم کے سامنے فتنہ تاتار بھی ہیچ ہوگیا۔

میں اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نویں آپ ہمیں نوی صدی ہجری کے فتنہ کو نہ دکھلانے اور اس سے پہلے ہی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے اپنے جوار رحمت میں بلا لے۔

❁❁❁❁

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145 — شعبہ ناظرہ: 200

درسِ نظامی: 105 — شعبہِ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ: 14 اساتذہ — شعبہ درسِ نظامی وتجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2 — خادم: 4 — چوکیدار: 2

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:00500025657003 - branchcode:0050

@markazuloloom — waseem ziyai

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com